خاندان

اسلام کی نظر میں

تالیف

استاد حسین انصاریان

ترجمہ

نثار احمد زنیوری

ANSARIYAN
PUBLICATIONS . QUM

انصاریان پبلیکشنز قم

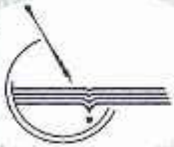
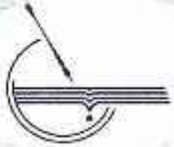
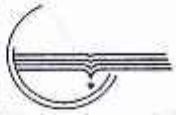

انتشارات انصاریان قم

مؤسسة انصاریان قم

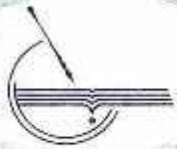

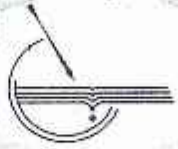

ANSARIYAN
PUBLICATIONS . QUM

انصاریان پبلیکشنز قم

ANSARIYAN
PUBLICATIONS . QUM

انصاریان پبلیکشنز قم

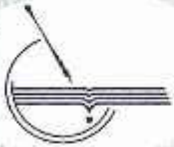
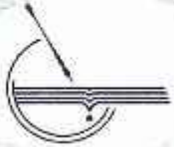
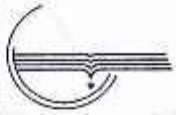

انتشارات انصاریان قم

مؤسسة انصاریان قم

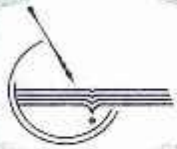

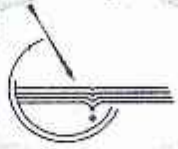

ANSARIYAN
PUBLICATIONS . QUM

انصاریان پبلیکشنز قم

خاندان

اسلام کی نظر میں

تألیف

استاد حسین انصاریان

ترجمہ

نثار احمد زینپوری

بسم الله الرحمن الرحيم

انصاریان، حسین،
خـــاندان اســـلام کـــی نظر میں/ تألیف حسین انصاریان؛ ترجمه نثار احمد زین پوری.- قم: انصاریان پبلیکیشنز، ۱۳۸۰=۲۰۰۱.
۵۲۰ ص.
عنوان اصلی: نظام خانواده در اسلام
اردو.
شابك: ۵-۳۴۳-۴۳۸-۹۶۴ ISBN 964-438-343-5
۱. خاندان اور اسلام. ۲. شادی اسلام میں. الف. زین پوری، نثار احمد مترجم. ب. عنوان. ج. عنوان: نظام خانواده در اسلام.
۲خ۸الف/۱۷/RP۲۳۰ ۲۹۷/۴۸۳۱

نام کتاب

خاندان اسلام کی نظر میں

اردو

تألیف: استاد حسین انصاریان

ترجمه: نثار احمد زین پوری

ناشر: انصاریان پبلیکیشنز – قم

طبع اول ۱۴۲۲-۱۳۸۰ چهاپخانه: افق – قم

تعداد صفحات: ۵۲۰ ص. تعداد: ۲۰۰۰ نسخة

سایز: ۱۷x۲۳ سم

ISBN:۹۶۴-۴۳۸-۳۴۳-۵

جمله حقوق بحق ناشر محفوظ هیں

انصاریان پبلیکیشنـــز

پوسٹ بکس نمبر ۱۸۷

قم - جمهوری اسلامی ایران

ٹیلی فون نمبر ۷۷۴۱۷۴۴ (۲۵۱) (۹۸) فاکس: ۷۷۴۲۶۴۷

Email: ansarian@noornet.net

فہرست

پیش گفتار	۱۷
۱۔ کائنات میں ازدواج کا دستور	۲۱
جمادات میں تزویج کا دستور	۲۲
نباتات میں تزویج کا دستور	۲۶
انسان اور ازدواج	۳۰
نکاح کے لئے مشکلیں نہ کھڑی کریں۔	۳۲
شادی کی اہمیت احادیث کی نظر میں۔	۳۵
۲۔ خاندان اور معاشرے میں تقوائے الٰہی	۴۱
حقیقت تقویٰ	۴۲
تقویٰ اور اس کے مراتب	۴۴
حاجی سبزواری اور قناعت	۴۵
اسراف	۴۵
تقوے کی وصیت	۴۷

اصل تقویٰ کی پہچان	۴۹
پرہیزگار بیبیاں	۵۱
شمالی کمانے والا	۵۳
۳۔ اسلام میں شادی کے بلند مقاصد	۵۵
پاک گھر	۵۶
بدترین	۵۸
استعداد کا نکھار	۶۰
گھر اور اہل خانہ کے لئے کوشش	۶۲
شادی کا مقصد بلند ہونا چاہئے۔	۶۴
مغرب کا نظام خانوادہ۔	۶۶
۴۔ تاریخ بشریت اور اسلام میں عورت کی حیثیت	۶۹
گمراہ انسان کی عورت کے بارے میں کجروی	۷۰
اسلام کا جواب	۷۲
عورت کی حیات وحیثیت	۸۴
۵۔ اسلام میں مرد وعورت کا استقلال	۹۱
انسان کا استقلال وحریت	۹۲
ایک عجیب حکایت	۹۳
ایک اہم مسئلہ	۹۷

شائستہ بیوی ۹۸

شادی میں مرد و عورت کا استقلال ۱۰۴

۶۔ وحی کی زبان میں عورت کا مرتبہ ۱۰۷

خدا کا پاک آئین ۱۰۸

خدا کی ربوبیت و رحمت سے انبیاء کا توسل ۱۱۱

خدا کی عبادت ۱۱۴

عورت، وحی کی زبان میں ۱۱۵

سعادت و شقاوت کا معیار ۱۱۸

عورت کے بارے میں شب معراج کی ایک عجیب حدیث ۱۱۹

۷۔ شادی کے مشکلات ۱۲۳

شادی کے مسئلہ میں سخت گیری ۱۲۴

دوسروں سے خود کا موازنہ کریں۔ ۱۲۶

تکبر، صفت شیطانی ۱۳۰

سادہ شادی کی داستان ۱۳۳

حریص شیطانی مسئلہ ۱۳۶

زیادہ مہر ۱۳۷

قرآن بہترین مہر ہے۔ ۱۳۹

۸۔ خدائی شرائط اور اسلامی شادی ۱۴۱

دین اور دینداری	۱۴۲
ہمسری	۱۴۵
ان لوگوں کو لڑکی نہ دو	۱۵۰
ایسی عورتوں سے شادی نہ کرو	۱۵۳
۹۔ شریک حیات کے انتخاب کا طریقہ	۱۵۷
رحمت حق سے محروم	۱۵۸
راہ کمال	۱۶۱
اسلام میں شریک حیات کا انتخاب	۱۶۳
حیرت انگیز داستان	۱۶۶
شریک حیات کے انتخاب میں اسلامی و انسانی شرائط	۱۶۶
۱۰۔ شادی سے متعلق اسلام کی رسوم	۱۷۷
شادی کے لئے گفتگو	۱۷۸
دلہن کا جہیز	۱۸۴
جہیز کا بہترین نمونہ	۱۸۴
دعا	۱۸۷
عقد کے آداب و واقعات	۱۸۸
آداب مباشرت	۱۹۲
۱۱۔ خاندان کا نظام حفظان صحت	۱۹۷

اسلام میں صفائی اور حفظان صحت	۱۹۸
دہان اور دانتوں کی سلامتی	۲۰۵
خوراک میں نظم	۲۰۸
ایک سبق آموز داستان	۲۱۲
۱۲- اخلاق اسلامی عائلی نظام میں	۲۱۵
اخلاق حسنہ کی اہمیت	۲۱۶
محبت اور اس کی نشانی	۲۱۹
کم توقعی	۲۲۳
عفو و چشم پوشی	۲۲۶
تغافل	۲۲۹
غیظ و غضب	۲۳۲
فخر کرنا	۲۳۵
سلوک	۲۳۷
بول چال	۲۳۸
۱۳- عورت کا پردہ اور پاکدامنی	۲۴۳
پردے کے فوائد	۲۴۴
حیرت انگیز حقیقت	۲۵۰
مغربی معاشرے کے بارے میں	۲۵۱

مغربی ممتاز افراد کا نظریہ ۲۵۱
امام حسینؑ کا ایک پروگرام ۲۵۴
پردہ اور آنکھ لڑانا قرآن کی نظر میں ۲۵۵
قرآن مجید کی نظر میں عورت کے محرم ۲۵۹
۱۴- زندگی میں امن وسکون ۲۶۱
خوبیاں اور برائیاں ۲۶۲
جہالت ونادانی ۲۶۳
علم ومعرفت ۲۶۵
دلی حقائق کا سرچشمہ ۲۶۷
قیامت میں عذاب ۲۷۲
نیک ماں باپ ۲۷۴
۱۵- خاندان میں فضیلت کے جلوے ۲۷۷
خلوص نیت ۲۷۸
خلوص نیت کی انتہا ۲۷۹
حیرت انگیز خلوص ۲۸۰
تقویٰ وعدالت ۲۸۳
مرتبہ فضیلت ۲۸۹
ایک سبق آموز داستان ۲۹۱

ایک عجیب واقعہ	۲۹۲
۱۶- اسلام اور گھر اور اہل وعیال کے مادی مسائل	۲۹۷
ثروت کا خیر وشر	۲۹۸
حلال وحرام	۳۰۱
خود کو حلال سے محروم نہ کرو	۳۰۳
بیوی، بچوں کے اخراجات حلال کمائی سے پورے کرو۔	۳۰۴
رسولؐ اور غذائے حلال	۳۰۵
رزق و روزی کی وسعت کا سبب	۳۰۸
مال حرام	۳۱۰
اصلاحِ مال جوانمردی کی علامت	۳۱۱
"تائبُ خدا کا دوست ہے۔	۳۱۲
۱۷- خاندان میں معنویت کے اصول	۳۱۷
معنوی نعمتیں	۳۱۸
عقل	۳۱۸
قرآن مجید	۳۲۳
نبوت	۳۲۶
امامت	۳۲۸
علماء دین	۳۲۸

نماز	۳۲۹
۱۸۔ خاندان کے سرپرست کی عظیم ذمہ داری	۳۳۳
بہشت عنبر سرشت	۳۳۸
اہم فریضہ	۳۴۱
۱۹۔ اسلام میں زن وشوہر کے حقوق	۳۴۳
خاندان کے حقوق	۳۴۴
گھریلو اسباب کی فراہمی	۳۴۷
مباشرت	۳۴۷
زندگی میں کشادگی۔	۳۴۸
عورت کا احترام	۳۵۰
آراستہ اور پاکیزہ ہونا	۳۵۲
خوش بیانی	۳۵۳
اپنے ارادہ و اختیار کی رعایت کرو۔	۳۵۴
عورت پر مرد کے حقوق	۳۵۵
اطاعت	۳۵۷
فرمانبرداری	۳۵۸
گھر سے باہر جانا	۳۶۰
شوہر کو ستانے اور اس سے بدزبانی کرنے سے پرہیز۔	۳۶۲

گھر میں کام	۳۶۴
شوہر کا احترام	۳۶۵
غیر شوہر کے لئے سنگھار نہ کرو	۳۶۷
شوہر کی اجازت کے بغیر مال میں تصرف نہ کرے۔	۳۶۸
۲۰۔ حمل، دودھ پلائی اور نام گزاری کا زمانہ	۳۷۱
حمل کا زمانہ	۳۷۲
حمل کے زمانے کے فرائض	۳۷۷
ولادت	۳۸۰
نوزاد کا لباس	۳۸۲
نوزاد کی اولین غذا	۳۸۲
اذان و اقامت	۳۸۲
ماں کا دودھ	۳۸۴
نام گذاری	۳۴۷
۲۱۔ اسلام میں فرزندداری	۳۹۱
بچہ کی قدر و قیمت	۳۹۲
اولاد سے محبت	۳۹۷
بچہ کو بوسہ دینا	۳۹۸
۲۲۔ اسلام میں بیٹی دار ہونیکی فضیلت	۴۰۱

بیٹی ہونے کے سلسلہ میں چند روایات۔	۴۰۵
۲۳۔ بچہ کی تربیت میں ماں کا کردار	۴۱۳
بچہ ماں کے وجود کا ماحصل	۴۱۴
پاکی کے باغ کا میوہ	۴۱۵
ماں میری بدبختی کا سبب	۴۱۸
کبھی نور عبادت کم رنگ ہو جاتا ہے۔	۴۱۹
ایک نورانی شادی۔	۴۲۰
شیخ سوشتری کی ماں	۴۲۱
تربیت میں ظاہر و باطن کی طہارت کا جلوہ	۴۲۱
۲۴۔ بچہ کی تربیت میں باپ کا کردار	۴۲۳
چار حقائق	۴۲۴
امیرالمومنینؑ کا گریہ	۴۲۶
اہل عذاب	۴۲۶
جوانو! بیدار ہو	۴۲۹
گمراہ باپ اور بچوں کا فریضہ	۴۳۱
فضیلت والے باپ	۴۳۲
نابکار باپ اور صالح بیٹا	۴۳۴
حرام خوری	۴۳۵

باکرامت باپ	۴۳۶
۲۵۔ ماں باپ پر بچے کے حقوق	۴۳۹
خیر کی طرف	۴۴۰
والدین پر اولاد کے حقوق	۴۴۲
حلال و حرام کے آثار	۴۴۳
شیخ زاہد	۴۴۵
ایک دلچسپ یادداشت	۴۴۷
والدین توجہ فرمائیں	۴۴۹
۲۶۔ بچوں پر ماں باپ کے حقوق	۴۵۱
اہم فریضہ	۴۵۲
ایک عجیب نکتہ	۴۵۵
ماں باپ کے حقوق کے بارے میں روایات	۴۵۶
شیخ انصاری اور ان کی والدہ	۴۶۱
ماں کا عاق	۴۶۱
۲۷۔ ایک دوسرے کے عزیزوں کے بارے میں میاں بیوی کا فریضہ	۴۶۳
عزیز و اقارب	۴۶۴
۲۸۔ صلۂ رحم	۴۷۳
قرآن اور صلۂ رحم	۴۷۴

ایک نیک مشورہ	۴۷۷
عجیب واقعہ	۴۷۸
روایات صلہ رحم	۴۷۹
قطع رحم کی روایات	۴۸۲
۲۹ - خاندان کی نیک بختی اور بدبختی کے اسباب	۴۸۵
سعادت و شقاوت	۴۸۶
انصاف	۴۸۷
نرم خوئی	۴۸۹
نصیحت	۴۹۱
ادب	۴۹۳
اتہام سے خاندان کا تحفظ	۴۹۴
وفائے عہد	۴۹۶
مشورہ	۴۹۸
تواضع	۴۹۹
چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام کرو	۵۰۱
مہمانداری	۵۰۲
بدبختی کی وجوہ	۵۰۴

۳۰۔ طلاق اور میراث	۵۰۵
طلاق	۵۰۶
طلاق کے مقدمات	۵۰۸
غیبت	۵۰۹
تہمت و افتراء	۵۱۲
ایک سبق	۵۱۳
طلاق قرآن کی نظر میں	۵۱۳
زندگی کا خاتمہ	۵۱۷

پیش گفتار

معاشرہ میں محسوس کی جانے کی ضرورت کی بنا پر ۱۳۶۳ھ سے میں نے محرم، صفر اور ماہ رمضان کی مجالس اور دیگر تقریروں میں "اسلام میں خاندان کا نظام" کے موضوع کو آیات قرآن اور معتبر ترین کتابوں میں نقل ہونے والی احادیث کی بنیاد پر شروع کیا۔ چنانچہ مجالس میں مومنین اور خاص طور پر جوانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس موضوع سے لوگوں کی دلچسپی بھی خدا ہی کا لطف تھا کہ وہ ہمیشہ سے شریعت اسلامیہ اور دین و احکام کا محافظ ہے۔

دیکھتے ہی دیکھتے اس کی تیس[۳۰] آڈیو اور ویڈیو کیسٹ ملک شہر میں پھیل گئیں اور کچھ دنوں کے بعد انھیں کیسٹوں کے مطالب کو تقریر ہی کے انداز میں تہران کے ایک اخبار نے شائع کر دیا اس طرح تارین تک مطالب پہونچ گئے اور توقع کے مطابق معاشرہ میں انھیں بڑی مقبولیت ملی کہ یہ تقاریر، قرآن اور معارف اہلبیتؑ کی روشنی میں تیار کی گئی تھیں، اور قرآن و معارف فطرت انسان سے ہم آہنگ ہیں یہی اس کی مادی و معنوی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔

بعض برادران اور احباب نے مجھ سے بارہا تقاضا کیا کہ ان تقریروں کو کتابی شکل دے دوں، تاکہ ملت اسلامیہ ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکے لیکن سات سال تو عرفان اسلامی کی ۱۲ جلدیں لکھنے میں صرف ہوئے اسی طرح صحیفہ سجادیہ کی شرح "دیار عاشقان" لکھنے میں پانچ سال لگ گئے

اس کے علاوہ بعض اخباروں کے لئے مسلسل مقالات و مضامین نویسی نے مجھے اس کام کی مہلت نہ دی، ملک بھر میں تبلیغی پروگراموں کے سلسلہ میں جانے میں کافی وقت صرف ہوگیا لیکن دوستوں کا اصرار بڑھتا ہی جاتا تھا۔

عالم اسلام کی عظیم خاتون حضرت فاطمہ زہراؑ کی شہادت کے موقع پر چونکہ ازدواجی و عائلی زندگی میں عالم بشریت کے لئے نمونہ ہیں اور ان کا نظام خانوادگی اسلام میں بہترین نظام خاندان ہے۔ برادر محترم جناب رضا کلھر جو کہ مطبوعاتی ادارہ کے مالک مومن جوشیلے اور مہذب جوان ہیں اور حوزہ علمیہ قم میں میں خود بھی اس مقدس حوزہ کا طالب علم ہوں خدمت کر رہے ہیں تہران تشریف لائے اور مجھ سے ان کیسٹوں کو لکھنے اور ان کو کتابی شکل دینے کی اجازت طلب کی اس سے مجھے خود میری اور دوستوں کی دیرینہ آرزو پوری ہوتی ہوئی معلوم ہوئی میں نے اجازت دے دی لیکن میرے پاس ابھی تک وقت کی کمی کا عذر باقی تھا۔

تیس۳۰ کیسٹ جناب کلھر صاحب نے لکھی ہیں تقریر کے دوران جن روایات کا حوالہ دیا گیا تھا موصوف نے ان کے مدارک بھی فراہم کر دیئے ہیں کیسٹوں کو تحریری صورت میں میرے سامنے پیش کیا گیا اس مسودہ کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا کہ اس میں حذف و اضافہ ناگزیر ہے لکھی گئی کیسٹوں کی بازنویسی میں دو ماہ سے زیادہ کا عرصہ لگا، تب یہ کتاب اس صورت میں آئی جو کہ آپ کے سامنے ہے مستقل طور پر کوئی کتاب لکھنا اس سے کہیں آسان ہے کہ تقریر کی کیسٹوں سے کتاب مرتب کی جائے اس کتاب کا حسن قرآن کی آیات، روایات اور اولیاء خدا کی داستان زندگی سے ہے اور اس میں جو خامی ہے وہ میرے قلم کی وجہ سے ہے قارئین اس کے حسن و خوبی کو دل و جان سے قبول فرمائیں اور اس کی خامیوں سے اپنے بڑے پن سے چشم پوشی فرمائیں اور خط کے ذریعہ مجھے میری لغزشوں سے اس پر پتہ مطلع فرمائیں

موسسہ انتشاراتی ام ابیہا قم پوسٹ ۹۱۳-۳۷۱۸۵

امید ہے کہ یہ کتاب خاندانوں خصوصاً جوان لڑکے اور لڑکیوں کے لئے کہ جن کی نئی نئی شادی ہوئی ہے یا شادی کرنا چاہتے ہیں مفید ثابت ہوگی، اور اس سے ان کے خاندان کا نظام مرضی حق کے مطابق ہو جائے گا، اور انھیں دنیا و آخرت کی سعادت نصیب ہوگی

یہ تقریریں اس انداز سے ہوئی ہیں کہ زندگی کے آغاز سے اس کے اختتام تک کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں، بیس عنوان تقریروں میں سے انتخاب کئے گئے ہیں جن کی تفصیل فہرست میں موجود ہے۔

اس کتاب کو آپ دولہا، دلہن کو ہدیہ کے طور پر دے سکتے ہیں کہ اس سے ان کی زندگی میں رحمت حق کے آثار نمودار ہوں گے اور آپ کو بہت زیادہ ثواب ملے گا۔

حسین انصاریان

﴿و من كلّ شيءٍ خلقنا زوجين لعلّكم تذكّرون﴾

« الذاريات / ۴۹ »

۱

کائنات میں ازدواج کا دستور

ومن کلّ شیٔ خلقنا زوجین لعلّکم تذکّرون

الذاریات: ۴۹

کائنات میں ازدواج کا دستور

جمادات میں تزویج کا نظام

عادل و حاکم اور حکمت والے خدا نے کائنات کے محکم نظام اور میدانِ آفرینش میں ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا ہے۔ اس حقیقت سے کائنات کی کوئی چیز بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔ اس ناقابلِ انکار حقیقت کی طرف قرآن مجید نے اس وقت متعدد آیتوں میں اشارہ کیا تھا جب انسان کا علم اور اس کی تحقیق اس حد تک نہیں پہونچی تھی۔ سورۂ الذاریات کی ۴۹ ویں آیت میں بیان ہوا ہے ہستی کے موجودات خواہ ان کا تعلق جمادات سے ہو یا نباتات، حیوانات اور انسان سے ہو سب کو جوڑے کی شکل میں پیدا کیا گیا ہے۔

یہ عظیم خبر، علمی بات، واضح بیان وہ بھی تمام مخلوقات کے بارے میں ـــــ علمی ترقی سے صدیوں قبل، مکہ و مدینہ جیسے شہر میں کہ جہاں ایک لفظ لکھنے والے اور پڑھنے والے کا وجود نہیں تھا، جہاں کتاب و مدرسہ نہیں تھا۔ قرآن مجید کا معجزہ ہے اور اس کی اصالت پر محکم دلیل، اس کے علمی ہونے کا عظیم برہان اور نبوت خاتم النبیینؐ کی صداقت کا قوی ثبوت ہے۔

کائنات کے دیگر مسائل کے بارے میں قرآن مجید میں ایسی آیتیں موجود ہیں کہ جن

کو دیکھ کر آج کے سائنس داں انگشت بدنداں ہیں اور محوِ حیرت ہیں۔ قرآن مجید کسی بھی انسان کے لئے، خواہ وہ کسی بھی مرتبہ و منزلت کا ہو، اپنی حقانیت کے بارے میں شک کی گنجائش نہیں چھوڑتا ہے اور اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ وہ حیاتِ بشر کی شاہراہ پر چراغِ ہدایت ہے۔

ذالک الکتاب لاریب فیہ[1]

اس نے ہر قسم کے جوڑے کے اندر ایک دوسرے کی محبت اور ایک دوسرے کے لئے کشش پیدا کی ہے تاکہ یہ کشش اور یہ رابطہ ایک خاص نظام اور مخصوص حالات کے تحت، خواہ نظامِ تکوین میں، خواہ نظامِ شریعت میں، ازدواج، جفت گیری اور توالد و تناسل پر منتہی ہے اور نظامِ آفرینش کی بقا کا باعث قرار پائے اور ہر جنس و نوع کے موجودات زندگی کی لذتوں، حیات کی مسرتوں، اپنے اور دوسرے کے وجود سے بہرہ مند ہو سکے۔

عالمِ جمادات میں تولیدِ نسل کا رابطہ خواہ کسی بھی صورت میں ہو، ایک عنصر کا دوسرے عنصر سے ترکیب کے میلان کی صورت میں ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں تیسرا عنصر وجود میں آجاتا ہے جیسے آکسیجن و ہائیڈروجن کی ترکیب۔ یہ دونوں ہی گرم اور جلا دینے والے ہیں۔ ان دونوں گرم و جلا دینے والی گیسوں کی ترکیب کا نتیجہ سرمایۂ حیات و نشاط ٹھنڈا پانی ہے یا جذب و انجذاب سے بہت سے نتائج برآمد ہوتے ہیں یا مثبت و منفی کو ملانے سے بے شمار منافع حاصل ہوتے ہیں۔ یہ سب کارگاہِ ہستی کی حیرت انگیزیوں اور عالمین کے پروردگار کی رحمت کا محصول ہے۔

یہی رابطہ جو دو یا اس سے زیادہ عناصر کے درمیان برقرار ہوتا ہے یا جمادات کے درمیان ایک دوسرے سے جو عشق ہے یہی ان کی کثرتِ نسل، ان کی نوع کی بقا اور نظام

---

[1] سورۂ بقرہ: ۳

خلقت و ہستی کے حسن کا باعث ہے۔

واقعاً یہ کتنی حیرت انگیز طاقت اور کتنا عظیم ارادہ ہے کہ جس نے دو جلتے ہوئے اور جلا دینے والے عناصر کے درمیان ایسی الفت اور عشق کی ایسی کیفیت پیدا کر دی ہے کہ جس سے ان دونوں کے ملنے سے ٹھنڈا پانی اور صاف و شفاف چشمہ اور جوش مارتے ہوئے ندی نالے اور بڑے بڑے دریا عظیم سمندر اور روم و جھوم بارش وجود میں آگئی !!!

یہ کتنی حیرت انگیز طاقت ہے کہ جس نے مختلف عناصر کی ترکیب سے سیاہ خاک کے سینہ میں پتھر کے دل میں الماس پیدا کئے ہیں۔

یہ کیسا قاہری ارادہ ہے کہ جس نے چند مادوں کو ملا کر یمن کے کانوں میں سرخ عقیق اور نیشاپور کی خاک میں آسمانی رنگ کے فیروزے پیدا کئے اور زمین میں حیوانات کے گوہر کو ملا کر انسان کے کام آنے والی ہزاروں قسم کی چیز پیدا کرتا ہے۔

یہ کتنی عظیم رحمت و لطف ہے کہ جو مٹی اور پتھر کو اور دوسرے مواد کو ملا کر سونے چاندی جیسی دھات پیدا کرتا ہے اور لوہا و سیمنٹ پیدا کرتا ہے۔

یہ کون سا ارادہ و حکمت ہے کہ جو عناصر کی ترکیب سے اپنے بندوں کو نعمتوں سے مالا مال کرتا ہے۔ یہ کون سا ارادہ و حکمت ہے کہ جس نے سورج و زمین اور آگ کے اس گولے کے تمام عناصر اور زمین کے عناصر کے درمیان ایسا عشق و محبت پیدا کر دیا ہے کہ سورج کے عناصر کی زمین کے عناصر سے ترکیب اور سورج کے مواد کا زمین کے مواد سے ملاپ و وصال کے نتیجہ میں خود قرآن کے بقول اتنی نعمتیں وجود میں آتی ہیں کہ جن کا شمار ممکن نہیں ہے۔

خدا وہ ہے کہ جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے اور اوپر سے پانی کو نازل کیا ہے اور اس کے ذریعہ میووں کو تمھاری روزی قرار دیا ہے اور کشتی کو تمھارے تابع کر دیا ہے تاکہ دریا میں اس کے حکم سے چلے اور روئے زمین پر دریاؤں کو تمھارے اختیار میں دے دیا اور چاند سورج کو کہ دونوں ہی حرکت میں ہیں تمھارے لئے مسخر کر دیا ہے رات دن کو تمھارے تابع کر دیا اور جو کچھ تم اس سے طلب کرتے ہو وہ تمھیں دیتا ہے اگر

خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو اس کی نعمتوں کو ہرگز شمار نہیں کر سکتے [1]

عناصر کی کشش و تمایل، جذب و انجذاب اور ان کے مثبت و منفی ہونے کا انداز اور توالد و تناسل کے لئے ان کے درمیان عاشقانہ رابطہ خاص نظم و قوانین کی بنیاد پر ہے اور عادلانہ ہے۔ اس کشش و تمایل میں افراط و تفریط نہیں ہے اور اس محبت و رابطہ میں سستی نہیں آتی ہے۔ اس حسین و عاشقانہ دنیا میں لڑائی و اختلاف نہیں ہے اور اس محبتی شادی کے بعد طلاق و جدائی کا کوئی مفہوم نہیں ہے۔ اگر اس وسیع و عریض خلقت میں اختلاف و ناراضگی اور طلاق کا مفہوم ہوتا اور جدائی و بے مہری کی گنجائش ہوتی تو ہر طرف مذموم حرکتیں اور فساد ہی فساد ہوتے حالات سازگار نہ رہتے بلکہ بساط ہی الٹ جاتی۔

جمادات کے ہر عنصر کا مخصوص وزن اور معین فاصلہ ہے اور ہر ایک اپنے حال کے مطابق حرکت و ارتقار کی منزلیں طے کر رہا ہے اور ہر ایک کی دوسرے سے ترکیب کفو ہونے کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ عناصر اپنے مخصوص و معین نظام سے جدا نہیں ہوتے ہیں اور اس بہترین نظام کے تحت جہاں بھی ہوتے ہیں اپنے وجود و قانون کی رعایت کرتے ہیں۔

"نہ سورج چاند تک پہنچ سکتا ہے اور نہ رات دن سے پہلے ہو سکتی ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے مدار و محور میں تیرتے رہتے ہیں۔" یٰس: ۴۰

عالم بالا کے عناصر وزن، حجم، طول و عریض عمق، رنگ و صفات اور فاصلہ منجملہ سورج و زمین کے درمیان کے فاصلے جو کہ ۱۵۰ ملیون کیلو میٹر ہے۔ میں کبھی کمی بیشی نہیں ہوتی ہے۔ اگر یہ فاصلہ زیادہ ہو جائے تو روئے زمین کے تمام موجودات منجمد ہو جائیں اور اگر کم ہو جائے تو کرۂ خاکی کے سارے موجودات جل جائیں۔ اس میں خدا کا علم و عدل اور اس کے لامتناہی حکمت کے علاوہ کہ جس کی بنیاد پر کارگاہ ہستی کا نظام چل رہا ہے اور کچھ دیکھنے میں

---

[1] آل عمران ۱۹۱

نہیں آتا ہے۔ باابصیرت منصف مزاج، روشن ضمیر، بیدار چشم بینا رکھنے والے اور پاکباز نظام ہستی کو دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو وہ خضوع وخشوع کے ساتھ اس کے پیدا کرنے والے اور اس حیرت انگیز کائنات کو منظم کرنے والے کو یاد کر کے تہہ دل سے کہتے ہیں۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا[1]

اے ہمارے پروردگار! تو نے اس
ہستی کو بیکار نہیں پیدا کیا ہے۔

ایں ہمہ نقش عجب بر در و دیوار وجود
ہر تفکرت نکند نقش بود بر دیوار

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں نظم ونسق، عدل اور حق اور حقیقت کارفرما ہے اور تمام موجودات کے وجود میں خدا کے اسماء وصفات عیاں ہے اور اس کے اسماء وصفات کے خط اتنے روشن ہیں کہ جنھیں ان پڑھ بھی محسوس کر سکتا ہے۔

بنزد آنکہ جانش در تجلد است — ہمہ عالم صفات حق تعالیٰ است

اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ تمام موجودات اپنے خاص نظام کے ساتھ اپنے محبوب ومقصود پروردگار تک پہنچنے کے لئے سیدھے راستے پر چل رہے ہیں۔

وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى[2]

نباتات میں تزویج کا نظام

نباتات کی زندگی میں جفت گیری اور تناسل وتزویج کا نظام کچھ ایسا ہے کہ جو ہر دیکھنے والے کو حیرت زدہ کر دیتا ہے یہاں تک کہ اس اہم مسئلہ کے ہر پہلو کی توضیح وتفسیر کی بھی اجازت نہیں دیتا ہے۔ اس حیرت انگیز حقیقت کو۔ جو کہ اپنے ساتھ تعجب آور قوانین، غیر

---

[1] آل عمران: ۱۹۱ [2] نجم: ۴۲

معمولی و باریک ضابطے اور مخصوص حالات لئے ہوئے ہے چند جملوں میں قارئین کے لئے پیش کرتے ہیں۔

اگر آپ نے پھولوں کے بارے میں غور کیا ہوگا تو دیکھا ہوگا کہ ان کے درمیان میں باریک قسم کا پھول کا زیرہ ہوتا ہے اور پھولوں میں اس کی مقدار مختلف ہوتی ہے البتہ نظام مخصوص ہوتا ہے ان پھول کے زیروں پر چھوٹا سا ابھار ہوتا ہے جس کا رنگ پیلا ہوتا ہے اس کو 'بساک' کہتے ہیں اور بساک کے درمیان ایک چھوٹی سی تھیلی ہوتی ہے جس میں چار خانے ہوتے ہیں۔ اس میں کچھ دانے ہوتے ہیں۔ یہ دانے بہت ہی باریک ہوتے ہیں جو کہ حیوانات کے نطفے سے مشابہ ہوتے ہیں۔

جب ان میں پیوند کاری یا گابھ کا عمل انجام پذیر ہو جاتا ہے تو مادہ پھول کا بیج بن جاتا ہے۔ یہ دانے چھوٹے ہونے کے باوجود اپنی جگہ مخصوص وجود رکھتے ہیں یعنی پھول بھلیاں قسم کی عمارت ہوتی ہے جس کی نزاکت بڑی ہی تعجب آور ہوتی ہے اور ان میں پرٹوپلاسم کا مادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح چربی، شکر، ایک قسم کا ست ازکی ہوتی ہے اور ان کے وسط میں دو بیج ہوتے ہیں ایک چھوٹا اور دوسرا بڑا۔ بڑے بیج روئندہ۔ اُگنے والا اور چھوٹے کو زائندہ پیدا کرنے والا کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کا کیا کام ہے یہ عنقریب بیان ہوگا۔

مادہ وہی حصہ ہے جو پھول کے اوپر ہوتا ہے اور اس اٹھے ہوئے حصہ کے بالائی حصہ میں ہوتا ہے اور اس کی سطح کو لس دار مادہ چھپائے رہتا ہے۔ یہی لس دار مادہ نر کے دانوں کو جذب و محفوظ کرتا ہے اور انھیں اگانے میں مدد کرتا ہے۔

مادہ کے نیچے جو کہ پھول کے تحتانی حصہ سے متصل رہتا ہے ایک ابھرا ہوا حصہ ہوتا ہے کہ جس کو تخم دان کہا جاتا ہے۔ اس میں چھوٹے چھوٹے بیج ہوتے ہیں جن کا ایک حصہ تخم دان کی دیوار سے متصل ہوتا ہے جس کے ذریعہ وہ پانی اور مخصوص غذا حاصل کرتا ہے۔ چھوٹے بیجوں کا بھی اپنا مخصوص و قابل ملاحظہ وجود ہوتا ہے۔

زفاف کا عمل

جب بساک کی گرد کی تھیلی پھٹ جاتی ہے اور یہ گرد جیسی ہی کلالڈ مادہ پر

بڑتی ہے ویسے ہی نمو شروع ہو جاتا ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر کر دینا ضروری ہے کہ کلالۂ مادہ تک اس گرد کے پہنچنے کے مختلف وسائل ہیں کہ کائنات کا گہرا مطالعہ کرنے والے انھیں دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتے ہیں۔

ان ہی مختلف وسائل میں سے حشرات بھی ہیں جو لاشعوری طور پر اس حیاتی فریضہ کو انجام دیتے ہیں یعنی پھولوں کے مخصوص رنگ، بو اور ان کے مٹھاس کے سبب یہ حشرات ان پر جا کر بیٹھتے ہیں اور یہ اپنے پیروں سے اس گرد کو یہاں سے وہاں پہنچا دیتے ہیں۔ یہ کام خصوصاً ان پھولوں میں کہ جن کے نر و مادہ کا میلہ جدا ہے اور دو پایوں پر استوار ہے، بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ جب گرد کے ذرات کلالہ پر پڑ جاتے ہیں اور رشد و نمو کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے تو بڑا بیج جس کا ذکر ہو چکا ہے بھی اس کے ساتھ نمو کرنے لگتا ہے اور تخم دان کی طرف جھکنے لگتا ہے اور اس کے قریب پہنچ کر نابود ہو جاتا ہے لیکن چھوٹا بیج جو کہ جننے والا ہوتا ہے وہ اس باریک نلی سے گزر کر تخم دان میں داخل ہوتا ہے اور پھر اس مخفی و اندھیری جگہ پر زفاف و پیوند کاری کا عمل انجام پاتا ہے اور پھول کا نطفہ پڑتا ہے اور اصلی تخم وجود میں آجاتا ہے۔

آب و ہوا اور انسان کے ذریعہ بھی نباتات کے زفاف و جفت گیری کا عمل انجام پاتا ہے۔ نباتات کی سطح زندگی جفت گیری کے توانین کی وہی کیفیت ہے جو جمادات کے اندر ہے۔ خدا کے ارادے کے تحت زفاف و تناسل کا کام بغیر کسی اختلاف اور نزاع و طلاق کے انجام پذیر ہوتا رہتا ہے اور اس طرح وہ زندہ موجودات خصوصاً انسان کے لئے پھل اور اناج و میوہ جات پیدا کرتا ہے۔

حیوانات میں ازدواج اور تناسل کا نظام

زندگی سے لذت اندوز ہونے، بقائے نسل اور اس کی کثرت سے محبت کا جو حیرت

انگیز رابطہ حیوانات کے نر و مادہ کے درمیان دیکھنے میں آتا ہے اُسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اس حیاتی مسئلہ حیوانات کی توجہ اور ان کے درمیان ازدواج و مشترک زندگی کا جو نظم و ضبط ہے اس سے ہر غور کرنے والا محوِ حیرت ہے۔

گھونسلہ بنانے، راز چھپانے اور جگہ و وقت کے انتخاب اور سب سے اہم جفت کھانے کے عمل، بچوں کی ضروریات پوری کرنے، ان کی تعلیم و تربیت اور انھیں خطرات و حوادث سے بچانے کے سلسلے میں نر و مادہ ایک دوسرے کا جو تعاون کرتے ہیں وہ ان کی زندگی پر محیط ہے درحقیقت یہ خدا کے ارادوں کی تجلی ہے اُسے ہستی کے عجائبات میں شمار کرنا چاہیئے۔ انڈا دینے اور پستان رکھنے والے جانوروں کا جو طریقہ جفت گیری اور انڈوں، جنین اور بچوں کی حفاظت جو دستور ہے اس سے انسان انگشت بدنداں ہے۔

ازدواج اور نسل بڑھانے اور اولاد پھیلانے کے جو قوانین ہیں وہ خدائی ہیں۔

مَامِن دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ
رَبِّي عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

زمین پر رینگنے والوں میں سے ہر ایک کی
پیشانی اسی کے قبضہ میں ہے۔ میرے پروردگار
کا راستہ بالکل سیدھا ہے۔

کوئی بھی حیوان دوسری جنس کے حیوان کی طرف رغبت نہیں کرتا ہے اگرچہ وہ بھی اسی نوع کا جانور ہے اور اس کے اندر بھی جنسی شہوت موجود ہے۔ ان میں کوئی بھی نر اپنی شہوت کو غلط کاری اور ناپاکی سے آلودہ نہیں کرتا ہے اور خدا کے سیدھے راستے سے منحرف نہیں ہوتا ہے۔ جنسی غریزوں میں حیوانات کجرو نہیں ہیں۔

نر جانور کا نطفہ اسی مادہ کے لئے ہے جو اس سے مخصوص ہے۔ اس سلسلے میں وہ غیر کی طرف دیکھتا بھی نہیں ہے۔ وہ ایک دوسرے کو غلط نگاہ سے نہیں دیکھتے ہیں اور اپنی مادہ کو چھوڑ کر دوسرے کی مادہ پر تجاوز نہیں کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں انڈا دینے والوں اور

پستانداروں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

آفرینش ہمہ تنبیہہ خداوند دل است
دل نہ دارد کہ نہ دارد بہ خداوند اقرار

چرندے، پرندے، پیٹ کے بل زمین پر چلنے والے اور پانی میں زندگی بسر کرنے والے جانوروں کی زندگی کے سارے مسائل خصوصاً نسل بڑھانے کے سلسلے میں جو نظم وضبط پایا جاتا ہے وہ اہلِ نظر کے لئے حیرت انگیز ہے۔ جن قوانین و حالات کے تحت حیوانات زندگی گزارتے ہیں وہ ان لوگوں کے لئے درسِ عبرت ہیں جو حق کی ہدایت سے دور ہو گئے ہیں اور زندگی کی معنویت و نورانیت کو گنوا بیٹھے ہیں۔ حیوانات کے درمیان ایسا ہی نظم ہے جیسا چاند، سورج، آسمان و زمین اور جمادات و نباتات میں ہے۔

انسان اور ازدواج

حیوانات، نباتات اور جمادات میں ازدواج اور تولید و تناسل تکوین کے قوانین کی بنیاد پر اور غرائز کی صحیح جہت گیری کے لحاظ سے ہوتا ہے لیکن انسانوں کے درمیان زندگی کے اس مسئلہ اور فطری منصوبہ کو شریعت کے مقررات اور ان الٰہی قوانین کی اساس پر ہونا چاہیئے جو کہ قرآن مجید اور انبیاء و ائمہ کی احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔

اس حقیقت کی ابتداء خدا کے ارادے کے تحت خواہش، دوستی، عشق اور مرد و عورت کے درمیان مہربانی سے ہوتی ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا
إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے
تمہارا جوڑا تمھیں میں سے پیدا کیا ہے تاکہ تمھیں

اس سے سکون حاصل ہو اور پھر تمھارے درمیان
محبت و رحمت قرار دی اور اس میں ان لوگوں
کے لئے نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں۔
وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا
وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا

اور خدا وہ ہے کہ جس نے انسان کو پانی سے پیدا
کیا اور پھر اسے خاندان اور سسرال والا بنا دیا
اور آپ کا پروردگار بہت قدرت رکھنے والا
ہے۔

شادی کرنا اسلام میں بجائے خود مستحب اور پسندیدہ فعل ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ جب غیر شادی شدہ رہنے سے گناہ و معصیت کے ارتکاب کا اندیشہ نہ ہو اور فحشا و منکرات میں مبتلا ہونے کا ڈر نہ ہو۔ اس کے علاوہ شادی کرنا واجب ہے۔ اس صورت میں شادی سے متعلق حکم خدا پر دل و جان سے عمل کرے اور مستقبل میں ہونے والے مادی اخراجات کا خوف دل میں نہ لائے کہ مستقبل میں زندگی کی بسر کے بارے میں خوف زدہ رہنا شیطانی عمل ہے اس سے نفس کمزور ہوتا ہے اور کائنات کو چلانے والے پر اعتماد نہ ہونے کا باعث ہے۔

سورۂ نور کی ایک آیت میں خداوند عالم شادی کا حکم اور اخراجات پورا کرنے کی ضمانت کو اس طرح بیان فرماتا ہے

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ
إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ
وَاسِعٌ عَلِيمٌ

اپنی غیر شادی شدہ لڑکیوں، کنیزوں اور اپنے
شائستہ غلاموں کا نکاح کر دو اور ان کی

شادی کے وسائل فراہم کرو چنانچہ اگر وہ نادار ہیں
تو خدا انھیں اپنے فضل سے مالا مال کر دے گا اور
اللہ صاحب وسعت و علم ہے۔

"انکحو" قواعد کے لحاظ سے امر کا صیغہ ہے جس سے معاشرہ کا کوئی فرد مستثنیٰ نہیں ہے۔ مرد و عورت سب کے لئے ہے۔

جن لوگوں کو شادی کی ضرورت ہے یہ آیت ان کے لئے شادی کو واجب قرار دیتی ہے کہ اس کے بغیر وہ پاک دامن نہیں رہ سکتے۔ ایک لحاظ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ خاندان والوں خصوصاً والدین اور مالدار لوگوں کو چاہیے کہ وہ لڑکے لڑکیوں کی شادی کے سلسلے میں اقدام کریں۔

نکاح کے لئے مشکلیں نہ کھڑی کریں

جب گلِ شہوت کھِل جاتا ہے تو اس وقت شادی کی ضرورت فطری طور پر پیدا ہو جاتی ہے اور اس انسانی و حیاتی ضرورت کا کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا ہے۔ شروع میں لڑکے اور لڑکیوں میں مستقبل کے بارے میں کچھ امیدیں اور آرزوئیں پیدا ہوتی ہیں اور سب سے پہلے شادی کی آرزو پیدا ہوتی ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جو ہر شخص خصوصاً جوان لڑکے لڑکیوں کے والدین کے لئے روزِ روشن کی طرح آشکار ہے۔

گناہ سے بچنے اور معاشرہ کو برائیوں سے محفوظ رکھنے کا بہترین اور محکم و بلند ترین راستہ یہی ہے کہ مناسب وقت پر لڑکے لڑکیوں کی شادی کر دی جائے اور یہ ایسی حقیقت ہے کہ جس کا انکار احمق، جاہل مرد اور بے شعور عورت ہی کر سکتی ہے۔

اس بنیاد پر پہلے مرحلہ میں والدین اور ان لوگوں کے لئے لازم ہے کہ جو شادی کے مسائل میں شریک و دخیل ہیں کہ وہ خدا کے مطلوب امر میں آسانیاں پیدا کریں اور شادی کا آسان طریقہ فراہم کریں۔ اس کے بعد ان لڑکے اور لڑکیوں کے لئے جو کہ ایک دوسرے سے

شادی کرنا چاہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے سے بے جا توقعات اور سخت شرطیں نہ رکھیں تاکہ شہوت و غرائز اور خواہشیں آسانی کے ساتھ پوری ہو جائیں اور ایک کامیاب زندگی کی بنیاد قائم ہو جائے۔ دنیا و آخرت کی فلاح بھی میسّر ہو جائے۔

بے شک جو لوگ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کی زندگی کے مسائل خصوصاً شادی کے سلسلے میں آسانیاں فراہم کرتے ہیں۔ قرآن و روایات کی رُو سے خدا ان کے لئے دنیا و آخرت خصوصاً عرصۂ محشر میں حساب و کتاب اور میزان کو آسان کر دے گا اور جو مرد و عورت تند خو، سخت گیر اور ہر چیز میں فی نکالنے والے ہیں جن کی وجہ سے لڑکے لڑکیاں شہوت کی چکی میں پس کر نفسیاتی مریض ہو جاتے ہیں اور پاک دامن گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان کی امیدیں و آرزوئیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ محشر میں ایسے مرد و عورت کا حساب کتاب سخت ہوگا اور ان پر خدا غضبناک ہوگا اور وہ خدا کے عذاب کی آگ میں جلیں گے۔

شادی نکاح کے بارے میں زیادہ چھان بین کرنے سے انسان لاشعوری طور پر سخت گیر ہو جاتا ہے جبکہ طبیعت و فطرت ازدواج میں یہ فعل آسانی سے انجام پذیر ہو جاتا ہے اگر موجودات کی زندگی میں ازدواج کا مسئلہ دشوار ہوتا تو یہ بہترین نظام اس صورت میں نظر نہ آتا جس میں آج نظر آ رہا ہے۔

والدین اور لڑکے لڑکی کو چاہیئے کہ اس خدائی اور انسانی منصوبہ کے مقدمات، مہر کے تعین، منگنی کے جشن، نکاح کی محفل اور مجلسی و رسم و رواج کے سلسلے میں سختی سے کام نہ لیں اور ایسے پروگراموں سے پرہیز کریں جو دونوں خاندانوں کی طاقت سے باہر ہو تاکہ شادی آسانی سے ہو جائے اور خدا تمھارے دنیا و آخرت کے مسائل کو آسان کر دے۔

اہلِ تقویٰ کا طریقہ اختیار کریں اور خیر و برکت کے اس چشمہ سے استفادہ کریں — اولیاء اللہ کے طریقہ سے زندگی بسر کریں کہ دنیا و آخرت کی فلاح، نیک بختی و سعادت اور شرافت و کرامت کو ان ہی عاشقانِ جمالِ ازل و ابد کی ہم آہنگی سے وجود ملتا ہے۔

حضرت علیؑ اہلِ تقویٰ کا تعارف اس طرح کراتے ہیں:۔

أَنفُسُهُم عَفِيفَةٌ وَحَاجَاتُهُم خَفِيفَةٌ وَخَيرَاتُهُم
مَأمُولَةٌ وَشُرُورُهُم مَأمُونَةٌ

ان کا وجود آلودگی سے محفوظ ہے۔ ان کی
ضرورتیں بہت مختصر ہیں۔ ان سے ہر نیکی کی
توقع کی جاتی ہے اور ہر ایک ان کے شر سے
محفوظ ہے۔

جن لوگوں کا شادی میں ہاتھ ہوتا ہے انھیں چاہیے کہ توقعات، طاقت سے زیادہ شرطیں لگانے، ہوا و ہوس کی پیروی، غلط رسم و رواج کی پیروی، ایک دوسرے کی ضد اور نکاح کے تمام امور میں سختی سے پرہیز کریں اور شادی کے مسائل ابتدا سے تقویٰ کی بنیاد پر حل کئے جائیں اور رضائے حق کے حصول کے لئے خیر و صلاح، سہولت و نرمی اختیار کریں۔ شادی کے بعد مرد پر واجب ہے کہ جس لڑکی کو اس نے پہلے اس لحاظ سے دیکھا اور شادی کے لئے پسند کیا اور اس سے نکاح کیا ہے تو اس کے ساتھ زندگی گزارے اور اس خدائی رحمت و مودت کا ضامن اور پاسبان رہے جو ان دونوں کے درمیان برقرار ہوگئی ہے۔ اسی طرح لڑکی کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اس شوہر کے ساتھ نباہ کرے اور ہر لحاظ سے اس کے حقوق پورے کرے کہ جس کو اس نے شرعی لحاظ سے شوہر تسلیم کیا ہے۔

واضح رہے کہ زیادہ پرتکلف جشن، مہمانوں کی کثرت، غیر منطقی رسوم کی ادائیگی اور شرائط کی بھرمار سے حقوق کا تحفظ نہیں ہوتا ہے بلکہ امور کا تحفظ کفو کے انتخاب، آسان و سادہ پروگرام، اخلاق اسلامی کی پابندی اور میاں بیوی کے خدائی و انسانی حقوق کی ادائیگی سے ہوتا ہے۔ زوجیت کو باقی رکھنے کے لئے مرد و عورت کے ایک دوسرے سے مہر و محبت اور عشق و الفت کے اظہار سے اور زندگی کو جنجال و آشوب سے محفوظ رکھنے اور نفسیاتی بیماریوں کے عوامل سے پرہیز سے ہوتا ہے۔

حضرت امیرالمومنینؑ اور حضرت فاطمہ زہراؑ ایسے میاں بیوی کی زندگی ہر مسلمان مرد و

عورت کے لئے بہترین درس ہے۔ فاطمہؑ اپنے خاندان خصوصاً اپنے شوہر کے لئے باعث آرام وسکون، گھر میں آرام کے اسباب فراہم کرنے والی ہیں اور علیؑ سربراہی کا اعلیٰ نمونہ اور بچوں کے لئے شفیق باپ، بہترین مربی اور گھر کے امور میں بیوی کے بہترین معاون ہیں۔ آپ گھر کے عام امور جیسے صفائی، آٹا گوندھنا، بچوں کی دیکھ بھال میں مدد کرتے تھے۔ گھر کے امور کی انجام دہی میں بیوی کو مشکل میں نہیں دیکھ سکتے تھے اور یہ نہیں چاہتے تھے کہ گھریلو زندگی کے تمام امور فاطمہؑ ہی کے ذمہ رہیں۔

ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت کرنا، مرد و عورت دونوں پر واجب ہے۔ زندگی کے تمام امور میں ایک دوسرے کے مددگار رہیں اور یہ خیال نہ کریں کہ فرعون و نمرود اور تاریخ کے سرکش افراد کے اعمال میں ظلم میں بلکہ ہر وہ ناحق فعل ظلم ہے جس سے دوسرے کا دل دکھتا ہو۔ خدا ظلم اور ظالم کو دوست نہیں رکھتا ہے اور کسی پر زیادتی کو خواہ کم ہی کیوں نہ ہو پسند نہیں کرتا ہے۔

انشاء اللہ آئندہ ہم اسلام میں خاندان کے نظام سے متعلق تمام مسائل بتدریج بیان کریں گے۔ فی الحال حدیث کی معتبر کتابوں سے شادی کی اہمیت اور نکاح کے فوائد سے متعلق چند حدیثیں نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ گزارش ہے کہ آپ ان احادیث کے بارے میں غور کریں۔ ممکن ہے کہ اس طرح آپ اخلاقی مسائل سے واقف ہو جائیں اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اسلام جیسا حسین و حکیمانہ منصوبہ کسی بھی مذہب کے پاس نہیں ہے۔

شادی کی اہمیت احادیث کی نظر میں

عَنِ النَّبِیِّ قَالَ یُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ فِی أَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ
عِنْدَ نُزُولِ الْمَطَرِ، وَعِنْدَ نَظَرِ الْوَلَدِ فِی وَجْهِ
الْوَالِدِ وَعِنْدَ فَتْحِ بَابِ الْکَعْبَةِ وَعَقْدِ النِّکَاحِ

رسولؐ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا چار موقعوں پر انسان کے لئے آسمان کے دروازے کھلتے ہیں بارش ہوتے وقت، جب بیٹا محبت سے باپ کے چہرہ کی طرف دیکھتا ہے، جب خانہ کعبہ کا دروازہ کھلتا ہے اور نکاح کے وقت۔

قَالَ النَّبِیؐ تَزَوَّجُوا وَزَوِّجُوا الْأَیِّمَ فَمَنْ حَظَّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِنْفَاقُ تِمَّةِ أَیِّمِهِ وَمَا مِنْ شَیْءٍ أَحَبَّ إِلَی اللّٰهِ مِنْ بَیْتٍ یُعْمَرُ فِی الْإِسْلَامِ بِالنِّکَاحِ

رسولؐ نے فرمایا شادی کرو۔ اپنے غیر شادی شدہ بیٹے بیٹیوں کی شادی کرو۔ ایک مسلمان کی نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ کسی عورت کی شادی کے اخراجات برداشت کرے۔ خدا کے نزدیک اس گھر سے زیادہ محبوب کوئی گھر نہیں ہے جو کہ اسلام میں نکاح کے ذریعہ آباد ہوتا ہے۔

قَالَ النَّبِیؐ زَوِّجُوا أَیَامَاکُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ یُحْسِنُ لَهُمْ فِی إِخْلَاقِهِمْ وَیُوَسِّعُ لَهُمْ فِی أَرْزَاقِهِمْ وَیَزِیدُهُمْ فِی مُرُوَّاتِهِمْ

رسولؐ نے فرمایا اپنے غیر شادی شدہ مردوں کی شادی کر دو تاکہ خدا ان کے اخلاق کو سنوار دے اور ان کی روزی میں وسعت عطا کرے اور ان کی مروّت میں اضافہ کرے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِؐ اَلنِّکَاحُ سُنَّتِی فَمَنْ رَغِبَ عَنْ

سُنَّتِی فَلَیسَ مِنِّی

رسولؐ نے فرمایا نکاح میری سنت ہے پھر جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ مَن تَزَوَّجَ فَقَد أَحرَزَ نِصفَ دِینِهِ فَلیَتَّقِ اللّٰهَ فِی النِّصفِ البَاقِی

رسولؐ نے فرمایا جس نے شادی کر لی اس نے اپنا نصف دین بچا لیا دوسرے نصف حصہ کے بارے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرے۔

عَن اَبِی عَبدِ اللّٰهِؑ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَی أَبِی فَقَالَ لَهُ : هَل لَکَ مِن زَوجَةٍ قَالَ لَا فَقَالَ أَبِی مَا اُحِبُّ أَنَّ لِی الدُّنیَا وَمَا فِیهَا وَأَنِّی بِتُّ لَیلَةً وَلَیسَت لِی زَوجَةٌ

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں ایک شخص میرے والد حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا بیوی رکھتے ہو۔ عرض کی نہیں۔ والد نے اس سے فرمایا اگر مجھے دنیا و ما فیھا دے دی جائے اور ایک شب زوجہ کے بغیر گزارنے کے لئے کہا جائے تو میں اسے قبول نہیں کروں گا۔ اس کے بعد والد نے سلسلۂ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔

اَلرَّکعَتَانِ یُصَلِّیهِمَا رَجُلٌ مُتَزَوِّجٌ أَفضَلُ مِن رَجُلٍ أَعزَبَ یَقُومُ لَیلَهُ وَیَصُومُ نَهَارَهُ

شادی شدہ مرد کی دو رکعت نماز اس غیر شادی شدہ مرد کی عبادت سے افضل ہے جو شب بھر عبادت کرتا اور دن میں روزہ رکھتا۔ اس کے بعد میرے والد نے اسے سات دینار دئے اور فرمایا ان سے اپنی شادی کا سامان فراہم کرو کہ رسولؐ نے فرمایا ہے۔

اتخذوا الاهل فانه ارزق لكم

شادی کرو کہ اس سے رزق میں وسعت ہوتی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِؐ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ من استطاع منكم الباءة فليتزوج فانه أغض للبصر واحصن للفرج

رسولؐ نے فرمایا۔ جوانو! جو بھی تم میں سے استطاعت رکھتا ہو اُسے شادی کر لینا چاہیئے تاکہ تمھاری آنکھیں کم سے کم عورتوں کا تعاقب کریں اور تمھارا دامن پاک رہے۔

وَقَالَؐ مَا مِنْ بِنَاءٍ فِي الْإِسْلَامِ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ التَّزْوِيجِ

رسولؐ نے فرمایا۔ اسلام میں خدا کے نزدیک شادی سب سے محبوب چیز ہے۔

وَقَالَ من تَزَوَّجَ فَقَدْ أُعْطِيَ نِصْفَ السَّعَادَةِ

نیز رسولؐ نے فرمایا جس نے شادی کر لی اس نے نصف سعادت حاصل کر لی۔

قَالَ النَّبِیُّ مَا مِنْ شَابٍّ تَزَوَّجَ فِی حَدَاثَۃِ سِنِّہٖ
اِلَّا عَجَّ الشَّیْطَانُ یَا وَیْلَہٗ یَا وَیْلَہٗ عَصَمَ مِنِّی
ثُلُثَیْ دِیْنِہٖ فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ الْعَبْدُ فِی الثُّلُثِ الْبَاقِی

رسولؐ نے فرمایا کوئی شخص شباب میں شادی نہیں
کرتا مگر یہ کہ شیطان فریاد کرتا ہے وائے ہو اس پر
وائے ہو اس پر اس نے مجھ سے اپنا دو ثلث دین
بچا لیا ہے اب بندہ کو ایک ثلث دین کے بارے
میں خدا کا تقویٰ اختیار کرنا چاہیے۔

ہائیں شادی کی اتنی زیادہ اہمیت ہے۔ اس سے مرد و عورت کو کتنا فائدہ پہنچتا ہے اور اسلام نے شادی کی اتنی زیادہ اہمیت بیان کی ہے۔

اے کاش معاشرہ اس خدائی و انسانی امر کو آسان بنانے کے لئے کوشش کرتا اور مشکلیں کھڑی کرنے اور طاقت فرسا شرطیں لگانے سے پرہیز کرتا' اپنی طاقت و توانائی کے مطابق ان مراسم کو انجام دیتا اور اس سلسلے میں قناعت سے کام لے کر اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرتا کہ لڑکے لڑکیاں اپنی فطری خواہشوں سے لطف اندوز ہوتے اور ان کی تمنائیں پوری ہو جاتیں اور ان شہوت و عزیزہ جو کہ خدا کی نعمت ہے' کفران نعمت میں تبدیل نہ ہوتی اور ان کے پاک دامن گناہ و معصیت سے آلودہ نہ ہوتے۔ آرزوؤں کا گھٹ کر رہنا عزیزہ و شہوت میں انحراف فساد و آلودگی کا پھیلنا' ہوس گناہ' مشت زنی و زنا' دوسروں کے ناموس پر تجاوز' تعلیم و عبادت میں سستی' عصبی و نفسانی بیماریوں کا مظاہرہ اور ایسی ہی دوسری بلاؤں کا سرچشمہ کیا ہے۔

مندرجہ بالا سوالات پہلے مرحلہ میں سخت موقف رکھنے والے رسموں کے اسیر والدین سے اور دوسرے مرحلہ میں خود ان لڑکے لڑکیوں سے جو کہ تقویٰ سے دور ہیں اور تیسرے مرحلہ میں ان لوگوں سے جواب طلب کئے جائیں جو جوانوں کو شادی کرانے کے اسباب فراہم

کر سکتے ہیں لیکن راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے بُخل کرتے ہیں۔ جو شخص کبھی اس دنیا میں عقلی و منطقی اور قابل قبول جواب دے گا یقیناً وہ عدالتِ الٰہیہ میں قیامت کے روز بھی جواب دے گا۔

﴿ ولباس التقوى ذلك خير ﴾

« اعراف / ۲۶ »

۲

خاندان اور معاشرے میں تقوائے الٰہی

ولباس التقویٰ ذالک خیر

اعراف: ۲۶

خاندان اور معاشرہ میں

تقوائے الٰہی

حقیقت تقویٰ

اس بہترین کلمہ "تقویٰ" کی اصل اور اساس و مصدر "وقی" ہے۔ "وقی" کے معنی خود کو محفوظ رکھنے اور خدا کی حرام کردہ چیزوں سے پرہیز کرنے کے ہیں۔

درحقیقت "وقی" ایک ایسا حوصلہ اور ایسی طاقت و توانائی ہے کہ جو ترک گناہ اور حرام و معصیت اختیار کی لذتوں سے نفس کو روکے رکھنے کی مشق و ریاضت سے حاصل ہوتا ہے۔ تقویٰ اختیار کرنے اور گناہوں سے خود کو محفوظ رکھنے کا حوصلہ پیدا کرنا بہترین اقدام اور پسندیدہ عمل ہے۔ تقویٰ اختیار کرنا ایک ایسی عبادت ہے جو خدا کے حکم سے کی جاتی ہے اور ایسا عمل ہے کہ جس سے خدا ضرور خوشنود ہوگا۔ بدنی، مالی اور اخلاقی عبادتوں کے بجا لانے کا فلسفہ، حیات انسانی کی سطح پر تقویٰ کو ابھارنا ہے۔ جس عبادت سے تقویٰ پیدا نہ ہو وہ عبادت نہیں ہے۔ تقویٰ کرامت بنیاد، شرافت کی جڑ، کامیابی کا ضامن اور دنیا و آخرت

کی بھلائی کا کلید ہے۔

معاشرہ ہزاروں خاندانوں سے مل کر بنتا ہے اور خاندان میاں بیوی اور چند بچوں سے وجود میں آتا ہے۔ اصل میں خاندان اور معاشرہ کی بنیاد افراد ہی ہوتے ہیں اگر نوعِ انسانی کی ایک ایک فرد متقی اور پرہیزگار بن جائے تو صحیح خاندان اور نیک معاشرہ وجود میں آجائے جس کے داخلی اور بیرونی ماحول میں امن وسکون کی حکمرانی ہوگی اور اس کے افراد کے تکامل کے لئے خاطر خواہ زمین ہموار ہوگی۔ نتیجہ میں ایسا معاشرہ وجود میں آجائے گا جس کے تمام افراد ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں گے اور سب ہی ایک دوسرے کی ضرر رسانی سے محفوظ رہیں گے۔

متقی لوگوں سے خدا محبت کرتا ہے اور انبیاء و ائمہ انھیں دوست رکھتے ہیں اور پرہیزگار لوگ ہی مفید و شریف ہوتے ہیں۔ اہلِ تقویٰ بہترین سیرت کے مالک ہوتے ہیں اُن کے چہروں سے نورِ خدا ٹپکتا ہے وہ بہترین اخلاق کو اختیار کرتے ہیں اور ہر گناہ و برائی سے الگ رہتے ہیں۔

فرد، خاندان اور معاشرہ کی عزت خدا کے تقوے میں منحصر ہے۔ خدا کے نزدیک اہلِ تقویٰ سے زیادہ کوئی فرد، خاندان اور معاشرہ باعزت نہیں ہے۔

جو نقصانات آپس میں میاں بیوی کو ماں، باپ، اولاد کو اور معاشرہ کے دیگر افراد کو ایک دوسرے سے پہنچتے ہیں وہ تقویٰ نہ ہونے کی وجہ سے پہونچتے ہیں۔ گھروں میں اور لوگوں کے درمیان ایک دوسرے کی وجہ سے جو وحشت ہے وہ بھی تقویٰ نہ ہونے کے باعث ہے۔ لوگوں کی زندگی سے متعلق امور میں جو بے پناہ نقصانات نظر آتے ہیں وہ بھی تقویٰ نہ ہونے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ واقعاً ایک نمونہ گھرانا بنانے کے لئے میاں اور بیویوں پر واجب ہے کہ وہ خود کو تقوے سے آراستہ کریں اور ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ تقوے کو اپنی نسلوں میں منتقل کریں اور ابتدا ہی سے اپنی اولاد میں تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

مناسب ہوگا کہ آپ تقویٰ کے بے پناہ فوائد کو قرآن کی آیتوں اور روایات میں ملاحظہ کریں پھر اندازہ لگائیں اور سوچیں کہ اگر سارے لڑکے اور لڑکیاں تقوے سے آراستہ

ہو جائیں اور پھر وہ اس ملکوتی سرمایہ کے ساتھ شادی کریں تو کتنا اچھا گھر اور معاشرہ وجود میں آجائے گا۔

تقویٰ اور اس کے مراتب

قرآن مجید کی اصطلاح میں جو لوگ بصیرت رکھتے ہیں جنھوں نے روحانی و معنوی سفر کی منزلیں طے کی ہیں وہ تقوے کے تین مرتبے بیان کرتے ہیں تقوائے خاص الخاص، تقوائے خاص، تقوائے عام۔

حضرت امام جعفر صادقؑ ایک روایت میں تینوں مراتب کی اس طرح وضاحت فرماتے ہیں۔

مرتبۂ اوّل تقوائے باللہ فی اللہ ہے۔ یہ حلال چیزوں کے استعمال نہ کرنے کا نام ہے مشتبہ چیزوں کا تو ذکر ہی نہیں۔ مرتبۂ دوم تقوائے من اللہ ہے۔ یہ تمام شبہات سے بچنے سے عبارت ہے چہ جائیکہ حرام سے۔ یہ تقوائے خاص ہے۔ مرتبۂ سوم جہنم کے عذاب اور خدا کے دردناک عذاب کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ تمام گناہوں اور حرام چیزوں کو چھوڑنے سے عبارت ہے۔ اس کو تقوائے عام کہتے ہیں [1]

واضح رہے کہ امام جعفر صادقؑ کی حدیث میں واقع ترکِ حلال کا مطلب یہ ہے کہ ایسا تقویٰ رکھنے والے بہت سی حلال چیزوں کے پیچھے بھی نہیں دوڑتے ہیں کیونکہ وہ ان کی ضرورت محسوس نہیں کرتے ہیں اور جن حلال چیزوں کی ان کو ضرورت ہوتی ہے ان میں بھی قناعت سے کام لیتے ہیں۔ ہر شخص قناعت کر سکتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میرے اندر قناعت کرنے کی طاقت نہیں ہے تو اس کی یہ بات قابل قبول نہیں ہے۔ حلال پر قناعت کرنا اور زندگی کی مادی چیزوں کو کم از کم استعمال کرنا، عالیشان مکان بنانے سے پرہیز کرنا، گراں قیمت سواری خریدنے

---

[1] مواعظ عددیہ ۱۸۰

مہنگا لباس بنانے اور دسترخوان پر انواع واقسام کے کھانے چُننا ایک اخلاقی فریضہ اور پسندیدہ کام ہے اور اس سے زندگی کے امور خدا کا تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔

حاجی سبزواری اور قناعت

۱۳۶۵ھ میں میں تبلیغ کے سلسلے میں سبزوار گیا تھا وہاں میں نے حکیم عظیم حاج مُلا ہادی سبزواری خاندان کے بارے میں معلوم کیا تو لوگوں نے بتایا کہ ان کے ایک پوتے اس شہر میں ہیں جو کہ علم و دانش حکمت و فلسفہ اور تفسیر قرآن کے بڑے عالم ہیں اور جس مسجد میں وہ نماز پڑھاتے ہیں اس میں دوبار یہ پورے قرآن کی تفسیر بیان کر چکے ہیں۔

میں ان سے ملاقات کے لئے گیا۔ ان کا اخلاق ملنے کا انداز اور طرز زندگی مرحوم سبزواری کی حیات کا غماز ہے۔ میں نے ان سے ان کے جدِ بزرگوار کے حالات معلوم کئے تو انھوں نے ان کے حیرت انگیز حالات بیان کئے۔ انھوں نے بتایا باوجودیکہ ملک کے سربرآوردہ اور سیاسی وعلمی افراد سب ہی مرحوم سبزواری کی تعظیم کرتے تھے اور دور دراز علاقوں سے لوگ ان سے علم حاصل کرنے آتے تھے لیکن وہ سادہ زیستی اور سادہ پوشی کے سلسلے میں قناعت کے بلند مرتبہ پر فائز تھے۔ کبھی لباس سلوالیا تو حفظانِ صحت اور صفائی کا لحاظ رکھتے ہوئے اُسے دسیوں سال تک پہنتے تھے اور اس میں پیوند لگانے کو عیب نہیں سمجھتے تھے کہ یہ انبیاء اور اولیاء کی سنت ہے۔

اسراف

فیشن اور اسراف حق کی نظر میں ناپسند کام ہے۔ یہ خواہش نفس اور شہوت کے مطابق ہوتا ہے۔ اگر انسان زندگی کے ہر شعبہ میں خدا کے معین کئے ہوئے حدود کا خاص طور سے قناعت کا لحاظ رکھے تو کیا حرج ہے پھر قناعت راحت کا سبب اور اندرونی اضطراب و پریشانی کی دوا ہے بدن کو جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ معمولی سواری، لباس اور خوراک سے پوری

ہو جاتی ہے۔ زندگی میں ہم چشمی سے پرہیز کرنا چاہیئے اور معمولی خرچ کرنے اور اضافی مخارج سے بچنے کی عادت ڈالنا چاہیئے اور فیشنی چیزوں کو حاصل کرنے سے دور رہنا چاہیئے۔

ہمیں مغرب کی ظاہری شکل و صورت کو اپنا نمونہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ ان سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے۔ ان کی صنعت و ٹکنیک سے یہ خیال نہیں پیدا ہونا چاہیئے کہ انھوں نے جو کچھ لکھا ہے یا جو کچھ کہتے ہیں اور لکھتے ہیں وہ صحیح ہے اور ان کی ظاہری شکل و صورت واقع کے مطابق ہے۔ آئینِ اسلام میں اہم چیز روح و تن کا حفظانِ صحت اور علاقہ، شہر اور محلہ ہے۔ اس لغت میں اس فردی و اجتماعی ایمان اور معنوی و مادّی اخلاق پر توجہ دی گئی ہے کہ جس میں انسان کی دنیا و آخرت کی مصلحت ہے۔

قناعت سے الگ ہٹ کر اور درمیانی راستہ چھوڑ کر اسراف و فضول خرچی میں پڑنا اور زندگی کی ظاہری شکل و صورت کو سنوارنا اس انسان ساز مدرسہ اور پاک و صاف تہذیب میں مذموم ہے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی عبادت گاہ مسجد کے سلسلے میں بھی مستحسن نہیں ہے۔ مسجدوں اور گھروں کو باطنی طور پر معنویت سے سرشار اور ظاہری لحاظ سے سادہ ہونا چاہیئے تاکہ دل ہوا و ہوس کا شکار نہ ہو اور روح حق سے دور نہ ہو سکے۔

سادہ لباس بنانا چاہیئے لیکن پہننے کے آداب کی رعایت کرنا چاہیئے۔ خوراک اتنی فراہم کرنا چاہیئے جتنی ضرورت ہو مگر کھانا کھانے کے آداب کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ سواری اپنی شان کے مطابق رکھیں لیکن اسے چلانے کے آداب سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔ زندگی گزارنے کے لئے گھر بنائیے مگر ایسا بنائیے کہ جس سے آپ کی روح متاثر نہ ہو کہ یہ چیزیں تقویٰ، پرہیزگاری اور حق پر نظر رکھنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ وہ یہودیوں اور مسیحیوں کی زندگی ہے کہ جس میں گھر اور اس کی متعلقہ اشیاء سواری، لباس و پوشاک اور خوراک و فیشن آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔ مسیحیوں کے کلیسا اور یہودیوں کے کینسہ سونے چاندی سے آراستہ ہیں۔ ان میں ایسے ایسے مجسمے اور قدیم اشیاء اور فرنیچر کا ایسا سامان جمع ہے کہ جس کی قیمت دسیوں لاکھ ڈالر ہے۔

خاخام اور کشیشوں یہاں تک کہ مسیحیوں کے رہبر پوپ کے اخراجات حیرت انگیز حد تک بڑھ گئے ہیں جنھیں فضول خرچی ہی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اگر پوپ کی ٹوپی کو فروخت کردیں تو دسیوں لاکھ بھوکے انسان شکم سیر ہو جائیں۔ ثروت اندوزی، سود خوری اور دن دہاڑے ڈکیتی ڈالنا وغیرہ خدا کے دشمنوں کا شیوہ ہے۔ خدا کے دوستوں کو اس کی مرضی کے مطابق عمل کرنا چاہیئے اور اسراف و فضول خرچی سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

ان حقائق کو وجود میں لانے والا اور ان کی حفاظت کرنے والا صرف تقویٰ ہے جو گھر اور میاں بیوی تقوے کے زیور سے آراستہ ہیں وہ خزانۂ خدا کے مالک ہیں۔ ان کی زندگی خوشی و مسرت، صدق و صفا، آرام و چین، صحت و سلامتی، عدالت و شرافت اور کرامت و حقیقت سے مالا مال ہے۔

گھر اور عبادت گاہ کو ایسا ہونا چاہیئے کہ وہاں پہنچ کر انسان امن و سکون محسوس کرے اور ان کے ذریعہ وہ خدا کی طرف راغب ہو۔ مختصر یہ کہ زندگی کی بنیاد کو تقوے اور قناعت پر اور خدا و آخرت پر یقین کے ساتھ اس طرح استوار ہونا چاہیئے کہ اس سے آخرت سنور جائے اور خدائے متعال راضی ہو جائے۔

آج بھی تقوے اور قناعت کے ساتھ قلیل آمدنی میں زندگی بسر کی جاسکتی ہے۔ ہاں اگر قناعت و تقوے کے باوجود کوئی مشکل سامنے آجائے اور مومن اپنی قلیل آمدنی کے سبب اس مشکل کا مقابلہ نہ کرسکے تو دوسرے مومنین اور اللہ والوں پر واجب ہے کہ وہ فوراً اپنے مومن بھائی کی مدد کریں اور اسے اس مشکل سے نجات دلائیں۔

تقوے کی وصیت

تقوے کی دو بلند مرتبوں، تقوائے خاص الخاص اور تقوائے خاص کو چونکہ تمام مردوں اور عورتوں میں اختیار کرنے کی طاقت نہیں ہے اس لئے عام مرد و عورت کو تقوے کے ان دو مرتبوں کی دعوت نہیں دینا چاہیئے کیونکہ یہ دونوں مرتبے انبیاء، ائمہ اور اولیاء اللہ

سے مخصوص ہیں لیکن ہر مرد و زن تقوائے عام سے آراستہ ہو سکتا ہے یعنی وہ اخلاقی شہوانی اور مالی محرمات سے بچ سکتا ہے اس لئے عام لوگوں کا فریضہ ہے کہ وہ نرم لہجہ میں حسن اخلاق کے ساتھ ایک دوسرے کو تقوے کی دعوت دیں اور ایک دوسرے کو حرام چیزوں سے روکیں تاکہ ان کی پوری حیات تقوے کے ملکوتی سایہ میں بسر ہو جائے اور ہر ایک خاص طور سے خاندان و معاشرے اس سے مستفید ہو سکے۔

عام لوگوں کا خصوصاً مرد و زن کا تقوے سے آراستہ ہونا ضروری ہے اور اسے بچوں کے ذہنوں میں بٹھانا خدائی فریضہ ہے۔ حقیقت سے لگاؤ رکھنے والے اہل حق کہتے ہیں بچہ خدا کی امانت ہے۔ اس کا قلب و روح اور نفس و باطن صاف ستھرا ہے ہر قسم کے نقش و نگار سے خالی ہے۔ اس سادہ و صاف تختی پر ہر قسم کا نقش ابھارا جا سکتا ہے اس میں ہر نقش کو قبول کرنے کی صلاحیت ہے اگر اس کی تربیت اخلاق کردار اور نیک عادات والے گھر میں ہو گی اور اس پر حقائق کی تعلیم کے باب کھولے جائیں گے تو بچہ دنیا و آخرت کی بھلائی اور نیکیوں کو سمیٹ لے گا اور چونکہ ان حقائق تک پہنچنے کا باعث ماں باپ ہوتے ہیں لہذا ثواب میں وہ بھی اس کے شریک ہیں اور اس بچے کو ادب سکھانے والے معلم وغیرہ بھی ثواب میں حصہ دار ہیں۔

اگر آلودگی اور تقوے سے الگ ہونے کے نتیجہ میں بچے کے دل و جان پر شیطانی نقوش ابھاریں اور ان کے ساتھ رہنے کے سبب بچہ اخلاقی پستیوں اور برائیوں میں مبتلا ہو جائے اور وہ حیوانوں کی مانند صرف اپنے پیٹ کے بارے میں سوچے اور بدبختی و ناکامی اور ہلاکت کے دہانے پر پہونچ جائے تو اس کے ذمہ دار بھی اس کے ماں باپ اور اساتذہ ہی ہوں گے۔

قوا انفسکم و اھلیکم نارًا [1]

جس طرح ماں بچہ باپ کو تنور میں گرنے یا شعلوں کو چھونے سے بچاتے ہیں اور اسے خطرناک چیز کے پاس جانے سے روکتے ہیں اسی طرح انھیں قیامت میں اپنے بچے کو قہر

خدا کی آگ میں مبتلا ہو جلنے سے بچانا چاہیئے اور قیامت کے دن بچہ کو عذاب سے محفوظ رکھنے کا عملی طریقہ 'ماں' باپ کا پرہیزگار و متقی ہونا ہے اور دوسرا طریقہ بچے کے ذہن میں تقوے کو راسخ کرنا ہے۔ بچے کی رشد و نمو کے سلسلے میں ماں باپ کو مشفق، معلم، اچھے مبلغ، ہمدرد اور نیکی کی طرف دعوت دینے والا ہونا چاہیئے۔

انھیں چاہیئے کہ وہ خود کو تقویٰ، ایمان اور عمل صالح سے آراستہ کریں اس کے بعد بچے کو ادب و تہذیب سکھانے، اچھے اخلاق کا درس دینے، بُرے دوست اور تند خو استاد کے پاس نہ جانے دیں۔ انھیں اس بات کی بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ حد سے زیادہ زینت و زیور فیشن و فضول خرچی اور مال و دولت کی محبت بچے کے دل میں جاگزیں نہ ہو تاکہ آئندہ وہ فضول خرچ، طمع پرور، حریص، ہوس راں اور سرکش نہ ہو کیونکہ اگر معاشرہ کی عمارت میں کچے مصالحے استعمال کئے جائیں گے تو وہ عمارت اپنے مکینوں سمیت بیٹھ جائے گی اور اس معاشرہ میں زندگی گزارنا ہر ایک کے لئے دشوار ہو جائے گا۔

اگر ہر گھر کی بنیاد تقوے پر استوار ہو گی، اگر میاں بیوی پرہیزگار ہوں گے، اگر ماں باپ نے بچے کے اندر تقوے کو راسخ کیا ہو گا تو پھر سماج کو قید خانوں، سپاہیوں، عدالتوں کی ضرورت نہ ہو گی نہ آئے گی اور اس حکومت اور قوم اس خطیر رقم خرچ کرنے سے بچ جائے گی جو کہ لوگوں کے رفاہ[۲۵] کے سلسلے میں خرچ ہوتی ہے چوروں اور مفسدوں کے تحفظ کے لئے نہیں۔

اصل تقویٰ کی پہچان

بزرگان دین نے قرآن مجید کی آیتوں اور روایات کی روشنی میں اہل تقویٰ کی پہچان درج ذیل مسائل میں محسوس کی ہیں۔

ایک بالغ و عالم انسان علوم شرعیہ اس حد تک حاصل کرے کہ جس کی اعمال، اخلاق معاملات اور خاندان و سماج سے روابط میں ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

حفظانِ صحت کے اصولوں کے ذریعہ بدن کی حفاظت اور کھانے پینے کے آداب کی رعایت کرنا۔

زندگی کے امور میں عقل و فراست کی کارفرمائی، حیات کے ہر شعبہ میں امانت دار ہونا، عفتِ نفس کی حفاظت، سچ بولنا، اچھے اخلاق سے آراستہ ہونا، پست باتوں سے پاک ہونا، دغلی چال اور ریا سے الگ رہنا، زندگی میں فضول چیزوں کے اضافہ سے بیزاری خیانت و مکاری سے مبرّی ہونا، اہلِ علم اور صاحبانِ فضل کی تعظیم کرنا، شریعت کے واجبات و مستحبات پر عمل کرنا، عالمِ ربّانی کے دامن سے وابستہ ہونا کہ وہ انسان کو دینِ خدا اور حرام و حلال سے آشنا کرتے ہیں وہ صرف انسان کا کمال وارتقا ہی چاہتے ہیں اور غیر عالمِ ربّانی کے دامن سے وابستگی ہلاکت خیز ہے۔

امام جعفر صادقؑ عالمِ ربّانی کے دامن سے وابستہ ہونے کے سلسلے میں فرماتے ہیں:۔

إِنَّ آيَةَ الْكَذَّابِ أَنْ يُخْبِرَكَ بِخَبَرِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ مَسَائِلِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ شَيْءٌ

جھوٹ بولنے والے کی ایک پہچان یہ ہے کہ وہ تمھیں زمین و آسمان کی باتیں سناتا ہے لیکن جب اس سے کسی چیز کے حلال و حرام مسائل معلوم کئے جائیں تو اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔

پرہیزگار اور متقی لوگوں کی بھی بہت سی نشانیاں ہیں وہ حوادث پر صبر کرتے ہیں ہر کام میں اسلامی آداب و سنن کی رعایت کرتے ہیں، ہمیشہ خدا کو یاد رکھتے ہیں، ان کی نیت خالص رہتی ہے، باطن صاف و ستھرا ہوتا ہے، نفس سے غافل نہیں رہتے اور اس راہ پر گامزن رہنے کے نتیجہ میں وہ علم الیقین تک اور علم الیقین سے عین الیقین تک اور اس کے بعد حق الیقین تک پہونچ جاتے ہیں۔

پرہیزگار میاں بیوی

پرہیزگار مرد گھر کے اخراجات حلال کمائی سے پورے کرتا ہے۔ حلال مال کے علاوہ دوسری چیز قبول نہیں کرتا ہے۔ وہ خدا کے حلال کئے ہوئے کو تمام لوگوں کے حقوق کی رعایت کرتے ہوئے حاصل کرتا ہے یعنی گھر کے باہر بھی وہ خدا کے بندوں کو نقصان نہیں پہونچاتا ہے وہ تقوے کی خاطر حرام کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتا ہے اور عفت نفس و قناعت کا خزانہ برباد نہیں کرتا ہے۔

پرہیزگار لوگ جب کام سے فارغ ہوکر گھر لوٹ کر آتے ہیں تو وہ دن بھر کی تکان کو دروازہ سے باہر ہی چھوڑ دیتے ہیں اور خوشی و مسرت اور خوشحالی کے ساتھ گھر میں داخل ہوتے ہیں بیوی سے مسکرا کر گفتگو کرتے ہیں اور بیوی نے جو دن بھر گھر کی صفائی، کھانے کی تیاری اور بچوں کی دیکھ بھال میں زحمت اٹھائی اور محنت کی اس کی قدر کرتے ہیں۔ اُس سے اور بچوں سے محبت کے ساتھ ملتے ہیں اور ہر ایک کا اس کے شایانِ شان احترام کرتے ہیں۔

متقی افراد کبھی صاحبانِ عقل و نظر کے سامنے حلال و حرام، معروف و منکر اور نیکی و برائی کو بیان کرتے ہیں اور انھیں دین و دینداری کے مسئلہ میں غافل نہیں ہونے دیتے۔ باتقویٰ افراد اپنی عمر کے کسی بھی لمحہ کو رائیگاں نہیں جانے دیتے وہ صرف اپنے دوستوں ہی کے لئے مسرت و فرحت کا اظہار نہیں کرتے اور نہ مسجدوں اور مذہبی پروگراموں میں شرکت کرنے میں افراط سے کام لیتے ہیں۔

متقی لوگ اس بات کو مدنظر رکھتے ہیں کہ اسلام ہر چیز یہاں تک کہ عبادت میں بھی میانہ روی کا حکم دیتا ہے اور بیوی بچوں کو چھوڑ کر دوستوں کے پاس زیادہ آنے جانے اور پروگراموں میں زیادہ شرکت کرنے سے منع کرتا ہے۔ یہاں میں اسلام کے فرمان کی بنیاد پر مساجد اور انجمنوں کے منتظمین سے درخواست کرتا ہوں کہ مساجد اور انجمنوں کے پروگرام کے اوقات میں کچھ کمی کریں۔ ایک نماز جماعت اور احکام و معارف کے بیان اور مصائب اہلبیتؑ کے ذکر کے لئے

ایک گھنٹہ کافی سمجھیں کہ رسولؐ اور ائمہؑ کا یہی طریقہ تھا۔ انھوں نے تھوڑے وقت اور مختصر بیان سے نمونہ مردوں اور عورتوں کی تربیت کی ہے۔

عبادت خصوصی طور سے مستحبات میں افراط اور پروگراموں کو طول دینے سے سامعین سست پڑ جاتے ہیں اور وہ رفتہ رفتہ مذہبی پروگراموں سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ ایسے پروگرام مساجد، انجمنوں اور لوگوں کے لئے بہت زیادہ نقصان دہ ہیں۔

متقی انسان ہر حال میں زندگی کے ہر کام میں لازمی آداب کی رعایت کرتا ہے اور اس طرح وہ خاندان کی بنیاد محکم اور بیوی بچوں کی محبت حاصل کر لیتا ہے۔ باتقویٰ عورت اپنی عصمت و عفت کو محفوظ رکھتی ہے۔ گھر کے کام دلچسپی اور شوق کے ساتھ انجام دیتی ہے اپنے شوہر کی تکان دور کرنے اور خوش کرنے کے اسباب فراہم کرتی ہے۔ اپنے بچوں کی بہترین طریقے سے دیکھ بھال کرتی ہے۔ شوہر اور بچوں کے ساتھ اخلاقِ اسلامی کے مطابق سلوک کرتی ہے۔ اپنی عبادت سے غافل نہیں ہوتی ہے۔ وہ اپنے گھر کو عشق و محبت اور مہر و وفا کا مرکز بنا دیتی ہے۔

باتقویٰ عورت خدا کے معین کردہ اصولوں کے مطابق اپنے شوہر کی اطاعت کرتی ہے اس کے جائز حقوق اور مطالبات کو پورا کرتی ہے وہ غیظ و غضب اور تکبر کو پاس نہیں پھٹکنے دیتی۔ اپنے شوہر کے خاندان والوں سے اخلاق اسلامی اور مہر و محبت کے ساتھ ملتی ہے جب اس کا شوہر کام (ڈیوٹی) سے واپس لوٹتا ہے تو اس کے استقبال کے لئے دروازہ تک جاتی ہے اور جب شوہر جاتا ہے تو اس کے بدرقہ میں جاتی ہے اور اس سے گزارش کرتی ہے کہ صرف حلال کمائی گھر لانا۔ میں خدا کے حلال کئے ہوئے پر خواہ کم ہی کیوں نہ ہو قناعت کروں گی حرام قبول نہیں کروں گی۔ خدا کے مقدرات کو اس طرح سے پامال نہ کر دینا کہ میرے یہاں بیوی بچے ہیں، خرچ زیادہ ہے۔

باتقویٰ عورت حرص سے پرہیز کرتی ہے اور وہ اپنے شوہر کو اپنے خاندان کے یا خود شوہر کے خاندان والوں کے رنگ میں رنگ جانے پر مجبور نہیں کرتی ہے اور اتنا شرمندہ نہیں کرتی ہے کہ ایسے ہی میاں بیوی خدا کے پسندیدہ ہیں، نیکیوں کا سرچشمہ ہیں اور ان دونوں کے سایہ میں

خدا کا پسندیدہ گھر بن جاتا ہے اور اس گھر کے ماحول میں حق طلب بچے تربیت پاتے ہیں بہرحال میاں بیوی کو چاہیئے کہ وہ اولیاء اللہ کی مانند زندگی کے امور میں معارف الٰہی اسلامی قواعد اور فقہی قوانین کا لحاظ رکھیں۔

مثالی کمانے والا

میرے والد امام سے بتاتے تھے کہ جس زمانے میں ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر چوپایوں کے ذریعہ کیا جاتا تھا اس زمانے میں ہم اپنے دوستوں کے ساتھ خوانسار کے علاقہ سے اصفہان کی طرف سے روضۂ امام رضاؑ کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ میرے ذمہ دوستوں کی ضرورت کی چیزیں خریدنا تھا۔ شہر داغان میں صبح کے وقت میں ایک دوکان پر پہونچا۔ ایک چیز کی ضرورت تھی دوکاندار نے مجھے اندر بلالیا۔ زائر سمجھتے ہوئے بہت خاطر کی۔ ایک اور گاہک آگیا جو بہت سی چیزیں خریدنا چاہتا تھا دوکاندار نے کہا مہربانی فرماکر یہ چیزیں سامنے والی دوکان سے خرید لو۔ گاہک چلا گیا۔ میں نے کہا یہ چیزیں تمھارے پاس وافر مقدار میں موجود ہیں کیوں فروخت نہ کیں کہنے لگا صبح میں نے اس دوکاندار کا چہرہ پژمردہ دیکھا تھا۔ میں نے وجہ معلوم کی۔ کہا میں مقروض ہوں اور آج ادائے قرض کا دن ہے لیکن کل سے ابھی تک اتنی بکری نہیں ہوئی ہے کہ جس سے قرض ادا ہوسکے۔ اس کی حالت پر مجھے بہت رحم آیا لہذا میں نے اپنے گاہک اس کی دوکان پر بھیج دئے تاکہ اُسے اِس رنج و محن سے نجات مل جائے کیونکہ مومن کو اپنے مومن بھائی کا خیال رکھنا چاہیئے۔ ہاں ہم سب کو ایک دوسرے کے امور کا خیال رکھنا چاہیئے خصوصاً شوہر کو بیوی کا اور بیوی کو شوہر کا لحاظ رکھنا چاہیئے تاکہ گھر کی بنیاد الٰہی اور اسلامی آداب پر استوار ہوجائے اور نتیجہ میں اس گھر کے بچے شریف و رشید ہوجائیں۔

برادران عزیز! اپنے گھر کو خصوصاً صبح کے وقت تلاوت قرآن مجید سے معطر کریں تاکہ تلاوت کلام پاک کے وقت تمھاری ملکوتی آواز تمھارے بیوی بچوں کے کان کے راستے دل تک پہنچ جائے اور انھیں عبادت و تلاوت قرآن کی طرف راغب کرے اور ان میں سے بعض کو نیکی و تقویٰ اور شرافت کا سرچشمہ قرار دے۔

﴿ یرید اللّٰہ ان یخفّف عنکم ﴾

«نساء / ۲۸»

۳

اسلام میں شادی کے بلند مقاصد

یریدالله ان یخفف عنکم

النساء: ۲۸

اسلام میں شادی کے بلند مقاصد

پاک گھر

ایک جوان کا، خواہ لڑکا ہو یا لڑکی، مرد ہو یا عورت کا شادی کے بغیر پاک دامن رہنا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ دسیوں لاکھ مرد و عورت میں غیر شادی شدہ پاک دامن جوان ایک گناہوں سے محفوظ انسان تلاش کرنا بہت مشکل ہے۔ اگر ہمیں کوئی ایسا غیر شادی شدہ جوان مل جائے کہ جو ظاہر و باطن کے لحاظ سے پاک و پاکیزہ ہو تو اسے اولیاء اللہ میں سے سمجھنا چاہیے۔ شادی کئے بغیر گناہوں سے محفوظ رہنا، آلودگیوں سے محفوظ رہنا اور سرکشی و تمرّد سے بچنا واقعاً کارِ یوسفی ہے۔ جس گھر میں غیر شادی شدہ مرد و عورت زندگی بسر کرتے ہیں وہ فساد سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ جب مرد و عورت کے اندر شہوت زندہ ہے اور شہوت کا ان پر شدید دباؤ ہے اس وقت مرد عورت کے بغیر اور عورت مرد کے بغیر فساد سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

شادی قدرتی اور الٰہی حقیقت ہے جو بہت سی مشکلوں کو حل کرتی ہے اور جوانوں کی پاکی اور ان کی عفت و تقویٰ کی بقا کا باعث ہوتی ہے۔ معاشرے میں وہی گھر سلامت

رہ سکتا ہے کہ جس میں مرد و عورت شادی کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت کرتے ہیں اس میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ مسلمان کے گھر کو خواہ وہ کسی بھی سرزمین پر ہو اسے وحی کا ایک پرتو' یادِ خدا کا ایک جلوہ' رفعت و بلندی کا نتیجہ اور ہر وقت حق کی تسبیح کا مرکز ہونا چاہیئے۔

فِی بُیُوتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ
فِیہَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیہَا بِالْغُدُوِّ
وَالْاٰصَالِ

جن گھروں کو بلند رکھے جانے کا خدا نے حکم دیا ہے اور یہ کہ ان میں اس کا نام لیا جائے اور گھروں میں صبح و شام اس کی تسبیح کی جائے۔

ان صفات کا حامل گھر مومن کا گھر ہے کہ جس میں خدا کی عبادت و طاعت کی رونق ہے اور اس میں حکمِ خدا سے شادی ہوئی ہے اور اس میں زندگی گزارنے والے مرد و عورت الٰہی و انسانی حقوق کے پابند رہتے ہیں

قرآن مجید شادی کرنے کا حکم اس لئے دیتا ہے کہ اس سنت کے وجود میں آنے سے مرد و عورت کی مشکلیں کم ہو جائیں اور دونوں کے دامن جو کہ رحمت و تربیت کے دامن ہیں آلودگیوں اور فساد سے محفوظ رہیں اور مرد و عورت ایک رشتے میں بندھ جانے کے بعد گھر کو ذکرِ خدا کا مرکز قرار دیں اور خدا کی تسبیح کریں۔ ایسے ہی گھر کے ماحول میں مرد و عورت خدا کے حقیقی بندے اور ان کے بچے فضیلت کے نمونے اور ان کا کردار و اخلاق آدابِ الٰہی اور سنت انبیاء کا جلوہ ہے۔

جب مومن عورت' مرد سے شادی کرتی ہے اور ان میں سے ہر ایک احکامِ الٰہی کی رعایت کرنے کا خود کو ذمہ دار سمجھتا ہے اور دونوں مددگار دوست' دو رفیق و شفیق' دو ہمدم' دو ہمراز و ہمراہ دو سرچشمہ اور عشق و محبت کے ستون کے عنوان سے زندگی گزارنے

مشکلات سے محفوظ رکھتے ہیں اور جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو اسے آسانی سے حل کر لیتے ہیں اور صبر و بردباری اور حوصلہ کے ساتھ اسے حل کرنے کے لئے اٹھتے ہیں۔

بدترین

گوشہ نشینی اور تنہائی اور شادی سے پہلوتہی کرنا بہت سی مشکلات، افسردگی، پژمردگی اور روحی ہیجانیات کا باعث ہوتا ہے اور اس سے بہت سی نفسیاتی اور جسمانی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ تنہائی انسان کو خیالات 'اوہام' غیر منطقی افکار اور اخلاقی و نفسیاتی بیماریوں کے دریا میں غرق کر دیتی ہے اور انسان کے لئے مختلف مشکلات کھڑی کر دیتی ہے۔ رسولؐ فرماتے ہیں:۔

قَالَ النَّبِیُّ أَکْثَرُ أَهْلِ النَّارِ الْعُزَّابُ

جہنمیوں میں اکثریت ان لوگوں کی ہوگی جنہوں نے شادی نہیں کی تھی۔

آپ ہی کا ارشاد ہے:۔

شِرَارُ مَوْتَاکُمُ الْعُزَّابُ

تمہارے مرنے والوں میں سے بدترین غیر شادی شدہ ہیں۔

ایک روایت میں فرمایا:۔

رُذَالُ مَوْتَاکُمُ الْعُزَّابُ

تمہارے مرنے والوں میں رذیل ترین غیر شادی شدہ ہیں۔

نیز اپنے حکیمانہ کلمات میں فرمایا:۔

شِرَارُکُمْ عُزَّابُکُمْ وَالْعُزَّابُ إِخْوَانَ

الشَّیَاطِینِ

تم میں سب سے زیادہ شریر تمھارے غیر شادی شدہ افراد ہیں۔ غیر شادی شدہ شیطان کے بھائی ہیں۔

نیز فرمایا:۔

خِیَارُ اُمَّتِی اَلْمُتَاھَلُوْن وَشِرَارُ اُمَّتِی اَلْعُزَّابُ

میری امت کے بہترین افراد وہ ہیں جو شادی شدہ ہیں اور ان کے بدترین غیر شادی شدہ ہیں۔

نیز ارشاد ہے:۔

لَوخَرَجَ الْعُزَّابُ مِن مَوتَاکُمْ إِلَی الدُّنیَا لَتَزَوَّجُوا

جو لوگ شادی کئے بغیر مر گئے اگر انھیں دنیا میں لوٹا دیا جائے تو وہ ضرور شادی کریں گے۔

ایک حدیث میں فرمایا:۔

خدا اس شخص پر لعنت کرتا ہے جو کہ شادی کرنے سے پہلو تہی کرتا ہے [1]

شادی نہ کرنے والوں کو رسولؐ نے اس لئے جہنمی، رذیل ترین، شیطان کے بھائی شریر ترین، ملعون قرار دیا ہے کہ یہ لوگ ضرور فساد، شیطنت اور گناہ و معصیت کریں گے

---

[1] ازدواج در اسلام ص ۲۷

اور خاندان و سماج کے لئے مشکلیں پیدا کریں گے اور ان کی وجہ سے زندگی کے لئے بہت سی مشکلات کھڑی ہو جائیں گی۔

آیات و روایات کا مطالعہ اور تجربہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شادی سے انسان کو عظمت و شرافت ملتی ہے اور ان چیزوں سے نجات دلاتی ہے جو کہ عذاب خدا کا باعث ہوتی ہیں۔ پستی و فرومائیگی سے بچاتی ہے' شیطان کے چنگل سے بچاتی ہے' انسان کو شر و فساد کا سرچشمہ نہیں بننے دیتی اور اسے حق کی لعنت مصداق بننے سے بچاتی ہے اور یہ چیزیں آرام و چین' طہارت' تقویٰ اور زندگی کے مشکلات آسان کرتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں شادی کی وجہ اس طرح بیان کی گئی ہے۔

یُرِیدُ اللّٰہ اَن یُخَفِّفَ عَنکُم

خداوند تم لوگوں کے لئے زندگی کو آسان کرنا چاہتا ہے۔

استعداد کا نکھار

جب لڑکا لڑکی فطرت و طبیعت کی بنیاد پر اور خدا کے حکم کی تعمیل اور خدا کے انبیاء کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے شادی کرتے ہیں اور عذاب خدا' باطن کے ہیجانات' شیطان کے جال اور خدا کی لعنت سے نجات پا لیتے ہیں اور شادی کے نتیجہ میں ذہنی سکون میسر آ جاتا ہے باطنی طور پر اطمینان حاصل ہو جاتا ہے اور کنوارے پن سے پیدا ہونے والی مشکلوں پر قابو پا لیتے ہیں اور تنہائی کی زندگی سے چھٹکارا مل جاتا ہے اور ملکوتی و الٰہی ماحول میں پہونچ جاتے ہیں' صحیح سوچنے اور تنہائی کی زندگی سے چھٹکارا مل جاتا ہے اور شہوت کا بھوت اتر جاتا ہے بیشک شادی سے باطن میں چھپی ہوئی استعداد ظاہر ہو جاتی ہے اور زندگی کے درخت پر بہترین پھل آتے ہیں۔

بہت سے صاحبان علم' عظیم لوگ' سائنس داں اور علمائے اسلام کے بارے میں

تاریخ میں مرقوم ہے کہ انھوں نے شادی کے بعد سو سال کا راستہ ایک شب میں طے کیا اور شادی کے نتیجہ میں کہ ان کے سکون و اطمینان کا باعث حقیقی علم کے بلند مرتبہ پر پہنچے اور ان کا علم و تقویٰ، طہارت و عظمت اور عبادت و خدمتِ خلق مشہور ہوا۔

آیت اللہ بروجردی کی سوانح حیات کے صفحہ ۹۵ پر مرقوم ہے، ۱۳۱۴ھ میں ان کی عمر ۲۲ سال کی ہو چکی تھی۔ ان کے والد نے انھیں خط لکھا اور بروجرد بلایا۔ بروجردی صاحب نے سوچا کہ والد انھیں شیعوں کے عظیم ترین حوزۂ نجف اشرف بھیجنا چاہتے ہیں لیکن بروجرد پہنچنے اور ملاقات کے بعد مشاہدہ کرتے ہیں کہ ان کی توقع کے برخلاف دیکھتے ہیں کہ ان کی شادی کی تیاریاں ہو رہی ہیں اس سے انھیں بہت افسوس ہوتا ہے جب ان کے والد نے انھیں غمگین دیکھا اور اس کی وجہ معلوم کی تو کہا میں اطمینان اور شوق کے ساتھ علم حاصل کو رہا تھا لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ شادی میرے اور میرے مقصد کے درمیان حائل ہو جائے گی اور منزلِ مقصود تک نہیں پہنچنے دے گی۔

ان کے والد نے ان سے کہا۔ بیٹا! یہ جان لو کہ اگر تم باپ کی مرضی کے مطابق عمل کرو گے تو خداوند عالم کی توفیق سے بہت ترقی کرو گے اور اپنی منزل پر پہونچ جاؤ گے۔ یہ بھی تو سوچو کہ اگر باپ کی یہ آرزو پوری نہیں کرو گے تو تم اپنی ان کوششوں کے باوجود جو کہ تم تحصیل علم کے لئے کر رہے ہو کسی جگہ نہیں پہونچ سکو گے۔ باپ کی باتوں نے انھیں متاثر کیا اور وہ ہر قسم کے شک و تردد سے نجات پا گئے اور شادی کے بعد کچھ روز بروجرد میں قیام کرنے کے بعد دوبارہ اصفہان آ گئے اور مزید پانچ سال تک سلسلۂ تعلیم و تعلم جاری رکھا۔ دوسرے فنون کے حاصل کرنے کے سلسلے میں بھی محنت کی اور ان کی وفادار و کفو بیوی نے ان کے لئے اصفہان میں اس عظیم مرد کے آرام و استراحت کے وسائل فراہم کر دئے اور ایک مہربان دوست، شفیق معاون، بہترین خدمت گار کے عنوان سے اپنے شوہر کی ترقیوں کے لئے زمین ہموار کی چنانچہ ان پانچ برسوں میں، جو انھوں نے اپنی بیوی کے ساتھ اصفہان میں بسر کئے، رائج علوم و فنون حاصل کئے اور ایسی دلچسپی و نشاط کے ساتھ تحصیل علم میں مشغول رہے کہ کبھی تو رات رات بھر مطالعہ میں

مصروف رہتے تھے جب کوئی کام نہیں ہوتا تھا تو قرآن حفظ کرتے تھے چنانچہ اصفہان میں قیام کے دوران انھوں نے اوّل سے آخر تک سورۂ برأت حفظ کر لیا اور تاحیات یاد رکھا مستقل اس کی تلاوت کرتے رہے۔

تفسیر المیزان کے مصنف مرحوم طباطبائی اپنی بعض علمی و معنوی ترقیوں اور کمالات کو اپنی زوجہ کا مرہون منت قرار دیتے ہیں۔ بیشک شادی سے اطمینان و سکون حاصل ہوتا ہے اور اس سے استعداد کے شگوفے کھل جاتے ہیں۔

گھر اور اہلِ خانہ کے لئے کوشش

شادی کرنے، ازدواجی زندگی بسر کرنے سے بچوں کے امور پر توجہ دینے سے انسان پر دنیا کے مثبت آثار تو مرتب ہوتے ہی ہیں اس کے علاوہ معنوت بھی اس کا مقدر قرار پاتی ہے بیوی بچوں کے اخراجات پورے کرنے کے لئے کوشش کرنا اسلام کی نظر میں راہِ خدا میں عظیم جیسی عبادت ہے۔ یہاں تک کہ معصوم سے مروی ہے:۔

وَالْكَادُّ عَلَىٰ عِيَالِهِ مِنْ حَلٍّ اَوْ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

جو شخص اپنے اہل و عیال کے لئے زحمت و مشقت اٹھاتا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا راہِ خدا میں جہاد کرنے والا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بیوی بچوں کے حقوق کو پورا کرنا اور ان کے معنوی امور کو اہمیت دینا اور میاں بیوی کا ایک دوسرے کے حقوق کو پورا کرنا بہت دشوار کام ہے لیکن یہ خدا کے حکم پر عمل کرنے کا نام ہے اور ان کی مادی ضرورتوں کو پورا کرنے کی طرح یہ بھی عبادت ہے اور اخروی اجر و ثواب کا باعث ہے۔ گھر اور گھر والوں کو فساد سے الگ رکھنا اور بیوی بچوں کے ارتقاء اور ان کی تربیت و تکامل کے لئے زمین ہموار کرنا نہایت

اہم کام اور خدا کی بہترین عبادت ہے۔ نیک بچوں کی پرورش کرنا اور اسے معاشرے کی تحویل میں دینا خدا کی خوشنودی کا باعث ہے۔

امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں: جو شخص کبھی اپنے بچوں کو مکمل طور پر مادی و معنوی غذا دیتا ہے دوسروں کی بہ نسبت وہ خدا سے زیادہ قریب ہے۔"[1]

بہر حال معاشرہ گھر ہی سے وجود میں آتا ہے۔ وکیل، وزیر اور صدر جمہوریہ اور کام کرنے والے بھی گھر اور خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی تربیت کرنے والے وہی ہیں جن کے ہاتھ میں گھر کی زمام ہوتی ہے۔ گھر کی مثال ایک زمین کی سی ہے۔ اگر زمین حق و حقیقت سے جدا ہوگی تو وہ شور زار صحرا ہے جس میں گل و سنبل نہیں اُگتے ہیں اور اگر زمین حق و حقیقت سے متصل ہوگی اس سے گل و سنبل کی توقع رکھنا معقول اور منطقی بات ہے۔

پہلے مرحلہ میں سعادت و شقاوت انسان میں ماں باپ کی طرف سے منتقل ہوتی ہے۔ اگر ماں باپ اولاد کی سعادت و کامیابی کے سلسلے میں کوشش کریں گے یہ بڑی عبادت شمار ہوگی اور وہ شادی کے دائمی فوائد سے مستفید ہوں گے اور اگر ان کی بدبختی اور ناکامی کا باعث ہوتے ہیں تو گویا انھوں نے شادی کے شجرۂ طیبہ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا ہے اور اپنے کو تباہی کے غار میں جھونک دیا ہے۔ اسی لئے اسلامی روایات میں رسول سے نقل ہوا ہے۔

اَلشَّقِیُّ مَن شَقِیَ فِی بَطنِ اُمِّہٖ وَالسَّعِیدُ
مَن سَعِدَ فِی بَطنِ اُمِّہٖ
شقی ماں کے پیٹ سے ہی شقی ہوتا ہے اور سعید
ماں کے پیٹ سے ہی سعید ہوتا ہے۔

عظیم شاعر کلیم کاشانی کہتا ہے ؎

---

[1] بحار الانوار ج ۱۰۱ ص ۳۷

از کوزہ همان تراود کہ در اوست

ماں باپ نے جو اولاد کے کشکول وجود میں بھرا ہوگا اور اس کے دماغ، حواس اور قلب وغیرہ کی جس طرح شکل بندی کی ہوگی اور جس ڈگر پر لگایا ہوگا اسی کے مطابق اس کے افعال ہوں گے۔

شادی کا مقصد بلند ہونا چاہیئے

انسان کو چاہیئے کہ وہ معنوی اور مقدس و پاک مقصد کے ساتھ شادی کرے، خدا کے حکم کی تعمیل، سُنت انبیاء کی پیروی، شریک حیات کی نیک بختی اور بچوں کی ملکوتی تربیت کے لئے شادی کرے۔ مرد و عورت کو چاہیئے کہ وہ خود کو ایک عظیم عبادت کے لئے تیار کریں۔ انھیں خدا کی خوشنودی کی خاطر اور انھیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ صلب و رحم کے لحاظ سے خدا کے امین ہیں انھیں جاننا چاہیئے کہ ان کی اولاد باپ کے صلب میں مختصر مدت کی اور ماں کے رحم میں چھ سے نو ماہ تک مہمان ہوتی ہے۔ ان دونوں مدتوں میں وہ خدا کی عطا کردہ صلاحیت کے ذریعہ ماں باپ کے وجود سے بے اختیار ان کی عادتیں اخذ کرتا ہے۔ منقول ہے کہ حاملہ عورتوں کو رسولؐ نے حق و باطل کے محاذ پر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی تاکہ وہ جہاد کا منظر اور راہ خدا میں شمشیر زنی کو دیکھیں اور سپاہیوں کے الٰہی و ملکوتی نعروں کو اپنے دماغ میں محفوظ کرلیں اور اپنی سُنی ہوئی اور دیکھی ہوئی باتوں سے اپنی اولاد کی تربیت کریں تاکہ بچہ ماں کے شکم میں با اختیار اور شجاع ہو اور ملکوتی آواز کے ساتھ نشو و نما پائے۔ کیا آپ نے نہیں سنا ہے کہ صلب رسولؐ میں فاطمہؑ کے وجود میں آنے سے قبل خدا نے آنحضرتؐ کو چالیس روز روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا اور آخری روزہ جنت کے پھل سے افطار کیا تو نطفۂ فاطمہؑ صلب رسولؐ میں منتقل ہوا۔

شادی کے سلسلے میں صرف آنکھوں پر بھروسا نہ کیجیئے۔ شہوت کی بناء پر شادی نہ کیجیئے۔ شادی کا مقصد مال و ثروت حاصل کرنا اور جاہ و منصب پر پہنچنا نہیں ہونا چاہیئے۔

اس رسم کا مقصد خوبصورتی اور ظاہری حق نہیں ہونا چاہیئے کہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا ہے۔ اس سے بہت کم فائدہ ہوتا ہے۔ شادی کا اصلی مقصد رضائے خدا، عبادت و معنویت شریک حیات کے حق کی رعایت اور نیک اولاد کی تربیت ہونا چاہیئے تاکہ اس شادی کے فوائد ابدی اور دائمی ہوں۔ حلال لذت اندوزی اور خوش فعلی کو ان آسمانی و بلند مقاصد کے تابع قرار دینا چاہیئے تاکہ مکمل طریقہ سے لطف اندوز ہوسکیں اور اسی لذت و شہوت سے اخروی اجر و ثواب کے مالک بن سکیں اور خدا کی رضا کے لئے شادی کی جائے گی تو طلاق کی نوبت نہیں آئے گی۔ خدائی ارتباط و پیوند دائمی ہوتا ہے جو شخص خدا کے لئے شادی کرتا ہے وہ مکمل طور پر اپنی شریک حیات کے حقوق ادا کرتا ہے اور اسے معمولی اذیت بھی نہیں دیتا ہے۔ بچوں اور عزیزوں کے سامنے میاں بیوی ایک دوسرے کی عزت کا خیال رکھیں۔ یہ جائز نہیں ہے کہ میاں بیوی کو ستائے یا بیوی شوہر کو اذیت پہونچائے۔ مسلمان میاں بیوی کو چاہیئے کہ وہ علیؑ و فاطمہؑ کی شادی کو اپنا نمونہ بنائیں۔ اس شادی کو جو خدا کی رضا کے لئے ہوئی جس میں خدائی مقاصد مدنظر تھے جس کے نتیجے پاک، فرشتوں سے بھی بلند بچے پیدا ہوئے۔ شیعہ روایات کی رُو سے یہ شادی درج ذیل آیتوں کی تاویل ہے۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ
لَا يَبْغِيَانِ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ

دو دریا کبھی ملتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان
ایک فاصلہ ہے جس سے وہ ایک دوسرے کی
حدود میں داخل نہیں ہوتے ہیں۔ ان دونوں
دریاؤں سے لؤلؤ و مرجان نکلتے ہیں۔

وہ دریا سے مراد حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ زہراؑ ہیں۔ یہ دونوں معرفت، علم، صبر ایمان اور بصیرت کے دریا ہیں اور برزخ سے مراد رسولؐ ہیں اور لؤلؤ و مرجان سے مراد

حسنؓ اور حسینؓ ہیں۔

اگر شادی میں ناپسند رسموں' شیطانی باتوں مختصر یہ کہ جاہلی تہذیب سے کہ جس کو رسولؐ نے ختم کرنے کا حکم دیا تھا' سے پرہیز نہیں کیا جائے گا تو برائیاں پھیل جائیں گی اور اس کا پھل تلخ ہو جائے گا۔

مغرب کا نظام خانوادہ

یورپ اور امریکہ میں خانوادہ کا جو نظام ہے وہ غلط ہے' بے اساس ہے مغرب کے نظام خانوادگی کی تقلید صحیح نہیں ہے بلکہ اس میں ہلاکت ہے۔ وہ مقدس و پاک مقصد کے تحت شادی نہیں کرتے بلکہ وہاں کے مرد و عورت شہوت رانی کے لئے شادی رچاتے ہیں۔ وہاں نیک مرد و عورت بہت کم ہیں یہی وجہ ہے کہ یورپ و امریکہ میں جنگل کی طرح فساد پھیل رہا ہے۔ مغرب کے زیادہ تر مرد و عورت فساد و تباہ کن زمانہ گزارنے اور ناجائز تعلقات قائم کر لینے کے بعد ایک دوسرے سے شادی کرتے ہیں اور ولادت کے بعد اپنے بچہ کو شیر خوار گاہوں میں داخل کر دیتے ہیں۔ جب ایک مدت گزر جاتی ہے تو اس بچے کو لے کر آتے ہیں جبکہ وہ بچہ نہ باپ کی شفقت آشنا ہے اور نہ ماں کی محبت سے۔ ستم ظریفی یہ کہ اُسے ہر فساد کی جگہ لے جاتے ہیں اور ان مراحل کے بعد اسے مدرسہ میں داخل کرتے ہیں تاکہ ظاہر کی تربیت کی منزلیں طے کر سکے۔ یا چند افراد سے آشنا ہو سکے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں اسے اپنے پاس سے بھگا دیتے ہیں اور اسے ماحول و معاشرے کے کرم پر چھوڑ دیتے ہیں۔

یہ لوگ اگر اپنے بچوں کو گھر اور مدرسہ میں شرافت کے اخلاق' اقتصادیات اور مادیت حاصل کرنے کے اخلاق کا درس دیں تو مشکل ہی حل ہو جائے گی مگر ان کی نگاہیں باطنی اور اندرونی حقائق پر نہیں ہیں۔ جب یہ حکومت و معاشرہ بناتے ہیں تو معاشرہ فساد کی جڑ اور حکومت روئے زمین پر بسنے والے کمزوروں کا لہو چوستی ہے۔ مغرب کی یونیورسٹیوں اور مدرسوں کے فارغ التحصیل ہونے والوں نے جو ظلم ڈھائے ہیں قیامت تک ان کی تلافی نہیں

ہوسکتی۔ اگر وہ کبھی اطمینان و سکون کی حالت میں نظر آئیں اور خود کو ادب کے پیرایے میں پیش کرتے ہیں تو اس لئے کہ لقمۂ تر نہیں ملا ہے۔ ان کی داستان بالکل ایسی ہے جیسی اس شخص کی ہے کہ جس نے اپنے دوست سے کہا تھا میں نے بلّی کو اچھی طرح سدھایا ہے اور اسے ایسے آداب سکھائے ہیں کہ اگر دسترخوان پر مختلف انواع و اقسام کے کھانے چنے ہوں تو میں اس کے ہاتھ میں شمع دیتا ہوں اور اس کی روشنی میں مہمان کھانا کھاتے ہیں۔ دوست نے کہا اس خصوصیت کے باوجود بلّی پر اطمینان نہیں کیا جا سکتا اگر آپ میری دعوت کریں گے تو میں یہ بات ثابت کردوں گا۔ اس نے دوست کی دعوت کردی۔ یہ پہونچے تو دیکھا کہ بلّی دسترخوان پر چنے ہوئے کھانے سے بے پرواہ ہاتھ میں شمع لئے کھڑی ہے۔ اس نے چپکے سے اپنی جیب سے چوہا نکالا اور دسترخوان پر رکھ دیا۔ چوہے کو دیکھتے ہی بلّی نے شمع پھینک دی اور دسترخوان پر آگئی اور چوہے پکڑنے کے چکر میں سارا انتظام درہم برہم کردیا۔ جس سے اہلِ خانہ اور مہمانوں کو بڑی کوفت ہوئی۔

یورپ اور امریکہ والوں کی تربیت ایسی ہی ہے جب تک وہ بہ خیال خود اپنی غذا نہیں دیکھتے ہیں آرام و ادب سے رہتے ہیں لیکن جب کمزور قوم کے سونے، تیل اور دوسرے معادن پر ان کی نظر پڑتی ہے تو وہ دوسروں کے حقوق ہڑپ کرنے کے لئے ہاتھ سے چراغِ تربیت پھینک کر درندے کی طرح دوڑتے ہیں اور کمزور قوموں، مادی و معنوی دولت پر حملہ کردیتے ہیں اور مادی امور کی خاطر بے گناہوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کرتے ہیں۔ مغرب میں فساد، شہوت رانی، بدخلقی، قتل و غارت گری اور فحشا و منکرات کی جڑ گھر اور خانوادگی کے نظام کی خرابی ہے۔ اگر امریکہ اور یورپ کے گھروں میں ذکرِ حق ہوتا اور ان میں معبود کی تسبیح کی گونج ہوتی تو ان میں شریف و رشید اور اخلاق سے آراستہ انسان نکلتے لیکن مغرب والے حق و حقیقت سے دور ہیں لہٰذا نتائج بھی تلخ ہیں اور ان کا نظام پوچ ہے قابلِ تقلید نہیں ہے جو شخص ان کی پیروی کرے گا وہ ان سے بدتر ہوگا۔

﴿ قال الصادق ؑ : اکثر الخیر فی النّساءِ ﴾

« وسائل الشیعہ، ج ۱۴، ص ۱۱ »

۴

تاریخ بشریت اور اسلام میں عورت کی حیثیت

قال الصادقؑ اکثر الخیر فی النساء

(وسائل الشیعہ ج ۱۴، ص ۱۱)

عورتوں کے حق میں زیادہ نیکیاں کرو

تاریخ بشریت

اور

اسلام میں عورت کی حیثیت

گمراہ انسان کی عورت کے بارے میں کجروی

جو اقوام تکبر و نخوت کی وجہ سے خدا کے اس دستور سے منحرف ہو گئی ہیں جو کہ آسمانی کتابوں اور انبیاء کی پاک زبان کے ذریعہ پہنچتا تھا وہ جہان اور انسان کے امور میں فکری انحراف سے دوچار ہوئی ہے زیادہ تر کائنات اور اس کی مخلوق کے بارے میں صحیح فیصلہ نہیں کر پائے ہیں اور تاریکی میں چلے گئے ہیں۔ انھوں نے واقعیت کے خلاف اور ایسے مسائل بیان کئے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے اور اس غلط فہمی اور ظالمانہ فیصلہ کے تحت زندگی گزارتے رہے۔ اس طرح وہ اپنے اور دوسروں پر بڑا ظلم کرتے رہے اور تاریخ نے زندگی کے صفحات پر بہت بھیانک و پلید تصویر بنا دی ہے۔

عورت کے بارے میں بھی انھوں نے کچھ ایسا ہی نظریہ قائم کیا ہے۔ ان کا یہ فیصلہ

حقیقت سے دور اور انسانیت کے اخلاق کے خلاف ہے۔ یہ حق و حقیقت کی ضد ہے۔

میں نے اس موضوع پر مشرق و مغرب میں لکھی جانے والی کتابوں کے مطالعہ کے درمیان یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مشرق و مغرب کی جن قوموں نے خدا سے رشتہ توڑ لیا ہے اور وحی سے منھ موڑ لیا ہے، ہوائے نفس کے دریا میں ڈوب گئی ہیں اور غلط افکار کے دریا میں غوطہ کھا رہی ہیں انھوں نے عورت کے بارے میں دسیوں قسم کے ظالمانہ فیصلے کر ڈالے اور انسانیت کی منطق سے کوسوں دور کی باتیں گڑھ لی ہیں۔

۱۔ عورت سے، سو فی صد کمزور و ناتواں ہے اس لئے عورت کو ہر لحاظ سے مرد کا تابع رہنا چاہیئے اور اس کے سامنے چوں و چرا نہیں کرنا چاہیئے۔ اسے کسی بھی کام میں یہاں تک کہ گھر کے اندر کے کام میں بھی دخل اندازی کا حق نہیں ہے۔

۲۔ عورت میں شیطان کی روح ہے لہٰذا وہ انسانیت سے خارج ہے۔ اگر اُسے کچھ اہمیت دی جاسکتی ہے تو صرف یہ کہ وہ انسان و حیوان کے درمیان کی ایک چیز ہے اس لحاظ سے اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اور قابلِ احترام نہیں ہے۔ اس کے لئے کسی بھی قسم کی شخصیت کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔ وہ ایسی چیزوں کی مالک و مختار نہیں بن سکتی جو کہ ملکیت کے قابل ہیں۔ اگر مرد چاہے تو وہ مالک بن سکتی ہے۔ اپنی من مانی نہیں کر سکتی۔

۴۔ اسے میراث چھوڑنے والوں کی میراث میں سے کسی قسم کی میراث نہیں مل سکتی بلکہ وہ خود میراث میں شامل ہے جو کہ باپ یا شوہر کے انتقال کے بعد میراث میں دوسروں کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

۵۔ اسے عبادت و بندگی اور معنوی مراکز میں قدم رکھنے کا حق نہیں ہے۔ اس کی عبادت کی کوئی قیمت نہیں ہے اور نہ ہی اسے اس کا کوئی اجر و ثواب ملے گا کیونکہ کم عقل ہے اور بوالہوس ہے۔

۶۔ حقوقی و قضائی لحاظ سے اسے باپ اور بیٹے کی طرف نسبت نہیں دی جاسکتی۔ ان

کے درمیان صرف خون کا رابطہ ہے۔ بیٹے اور باپ کی نسبت سے اسے صرف خون کہا جاسکتا ہے۔ باپ کی بیٹی اور بیٹے کی ماں نہیں کہا جاسکتا۔

۷۔ شادی کے بعد اس کے بچوں کو اس کے باپ کا نواسہ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ عورت کے باپ اور اس کے بیٹوں کے درمیان کوئی رشتہ ہے۔ نسبت اولاد ذکور کی طرف سے ہوتی ہے۔

۸۔ مسئلہ موت میں عورت اور مرد کے درمیان کلی طور پر فرق ہے۔ مرد مرنے کے بعد باقی اور عورت مرنے کے بعد فانی ہے۔

۹۔ وہ ایک چیز کی مانند ہے اس لحاظ سے مرد اسے ایسے ہی استعمال کرسکتا ہے جیسے دوسری چیزوں کو استعمال کرتا ہے۔ اُسے قرض کے طور پر دے سکتا ہے، کرایہ پر اٹھا سکتا ہے، ہدیہ کرسکتا ہے، فروخت کرسکتا ہے، گھر سے نکال سکتا ہے اور یہاں تک کہ قتل کرسکتا ہے۔

۱۰۔ ایک شہوت رانی کا ذریعہ ہے۔ صرف مرد کی لذت اندوزی کے لئے پیدا کی گئی ہے اور اس سے لذت اندوزی میں مرد کبھی اس کے لئے کسی قانون کا قائل نہیں ہے۔ اس دسویں شق میں یورپ اور امریکہ والے عورت کے سلسلے میں نبوت اور انبیاء سے جدا ہوکر افراط کا شکار ہوگئے ہیں۔ مغرب میں عورت سینما، ٹیلی ویژن، ریڈیو، سیارات، محفلوں کے لئے رہ گئی تاکہ زیادہ سے زیادہ خریداروں کو کھینچ سکیں کیونکہ حیوانی شہوانی اڈوں کی مالی درآمد بہت زیادہ ہے۔

اسلام کا جواب

اسلام، اللہ کا دین و آئین ہے۔ اسلام فطرت کی فرہنگ ہے۔ اسلام انسان اور انسانیت کے امور سے ہم آہنگ ہے۔ اسلام کا نظام اور اس کے قوانین اس عظیم خدا کی طرف سے ہیں کہ جس انسان کو خلعتِ وجود سے نوازا ہے، وہ جانتا ہے کہ انسان کیا ہے

اور کون ہے، اس کا ظاہر و باطن کیا ہے لہٰذا اس نے اس کی حیثیت اور حالات کی اساس پر قوانین بنائے ہیں اور اس کی ان حقائق کی طرف ہدایت ہے کہ جن تک اس کا پہونچنا ضروری ہے۔

تاریخ زندگی میں عورت کے بارے میں جو دس باتیں کہی گئی ہیں اور ایک تہذیب کی حیثیت اختیار کر گئی ہیں ان کے بارے میں اسلام کہتا ہے۔

۱۔ عورت کی پیدائش اور اس کے وجود کی کیفیت مرد ہی کی مانند ہے وہ سو فی صد انھیں حقائق کی مصداق ہے کہ جن کو خدا نے مقصد کے تحت پیدا کیا ہے وہ مکمل طور پر انسانیت کی حقیقت کی حامل ہے۔ مختصر یہ کہ وہ انسانی حیثیت کے ساتھ انسان ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ [1]

حق یہ ہے کہ ہم نے انسان کو بہترین شکل میں پیدا کیا ہے۔

صُنْعَ اللّٰہِ الَّذِیْ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ اِنَّہٗ خَبِیْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ [2]

خدا کی کاریگری ہے۔ وہ خدا جس نے ہر چیز کو استحکام بخشا ہے بیشک وہ تمھارے کاموں کو جانتا ہے۔

اَلَّذِیْ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَہٗ [3]

وہی جس نے ہر چیز کو بہترین زاویہ پر پیدا کیا ہے

۲۔ عورت کے لئے محض خدائی و انسانی روح قرار دی گئی ہے۔ خدا کی طرف سے جو روح اس میں پڑی ہے اور جس روح کی وجہ سے اسے خاص امتیاز دیا گیا ہے اور

---

[1] تین: ۴ [2] نمل: ۸۸ [3] سجدہ: ۷

اُسے کمالات کا سرچشمہ قرار دیا ہے وہ روح مرد کی روح سے مختلف نہیں ہے وہ مرد ہی کی مانند ہے۔ ایسا گوہر ہے جو مرد کے ذاتی گوہر جیسا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً [1]

اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمھیں ایک نفس سے پیدا کیا ہے اور اسی نفس سے اس کا جوڑا پیدا کیا ہے اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورتیں زمین میں پھیلا دیں۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا [2]

اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمھارا جوڑا تمھاری ہی جنس سے بنایا ہے تاکہ ان کے ذریعہ آرام و سکون پاؤ۔

تفسیر عیاشی میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی گئی ہے کہ خدا نے حوّا کو آدمؑ کی باقی بچ جانے والی مٹی سے پیدا کیا ہے۔

ایسی آیتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت کی خلقت و پیدائش میں کسی قسم کی کمی نہیں ہے اور اس کی روح وہی ہے جو خدا کی طرف سے اس میں پھونکی گئی ہے اور وہ بالقوۃ کامل احسن اور محکم موجود ہے جو اپنی استعداد، فطرت روح اور عقل سے حق

---

[1] نساء: ۱ [2] روم: ۲۱

کی ہدایت کے سایہ میں روحی و معنوی کمالات کے بلند ترین مقامات پر فائز ہو سکتی ہے۔ اس طرح تمام حقائق سے چشم پوشی کر کے پست ترین بن سکتی ہے۔

۳۔ اس کو مالکیت کا حق حاصل ہے۔ شروع اور پسندیدہ کام کی انجام دہی کا اُسے جو اجر ملتا ہے وہ اسی کا حق ہے۔ وہ مالکیت اور اس میں تصرف کرنے میں مرد ہی کے مانند ہے۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى [۱]

انسان کے لئے صرف ایسا ہی ہے جتنی اس نے کوشش کی ہے۔

بیشک انسان اپنی سعی و کوشش اور عمل کا مالک ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو خدا نے دنیا و آخرت میں ہر انسان خواہ مرد ہو یا عورت کے ذمہ کی ہے۔

لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا [۲]

اور تم مردوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ جو مہر انھیں دے چکے ہو اس میں کچھ لو

ایک روایت کے ضمن میں امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

اَلسُّرَّاقُ ثَلَاثَةٌ: مَانِعُ الزَّكَاةِ وَمُسْتَحِلُّ مُهُوْرِ النِّسَاءِ وَكَذٰلِكَ اِلَكٌ اِسْتَاْذَنَ وَلَمْ يُنْوِ قَضَاءَهُ [۳]

چور تین ہیں۔ زکوٰۃ دینے میں بخل کرنے والا، بیوی کا مہر کھانے کو حلال سمجھنے والا، اور

---

[۱] نجم: ۳۹ [۲] بقرہ: ۲۲۹ [۳] بحار ج: ۱۰۰ ص ۳۴۹

لوگوں سے ادا نہ کرنے کی نیت سے قرض لینے والا

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ
أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى
الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ

تم میں سے جو مرد مرجائیں اور ان کی بیویاں
زندہ رہ جائیں انھیں وصیت کرنا چاہیے کہ ایک
سال تک ان کا خرچ دیا جائے اور انھیں شوہر
کے گھر سے نہ نکالا جائے۔

شوہر کے انتقال کے بعد اور طلاق کے بعد مردوں سے کہا گیا ہے کہ وہ مہر و وصیت کے علاوہ ان کے اخراجات پورا کریں۔

وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا
عَلَى الْمُتَّقِينَ

جن عورتوں کو طلاق دے دی گئی ہے ان کے
لئے ایک مناسب ہدیہ ہے جو مردوں کی طرف
سے دیا جاتا ہے۔ یہ پرہیزگاروں پر ایک حق
ہے۔

۴۔ عورت کو ماں، باپ، شوہر اور بیٹوں کی میراث ملتی ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
إِن تَرَكَ خَيْرًا وَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ
الْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ

تمھارے اوپر واجب کیا گیا ہے کہ جب تم میں
سے کسی کے سر پر موت آجائے اور اپنے بعد

کچھ مال چھوڑتا ہے تو اسے چاہیئے کہ اپنے والدین
اور قرابت داروں سے اچھی وصیت کر دے کہ
یہ پرہیزگاروں پر ایک حق ہے۔

یہ آیت ان غلط رسوم اور عادتوں سے اعلانِ جنگ ہے جن میں بچوں اور عورتوں کو محروم رکھا جاتا تھا اور یہ ظالمانہ رسم عربوں سے مربوط ہیں۔ مذکورہ آیت نے اس رسم پر خطِ بطلان کھینچ دیا ہے اور فرمایا ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ
وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ
الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ
كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا

مردوں کا اس مال میں حصہ ہے جو ماں، باپ
اور قرابت دار چھوڑتے ہیں۔ عورتوں کا بھی
اس مال میں حصہ ہے جو ماں، باپ اور
قرابت دار چھوڑتے ہیں خواہ وہ مال کم ہو یا
زیادہ۔ یہ حصہ معین شدہ اور واجب الادا
ہے۔

۵۔ خدا کے نزدیک جیسی مرد کی عبادت ہے ایسی ہی عورت کی عبادت ہے۔ اس کی بھی قدر و قیمت ہے۔ جنت و اجر اور عبادت کا ثواب مردوں ہی سے مخصوص نہیں ہے۔ خدا کی رحمت و عنایت اس کے بندوں کے لئے ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

يَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

مرد و عورت میں سے جو بھی نیک عمل انجام
دے گا جبکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے پاکیزہ حیات
عطا کریں گے اور جو انھوں نے نیک عمل کئے
ہیں ان کی بہترین جزا دیں گے۔

آیۂ شریفہ سے صاف طور پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ انسان کا ایمان اور نیک عمل ہی میزانِ حق کا معیار ہے۔ پاکیزہ حیات اور آخرت کا اجر حاصل کرنے کے لئے دوسری شرطیں درکار نہیں ہیں۔ نہ مرد ہونا شرط ہے نہ عورت ہونا شرط ہے۔ اسی طرح سن و سال کی بھی شرط نہیں ہے۔ قبیلہ و علاقہ، رتبہ و منصب کی بھی قید نہیں ہے۔

رسولؐ فرماتے ہیں:۔

أَفْضَلُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بِنْتِ
خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ وَمَرْيَمُ
بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ

جنت کی عورتوں میں سے چار افضل ہیں۔ خدیجہ
بنتِ خویلد، فاطمہؑ بنتِ محمدؐ، مریم بنتِ عمران
اور آسیہ بنتِ مزاحم

اگر عورت خدا کی عبادت کرتی ہے اور اس کی معرفت و ایمان رکھتی ہے اسے خدا کی طرف سے بڑا اجر اور پاکیزہ حیات عطا ہوگی اور اگر فاسق مردوں کی طرح بے دین اور بدکار ہو دائمی عذاب میں مبتلا ہوگی۔

جناب نوح اور حضرت لوط کی بیویوں نے چونکہ خدا کے آئین کو قبول نہیں کیا تھا اور اپنی بات پر اڑی رہی تھیں اس لئے وہ قرآن کے فرمان کے مطابق ہمیشہ کے لئے جہنم میں ہیں۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَأَتَ
نُوْحٍ وَّامْرَأَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا
صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا
مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ
الدَّاخِلِيْنَ

کافروں کے لئے خدا نے نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ
کی زوجہ کی مثال پیش کی ہے کہ وہ ہمارے
بندوں میں دو نیک بندوں کے ماتحت تھیں
ان دونوں نے خیانت کی تو انھیں ان دو پیغمبروں
سے رشتہ نے خدا سے بے نیاز نہیں کیا۔ ان سے
کہا گیا جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ
داخل ہو جاؤ۔

قرآن مجید کے سورۂ مریم اور سورۂ دہر اور فرعون کی مومن زوجہ سے متعلق آیتیں اس بات کا نشان دہی کرتی ہیں عبادت میں عورت کا بہت بلند مقام ہے اور روز قیامت اسے بڑا اجر و ثواب ملے گا اور یہ بات ان یاوہ گو لوگوں کا دنداں شکن جواب ہے جو یہ کہتے ہیں کہ خدا کے نزدیک عورت کی عبادت کوئی حیثیت و حقیقت نہیں ہے۔

۶۔ عورت اپنے ماں باپ کی بیٹی اور اپنے بچوں کی ماں ہے اور کسی کو یہ حق نہیں پہونچتا ہے کہ اس سے یہ نسبت چھین لے کہ اس نسبت کو چھیننا خیانت اور ظلم ہے۔

قرآن مجید بیٹی کو ماں باپ کے ایسے ہی حقیقی اولاد سمجھتا ہے جیسے بیٹے کو سمجھتا ہے اور جب اس کی شادی ہو جاتی ہے اور بچے ہو جاتے ہیں تو پھر اسے اولاد کی ماں سمجھتا

ہے۔ قرآن مجید نے عرب کے ان بدوں سے اپنی ناراضگی اور غصہ کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور انھیں اس برے فعل سے کہ اپنے بچوں پر ظلم کرتے تھے سخت طریقہ سے منع کیا ہے۔ ارشاد ہے:۔

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِنْ اِمْلَاقٍ (انعام/۱۵۱)

اپنی لڑکیوں کو رزق کی تنگی کی وجہ سے
قتل نہ کرو۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ آیت میں بیٹی کو صریح طور پر اولاد کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے۔ میراث سے متعلق آیت میں ارشاد ہے

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ
حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ

خدا تمھیں تمھاری اولاد کے بارے میں وصیت
کرتا ہے کہ میراث میں بیٹے کا حصہ بیٹی کے دو حصہ
کے برابر ہے۔

اس آیت میں بھی صاف طور پر بیٹی کو اولاد کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے اور یہ تاریخ یا دہ گو لوگوں کا منھ توڑ جواب ہے۔

عورت اپنے بچوں کی ماں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ
كَامِلَيْنِ (بقرہ/۲۳۳)

ماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو پورے دو
سال تک دودھ پلائیں۔

حضرت موسیٰؑ کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہے۔

وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى .....

ہم نے موسیٰ کی والدہ پر وحی کی

رسولؐ فاطمہ زہراؑ کے بارے میں فرماتے ہیں

فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي [1]

فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے

دوسری روایات میں آیا ہے

اَوْلَادُنَا اَكْبَادُنَا [2]

ہماری اولاد، خواہ بیٹا ہو یا بیٹی، ہمارے جگر ہیں

۷۔ عورت کی اولاد بلا تردید اس کے باپ کے نواسے ہیں۔ رسولؐ کا حسنؑ و حسینؑ سے نواسوں کے عنوان سے شدید لگاؤ تاریخ کے یاوہ گو لوگوں کی اس بات پر خط بطلان کھینچتا ہے کہ عورت سے پیدا ہونے والے بچے اس کے باپ کے نواسے نہیں ہیں۔

فقہ اسلامی کے نقطہ نظر سے وہ تمام افراد رسولؐ کے رشتہ دار ہیں کہ جن کی ماں سیدانی ہیں بلکہ دنیائے تشیع کے عظیم مرجع سید مرتضیٰ کا تو یہ فتویٰ تھا کہ اس شخص کو بھی خمس دیا جاسکتا ہے جو کہ ماں کی طرف سے رسولؐ سے نسبت رکھتا ہے۔

۸۔ مرنے سے عورت فنا نہیں ہوتی ہے بلکہ مرد کی مانند اس کے لئے بھی بقاء اور حیات ابدی ہے اور خدا کی عبادت کی صورت میں وہ ہمیشہ جنت میں رہے گی اور خدا کی عبادت سے دور رہنے کی صورت میں دائمی عذاب میں رہے گی۔ قرآن کی ہزار سے بھی زیادہ آیتیں ان باتوں کی تصریح کر رہی ہیں۔

۹۔ عورت کوئی چیز ہی نہیں بلکہ کتاب خدا کی آیات کی تصریح کی رو سے ایک ایسا موجود ہے جو عاقل ہے، با ارادہ ہے اور گوہر خلقت میں ایک چھوٹا مرد ہے اور اس میں الٰہی و انسانی تمام خصوصیات و امتیازات موجود ہیں۔

۱۰۔ شہوت کا پتلا نہیں ہے بلکہ مرد کی شریک ہے۔ نوع کی بقا کا باعث ہے نصف زندگی کو یہی تشکیل دیتی ہے اور پاک نیت کے ساتھ اس سے شادی کرنا عبادت ہے اور

---

[1] بحار ج ۴۳، ص ۲۳ [2] سفینۃ البحار ج ۸، ص ۵۸۰

اس کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے سے آخرت کا توشہ اور انسان کی اخروی زندگی کی سلامتی کا سبب ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ
شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ
وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ

لفظ حرث "کھیتی" کے ذریعہ معاشرۂ انسانی میں وجودِ زن کی ضرورت کو سمجھایا جارہا ہے کہ عورت جنسی پیاس بجھانے کا وسیلہ نہیں ہے بلکہ نوعِ بشر کی حیات کی حفاظت کے لئے پاک وسیلہ ہے۔

یہ نظریہ ان لوگوں کے لئے تنبیہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ عورت ایک کھلونا اور جنسی پیاس بجھانے کا ایک وسیلہ ہے۔

وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ عورت سے ہم بستری کر کے اپنی آخرت کے لئے توشہ بھیجو یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ عورت سے ہم بستری کا مقصد صرف لذت اندوزی نہیں ہے بلکہ مومن لوگوں کو چاہیئے کہ اس سے وہ شائستہ بچوں کی پرورش میں استفادہ کریں بلکہ اس مقدس کام کل کے لئے معنوی ذخیرہ کے عنوان سے بھیجیں اس طرح قرآن تنبیہ کرتا ہے کہ شریکِ حیات کے انتخاب میں ان اصول کی رعایت کی جائے کہ جن کا نتیجہ صالح بچوں کی تربیت اور اس انسانی و اجتماعی ذخیرہ کی فراہمی ہو۔

چونکہ آیت کی ابتدا میں جنسی اتصال سے بحث ہے جو بہت اہم ہے اور اس کا تعلق غرائز جنسی سے ہے اور انسان کو اتقوا اللہ کے ذریعہ جنسی اتصال میں غور و فکر اور خدائی دستور پر توجہ کی دعوت دی گئی ہے پھر آیت کے آخر میں توجہ دیتا ہے کہ انسان روزِ قیامت حق سے ملاقات اور اپنے اعمال کے نتائج کی طرف دوڑے گا پھر آیت کے آخر میں ان مومنوں کو بشارت دی گئی ہے کہ جو ان دستورات کے سامنے تسلیم ہو گئے تھے جو ان کی

مادی ومعنوی زندگی کے لئے مفید ہے۔ارشاد ہے وبشر المومنین [1]

محبت کے اس گراں قدر و باعظمت مرکز کو امام جعفر صادقؑ کی ایک روایت میں اس طرح پیش کیا گیا ہے:۔

جب حوّا پیدا ہو گئیں تو حضرت آدمؑ نے بارگاہ خدا میں عرض کی:۔ اے اللہ یہ حسین مخلوق کیا ہے کہ جس کی قربت اور دیکھنے سے میری تنہائی کا احساس ختم ہو جاتا ہے اور میرے دل میں انس و الفت جاگ اٹھتی ہے۔ندا آئی اے آدمؑ! یہ میری کنیز ہے۔کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمھارے ساتھ رہے' تمھاری انیس بن جائے' تم سے باتیں کیا کرے اور تمھاری جائز خواہشوں کو پورا کرے؟ عرض کی۔ہاں۔ ندا آئی کہ جب تک تم زندہ ہو اس مددگار پر جو میں نے تمھارے لئے قرار دیا ہے میری حمد کرتے رہو۔[2]

جی ہاں! نیک عورت' باوفا شریک حیات کا وجود خدا کی نعمت ہے اور اس گراں بہا نعمت پر تاعمر حمد کرنا لازم ہے۔

چھٹے امام فرماتے ہیں:۔

اَکثَرُ الخَیرِ فِی النساء

زیادہ خیر عورتوں میں ہے

یہ عجیب روایت ہے کہ زیادہ خیر کا چشمہ عورت کو قرار دیتی ہے بالکل عورت سے شادی کرنا نصف دین' اس کے حقوق کی رعایت کرنا عبادت' اس سے محبت خدا کی اطاعت' اس سے صالح بچے کی ولادت آخرت کا توشہ' اس کی خدمت رضائے حق کا سبب ہے۔رسولؐ ان عورتوں کے بارے میں جو کہ ماں ہیں فرماتے ہیں، جنّت ماؤں

---

[1] تفسیر نمونہ ج ۱ ص ۹۷ [2] وسائل ج ۱۴ ص ۲

کے قدموں میں ہے اور یہی وہ زیادہ خیر ہے جس کی طرف رسولؐ نے اشارہ فرمایا ہے۔

میں ان پیارے جوانوں سے کہ جو شادی کرنا چاہتے ہیں یا کر چکے ہیں اور مومن مردوں کو خبردار کر رہا ہوں عورت سے متعلق ان خدائی حقائق کو ملحوظ خاطر رکھیں اور ان کے حقوق کو برباد کرنے سے پرہیز کریں اور یہ سمجھ لیں کہ انھوں نے کس گراں بہا گوہر کے ذریعہ اپنی زندگی کو قیمتی بنایا ہے اور میں ان جوان لڑکیوں کو جو کہ شادی کرنا چاہتی ہیں یا شادی کر چکی ہیں اور بڑی عورتوں سے گزارش کرتا ہوں کہ ان مطالب کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنی قدر و قیمت پہچانیں اور اپنے عورت ہونے پر خدا کا شکر ادا کریں اور قرآن کی ہدایت، رسولؐ و ائمہ اطہارؑ کی احادیث کے مطابق اپنے شوہر کے لئے لائق اور شائستہ شریک حیات بنیں۔ عورت ہونے اور شوہر و بچوں کے معاملے میں پاک احساسات و جذبات سے استفادہ کریں اور اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں خدا کے قانون کی رعایت کریں تاکہ اچھا خاندان، شائستہ و پاک بچے اور پُرمسرت زندگی نصیب ہو اور اس طرح رضائے خدا حاصل کریں اور اپنے اخلاق و کردار سے زندگی کو باصفا اور شیریں و حسین بنا سکیں

عورت کی حیات و حیثیت

عورت کی حیات و حیثیت کے بارے میں جاہلیت والے لوگوں کا نظریہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ وہ حق کی منطق اور نورِ وحی سے جدا رہ کر زندگی گزارتے تھے اور عورت کو مردوں کی بوالہوسانہ زندگی کا وسیلہ سمجھتے تھے اور اسے مرد کے لئے مختلف قسم کے لذت فراہم کرنے کا عامل جانتے تھے۔

پڑھنا لکھنا اس کے لئے شجرِ ممنوعہ تھا روزمرہ کی زندگی کے کاموں کے لئے یا رشتہ داروں کے یہاں خاطر اس کا گھر سے نکلنا جائز نہیں تھا اسے مکان کی چہار دیواری کے اندر رہ کر زندگی گزارنے کی اجازت تھی اور اسے مرد کے مقابلے میں بے اختیار اور

مرد مختار کُل خیال کرتے تھے۔ مسیحی نشیں علاقوں میں خدائی قانون سے ۱۸۰ درجہ کا انحراف تھا وہ کہتے تھے کہ عورت کو ایسے بند کر دیا جائے جیسے کُتے کا منہ بند کیا جاتا ہے۔ وہ اس تردد میں تھے کہ عورت کی روح بشر ہے یا حیوانی !!

افریقہ میں عورت کو مال سمجھا جاتا تھا اور اس کی حیثیت گائے، بھینس اور بھیڑ بکری سے زیادہ نہیں تھی جس کے پاس جتنی زیادہ عورتیں ہوتی تھیں اسے اتنا بڑا دولتمند سمجھا جاتا تھا۔ عورت کی خرید و فروخت عام تھی اور اس سے بیل کا کام لینا بھی عادی تھا۔ ہر سال ان کا بازار لگتا تھا تاکہ ان لڑکیوں کو بیچا جاسکے جو شادی کے لائق ہوگئی ہیں۔

ہندوستان میں پانچ سال کی عمر میں لڑکی کی شادی کر دی جاتی تھی اور ان کا کوئی حق نہیں سمجھتے تھے۔ عورت کی زندگی کو مرد کے طفیل میں سمجھتے تھے لہذا جب اس کا شوہر مر جاتا تھا تو شوہر کے ساتھ اس کی بھی چتا لگا دیتے تھے اور ہر چیز سے زیادہ اس عورت کو حقیر و پست خیال کیا جاتا تھا کہ جس کا شوہر مر جاتا تھا۔ آج بھی اخبارات میں لکھا جاتا ہے بہت سے ہندو جہیز کا انتظام نہ کر سکنے کی وجہ سے بچپنے ہی میں لڑکی کو ٹھکانے لگا دیتے ہیں۔

چین اور تبت میں عورت کو چہار دیواری کے اندر کام کرنے کا حق تھا اور بس چنانچہ ان کے چلنے کی طاقت کم کرنے کی غرض سے لڑکی کی پیدائش کے بعد ہی اس کے پیروں میں لوہے کی جوتی پہنا دیتے تھے اور جب پندرہ سال کی ہو جاتی تھی تو ان جوتیوں کو اتار لیا جاتا تھا۔

علم و دانش اور فلسفہ و حکمت کے مرکز یونان میں عورت کا لڑکی جننا جرم تھا اور دو لڑکیاں ہو جاتی تھیں تو عدالت میں اس کے خلاف مقدمہ دائر کیا جاتا اور اس پر جرمانہ کیا جاتا تھا اور تیسری بار بھی لڑکی ہو جاتی تھی تو اس کے لئے پھانسی کا حکم ہو جاتا تھا۔

جزیرہ نما عرب میں ۔ جیسا کہ قرآن مجید بیان کرتا ہے ۔ عام طور پر لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ

جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی بشارت دی جاتی تھی تو شدتِ غم سے اس کا چہرہ کالا پڑ جاتا تھا اور وہ اس خبر کو سُن کر ۔ جو کہ اس کے زعم میں بہت ہی بری تھی ۔ قوم والوں سے چھپا پھرتا تھا اور یہ سوچتا تھا کہ اس لڑکی کو ذلت و خفت کے ساتھ زندہ رہنے دے یا اُسے زندہ ہی زمین ہی میں گاڑ دے، وہ کتنا بُرا فیصلہ کرتے تھے۔

یہ مسائل ان مظالم کا ایک گوشہ ہیں جو جاہل مرد عورتوں پر روا رکھتے تھے۔ ان مسائل کی تفصیل عورتوں سے متعلق لکھی گئی کتابوں میں مرقوم ہیں آپ ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ چند صفحے قبل عورت سے متعلق الٰہی آئین کے دس مسائل بیان ہوئے ہیں۔ ان میں بھی آپ نے غور کیا ہو گا۔ قرآن مجید اور روایات میں عورت کو درج عناوین سے یاد کیا گیا ہے۔

اُمّ ۔ ہر چیز کا منبع و سرچشمہ[1] ماں

[1] قصص: ۷

حرص ــ نوع کی بقا کا سبب [2]
لباس ــ حیات کا جامہ [3]
تسکین ــ باعث آرام [4]
ریحانہ ــ شاخ گل و نرم [5]
نعمت ــ حق کی عطا [6]

مردوں اور ان جوانوں کو جو شادی کر چکے ہیں یا شادی کرنا چاہتے ہیں اس حسین مفید مخلوق اور اس کے معنوی آثار پر زیادہ سے زیادہ توجہ کرنی چاہیئے کہ انبیاء، ائمہ، اولیاء، علماء، عرفاء، حکماء، صاحبان قلم، بڑے فقہا اور خدا کے نیک بندے انھیں سے ہستیٔ وجود میں آئے ہیں اور یہی انسان کی حیات میں ان خیر و برکت کا سرچشمہ تھے۔

والدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کے اندر کمالات پیدا کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں اور ان کی انسانی تربیت کرنے میں فداکاری کی حد تک کوشش کریں اور ان کے شوہر کے لئے ضروری ہے کہ ان کے حقوق کی پورے وقار و ادب کے ساتھ رعایت کریں تاکہ وہ ماں باپ کے گھر اور شوہر کے یہاں حقوق کی رعایت کے سایہ میں صالح نسل کی تربیت کے لئے آمادہ ہو جائیں اور اس سے انسانی معاشرے کو معنوی غذا میسر ہو جائے۔

ایک مسیحی مسلک کی لڑکی جنگ میں اسیر ہونے کے بعد امام علی نقیؑ کی خدمت میں آتی ہے اور حضرت امام علی نقیؑ اور حکیمہ خاتون کی تربیت کے سایہ میں ان کا دامن بارھویں امامؑ ــ دنیا میں عدل پھیلانے والے ــ کی ولادت کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔

عورت بالقوۃ ایسے ہی کمالات و حقائق کا سرچشمہ ہے کہ جو وحی کے نور ہدایت اور خیر کے معلم کے توسط سے فعلیت کو پہونچ جائے گی اور آثار جاوید کا مرکز قرار پائے گی۔

---

[2] بقرہ ۲۳۳ [3] بقرہ ۱۸۷ [4] روم ۲۱ [5] وسائل الشیعہ باب اولاد [6] ایضاً

عورت کو حقیر سمجھنا، اس کی شخصیت پر حملہ کرنا، اسے محدود کرنا دین کے دستورات سے خارج ہے، اسے جھڑکنا، ماں باپ کے گھر جانے نہ دینا، ناک بھوئیں چڑھا کر اس کے ساتھ زندگی گزارنا، روزمرہ کے کام سے عاجز، باہر جاتے وقت لڑائی، اس کے عزائر کو سیراب نہ کرنا خصوصاً جنسی خواہش کو پورا نہ کرنا ــــ یہ ساری چیزیں دین کے نقطۂ نظر سے ناپسند ہیں اور کھلا ظلم ہیں۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ زندگی کی عمارت عشق و محبت کی بنیاد پر استوار ہو تو عورت کی شخصیت کی رعایت کیجئے اور اس کو اپنی محبت سے آگاہ کیجئے، اس کی دل جوئی کریں اور گھر کے کاموں میں اس کی مدد کریں، اسے آزار نہ پہونچائیں۔ اگر گھر کے بعض کام وہ انجام نہ دے سکے تو درگزر کریں تاکہ زندگی کی شیرینی چکھ سکیں اور اس طریقۂ کار سے خدا کی عبادت بھی ہو جائے گی۔ وہ انسانیت کی کھیتی اور اس کی نیکی کا سرچشمہ ہے، تمھاری زندگی کا لباس ہے، تمھارا سکون ہے، کائنات کا نازک پھول ہے، تمھارے پاس خدا کی نعمت ہے۔

رسولؐ نے عورت کو ایسے ہی محبوب اور اپنا پسندیدہ قرار دیا ہے جیسے خوشبو اور نماز۔ آپ کی پسندیدہ ہے۔

حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنيا النِّساءُ وَالطِّيبُ
وَقُرَّةُ عَيني فِي الصَّلاةِ
دنیا کی چیزوں میں سے عورت اور خوشبو میرے
لئے محبوب قرار دی گئی ہے اور نماز میں میری
آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

اگر انسان عورت کے حقوق کی رعایت اور اس کی شخصیت کا احترام کرے اور اس سے نیک و شائستہ بچہ پیدا کرے تو اس کا فائل مرنے کے بعد بھی بند نہیں ہوگا اور وہ اپنے بچے کے نیک و پاک آثار سے استفادہ کرتا رہے گا۔

رسولؐ فرماتے ہیں۔

إِذَا مَاتَ الإِنسَانُ إِنقَطَعَ عَمَلُهُ إِلاَّ
مِن ثَلَاثٍ مِن صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ
أَو عِلمٍ يُنتَفَعُ بِهِ أَو وَلَدٍ صَالِحٍ
يَدعُو لَهُ

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ
منقطع ہو جاتا ہے لیکن تین چیزوں سے نہیں
ہوتا ہے صدقۂ جاریہ، جس علم سے دوسرے
فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس نیک بچے سے جو اس
کے لئے دعا کرتا ہے۔

بس والدین کو اپنی بیٹی کی قدر جاننا چاہیئے اور مردوں کو اپنی شائستہ بیویوں کی قدر کرنا چاہیئے کہ بیوی و بیٹی والد ہونے سے انسان کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

﴿ لا تكن عبد غيرك و قد جعلك الله حراً ﴾

« بحار، ج ۷۷، ص ۲۱۴ »

۵

اسلام میں مرد و عورت کا استقلال

لاتکن عبد غیرک وقد جعلک اللہ حرًا

بحارج ۷۷، ص۲۱۴

اسلام میں مرد و عورت کا استقلال

انسان کا استقلال و حریت

انسان کو روح کی آزادی کی بنیاد' امور زندگی میں استقلال کی اساس اور انتخاب میں اختیار کے پایہ پر پیدا کیا گیا ہے۔ کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ دوسرے کو اپنا غلام بنائے اور اسے اپنی خواہشوں کے لئے اسیر بنائے۔ کسی بھی انسان سے اس کی آزادی اور حریت اور استقلال و اختیار کو سلب کرنا بڑا گناہ اور خیانت ہے۔

آزادی و حریت اور استقلال و اختیار انسان کے خمیر کے ساتھ گندھا ہوا ہے اور انسان سرشت کی تخلیق اسی حقیقت کے ساتھ ہوئی ہے۔ آزادی و استقلال انسان کے لئے خدا کی بڑی نعمت ہے اور اس کے رشد و کمال اور ظاہری و باطنی بلند درجات پر پہونچنے کا سرچشمہ ہے۔

انسان کے لئے آزادی کی فضا عالی فضا اور اختیار و حریت بہترین حال ہے۔ اسلام کی اکثر موقعوں پر اسی لئے ظلم سے جنگ ہوئی ہے۔ جو شخص آزاد انسانوں کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہے اس سے اسلام کی جنگ ہے اور جہاد میں اسلام کا

تاکیدی حکم ہے کہ جو ظالم اور ستمگر دوسروں کی آزادی و استقلال پر حملہ کرتے ہیں ان کے پر تراش دو۔

تاریخ حیات میں جو نقصانات بھی حیات کو پہونچے ہیں وہ انسانوں کی آزادی کے سبب اور ان کے استقلال و حریت پر حملے کے سبب پہونچے ہیں۔ غلط بات سننا اور اسے قبول کرنا، ظلم برداشت کرنا اور اپنی آزادی و حریت کو فروخت کرنا بہت بڑا گناہ ہے اس سے انسان خدا کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے اور مادی و معنوی منافع خطرے میں پڑ جاتے ہیں۔

خدا نے انسان کو جو آزادی و حریت اور رشد و کمال پر پہونچنے، استعداد کے نکھار کے لئے جو ارادہ و انتخاب کی صلاحیت عطا کی ہے اس کی حفاظت واجب ہے اور حملہ کے اندیشے کے وقت جان دینے کی حد تک اس کی حفاظت کرنا چاہیئے۔

ایک عجیب حکایت

تاریخ میں لکھا ہے کہ یزید یا اس کا کارندہ حج کے سفر کے دوران مدینہ پہونچا کسی سے کہا کہ قریش میں سے کسی کو بلا کے لاؤ۔ جب قریش اس کی مجلس میں آیا تو اس نے کہا کہ یہ اقرار کرو کہ تم میرے غلام ہو۔ اگر میں چاہوں تو غلاموں کے ساتھ تمھیں فروخت کر سکتا ہوں یا اپنے پاس غلام کی حیثیت سے رکھ سکتا ہوں۔ قریش نے کہا یقیناً خدا کی قسم تم حسب و نسب اور اصالت میں مجھ سے بلند نہیں ہو۔ جاہلیت کے زمانے میں تمھارا باپ میرے باپ سے بلند نہیں تھا اور دین و ایمان میں تم مجھ سے افضل نہیں ہو اور خوبیوں کے لحاظ سے تم مجھ پر فضیلت نہیں رکھتے ہو، میرے اندر یہ تمام خصوصیت ہیں ان کے ہوئے میں تمھاری غلامی کا کیسے اقرار کر سکتا ہوں۔

اس ظالم نے اس سے کہا اگر اس کا اقرار نہیں کرو گے تو میں تمھارے قتل کا حکم دے دوں گا۔ اس نے جواب دیا میرا قتل کرنا حسینؑ کے قتل سے بڑا نہیں ہے جب بات

یہاں تک پہونچ گئی ہے تو اس شقی نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور وہ بھی اپنی آزادی وحریت اور ارادہ و اختیار کی حفاظت کی خاطر شہادت کے درجہ پر فائز ہو گیا[1]

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں:

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اٰدَمَ لَمْ یَلِدْ عَبْدًا وَلَا اَمَۃً وَاِنَّ النَّاسَ کُلَّھُمْ اَحْرَارٌ

اے لوگو! آدمؑ کی اولاد غلام و کنیز بن کر پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ تمام لوگ آزاد ہیں۔

نیز فرمایا:

لَا تَکُنْ عَبْدَ غَیْرِکَ وَقَدْ جَعَلَکَ اللّٰہُ حُرًّا

کسی کا غلام نہ بنو جبکہ خدا نے تمھیں آزاد پیدا کیا ہے۔

اس بات پر توجہ ہونی چاہیئے کہ آزادی کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے جیسے انسان کی غلامی میں نہ ہو اور نہ ہی شہوت اور اخلاقی آلودگیوں کی زنجیر میں جکڑا ہو انسان اس دنیا میں پاک و پاکیزہ آتا ہے، گراں بہا موتی ہوتا ہے، غیر کی غلامی سے آزاد ہوتا ہے، کرامت نفس کا حامل ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ رذائل اور گندگیوں سے پاک اور ارادہ و اختیار کا حامل ہوتا ہے۔

اس ارادہ و اختیار اور آزادی سے استفادہ کرنے کے لئے خدا کی ہدایت، عقل و فطرت، انبیاء کی نبوت، ائمہ کی امامت اس کے ساتھ ہوتی ہے تاکہ پروردگار کے ان الطاف و عنایات کے سایہ میں اپنی آزادی کا فائدہ حاصل کرے اور بہترین امور کا انتخاب کرے اور اس راستے سے دنیا و آخرت کی سعادت تک پہونچ جائے۔

اگر انسان ان باتوں کی پرواہ نہ کرے اور حق کی ہدایت سے روگرداں ہو جائے

---

[1] روضۃ الکافی ص ۳۱۳

تو فرعون صفت اور سرکش لوگوں نے حرص و تکبّر اور حسد و شہوت کے مقابلے میں وہ اپنی آزادی، ارادہ و اختیار کو گنوا دے گا اور دنیا و شہوت کا غلام اور دوسروں کا بندہ ہو جائے گا۔ حرص و طمع میں جکڑ جائے گا اسے کرامت و سعادت اور دنیا و آخرت کی نیکی نصیب نہ ہوگی۔

جو لوگ کسی بھی غلط کام سے پہلو تہی نہیں کرتے ہیں اور خود کو ہر غلط کام سے آلودہ کر لیتے ہیں اور کسی کی بھی اطاعت کر لیتے ہیں اور اس بے پروائی کو آزادی کا نام دیتے ہیں یہ جاہل غلام، ذلیل بندہ اور پست ترین بردہ ہوتے ہیں۔

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں۔

مَنْ تَرَکَ الشَّهَوَاتِ کَانَ حُرًّا

جو شخص غلط خواہشوں کو چھوڑ دے وہ آزاد ہے۔

نیز فرمایا:

اَلدُّنْیَا دَارُ مَمَرٍّ وَالنَّاسُ فِیْهَا رَجُلَانِ رَجُلٌ بَاعَ نَفْسَهُ فَاَوْبَقَهَا وَرَجُلٌ اِبْتَاعَ نَفْسَهُ فَاَعْتَقَهَا

دنیا گزرگاہ ہے اور اس میں لوگوں کی دو قسمیں ہیں ایک وہ شخص جس نے اپنے نفس کو شہوت و مادیت کے عوض بیچ دیا اور خود کو معرضِ ہلاکت میں پہونچا دیا دوسرا وہ کہ جس نے ان کے عوض اپنا نفس خرید لیا پس اس نے اپنے وجود کو دنیا میں ہر برائی سے اور آخرت میں ہر عذاب سے آزاد کر لیا۔

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں:۔

خَمسُ خِصالٍ مَن لَم تَکُن فِیہِ خَصلَۃٌ
مِنھا فَلَیسَ فِیہِ کَثِیرُ مُستَمتَعٍ
اَوَّلُھَا الوَفَاءُ وَالثَّانِیَۃُ التَّدبِیرُ
وَالثَّالِثَۃُ الحَیَاءُ وَالرَّابِعَۃُ حُسنُ
الخُلُقِ وَالخَامِسَۃُ وَھِیَ تَجمَعُ ھٰذِہِ
الخِصَالَ الحُرِّیَّۃُ

پانچ خصلتیں ہیں پھر اگر کسی کے اندر ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو اس میں کوئی چیز زیادہ نہیں ہے کہ جس سے وہ فائدہ اٹھا سکے ان میں سے اوّل وفا ہے دوسرے عاقبت اندیشی، تیسرے حیا، چوتھے خوش خلقی اور پانچویں وہ جو ان خصلتوں کو انسان کے اندر جمع کرے۔ حریت و آزادی

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:۔

لَا یَستَرِقَّنَّکَ الطَّمَعُ وَقَد جَعَلَکَ اللّٰہُ
حُرًّا

تمھیں طمع غلام نہ بنا لے جبکہ خدا نے تمھیں آزاد پیدا کیا ہے۔

نیز فرمایا:۔

مَن تَوفِیقِ الحُرِّ اِکتِسَابُ المَالِ مِن
حِلِّہٖ

حلال طریقہ سے مال حاصل کرنا آزاد انسان کے

لئے خدا کی توفیق ہے۔

ایک اہم مسئلہ

آزادی کی حقیقت و معنی اور ارادہ و اختیار کی قدر و قیمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جب انسان خدا کی ہدایت کے سایہ میں آزادی و حریت اور ارادہ و اختیار کا استعمال کرتا ہے بلند مقامات پر پہونچ جاتا ہے اور ناقابل تصور حقائق تک رسائی حاصل کر لیتا ہے ہمیں کوشش کرنا چاہیئے کہ عمر بھر تمام حوادث و بلاؤں کے مقابلے میں اپنی حریت کی حفاظت کریں کہ حریت کی نگہداری سے انسان اپنے پروردگار عالم کی رضا و خوشنودی حاصل کر لیتا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ ایٹم دو مرکزی ایٹموں اور چند الکٹرون سے مرکب ہوتا ہے۔ الکٹرون ایک خاص نظم کے ساتھ اور معین رفتار کے ساتھ خدا کے ارادے کے تحت مرکزی ایٹم کے گرد گھومتے ہیں اور اس کی طرف کھنچتے رہتے ہیں۔ جب تک یہ گردش و رفتار اس خاص نظام کے تحت اور اس جذب و انجذاب کی برکت سے باقی ہے اس وقت ایٹم جہاں بھی ہے اور جس منصوبہ کا بھی ذمہ دار ہے فائدہ پہونچاتا رہے گا لیکن جب یہ جذب و انجذاب کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور الکٹرون کا خاص نظم ختم ہو جائے گا اور ان کے اور مرکزی ایٹم کے درمیان جدائی ہو جائے گی تو اس وقت نقصان و ضرر ہی ہوگا اور بس۔

انسان بھی ایک ایٹم جیسا ہی ہے اس کے وجود کا مرکزی ایٹم فطرت، توحید، خداخواہی اور خداجوئی ہے اور اس کے وجود کا قیام اس پر ہے کہ اس کے تمام ظاہری اعضاء اور باطنی حالات مجذوب حق اور پروردگار کے فرمان کے سامنے تسلیم ہوں اور اس کے حرکات و سکنات عشق خدا میں اور اس کی فرمانبرداری سے جدا نہ ہوں کہ حق سے جدائی اور دوست کی معرفت و عشق کے مرکز سے باہر جانا اور خدا سے رشتہ توڑ لینا ایسا محور ہے کہ جس سے انسان کے اعضاء و جوارح اور اس کے ظاہر و باطن میں فساد

ہی پیدا ہوگا۔

قرآن مجید فرماتا ہے۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَاُعَذِّبُھُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ

لیکن جو لوگ کافر ہو گئے ہیں۔ اپنے اور خدا کے درمیان میں حجاب قرار دے لیا ہے۔ خدا کی محبت اور خدا سے غافل ہو گئے ہیں اور اسی لئے فساد کا منبع بن گئے ہیں' طاغوت و شہوت کے بندے بن گئے ہیں تو ہم انھیں اس اور اُس دنیا میں عذاب میں مبتلا کریں گے اور عذاب سے نجات آج کل نہیں ہے۔

انسان کی برائیوں کے کم کرنے والے عوامل میں سے ایک شادی ہے جب انسان کے اندر ایمان' اخلاق و عمل اور اپنی توانائی کا حاصل ہو جائے اور شائستہ و کفو عورت سے اس کی شادی ہو جاتی ہے تو اس کا ظاہر و باطن ایک حد تک قابو میں آجاتا ہے اور اس کی آزادی و حریت محفوظ ہو جاتی ہے اور حرام شہوت رانی کے نتیجہ سے نکل جاتا ہے۔ برائیوں اور غلط دوستوں سے نجات مل جاتی ہے۔

کتنے ہی مردوں نے اپنے ایمان و اخلاق کے ذریعہ اپنی بیویوں کو خدائی مقامات اور انسانی مدارج پر پہونچا دیا ہے اور کتنی ہی بیدار و با بصیرت عورتوں نے اپنے شوہروں کو انسانیت کی عظیم منزل اور ملکوتی مقام پر پہونچایا ہے۔

شائستہ بیوی سنہ ۶۰ھ میں زبیر بن قین بجلی اپنے خاندان کے چند لوگوں

کے ساتھ حج کو گئے، مناسک حج بجا لائے، مختصر قافلہ تھا، سالارِ قافلہ زبیر ہی تھے، اپنے گھر سے خدا کے گھر کی طرف گئے تھے اور اب خدا کے گھر سے اپنے گھر کی طرف لوٹ رہے تھے۔

زبیر بھی یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ اپنے گھر کی طرف واپس لوٹ رہے ہیں لیکن قسمت میں یہ نہیں تھا۔ زبیر خدا کے گھر سے خدا کی طرف جا رہے تھے مگر وہ اس حقیقت سے واقف نہ تھے۔ زبیر کا چھوٹا سا قافلہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ حج سے واپسی پر امام حسینؑ کے بڑے قافلے سے متصل ہو جائے۔ اگر کاروانِ حسینی کسی منزل پر پڑاؤ ڈالتا تھا تو زبیر کا قافلہ وہاں سے آگے بڑھ جاتا تھا اور اگلی منزل پر اترتا تھا اور اگر امام حسینؑ کسی منزل سے گزر جاتے تھے تو زبیر اس منزل پر اترتے تھے۔ زبیر کی پوری کوشش یہ ہوتی تھی کہ امام حسینؑ کے روبرو نہ ہوں۔

ایسا کرنے پر زبیر کی اجتماعی حیثیت مجبور کر رہی تھی۔ وہ علیؑ کے اصحاب اور ان کے چاہنے والوں میں شمار نہیں ہوتے تھے بلکہ اس خاندان سے ان کا کوئی ربط ہی نہیں تھا وہ تو عثمان کے ہواخواہوں میں سے تھے یزید کی حکومت کے آدمی سمجھے جاتے تھے دوسری طرف وہ حسینؑ کو بھی اچھی طرح جانتے تھے اور خاندانِ علیؑ کا احترام کرتے تھے وہ فرزندِ علیؑ کے قتل میں شریک نہیں ہونا چاہتے تھے۔ غیر جانبدار رہنا پسند کرتے تھے۔ امویوں سے اپنی دوستی کو برقرار رکھنا چاہتے تھے لیکن امام حسینؑ سے جنگ نہیں کرنا چاہتے تھے ــ امام حسینؑ کے روبرو ہونا اس روش کے سراسر خلاف تھا۔ یزید کو اس بات کی اطلاع دے دی جاتی کہ زبیر نے امام حسینؑ سے ملاقات کی ہے۔ اگر امام حسینؑ ان سے مدد طلب کرتے ہیں تو وہ کیا کریں۔ اگر حسینؑ کی مدد کرتے ہیں تو دوستوں سے کٹ جائیں گے اور اگر مدد نہیں کرتے ہیں تو امام حسینؑ کی نافرمانی صحیح نہیں ہے۔

علیؑ کے فرزند ہیں، فاطمہؑ کے بیٹے ہیں، بزرگ ہیں، رسولؐ کی ایک یہی نشانی ہیں، ان کے حکم کو کیسے ٹالا جا سکتا ہے۔ خدا کو کیا جواب دیا جائے گا۔ دوزخ

کی آگ کا کیا ہوگا؟

غیر جانبداری بہترین راستہ ہے لہٰذا زہیر کے کارواں کو ایسی جگہ اترنا چاہیئے جہاں امام حسینؑ سے آمنا سامنا نہ ہو سکے۔ زہیر یہ چاہتے تھے لیکن تقدیر کچھ اور چاہتی تھی۔ جزیرہ نما عرب کے خشک و گرم بیابان میں بہت دور دور پر منزل تھی جس سے قافلے والے مجبوراً ایک منزل پر اترتے تھے۔ اسی طرح زہیر کا قافلہ ایک منزل پر اترنے اور کاروانِ حسینؑ سے ہم منزل ہونے پر مجبور ہوا۔ اس سرزمین پر جس نے عثمانی سے علوی پیدا کئے جس نے یزیدی سے حسینی بنا دیا!!

زہیر کے خیمے ایک جگہ لگائے جا چکے تھے اور اسی کے کنارے امام حسینؑ کے خیمے نصب کئے گئے تھے۔ حسینؑ جانتے تھے کہ زہیر دلیر ہیں، جواں مرد ہیں، اچھے خطیب ہیں، باعلم ہیں۔ ان صفات کے ہوتے ہوئے حیف ہے کہ وہ انسانوں سے دور رہیں اور بنی اُمیہ جیسے جانوروں میں گھرے رہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ آزاد کو آزادی نہیں ملے گراں قدر موتی ویرانے میں پڑا رہے، شائستہ انسان کو بلند نہ کیا جائے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔

اس منزل پر بھی زہیر احتیاط سے کام لیتے رہے جہاں تک ممکن تھا انھوں نے حسینؑ سے الگ رہنے کی کوشش کی۔ حسینؑ نے حکومت کے خلاف نعرہ بلند کیا تھا۔ زہیر حکومت کے طرفداروں میں ہیں۔ حکومتِ وقت کو اپنے چاہنے والوں سے توقع ہے کہ وہ اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھیں اور سرکشوں کو کچل دیں۔ ان سے نزدیک ہونا بہت بڑا جرم ہے۔

زہیر اپنے خیمہ میں بیٹھے تھے اور اپنے عزیزوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک امام حسینؑ کا قاصد آیا، سلام کیا اور کہا

اے زہیر آپ کو ابو عبداللہ حسینؑ ابن علیؑ نے طلب کیا ہے۔

زہیر جس چیز سے بچ رہے تھے وہی سامنے آگئی۔ ایسی دہشت طاری ہوئی کہ زبان سے کچھ نہ کہہ سکے، غور کرنے کا بھی موقع نہ رہا۔ وہ اس صورت حال کے بارے میں سوچ بھی

نہیں سکتے تھے، متحیر ہو گئے۔ کیا کریں۔ امام حسینؑ کے پیغام کو اہمیت نہ دیں، ان کے فرمان سے سرکشی کریں یا یزید کو چھوڑ کر امام حسینؑ کے پاس چلے جائیں دونوں شقیں غیر جانبداری کے خلاف ہیں جو کہ ان کا مقصد تھا۔ اب وہ ایسی جگہ پر کھڑے ہیں جہاں غیر جانبداری پر عمل نہیں ہو سکتا ہے۔

سبھی سکوت میں ڈوبے ہوئے تھے منہ کا لقمہ نکل پڑا تھا۔ کھانا بھول گئے باتیں فراموش ہو گئیں۔ امام حسینؑ کا قاصد کھڑا ہوا حالات کا جائزہ لے رہا ہے۔ حیرت میں ہے خود ہی سے سوال کرتا ہے۔ یہ کیسی خاموشی ہے۔ زہیر کیوں نہیں آتے ہیں یا کیوں نہیں کہہ دیتے کہ میں نہیں آؤں گا؟

امام حسینؑ کی طرف سے کوئی دباؤ نہیں ہے جو چاہے جواب دے زہیر آزاد ہے اسی طرح چند منٹ گزر گئے اور زہیر کوئی فیصلہ نہ کر سکے کہ نہ کرے یا ہاں۔ ایک نور کا جھروکہ درکار ہے جو زہیر کو حیرت کی تاریکی سے نکال سکے اور انھیں فیصلہ کرنے کی جرأت دے سکے۔

یہ وقت زہیر کی عمر کا حساس ترین لمحہ تھا۔ اس وقت وہ موت و حیات کے دوراہے پر کھڑے تھے۔ زہیر حکومت کی طاقت سے بھی باخبر تھے اور حسینؑ کے اصحاب کو پہچانتے تھے جانتے تھے کہ حسینؑ قتل کئے جائیں گے اور جو بھی حسینؑ کے ساتھ ہوگا وہ بھی قتل کیا جائے گا، انھیں معلوم تھا کہ حسینؑ کے حرم کو اسیر کیا جائے گا۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ حسینؑ نے انھیں کس لئے طلب کیا ہے۔ ان پر عیاں تھا کہ حسینؑ کا راستہ جنت کا راستہ ہے اور یزید کا راستہ جہنم کا راستہ ہے۔ وہ سعادت ہے اور یہ شقاوت ہے۔

اچانک ایک بجلی چمکی ہے اور ایک عورت نے سکوت کو توڑ دیا اور زہیر کو فیصلہ کرنے کی طاقت مل گئی۔ یہ عورت زہیر ہی کی شریک حیات تھی۔ اس نے کہا زہیر! تمھیں فرزند رسولؐ بلاتے ہیں اور تم نہیں جاتے۔

سبحان اللہ!! جاؤ۔ دیکھو تو کیا کہتے ہیں؟ ان کی بات سن کر آؤ۔ واقعاً اچھی عورت

کیا پیاری چیز ہے۔ زہیر جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھے حسینؑ کی طرف چلے اور تھوڑی ہی دیر بعد لوٹ آئے۔ ان کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی چہرے سے غم کا اثر دور ہو چکا تھا چہرہ شاداب ہو گیا تھا، تاریکی چھٹ گئی تھی، نور لوٹ آیا تھا، غیر جانبداری کافور ہو چکی تھی ایک طرف ہو گئے تھے۔ کسی کو خبر نہ تھی کہ اس مختصر مدت میں حسینؑ نے زہیر سے کیا فرمایا ہے اور زہیر نے کیا سنا ہے۔ زہیر نے واپس آکر کہا میرا خیمہ اکھاڑ کر امام حسینؑ کے خیمہ کے پاس نصب کر دو۔ چھوٹی ندی دریا سے متصل ہو گئی اور یزید زہیر حسینی بن گئے ظلم کی گھاٹی سے نکل آئے اور عدل کی وسیع فضا میں آگئے۔ عثمانی گیا اور علوی واپس آگیا اوہ سعادت کس طرح آدمی کے پاس واپس آتی ہے۔ زہیر نے اپنے ساتھیوں سے کہا جو میری پیروی کرے گا وہ میرے ساتھ رہے گا ورنہ یہ جدائی کا وقت ہے۔ زہیر کے چچا زاد بھائی سلمان بجلی زہیر کے ساتھ رہے اور حسینی بن گئے اور روز عاشور امام حسینؑ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ کر درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ زہیر نے دنیا و مافیہا سے آنکھیں موند لی تھیں۔ حسینؑ سے مل گئے تھے حسینؑ کے ساتھ تھے اور انھیں کے ساتھ جان دے دی آج اس دنیا میں بھی حسینؑ کے ساتھ ہیں۔ زہیر نے اپنی بیوی کو وداع کیا اور کہا تمھارا دل چاہے اپنے میکے چلی جاؤ تاکہ میری طرف سے تمھیں کوئی تکلیف نہ پہونچے۔ عورت کا مال و منال واپس دے دیا اور اسے اس کے چچا زاد بھائی کے ساتھ اس کے میکہ بھیج دیا۔

بیوی نے گریہ کیا اور اپنے شوہر کو وداع کیا اور کہا "خدا تمھارا ناصر و مددگار ہے وہ تمھارے لئے اچھا ہی کرے گا۔ اس وقت میری آپ سے ایک درخواست ہے اور وہ یہ کہ جب روز قیامت آئے امام حسینؑ کے جد رسولؐ کی خدمت میں شرف یاب ہوں تو وہاں مجھے بھی یاد کر لیجئے گا"[1]

اس میں تو شک نہیں ہے کہ زہیر کی حریت و آزادی اور ان کا حسن انتخاب و

---

[1] پیشوائے شہیدان ص ۳۲۸

ارادہ امویوں کی وجہ سے برباد ہو گیا تھا لیکن ان کی بیوی کی وجہ سے یہ چیزیں انھیں دوبارہ مل گئیں اور زبیر طاغوت کی غلامی سے آزاد ہونے کے سبب ابدی سعادت سے ہمکنار ہو گئے۔ بنا بریں اگر یہ کہا جائے کہ شادی انسان کو حریت و اختیار لوٹا دیتی ہے تو بے جا نہ ہوگا۔

شادی کر کے ہم اپنے اندر خدائی روح کی حفاظت کریں اور خدا کے منصب خلافت کو شہوت و مفاسد کی نذر نہ ہونے دیں اور اپنے ایمان و عمل صالح میں رشد کو فروغ دیں۔ اس سے نصف دین کو محفوظ کر کے نصف کو تقوے اور حرام چیزوں سے پرہیز کر کے بچا لیں۔

شادی کے ذریعہ مرد عورت کے کمالات نکھارنے میں اور عورت مرد کے مقامات بلند کرنے میں برابر کی شریک ہے۔ عورت لائق قابل و عقلمند ہے کہ بزرگوں نے اس کے بارے میں کہا مرد کے وجود میں حقائق کے ظہور کا سبب ہے۔ عورت اور مرد بھی شریف اور اصیل اور باکرامت ہے یہاں تک کہ اس کے بارے میں کہا گیا ہے مرد عورت کے بلند مقامات پر پہونچنے کا باعث ہے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔ دنیا کی عورتوں میں سب سے پہلے جو عورت جنت میں داخل ہوگی وہ خدیجہ ہیں اور اس سے عورت کی انسانی اور اخلاقی و ایمانی بلندی کا پتہ ملتا ہے کہ اس میں روح خدا ہے، وہ بھی خدا کی خلافت رکھتی ہے۔

بے شک ہوا و ہوس سے پاک اور طاغوت سے آزاد، شہوت و حرام خواہشوں سے الگ عورت اور انھیں صفات کا حامل مرد اس وسیع و عریض دنیا میں دو گرانقدر موتی ہیں۔

امام حسینؑ حر بن یزید کی آزادی کو ان کی ماں کی طرف نسبت دیتے ہیں اور امیرالمومنینؑ مالک اشتر کی عظمت کو ان کی پاک دامن ماں کا جلوہ سمجھتے ہیں۔ گھر میں مرد کو عورت کے لئے اور عورت کو مرد کے لئے خوبیوں کا نمونہ و مرجع ہونا چاہیئے اور دونوں کو بچوں کے لئے نمونہ ہونا چاہیئے۔

شادی میں مرد و عورت کا استقلال

والدین کو اس بات پر توجہ رکھنا چاہیئے کہ شریک حیات کے انتخاب کا حق، اسلام کی پیش کی ہوئی شرائط کے ساتھ لڑکے لڑکی کو ہے۔ ماں باپ کو یہ حق نہیں پہونچتا ہے کہ وہ اس لڑکی سے لڑکے کی شادی کریں جو اسے پسند نہیں ہے اسی طرح ماں باپ کو یہ حق بھی نہیں ہے کہ وہ لڑکی کا اس لڑکے سے بیاہ کر دیں کہ جس کو وہ پسند نہ کرتی ہو، وہ شریک حیات کے انتخاب میں خدا کی طرف سے آزاد و خود مختار ہے۔

شریک حیات کے انتخاب کے سلسلے میں ایک روایت میں وارد ہوا ہے

قَالَ قُلتُ لَهُ إِنِّي أُرِيدُ أَن أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً وَإِنَّ أَبَوَيَّ أَرَادَا غَيْرَهَا قَالَ تَزَوَّجِ الَّتِي هَوَيتَ وَدَعِ الَّتِي هَوَىٰ أَبَوَاكَ

ابن ابی یعفور کہتے ہیں، میں نے حضرت امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کی، میں نے شادی کے لئے ایک عورت پسند کی ہے اور میرے والدین دوسری پسند کرتے ہیں۔ میرا کیا فرض ہے؟ فرمایا جو تمھیں پسند ہے اس سے شادی کرو جس کو والدین پسند کرتے ہیں اس سے نہ کرو۔

شیعوں کے عظیم مراجع کے رسالہ عملیہ میں شادی سے متعلق مرقوم ہے:۔

اگر لڑکی کے لئے مناسب لڑکا مل جائے اور لڑکی اس سے، کہ شرعی و عرفی لحاظ سے اس کا کفو ہے شادی کرنا چاہے اور باپ دادا شادی سے روکیں اور سختی کریں تو اس صورت

میں ان کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے[1]

اسی طرح اگر لڑکا کسی لڑکی کو اپنا کفو سمجھتا ہے اور کوئی لڑکی کسی لڑکے کو اپنا کفو سمجھتی ہے تو پھر شادی کے لئے ماں باپ کی رضامندی اور ناراضگی کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور وہ اسلام کی اجازت اور خدا کی رضا سے شادی کر سکتے ہیں۔

ماں باپ کو چاہیئے کہ وہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادی میں صنفی اور خاندانی بخلوں سے بچیں کہ اسلام میں زر گوئی اور اس کو قبول کرنا حرام ہے۔

مشروع کام کے انتخاب میں بھی مرد عورت مختار ہیں اور ان کے کام کی اجرت خود انھیں کا حق ہے اور ان کی درآمد ان کی ملکیت ہے اور عورت مرد کے مال پر اور مرد عورت کے مال میں بغیر اجازت کے کوئی حق نہیں رکھتی ہے۔ اس بات پر بھی توجہ رہے کہ مرد و عورت کا استقلال زندگی کے ہر شعبہ میں محفوظ رہنا چاہیئے۔

---

[1] توضیح المسائل۔ آیت اللہ فاضل لنکرانی ص۴۱۲ مسئلہ ۲۲۳۶

﴿ یا مریم ان اللہ اصطفٰیک و طھرک و اصطفٰیک
علی نساء العالمین ﴾

« آل عمران/۴۲ »

۲

وحی کی زبان میں عورت کا مرتبہ

یا مریم ان اللہ اصطفیک وطھرک واصطفیک علی نساء العالمین

(آل عمران / ۴۲)

وحی کی زبان میں عورت کا مرتبہ

خدا کا پاک آئین

دین اسلام ہر چیز میں تمام ادیان و مکاتب سے بنیادی اور اصولی طور پر جدا ہے رسولؐ کے اہلبیتؑ کی تفسیر کے لحاظ سے تشیع ہی اسلام ہے۔ توحید، قیامت، ملائکہ، نبوت امامت، قرآن، فرد، اہل و عیال، معاشرہ، مادی امور، معنوی امور، اخلاقی و علمی مسائل، عورت، مرد، اولاد، کاروبار، تربیت، سیاست، حکومت وغیرہ کے بارے میں اس کا جو نظریہ ہے وہ تمام مکاتب اور موجودہ تمام آئین و تہذیب سے مختلف ہے۔ اس سلسلے میں جو نظریہ اسلام پیش کرتا ہے وہ عین حقیقت، معیار، ظاہر و باطن میں واقعی مصادیق کے مطابق ہے، مختصر یہ کہ وہ ان حقائق کے مطابق ہے جو خدا کے علم اور ہستی میں موجود ہیں۔

آئین اسلام میں حقیقت کی تفسیر کرنے والوں کا بیان ان کے پاک و الٰہی علم کا نتیجہ ہے جو قرآن مجید کی گہرائی سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس دین کے مسائل کا سرچشمہ قرآن مجید ہے اور قرآن مجید کا سرچشمہ رحمانیت و رحمیت اور ربوبیت کے صفت کے ساتھ خدا کا وجود ہے اور ان حقائق کی تفسیر کا سرچشمہ رسولؐ کا الٰہی و ملکوتی قلب ہے اور اس کے مسلسل بیان کی ذمہ داری حضرت علیؑ ابن ابی طالب سے بارھویں امامؑ تک معصوم ائمہ کے دوش پر ہے۔

اسماء میں سے رحمٰن خدا سے مخصوص ہے جو خدا کے سوا دوسرے کے لئے استعمال نہیں ہوتا ہے لیکن رحیم ایک صفت ہے جس کا اطلاق دوسروں پر بھی ہوتا ہے دونوں کی اصل رحمت ہے اور جب ان کا ترجمہ خدا سے نسبت کے تحت کیا جائے گا تو بخشنے والا اور مہربان کیا جائے گا۔ قرآن مجید کی آیات کی وضاحت کرنے والوں میں سے ایک جماعت نے کہا ہے۔ رحمٰن اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا کی رحمت نیک و بد تمام بندوں کے لئے ہے اور رحیم اس بات کو سمجھاتا ہے کہ اس کی رحمت صالح اور مطیع بندوں سے مخصوص ہے اس کی رحمانیت کا جلوہ دنیا میں اور اس کی رحمیت کا جلوہ آخرت میں ہوگا لیکن ان دونوں صفتوں کے فرق سے متعلق قرآن مجید میں کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ قرآن مجید میں ہے۔

ورحمتی وسعت کل شئ

میری رحمت ہر چیز کو ڈھانکے ہوئے ہے

اس صفت کا اثر موجودات کی تخلیق، ان کی روزی اور انھیں حوادث سے بچانے میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ان دونوں صفتوں کی مدد سے خدا کی بارگاہ میں استغاثہ کرنا، عرفانی حالت اور خاص نشاط و وجد کا سبب ہے کہ جس کے نتیجہ میں بندہ پر خدا کی عنایت ہوتی ہے۔

اسلامی آثار میں آیا ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ مجھے حیا آتی ہے کہ بندہ مجھے رحمٰن و رحیم

کہہ کر پکارے اور میں اس کی دعا مستجاب نہ کروں۔ مخلوق کی خلقت اور انھیں روزی دینا بھی اس کی رحمانیت کی تجلی اور ان کی ہدایت و توفیق اور اس کی رحمیت کا ثمرہ ہیں۔

قرآن مجید میں رحمت کی دوسرے انداز میں تعریف کی گئی ہے
خیر الرحمٰن، ارحم الراحمین، ذوالرحمۃ

اس حقیقت کو ذہن سے قریب کرنے کے لئے رسولؐ نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے ورنہ وہاں عدد اور درجہ کا وہاں گزر نہیں ہے۔

خدا کی رحمت کے سو درجے ہیں ان میں سے ایک کو سات آسمانوں اور زمین میں پھیلا دیا ہے۔ اسی درجہ سے تمام مخلوقات میں سے ہر ایک کو اس کے مناسب حال رحمت سے نوازا جاتا ہے اور مخلوق بھی اسی میں سے آپس میں ایک دوسرے سے محبت، مہربانی کا سلوک کرتے ہیں جبکہ اس کے ننانوے درجے خدا نے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں یہاں تک کہ قیامت کا دن ہوگا اور اس ایک درجہ کو جو کہ دنیا میں پھیلایا تھا ننانوے میں شامل کرے گا اور اسی سے مومنوں اور فرمانبرداروں کو سرشار کرے گا۔

رب کے معنی مالک ہیں، کائنات کی ساری مخلوق اور سارے جہاں اسی کی ملکیت ہیں۔ اس حقیقی ملکیت کو اس سے سلب نہیں کیا جا سکتا ہے۔ موجودات کی پرورش ان کی نشو و نما اور نظم و نسق اسی کے اختیار میں ہے چونکہ کائنات کے ذرات تک اسکی حقیقی، ابدی اور دائمی ملکیت میں ہیں اس لئے اس بات کی کوئی گنجائش نہیں رہتی ہے کہ انسان اسے چھوڑ کر دوسرے رب کا انتخاب کرے اور کسی دوسرے کو مالک سمجھے اور اس کے قانون و تدبر کو چھوڑ کر دوسرے قانون و تدبیر کو تسلیم کرے۔

زندگی کے تمام شعبوں میں توحید کی حقیقی تجلی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان مکمل طور پر خدا کی ملکیت و تدبیر کے سایہ میں باقی رہے اور اسے مالکیت کے ہر جھوٹے دعویدار ہر تہذیب اور ہر اس مکتب کا انکار کر دینا چاہیئے جو خدا کی مخالفت میں آدمی کی حیات کے

نظم کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا ہے اور حیات کے تمام شعبوں میں کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے یہی معنی ہیں۔ بیشک آدمی کی ہر ظاہری و باطنی حاجت کو خدا کی رحمت اور اس کی ربوبیت کا نور پورا کرتا ہے اور دنیا و آخرت میں اس کی سعادت کو خدا کا لطف و عنایت ہی وجود بخشتی ہے۔

خدا کی ربوبیت و رحمت سے انبیاءؑ کا توسل

خدا کے انبیاء صرف خدا کو مالک، رب، مدبّر، رحیم، لطیف جانتے تھے اور ہر لمحہ خود کو اس مالک کا مملوک اور اس رب کا مربوب اور اس معبود کا عبد سمجھتے تھے اور متفرق و مختلف ارباب "خداؤں" اور بے جا تدبیر کے دعویداروں سے جنگ کرتے تھے چنانچہ ان میں سے بعض نے تو اس جنگ میں جان تک دے دی ہے۔ مقصد صرف یہ تھا کہ ابد تک حق کی مالکیت و رحمت اور اس کی تہذیب سے سرشار رہیں۔ تمام حوادثات، مشکلات یا حاجات و ضرورت کے وقت وہ خدا کی رحمت اور اس کی ربوبیت سے متوسل ہوتے تھے۔

حضرت آدمؑ عرض کرتے ہیں:۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ
لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ
الْخَاسِرِيْنَ

اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم
کیا ہے اور اگر تو ہمیں معاف نہ کرتا اور ہم پر رحم
نہ کرتا تو ہم ضرور گھاٹا اٹھانے والوں میں ہو جاتے

حضرت نوحؑ اپنی اور مومنوں کی نجات اور ظالموں کی تباہی کے لئے کہتے ہیں:۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ
دَيَّارًا

اے میرے رب روئے زمین پر ان ناشکروں
میں کسی کو بھی باقی نہ رکھ

حضرت ابراہیم اپنی دعا میں فرماتے ہیں:۔

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ
ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا
لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ

اے میرے رب میں نے اپنی ذریت کو تیرے
محترم گھر کے نزدیک بے آب وگیاہ زمین پر
بسایا ہے اے ہمارے رب تاکہ وہ نماز قائم
کرسکیں۔

حضرت موسیٰؑ بے چارہ ہو جانے کے وقت شہر مدائن کے دروازہ کے پاس خدا سے اس طرح مناجات کرتے ہیں:۔

رَبِّ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ
فَقِیْرٌ

اے میرے رب جو چیز بھی تو مجھے دے گا میں
اسی کا نیاز مند ہوں۔

حضرت یوسفؑ کہتے ہیں:۔

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَعَلَّمْتَنِیْ
مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ
تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ

حقیقت یہ ہے کہ تو نے ہی مجھے بادشاہت دی

ہے اور مجھے تعبیرِ خواب کا علم عطا کیا ہے۔ زمین
و آسمان کا پیدا کرنے والا تو ہی ہے اور دنیا و
آخرت میں تو ہی میرا ولی ہے۔ مجھے دنیا سے
مسلمان اٹھانا اور نیک و شائستہ لوگوں سے
ملحق رکھنا۔

حضرت زکریاؑ عرض پرداز ہیں:۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ
الْوَارِثِينَ

اے میرے رب و مالک مجھے تنہا نہ چھوڑ کہ تو
سب سے بہترین وارث ہے۔

اپنے رسولؐ کو مناجات کا طریقہ تعلیم فرمایا کہ اس طرح کہیئے:۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ
الرَّاحِمِينَ

اے میرے مالک و رب مجھے رحمت و مغفرت
سے نواز دے کہ تو بہترین رحم کرنے والا
ہے۔

اولیاء و عشاق کے بارے میں مرقوم ہے کہ وہ رات کی تاریکی میں کھڑے اور بیٹھے ہوئے مخلوق کے بارے میں غور کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔

ربنا ما خلقت هذا باطلاً

اے ہمارے مالک و رب یہ زمین و آسمان تو نے
فضول نہیں پیدا کئے ہیں۔

ائمہ معصومینؑ سے نقل ہونے والی دعاؤں خصوصاً دعائے کمیل، ابوحمزہ، عرفہ

اور امام زین العابدینؑ کی ۱۵ مناجات میں لفظِ رب بہت زیادہ استعمال ہوا ہے۔ اس مرتبہ سے انبیاء کا توسل کرنا اور لفظ رب کی تکرار کرنا اس کی عظمت کی دلیل ہے۔ صرف دعا ہی میں اس مقام سے متوسل نہیں ہوتے تھے بلکہ ان کی زندگی کی فضا میں ان کے عقاید و اعمال اور اخلاق میں علمی و عملی تجلّی تھی۔

خدا کی عبادت

انسان خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کا ڈھانچہ ایک جیسا ہے۔ راہِ کمال پر گامزن ہونا، انسانیت کے آثار کے ظہور اور معنویت کے درجات پر پہونچنے کے لحاظ سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر اپنے باطنی میلان، فطری کشش اور عقل، نبوت و امامت اور مہذب معلموں اور صحیح تربیت کرنے والوں سے مدد لے کر خدا کی ربوبیت کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں اور زندگی کے ہر شعبہ میں خدا کی مالکیت و تدبیر و ہدایت کو قبول کرلیں تو وہ طاغوت کی غلامی اور ہوائے نفس کی زنجیر سے آزاد رہے گا اور شیطانی افکار و تہذیب سے دامن بچالے گا اور مالکِ حقیقی کا مملوک ہونے کی نسبت سے ملکوتی و عرشی مقامات عالیہ پر فائز ہو جائے گا۔

اپنی ظاہری و باطنی خلقت میں مرد و عورت بھی خدا کی رحمانیت و رحیمیت کی تجلی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے جو کتاب خدا کی آیات سے سمجھ میں آتی ہے اس میں کسی شک و تردید اور انکار کی گنجائش نہیں ہے۔

عورت انسان ہے وہ بھی معنوی لیاقت اور استعداد کی حامل ہے۔ وحی کی زبان میں عورت کا وہی جوہر و ڈھانچہ ہے جو مرد کا ہے۔ عورت خدا کی رحمت ہے، عورت حق کی ربوبیت کا جلوہ ہے۔ اسے ذلیل کرنا، مارنا، اس کے حقوق پامال کرنا، اس کے جائز منصوبوں سے روگردانی کرنا، اسے کمزور خیال کرنا، خواہ مخواہ اسے طلاق دینا، اس کے اور بچے کے درمیان فرق کرنا، یہ سب ہی تو بشر کی مالکیت کے دعویداروں، تاریخ کے

زعونوں، ظالموں اور فاتح تہذیبوں کا بدترین اثر ہے۔

اٹلی میں جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی تھی تو باپ کی مسرت کی انتہا نہ رہتی تھی اس لئے کہ اس کی چیزوں میں ایک چیز کا اضافہ ہو جاتا تھا جب وہ تیرہ چودہ سال کی ہو جاتی تھی تو وہ اسے بازار لے جاتا تھا اور اسے فروخت کر کے اپنی زندگی کے روزمرہ کے اخراجات چلاتا تھا۔

اٹلی میں ہی کبھی مرد عورت سے اتنا زیادہ خفا ہو جاتا تھا کہ اسے زیتون کے کھولتے ہوئے دیگ میں ڈال دیتا تھا اسے ایک خدمت گار، شہوت کی پیاس بجھانے کا ایک آلہ خیال کرتے تھے۔ آج بھی عورت کو بہت سے انسانی حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے لیکن حق کے آئین میں عورت کی عظمت ہے، معنویت کا منبع ہے، استعداد کی ایک دنیا ہے اور خدائی طاقت ہے۔

اگر عورت کو اپنی قدر معلوم ہو جائے اور وہ اپنا انسانی بھرم محفوظ رکھے اور اپنے رشد و تربیت میں جہاں تک ممکن ہو اسلام کے دستورات سے استفادہ کرے تو وہ پاک دامن مریم باعظمت خدیجہ اور شائستہ زینبؑ بنے گی اور حریم حق میں اس کا ایک مقام ہوگا ورنہ وہ بھی ان مردوں کی طرح کہ جو ناشکرے ہو گئے ہیں، نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اور پروردگار کی ہدایت سے روگرداں ہو گئے ہیں۔ دنیا و آخرت کی ذلت اور خدا کی ابدی لعنت سے دوچار ہو جائے گی۔

عورت وحی کی زبان میں

تفسیر مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ جس زمانے میں اسماء بنت عمیس اپنے شوہر حضرت جعفر بن ابی طالب کے ہمراہ حبشہ کی ہجرت سے واپس لوٹ کر آئی اور رسولؐ کی ازواج سے ملاقات کے لئے گئی تو ان سے معلوم کیا۔ کیا قرآن میں ہمارے بارے میں بھی کچھ ہے؟ انھوں نے کہا۔ نہیں۔ وہ رسولؐ کی خدمت میں پہونچی۔ عرض کی۔ اے اللہ کے رسولؐ عورتیں

گھاٹے میں ہیں۔ رسولؐ نے فرمایا کس اعتبار سے؟ عرض کی جس طرح مردوں کا ذکر اچھائی کے ساتھ ہوا ہے عورت کا نہیں ہوا تو خدا نے یہ آیت نازل کی۔

ان المسلمین والمسلمات والمومنین
والمومنات والقانتین والقانتات
والصادقین والصادقات والصابرین
والصابرات والخاشعین والخاشعات
والمتصدقین والمتصدقات والصائمین
والصائمات والحافظین فروجھم
والحافظات والذاکرین اللہ کثیرًا
والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃ و
اجرًا عظیمًا

اس آیت میں صریح طور پر یہ بیان ہوا ہے کہ مردوں کی طرح عورتیں بھی معنوی و ملکوتی مقام پر فائز ہو سکتی ہیں اور اس طرح حق کی مغفرت اور عظیم ثواب حاصل کر سکتی ہیں یعنی اسلام، ایمان، طاعت و فرمانبرداری، صدق، تمام حوادثات میں صبر و پائیداری، خدا کی عظمت اور عذاب کے خوف سے فروتنی، جود و کرم کہ جس کا ثمرہ صدقہ ہے، روزہ، نفس پر قابو اور خدا کا ذکر۔

اسماء بنت یزید انصاری رسولؐ کی خدمت میں آئی اس وقت آنحضرتؐ صحابہ کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ مجھے عورتوں نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور شرق و غرب میں ایسی کوئی عورت نہیں ہے جو میری ہم خیال نہ ہو،

خدا نے آپ کو مبعوث بہ رسالت کیا ہے۔ ہم آپ پر اور خدا پر ایمان لائے ہیں لیکن عورتیں گھروں میں قید رہتی ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مردوں کی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے سراپا تسلیم رہتی ہیں اور ایک مدت تک حاملہ رہتی ہیں لیکن نماز جمعہ و جماعت، بیماروں کی عیادت، تشییع جنازہ اور حج و عمرہ میں اور سب سے اہم چیز راہ خدا میں جہاد میں مرد عورتوں پر برتری رکھتے ہیں۔ مرد حج و عمرہ یا سرحدوں کی حفاظت کے لئے جاتے ہیں تو ہم عورتیں ان کے اموال کی حفاظت کرتی ہیں، لباس سیتی ہیں، اپنے مردوں کے بچوں کی تربیت کرتی ہیں تو ہم مردوں کے کس اجر و ثواب اور منفعت میں شریک ہیں۔

رسولؐ نے اپنے صحابہ کو مخاطب کر کے کہا کیا تم نے کسی عورت سے اپنے دین کے بارے میں اس سے اچھی باتیں سنی ہیں؟ سب نے کہا ہم نہیں سمجھتے تھے کہ کوئی عورت ایسے حقائق تک پہنچی ہوگی۔ آنحضرت نے اس عورت کو مخاطب کر کے فرمایا "جاؤ تمام عورتوں کو خبردار کر دو کہ شوہر کے ساتھ نیک برتاؤ اور اس کو خوش رکھنا اور صحیح زندگی میں ان تمام چیزوں میں شوہر کی موافقت کرنے میں اتنا ہی ثواب ہے جتنا مردوں کو مذکورہ اعمال کی انجام دہی میں ملتا ہے۔

عورت رسولؐ کی بزم سے باہر آئی۔ وہ خوشی سے تکبیر کہہ رہی تھی۔ زبان پر لا الٰہ الا اللہ جاری تھا[1]

آٹھویں امام نے اپنے آباء اور انھوں نے رسولؐ سے روایت کی ہے۔

مثل المؤمن عند اللہ کمثل ملک مقرب

وان المومن عند اللہ عز وجل اعظم

من الملک ولیس شیٔ احب الی اللہ

من مومن تائب او مومنۃ تائبۃ

---

[1] میزان الحکمت ج ۹ ص ۹۶

خدا کے نزدیک مومن ایسا ہی ہے جیسے ملکِ مقرب
اور خدا کے نزدیک انسان یقیناً فرشتے سے زیادہ
افضل ہے اور خدا کے نزدیک سب سے زیادہ
محبوب توبہ کرنے والے مومن مرد اور توبہ کرنے
والی مومن عورت ہے۔

سعادت وشقاوت کا معیار

جو طاقت حقائق کو درک کرنے، انھیں تسلیم کرنے اور سعادت وسلامتی کو وجود میں لانے اور انسان کی زندگی میں ثابت امور کو سنبھالنے والی ہے وہ عقل ہے۔ طبعی طور پر شہوت خدا کی نعمت اور مادی حیات سے لطف اندوزی کا باعث ہے اور اسی کی وجہ سے انسان دنیوی زندگی میں اور کبھی اخروی زندگی میں سنوارنے کے لئے کوشش اور کام کرتا ہے۔ اگر شہوت نورِ عقل کی پابند اور اس معنوی چراغ کی پیرو ہوتی ہے تو زندگی فضا سالم اور پوری حیات پر خدا کی رحمت سایہ فگن رہتی ہے اور انسان کا وجود انسانیت کی مصداق ہو جاتا ہے اور اس کی قدر وقیمت ملائکہ سے بھی بڑھ جاتی ہے۔

ہاں اگر عقل شہوت کی قید میں اسیر ہو جائے اور اس کی نور افشانی کا سلسلہ ختم ہو جائے اور آدمی زندگی کی زمام آزاد شہوت کے ہاتھ میں آجائے اور اس کی خواہشیں بے پناہ ہو جائیں اور اس کی ظاہری و باطنی نگاہوں میں بس شہوت ہی شہوت ہو، صرف مادی چیزیں ہی نظر آتی ہوں اور انسان کی حیات کا معیار اس کا شکم اور جنسی غریزہ ہو جائے تو انسانیت کے معیار مٹ جائیں گے اور وہ حیوانوں اور چوپایوں سے بدتر ہو جائے گا۔

عبداللہ بن سنان کہتے ہیں میں نے حضرت امام صادقؑ سے دریافت کیا کہ ملائکہ افضل ہیں یا بنی آدم؟ آپ نے جواب دیا۔ حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں:۔

ان اللہ عزوجل رکب فی الملئکۃ عقلاً

بلا شهوة و ركب فی البهائم شهوة
بلا عقل و ركب فی بنی آدم كلتيهما
فمن غلب عقله شهوته فهو خير
من الملئكة و من غلبت شهوته
عقله فهو شر من البهائم

بیشک خداوند عالم میں ملائکہ میں عقل رکھی ہے
شہوت نہیں اور چوپایوں میں شہوت رکھی ہے
عقل نہیں اور بنی آدم میں عقل و شہوت دونوں
رکھی ہیں پھر جس کی عقل اس کی شہوت پر غالب
آجاتی ہے وہ ملائکہ سے افضل و بلند ہو جاتا ہے
اور جس کی شہوت عقل پر غالب آجاتی ہے وہ
چوپایوں سے بدتر ہو جاتا ہے۔

اگر یہ حقیقت عورت میں جلوہ گر ہو جائے تو وہ بھی مرد کی مانند ملائکہ سے افضل ہو جائے گی اور اگر یہ دور اندیش عقل سے، باطنی پیغمبر سے اور اندرونی نور سے چشم پوشی کرلے اور زر و زیور، ناز و نخرہ، فیشن، شہوت اور خود نمائی ہی اس کا مقصد بن جائے اور خدا سے بے پروا ہو کر زندگی گزارنا ہی ہدف بن جائے تو وہ بھی برباد، کافر اور ناشکرے مردوں کی مانند چوپایوں سے بدتر ہے۔

عورتوں کے بارے میں شب معراج کی ایک عجیب حدیث

حضرت عبد العظیم حسنی علماء حقہ کے بڑے عالم اور شیعہ رجال میں سے ایک ہیں اور اسلام کے معتبر راویوں میں سے ہیں اور امام علی نقیؑ کے قول کے مطابق ان کی زیارت کا اتنا ہی ثواب ہے جتنا امام حسینؑ کی زیارت کا ثواب ہے۔ امام محمد تقیؑ سے، اور انھوں

نے اپنے آبا سے اور انھوں نے حضرت امیرالمومنینؑ سے نقل کیا ہے کہ میں اور فاطمہؑ رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ آپ پر شدید گریہ طاری ہے۔ عرض کی ہمارے ماں، باپ آپ کے قربان، رونے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا جس رات کو مجھے معراج پر لے جایا گیا تھا اس شب میں نے اپنی امت کی عورتوں میں سے چند کو عذاب میں مبتلا دیکھا ہے۔ ان کو شدید عذاب میں دیکھ کر مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔

میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کے سر کے اگلے حصہ کے بالوں سے جہنم میں لٹکا دیا گیا ہے اور عذاب کی شدت سے اس کا مغز کھول رہا ہے۔

میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کی زبان جہنم کی دیوار سے چپکی ہوئی ہے اور کھولتا ہوا پانی اس کے منھ میں اور حلق میں ڈالا جا رہا ہے۔

میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کو پستانوں کے بل جہنم میں لٹکا دیا گیا تھا۔

میں نے ایک عورت کو دیکھا جو کہ دونوں پیروں کے بل جہنم میں لٹکی ہوئی تھی۔

میں نے ایک عورت کو دیکھا جو خود اپنے بدن کا گوشت کھا رہی تھی اور اس کے گوشت سے آگ نکل رہی تھی۔

میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ جس کے ہاتھ پیر باندھ دیے گئے تھے اور اس میں سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے تھے لیکن ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اس لئے بھاگ نہیں سکتی تھی اور اپنے کو نہیں بچا سکتی تھی۔

میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اندھی، بہری اور گونگی تھی۔ اسے آگ کے صندوق میں رکھا گیا تھا اور اس کے سارے بدن سے جذام کے مریض کی طرح گوشت کے ٹکڑے گر رہے تھے۔

میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ جس کے بدن اور چہرے پر آگ لگی ہوئی ہے اور اسے مجبور کیا جا رہا تھا کہ جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے اس کو باہر نکال کر کھائے۔

میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ جس کا سر سور کا اور بدن گدھے کا تھا اور ہزاروں

قسم کے عذاب میں مبتلا تھی۔

میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ جس کی صورت کتے کی سی تھی اس کی پشت سے آگ داخل ہوتی اور منہ سے نکلتی تھی اور جہنم کے فرشتے اس کے سر و بدن پر ضرب لگا رہے تھے۔

فاطمہ زہراؑ نے عرض کی۔ پیارے بابا یہ بتائیے کہ دنیا میں ان کا عمل کیا تھا کہ جس کی وجہ سے انھیں اتنے سخت عذاب میں مبتلا ہونا پڑا۔

آپ نے فرمایا جو عورت جس کے بال جہنم کی دیوار سے باندھ دیے گئے تھے یہ وہ عورت تھی جو اپنے سر کے اگلے حصہ کے بالوں کو نامحرموں سے نہیں چھپاتی تھی۔

جس عورت کی زبان جہنم کی دیوار سے چپکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کو زبان سے زخم لگاتی تھی۔

جس عورت کو دونوں پستانوں کے بل جہنم میں لٹکا دیا گیا تھا وہ اپنے شوہر کی جنسی پیاس نہیں بجھاتی تھی اور اس کی طبعی خواہش کرنے کے لئے اسے راستہ نہیں دیتی تھی۔

جو عورت دونوں پیروں کے بل جہنم میں لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر جہاں چاہتی چلی جاتی تھی۔

جو عورت اپنا گوشت کھا رہی تھی اور جس کے گوشت کے نیچے سے آگ نکل رہی تھی وہ شوہر کے علاوہ غیر کے لئے سنگھار کرتی تھی اور نامحرموں کو اپنا سنگھار دکھاتی تھی۔

جس عورت کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے جس پر سانپ بچھو حملہ کر رہے تھے یہ نماز کو حقیر سمجھتی تھی اور جنابت و حیض کا غسل نہیں کرتی تھی۔

جو عورت بہری، اندھی اور گونگی تھی یہ غیر شوہر سے جماع کراتی تھی اس سے بچے ہوتے تھے تو انھیں شوہر کی طرف منسوب کر دیتی تھی۔

جس عورت کا گوشت آگ کی قینچی سے کاٹا جا رہا تھا یہ خود کو بیگانے مرد کے سپرد کر دیتی تھی۔

جس عورت کے چہرہ اور بدن میں آگ لگی ہوئی تھی اور اسے اس بات پر مجبور کیا جا رہا تھا کہ جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے اس کو باہر نکال کر کھائے یہ فحشا و برائیوں کا ذریعہ تھی۔ یہ شہوت رانی کے لئے مردوں کو عورتیں فراہم کرتی تھی۔

جس عورت کا سر سؤر کا اور بدن گدھے کا تھا جو ہزاروں قسم کے عذاب میں مبتلا تھی جو ہڈیاں کھاتی اور جھوٹ بولنے میں ماہر تھی۔

جو عورت کتے کی سی تھی جس کے پیچھے سے آگ داخل ہوتی ہوئی منہ سے نکلتی تھی یہ عیش و طرب کی بزموں میں گانے والی اور حسد کی بیماری میں مبتلا تھی [1]

بہرصورت عورت وحی کی منطق میں معنویت کے بلند درجات پر فائز ہو سکتی ہے اور مریم جیسی بن سکتی ہے اور قانونِ خدا اور انسانی شخصیت سے بے توجہی کی صورت میں خود کو چوپایوں سے بھی پست کر سکتی ہے۔ اس کے لئے بھی وہی دو مرحلے ہیں جو تمام مردوں کے لئے مقرر ہیں۔

---

[1] بحار طبع دوم موسسۃ الوفاء ج ۱۰۰ ص ۲۴۵

﴿ یرید اللّٰہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر ﴾

« بقرہ/۱۸۵ »

۷

شادی کے مشکلات

شادی کے مشکلات

شادی کے مسئلہ میں سخت گیری

لڑکے، لڑکی کو شادی کی ضرورت فطری ضرورت ہے، یہ ذاتی ضرورت ہے، مدتِ دراز تک شہوت کو دبا کر رکھنا لڑکے، لڑکی کو بہت دشوار کام معلوم ہوتا ہے۔ کبھی یہی طولانی مدت فساد و افساد کا اور شادی کے ضرورت مند کی تباہی کا باعث ہوتی ہے۔ کبھی غرائز و شہوت کی منھ زوری کے باعث لوگ گناہ و معصیت کے دلدل میں دھنس جاتے ہیں کبھی لڑکے، لڑکی کی شادی میں رکاوٹ کھڑی کرنے سے مشکل پیش آجاتی ہے اور وہ مختلف امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کبھی ایک طرف سے رغبت اور دوسری طرف سے اس سلسلہ میں سامنے ہونے والے موانع کی وجہ سے عشق و عاشقی وجود میں آجاتی ہے۔ اور پاکدامن آلودہ ہو جاتے ہیں اور ملک کا سرمایہ جوان خودکشی کر لیتے ہیں۔

اگر شادی کی عمر ہو جانے پر بچے والدین سے شادی کرنے کے لیے کہتے ہیں تو بعض والدین انھیں بچہ سمجھتے ہیں اور ان کی اس درخواست کو بے حیائی اور جسارت پر حمل کرتے ہیں۔ اور بچوں کو کچوکے لگاتے رہتے ہیں۔ انھیں ذلیل کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ جس سے ان کا حوصلہ پست ہو جاتا ہے۔ اگر قوی ایمان کے حامل نہ ہوں تو خود کو کجروی اختیار کرنے پر مجبور سمجھنے لگتے ہیں۔

بعض خاندان لڑکی یا لڑکے والوں کے سامنے ایسی شرطیں رکھ دیتے ہیں کہ جن کو پورا کرنا ان کے لیے بہت دشوار یا ناممکن ہوتا ہے۔ اور اپنی شرطوں کو پورا کرانے کے لیے اتنی کوشش کرتے ہیں کہ لڑکے، لڑکی کی شادی کا زمانہ گذر جاتا ہے اور حسن انسانیت کے پھول بکھر جاتے ہیں۔

کبھی لڑکے والے لڑکی کی خواستگاری کے لیے جاتے ہیں تو لڑکی والے ان سے بداخلاقی سے پیش آتے ہیں اور وہ اس لڑکی سے شادی کرنے سے منفعل ہو جاتے ہیں۔ اس صورت

میں لڑکی خانہ نشین ہو جاتی ہے، اسے سخت صدمہ پہونچتا ہے۔ شادی کی عمر گذر جاتی ہے ممکن ہے یہی مسئلہ کبھی لڑکے والوں کی طرف سے پیش آجائے۔

کبھی لڑکے، لڑکیاں اپنے بارے میں خود مختار نہ ہونے یا پدر شاہی و مادر شاہی کی وجہ سے شادی کے لئے تیار نہیں ہوتے ہیں، اور اس طرح نقصان اٹھاتے ہیں، کبھی لڑکا، لڑکی ایک دوسرے کے بیجا مطالبہ کے سبب شادی سے محروم ہو جاتے ہیں۔

ان چیزوں کو اسلام انصاف و مروّت کے خلاف اور اخلاق انسانی کے منافی اور غیر شرعی قرار دیتا ہے۔ اسلام سختی کرنے والوں کو دھمکی دیتا ہے کہ اس کا نتیجہ دنیا و آخرت میں تمہارا دامن گیر ہوگا۔

اسلام کہتا ہے خدا ان لوگوں کے لئے آسانی چاہتا ہے جو کہ تمام امور میں آسانی چاہتے ہیں۔ اور جو سخت گیر ہیں ان سے سخت مواخذہ کریگا۔ جو لوگ اس مسئلہ میں سختی کرتے ہیں وہ لڑکے، لڑکی کی فطری و انسانی خواہشوں سے جنگ کرتے ہیں۔ خدا کو حق ہے کہ سختی کرنے والوں پر سختی کرے اور انھیں اپنی محبت سے محروم کردے۔

حماد بن عثمان کہتے ہیں۔ ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں ایک آدمی کی شکایت کی کچھ دنوں کے بعد وہ شخص آگیا جس کی شکایت کی گئی تھی، آپؑ نے فرمایا فلاں شخص کو تم سے کیا شکایت ہے؟ اس نے عرض کی وہ میرا مقروض ہے اور میں اس سے ایک ایک دینار وصولنا چاہتا ہوں، آپؑ دوسرے پہلو بیٹھ گئے غضبناک ہوئے اور فرمایا تم نے اس سے آخری دینار تک وصولنے کا فیصلہ کیا ہے؟ ٹھیک ہے کیا تم نے قرآن مجید میں خدا کا قول نہیں پڑھا ہے یخافون سوء الحساب[1]

وہ اپنے برے حساب سے خوفزدہ رہتے ہیں

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بدترین حساب کے یہ معنی ہیں کہ خدا بندہ پر ظلم کرے گا۔ خدا کی قسم ایسا نہیں ہے

ماخافوا الّا الاستقصاء

---

[1] سورۂ رعد ۲۱

وہ صرف اپنے عمل کے ذرہ ذرہ کے حساب سے ڈرتے ہیں
جان لو!

فمن استقصی فقد اساء

جان لو! کہ جو شخص حساب میں اتنی سختی کرتا ہے وہ برا کرتا ہے

شادی کے مسئلہ میں سختی کرنے والے والدین اور لڑکے، لڑکی کو ڈرنا چاہیئے اور اس غیر انسانی فعل سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ انھیں شادی کے لئے راستہ ہموار کرنا چاہیئے۔ اس کی شرطوں کو آسان کرنا چاہیئے۔ لڑکی کی شادی آسان شرائط کے ساتھ اور لڑکے کی شادی معمولی پروگرام کے تحت کرنے سے فساد اور گناہ کا سدباب ہو جاتا ہے۔

دوسروں سے خود کا موازنہ کریں

والدین کو یہ سوچنا چاہیئے کہ ایک دن وہ بھی جوان تھے اور دولہا، دلہن کے اشتیاق میں گھل رہے تھے۔ یہ آرزو رکھتے تھے کہ والدین جلد از جلد ان کی شادی کے اسباب فراہم کریں۔ اور شرائط کی تحمیل کے بغیر قانون کے دائرے میں شادی ہو جائے۔ اگر یہ دیکھتے تھے کہ ماں یا باپ اس سنت الٰہی میں تاخیر کرنا چاہتے ہیں یا اس میں دخل اندازی کرنا چاہتے ہیں یا والدین کے رویہ سے شادی کے مسئلہ میں رکاوٹ محسوس کرتے تھے تو بہت پریشان ہوتے تھے۔ اور اندرونی طور پر بکھر جاتے تھے۔ اور والدین کے بارے میں بدگمان ہو جاتے تھے۔

آج لڑکے یا لڑکی شادی کے وقت ان کی جگہ خود کو تصور کریں۔ اور ان کی امیدوں، آرزؤں، ان کی شہوت کی منھ زوریوں، اور ان کے عشق کی آگ کو نئی زندگی بنانا خیال کریں ہو سکتا ہے کہ خود ان کی جگہ فرض کرنے سے سخت گیر موقف سے دست بردار ہو جائیں اور لڑکے، لڑکی کی شادی آسانی سے ہو جائے۔

اس اہم مسئلہ میں خود کو اپنے اور دوسرے کے درمیان میزان قرار دینے کی طرف حضرت امیرالمومنینؑ نے ایک روایت میں اس طرح اشارہ کیا ہے۔

اجْعَلْ نَفْسَكَ مِيزَانًا فِيمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ غَيْرِكَ وَاَحِبَّ لِغَيْرِكَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَ كَرِّهْ لَهُ مَا تَكْرَهُ لَهَا لَا تَظْلِمْ كَمَا لَا تُحِبُّ اَنْ تُظْلَمَ وَاَحْسِنْ كَمَا تُحِبُّ اَنْ يُحْسَنَ اِلَيْكَ وَاسْتَقْبِحْ لِنَفْسِكَ مَا تَسْتَقْبِحُهُ مِنْ غَيْرِكَ وَارْضَ مِنَ النَّاسِ مَا تَرْضَى لَهُمْ مِنْكَ .

اپنے نفس کو اپنے اور غیر کے درمیان میزان قرار دو اور دوسرے کے لئے وہی چیز پسند کرو جو کہ اپنے لئے پسند کرتے ہو اور جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہو اسے دوسرے کے لئے بھی پسند نہ کرو ۔ جس طرح تم یہ چاہتے ہو کہ تم پر ظلم نہ کیا جائے اسی طرح دوسرے پر ظلم نہ کرو ۔ جس طرح تم یہ چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ حسن سلوک کریں اسی طرح تم سب کے ساتھ نیکی کرو ۔ اور جن چیزوں کو دوسرے کے لئے برا سمجھتے ہو خود بھی اسے انجام نہ دو اور لوگوں سے اس چیز کے ذریعہ راضی ہو جاؤ جس سے تم ان کی بہ نسبت خود سے راضی ہو ۔

امام حسنؑ فرماتے ہیں

صاحب الناس مثل ما تحب ان یصاحبوک بہ[1] .

لوگوں کے ساتھ اس طرح زندگی گذارو جس طرح اپنے ساتھ ان کے زندگی گذارنے کو پسند کرتے ہو ۔

یہ ہے تمام لوگوں سے اسلام کا مطالبہ ، یہ ہے دین کے دستورات ، یہ ہے وہ چیز جو کہ دوسرے کے ساتھ زندگی کو آسان بناتی ہے ۔ اور گناہ کو دائرہ حیات میں داخل نہیں ہونے دیتی ۔ اور زندگی کو نور و صفا ، عشق و وفا ، سلامت و خلوص ، اور سادگی سے پر کر دیتی ہے ۔ اور شیریں بناتی ہے ۔

جوان کے زمانہ میں والدین شادی کے سلسلہ میں جو چیز اپنے لئے پسند کرتے تھے وہ یہ تھی کہ کفو سے اور اپنی حیثیت کے خاندان میں شادی ہو جائے ۔ دونوں خاندان سنگین و سخت شرائط سے پرہیز کریں ۔ اور جتنی جلد ہو سکے شادی کے اسباب فراہم کریں کم سے کم اخراجات سے احتراز کریں ۔ انھیں چیزوں کو آج اپنے بچوں کے لئے پسند کریں ۔

---

[1] میزان الحکمت ج ۶ ص ۳۱۶

شادی کرانے کا بہت بڑا ثواب ہے۔ والدین حضرات کو چاہیئے کہ وہ دوسروں سے پہلے اپنے بچوں کی شادی کا وسیلہ بنیں اور اس راستہ کو عشق و محبت اور ہمدردی کے ساتھ طے کریں رسولؐ نے فرمایا ہے۔

من عمل فی تزویج بین المومنین حتی یجمع اللہ بینھما، زوجہ اللہ الفا مراۃ من الحور العین وکان لہ بکل خطوۃ خطاھا او بکل کلمۃ تکلم بھا فی ذالک عمل سنۃ

جو شخص مومنین کے بیٹے، بیٹیوں کی شادی اس لئے کراتا ہے تاکہ خدا ان دونوں کو یکجا کرے تو خداوند عالم اس شخص کی جنت کی ہزار حوروں سے شادی کرے گا۔ اور شادی کے سلسلہ میں وہ جو قدم اٹھائے گا یا جو بات کہے گا خدا اس پر ایک سال کی عبادت کا ثواب عطا کرے گا

جو لوگ شادی کے مسئلہ میں سخت موقف رکھتے ہیں جب کہ وہ آسانی سے اس کے اسباب و وسائل فراہم کر سکتے ہیں، وہ خود کو عظیم ثواب سے محروم رکھتے ہیں، اگر ان کے بچے بدکاری میں مبتلا ہو جائیں یا فکری و بدنی لحاظ سے مریض ہو جائیں یا نفسیاتی مریض ہو جائیں تو وہ روز قیامت عدالت الٰہیہ میں کیا جواب دیں گے؟

موسیٰ بن جعفرؑ نے ایک خط اپنی پھوپھی کو لکھا اور اس میں درخواست کی کہ آپ کے پاس جو فلاں مال ہے اسے محمد بن جعفر کے بچوں کے مہر کے لئے بھیج دیجئے جب خط ان کی نظر سے گذرا گیا تو انھوں نے فوراً اقدام کیا خط کا مضمون یہ تھا

روز قیامت خدا کا مخصوص سایہ ہوگا جس کے نیچے پیغمبر یا وصی پیغمبر یا مومن غلام کو آزاد کرنے والا یا کسی مومن کا قرض ادا کرنے والا یا غیر شادی شدہ مومن کی شادی کرنے والا ہی پہونچے گا [1]

---

[1] ازدواج در اسلام: ۱۸، ۱۹

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں

وَاَعْظَمُ الخَطَایَا اِقْتِطَاعُ مَالِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ وَاَفْضَلُ الشَّفَاعَاتِ مَنْ شَفَعَ بَیْنَ اثْنَیْنِ فِی نِکَاحٍ حَتّٰی یَجْمَعَ اللّٰہُ شَمْلَھُمَا

سب سے بڑا گناہ مسلمان کا مال ہڑپ کرنا ہے۔ اور سب سے بڑی ثالثی شادی کرانا ہے۔

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں

مَنْ زَوَّجَ عَزَبًا کَانَ مِمَّنْ یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

جو شخص کسی غیر شادی شدہ کی شادی کراتا ہے روز قیامت خداوند عالم اس پر نظر کرم کرے گا۔

نیز فرمایا

اَرْبَعَۃٌ یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْھِمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ: مَنْ اَقَالَ مُنَادِمًا۔ اَوْ اَغَاثَ لَھْفَانًا، اَوْ اَعْتَقَ نَسَمَۃً، اَوْ زَوَّجَ عَزَبًا

قیامت کے روز خداوند عالم چار اشخاص پر نظر کرم فرمائے گا، اس دوکاندار پر جو پشیمان ہو جانے والے خریدار سے بیچی ہوئی چیز واپس لے لیتا ہے۔ اس شخص پر جو کسی غمزدہ کو خوش کرتا ہے۔ اس شخص پر جو غلام آزاد کرتا ہے اور اس شخص پر جو غیر شادی شدہ کی شادی کراتا ہے

رسولؐ نے فرمایا ہے۔

جو شخص نکاح کی قرارداد کو فسخ کرتا ہے اور میاں، بیوی کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے وہ دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت کا مستحق ہوتا ہے۔ اور خدا کو حق ہے کہ اس پر ہزار آگ کے پتھر برسائے۔ اور جو شخص میاں، بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کی کوشش کرتا ہے اس پر خدا کی پھٹکار پڑتی ہے، اور اس پر رحمت حق کا دیدار حرام ہو جاتا ہے [1]

اے کاش! سارے والدین اس بات کو جان لیتے اور اس پر عمل کر کے خدا کے عظیم

---

[1] ازدواج در اسلام ۲۰۔۲۱

ثواب کو حاصل کر لیتے، اے کاش! ان مسائل کو جاننے والے خدا کے ان احکام پر عمل کرنے میں تکبر سے کام نہ لیتے اور قیامت میں عذاب خدا کے مستحق نہ ہوتے

تکبر. صفت شیطانی

آج جبکہ زود رس بلوغ نے لوگوں کی مشکلوں میں ایک اور مشکل کا اضافہ کر دیا ہے، آج جب کہ بیگانوں کے ثقافتی حملوں کی وجہ سے ایک اور مسئلہ پیدا ہو گیا ہے، آج جب کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ عالمی کفر لوگوں کے خصوصاً جوانوں کے دل و دماغ پر چھایا ہوا ہے آج جب کہ فحش فلموں نے پوری دنیا میں تباہی مچا رکھی ہے، ان تمام پروگراموں کے ذریعہ شہوت کو ابھارا جا رہا ہے، غرائز کو بھڑکایا جا رہا ہے۔ ماں، باپ اور عزیز و اقارب کے لئے ضروری ہے اور ان کا اخلاقی فریضہ ہے کہ جوانوں کی شادی میں آسانی پیدا کرنے غلط رسموں کو توڑنے اور مغربی طریقوں کو مٹانے کے لئے پوری کوشش کریں، ایک دوسرے کی ضد میں سخت شرائط سے پرہیز کریں، تاکہ اس طرح جوان لڑکی، اور جوان لڑکوں کا اخلاق و ایمان محفوظ رہے اور باغ آدمیت کے یہ پھول پامال ہونے اور گناہ کے دلدل میں دھنسنے سے بچ جائیں۔

خدا اور رسولؐ اور ائمہ معصومینؑ کے احکام کے نافذ ہونے اور رواج پانے کے لئے تکبر نہ کیجئے۔ افسوس ہے کہ بعض والدین شادی، نکاح کے موقع پر بڑے بن بیٹھتے ہیں۔ گویا کہ خود بادشاہ وقت اور بیٹے شہزادے ہیں۔ عقد عروسی کی محفل میں فرعون و فرعونیوں جیسا عمل ہوتا ہے۔ ایسے ایسے مطالبے اور خواہشیں ہوتی ہیں کہ مدمقابل کا ہر خواہش پہ دم نکلے، اور ان کے بچے شادی کرنے سے پشیمان ہو جاتے ہیں۔ اور مجبور ہو کر اپنی شہوت کی آگ بجھانے کے لئے نامشروع دوست تلاش کرنے لگتے ہیں اور جنسی جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

قرآن مجید تکبر کو شیطان کی صفت قرار دیتا ہے۔ ارشاد ہے۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ

پھر تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوگیا۔

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ

فرمایا تو یہاں سے اتر جا۔ تجھے یہاں غرور کرنے کا حق نہیں ہے نکل جا تو کہ ذلیل لوگوں میں سے ہے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔

اِيَّاكَ وَالْكِبْرَ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ الذُّنُوْبِ وَاَلْاَمُ الْعُيُوْبِ وَهُوَ حِلْيَةُ اِبْلِيْسَ

تمہارے لئے ضروری ہے کہ تکبر سے بچو! کہ یہ بڑا گناہ ہے اور پست ترین عیوب اور ابلیس کا زیور ہے

نیز فرمایا۔

اِحْذَرِ الْكِبْرَ فَاِنَّهٗ رَاْسُ الطُّغْيَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّحْمٰنِ۔

تکبر سے بچو! کہ یہ رحمن کی معصیت اور اس سے سرکشی کی جڑ ہے۔

نیز فرمایا

اَقْبَحُ الْخُلُقِ التَّكَبُّرُ

بدترین عادت تکبر ہے۔

رسولؐ نے فرمایا ہے

اِجْتَنِبُوا الْكِبْرَ فَاِنَّ الْعَبْدَ لَا يَزَالُ يَتَكَبَّرُ حَتّٰى يَقُوْلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اُكْتُبُوْا عَبْدِيْ هٰذَا فِي الْجَبَّارِيْنَ

تکبر سے اجتناب کرو بیشک بندہ تکبر کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ خدا فرماتا ہے کہ اے فرشتو میرے اس بندہ کا نام جباروں کی فہرست میں لکھ دو۔

آنحضرتؐ نے ابوذر سے فرمایا:

يَا اَبَا ذَرٍّ مَنْ مَاتَ وَفِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ
لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ اِلَّا اَنْ يَتُوبَ قَبْلَ ذَالِكَ

اے ابوذر جو شخص رائی کے دانہ کے برابر بھی دل میں تکبر کرے گا وہ جنت کی بو تک نہیں سونگھ سکتا مگر یہ کہ مرنے سے پہلے توبہ کرلے۔

ہائیں! جو موجود نطفہ سے پیدا ہوا ہے، جو دنیوی زندگی کمزور ناتواں اور حوادث کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہے اور اس ہستی کے چلنے میں جس کا کوئی دخل نہیں ہے اسے خدا اور مخلوق کے مقابلہ میں تکبر کرنے کا کیا حق ہے؟ دوسروں کے مقابلہ میں اپنی برتری کا ڈھنڈورا پیٹنے کا کیا حق ہے؟

امام جعفر صادقؑ نے اپنے آباؑ سے روایت کی ہے کہ سلمان اور ایک شخص کے درمیان نزاع ہوگئی اس شخص نے سلمان سے مخصوص انداز میں کہا تمہاری کیا حیثیت ہے کہ میں تم سے مقابلہ کروں؟ سلمان نے کہا میری اور تمہاری ابتداء ایک نجس نطفہ سے ہوئی ہے آخر میں تم اور میں ایک بدبودار مردار ہیں جس کا ٹھکانہ قبر ہے اور جب قیامت آئے گی اور میزان قائم ہوگی تو جس شخص کے نیک اعمال کا پلہ بھاری ہوگا وہ کریم اور جس کے نیک اعمال کا پلہ ہلکا ذلیل ہوگا[1] اس خطرناک بیماری کے علاج کے سلسلہ میں علامہ مجلسی اس طرح فرماتے ہیں:

تکبر کے علاج اور فروتنی اختیار کرنے کے دو طریقے ہیں: علمی اور عملی

علمی طریقہ یہ ہے کہ اپنی اور اپنے خدا کی معرفت حاصل کرے یہی معرفت اس کے باطن کو پاک کرنے کے لئے کافی ہے، کیونکہ جب وہ خود کو پہچان لے گا اور اپنے وجود کا صحیح معنی میں عرفان حاصل کرے گا تو اس وقت اس کی سمجھ میں یہ بات آجائے گی کہ وہ ہر ذلیل سے زیادہ ذلیل اور ہر ذات سے زیادہ حقیر ہے اور اسے صرف خاکساری و تواضع اختیار کرنے کا حق ہے اور جب وہ آفاق و انفس کی نشانیوں کے ذریعہ اور قرآن مجید میں غور و فکر کے

---

[1] بحار ج ۷۳ ص ۲۳۱

وسیلے سے اپنے خدا کو پہچان لے گا تو اس کی سمجھ میں یہ بات آجائے گی کہ عظمت و بزرگی صرف خدا ہی کے لئے ہے۔

عملی علاج کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے تمام اعمال اور حرکات و سکنات میں خدا اور اس کی خلق کے سامنے خاکساری اختیار کرے، اخلاق والوں کا اتباع کرے۔ صالح لوگوں کو اپنا نمونہ بنائے، اشرف المخلوقات رسولؐ کے حالات کا مطالعہ کرے کہ آپ زمین پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے، غلام دوسرے غلام کے مانند کھانا کھا رہا ہے۔[1]

مذکورہ باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے بیٹے، بیٹی کی شادی کے سلسلہ میں خاکساری اختیار کریں، خاکساری و تواضع یعنی اپنی اولاد کی تمناؤں اور ان کی فطری خواہشوں کا لحاظ رکھیں، اپنے حالات و اخلاق اور رسم و رواج کا نہیں، زیادہ شرطیں نہ رکھیں اور مدمقابل سے زیادہ توقعات نہ رکھیں، تاکہ بابرکت شادی ہوجائے، اور اس کا استحکام یقینی ہوجائے۔ اور شادی کے بعد دولہا، دلہن ایک دوسرے کے ساتھ آرام کی زندگی گذار سکیں،

سادہ شادی کی داستان

فقیہہ فرزانہ عالم کم نظیر مرحوم محمد تقی مجلسی کے یہاں چار تعلیم یافتہ لڑکیاں تھیں۔ ان کی بڑی صاحبزادی آمنہ تھی، شارح اصول کافی ملا صالح مازندرانی سے ان کی شادی کی عجیب داستان ہے ایک ملکوتی اور آسمانی واقعہ ہے

ملا محمد صالح مازندرانی شیعوں کے مشہور علماء میں سے ایک ہیں۔ ان کی مختصر سوانح حیات کچھ اس طرح ہے۔

ان کے والد ملا احمد بہت نادار تھے۔ اپنے بیٹے کے اخراجات بھی پورے نہیں کر پاتے تھے۔ ایک روز اپنے بیٹے سے کہنے لگے چونکہ میں تمہارے اخراجات پورے نہیں کرسکتا لہذا اب تم اپنا بار خود اٹھاؤ، محمد صالح جو کہ نوجوان تھے اصفہان آئے اور وہاں ایک

---

[1] بحار ج ۷۳، ص ۲۰۱ و ۲۰۵

مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے لگے، مدرسہ کے وقف سے ہر طالب علم کو درجہ کے لحاظ سے کچھ شہریہ دیا جاتا تھا، چونکہ محمد صالح ابتدائی طالب علم تھے لہذا ان کا شہریہ بھی کم تھا کہ جس سے ان کے اخراجات بھی پورے نہیں ہو پاتے تھے، اس لئے بہت رنجیدہ رہتے تھے، چنانچہ راتوں کو مدرسہ کے گوشہ میں جلنے والے چراغ کی روشنی میں مطالعہ کرتے تھے،

آخر کار انھوں نے اپنی انتھک کوششوں اور بلند ہمتی سے ناداری کو دور کیا، ناکامیوں پر غالب آئے۔ علم کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوئے، یہاں تک کہ علامہ مجلسی ملا محمد تقی کے درس میں جانے لگے، یہاں تک کہ علامہ کے چہیتے شاگرد بن گئے۔ اور تمام طلبہ پر فوقیت لے گئے،

مرآت الاحوال کے مولف لکھتے ہیں اس وقت ملا صالح جوان عالم تھے، اپنی شادی کرنے کی فکر میں تھے، علامہ مجلسی کو بھی خبر ہو گئی ایک روز درس کے بعد ان سے کہا کیا میں تمہارے لئے شریک حیات کا انتخاب کر دوں؟ ملا صالح نے سر جھکا لیا، اور تھوڑی دیر کے بعد اپنی رضامندی کا اظہار کیا،

علامہ مجلسی اٹھے اپنے گھر کے اندر گئے اور اپنی بیٹی کو کہ جس نے تمام علوم اچھی طرح سیکھ لئے تھے، اپنے پاس بلایا اور کہا بیٹی! میں نے تمہارے لئے لڑکا ڈھونڈ لیا ہے۔ اگرچہ نادار ہے لیکن فضل و کمال کے عروج پر فائز ہے البتہ مسئلہ تمہاری اجازت پر موقوف ہے۔

ان معظمہ نے شرم و حیا کے ساتھ کہا، ابا ناداری مردوں کے لئے عیب نہیں ہے اپنی اس بات سے شادی کی اجازت دیدی، نیک ساعت میں نکاح ہو گیا، دلہن کو دولہا کیلئے سنوارا گیا،

شب وصال میں جب دولہا نے گھونگھٹ اٹھا کر دلہن کا بے نظیر چہرہ دیکھا تو بے مثال جمال کو دیکھ کر قادر لایزال کی حمد بجالانے کے لئے گھر کے گوشہ میں چلے گئے اور پھر مطالعہ میں مشغول ہو گئے

اتفاقاً ایک سخت مسئلہ پیش آگیا جو حل نہیں ہو پا رہا تھا آمنہ بیگم اپنی فراست سے یہ بات سمجھ گئیں اگلے روز دولہا پڑھانے کے لئے گھر سے باہر نکلے تو آمنہ بیگم نے مسئلہ کو

شرح وبسط کے ساتھ لکھا اور وہیں رکھ دیا رات کو جب ملا صالح نے اس محترمہ کی تحریر دیکھی تو معلوم ہوا کہ لاینحل مسئلہ کو اس محترمہ نے حل کر دیا ہے۔ لہذا آپ نے سجدہ میں سر رکھ دیا اور سجدۂ شکر بجالائے، اور صبح تک عبادت ہی کرتے رہے۔ اس طرح تین دن تک مسئلہ زفاف ٹلتا رہا جب علامہ مجلسی کو واقعہ کی خبر ہوئی تو فرمایا اگر یہ دلہن تمہاری شان کے مطابق نہیں ہے تو میں تمہارا دوسرا نکاح کردوں ملا صالح نے کہا ایسا نہیں ہے بلکہ خدا کا شکر ادا کرنے کی وجہ سے میں الگ رہا کہ اس نے مجھے ایسی نعمت سے نواز ہے اس پر میں اس کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔

علامہ مجلسی نے یہ بات سن کر کہا بندوں کا یہ اعتراف ہی خدا کا شکر ادا کرنا ہے کہ ہم میں اس کے شکر کی طاقت نہیں ہے [1]

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اولاً علامہ مجلسی نے اپنی بیٹی کے لئے علوم عالیہ کی تحصیل کے تمام وسائل فراہم کئے یہاں تک کہ وہ علمی عظمت کی اوج پر پہونچ گئیں ثانیاً اس کو عفت وعفت اور شرم وحیا کا پیکر اور اخلاق اسلامی قناعت تواضع کا مجسمہ بنایا۔ ثالثاً اس شادی کا مسئلہ آسانی سے حل کر دیا، اور اس کی چون وچرا کے بغیر ایسے آدمی سے شادی کی جو ایمان واخلاق اور عمل کے لحاظ سے اس کا کفو تھا، رابعاً ملا صالح سے زبردستی ان کی شادی نہیں کی اور تبحر سے کام نہیں لیا، بلکہ معارف الٰہی کے مطابق شریک حیات کے انتخاب کو بیٹی کی اجازت پر چھوڑ دیا، اور ملا صالح سے شادی کے تین روز بعد کہ جس زمانہ میں خدا کا شکر ادا کر رہے تھے اور زفاف کا فریضہ انجام نہیں دے سکے تھے تبحر سے کام نہ لیکر کہا اگر یہ بیوی تمہارے لائق نہیں ہے تو میں تمہاری شادی دوسری لڑکی سے کردوں یہ ہے اولیاء اللہ اور عاشقان حقیقت، نیک وشائستہ لوگوں اور باایمان وباعفت لڑکیوں اور پاک وپاکیزہ خاندان کا اخلاق۔

ایسی ہی شادیاں خدا کی برکتوں سے مالا مال رہتی ہیں۔ ان کی فضاؤں میں خدا کے لطف ورحمت کی حکومت ہوتی ہے۔

---

[1] زندگی آیۃ اللہ بروجردی مولفہ دوانی ص ۹۷

ملا صالح کو خدا نے اس عالمہ کے بطن سے چھ عالم و ادیب اور سخنور بیٹے اور دو بیٹیاں عطا کیں، ان کی ایک بیٹی ابوالمعالی کبیر کی زوجہ اور میر ابوطالب کی والدہ ہیں، یہ دونوں باپ بیٹے نامور علماء میں سے ہیں۔

آیۃ اللہ العظمی بروجردی کے پانچویں جد بھی مجلسی کے نواسہ تھے، یہیں سے ان کے بیٹے خاندان مجلسی سے ملحق ہوتے ہیں، ان کی دوسری صاحبزادی آیۃ اللہ بروجردی کے چھوٹے جد سید عبدالکریم طباطبائی کی زوجہ اور سید محمد طباطبائی کی والدہ ہیں۔

آئمہ معصومینؑ سے روایت کی گئی ہے کہ خدا نے رسول کو ہر اس چیز کی تعلیم دیدی تھی کہ جس کی انسان کو ضرورت تھی، ایک روز رسولؐ منبر پہ تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو! امین وحی خدا کی طرف سے مجھ پر نازل ہوئے اور کہا جوان لڑکیاں درختوں کے پھلوں کے مانند ہیں جس کو وقت پر چن لینا چاہیئے، ورنہ وہ آفتاب کی حرارت اور ہواؤں کے چلنے سے برباد ہو جائیگا، اسی طرح جب لڑکیاں بالغ ہو جاتی ہیں تو اس وقت ان کی خواہش کی دوا شوہر کے علاوہ اور کسی چیز سے نہیں ہو سکتی، اور اگر شادی نہیں ہو گی تو ان کے خراب و فاسد ہونیکا اندیشہ ہے کہ وہ بھی انسان ہیں [1]

اس بات پر پوری توجہ رکھنا چاہیئے کہ جب لڑکی بالغ اور شوہر کے لائق ہو جائیں، سن و شعور کو پہونچ جائیں تو آسانی کے ساتھ ان کی شادی کر دینا چاہیئے۔ کہ اس سے حکم خدا پر بھی عمل ہو گا اور اجر عظیم بھی ملیگا،

حرص شیطانی مسئلہ

بعض لوگوں کی ایک بری عادت یہ ہے کہ وہ اپنے سے زیادہ مالدار ہمسایہ کو عمل کو معیار بناتے ہیں اور خود کو اس کے برابر لانے کی پوری کوشش کرتے ہیں، لڑکی مالداروں کی حرص کرتی ہے اور اس کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ اس کا شوہر اور بارات فلاں لڑکی جیسا آئے، اسی لیے وہ اپنی سطح کے لڑکوں کے پیغام قبول نہیں کرتی ہیں بلکہ اپنے سے زیادہ مالداروں

---

[1] مستدرک الوسائل ابواب مقدمات نکاح باب ۲۲

کے پیغام کی تمنا کرتی ہیں۔ اور اس طرح طویل زمانہ گذر جاتا ہے۔ اور شادی کا مناسب وقت نکل جاتا ہے اس وقت سن دراز یا دو ہاجو مرد سے شادی کرنے یا بغیر شادی کیئے اپنے گھر رہنے پر مجبور ہوتی ہیں، بالفرض اگر شادی کر لیتی ہیں تو جوانی کے نشاط اور جذبات سے محروم ہو جاتی ہیں نہ اس میں شوہر کی دلداری کا حوصلہ رہتا ہے نہ بچوں کی تربیت و دیکھ بھال کی ہمت رہتی ہے یہ حرص شادی میں رکاوٹ، شیطان کی صفت اور بہت بری عادت ہے۔

قرآن مجید نے سورۂ حجر ۸۸ اور سورۂ طٰہٰ کی ۱۳۱ ویں آیت میں دنیا داروں کی دنیا اور مالداروں کے مال کی حرص کرنے سے منع کیا ہے۔ اور ائمہ معصومین کی احادیث میں آیا ہے کہ جو لوگ ہمیشہ دوسروں کی دنیا پر نظر رکھتے ہیں اور یہ آرزو رکھتے ہیں کہ ایک دن ان کے جیسے ہو جائیں وہ حسرت و یاس ہی میں رہیں گے۔

شادی خلوص نیت اور خدا کے لئے ہونی چاہیئے اور شادی کرنے کا اصلی مقصد سنت رسول پر عمل اور صالح اولاد کا حصول اور حق کی رحمت کے سایہ میں پاک زندگی کی تشکیل ہونا چاہیئے۔

اگر ان اصولوں کے مطابق شادی ہوگی تو مبارک ہوگا اور اس کی فضا میں خدا کی رحمت جلوہ گر ہوگی اور اس کے ثمرات معنوی ہونگے۔

شادی کے مقدمات فراہم ہو جانے کے بعد متعلقین کو اس کے ہو جانے کی کوشش کرنا چاہیئے، اور اس امر خدا میں دخل اندازی کرنے سے پرہیز کریں، غیر منصفانہ فیصلہ کرنے، تفرقہ انگیز بات کہنے اور شادی کے مسئلہ کو ٹھنڈا کر دینے والی ہر چیز سے بچیں،

زیادہ مہر

اسلام میں مہر کا مسئلہ بہت ظریف، دقیق اور قابل توجہ ہے۔ اسلام کم مہر رکھنے پر اصرار کرتا ہے زیادہ مہر کو پسند نہیں کرتا ہے۔ دوسری طرف ہر اس چیز کو مہر قرار دیا جا سکتا ہے جو قیمت رکھتی ہو خواہ وہ مال ہو یا عمل،

باغ، دوکان، زمین، عمارت، نقد پیسہ اور علم سکھانا عورت کا مہر ہو سکتا ہے۔ کتاب خدا کی آیات کے بعد رسولؐ اور ائمہ معصومینؑ سے معتبر ترین کتابوں میں اہم روایات وارد ہوئی ہیں، ان میں سے بعض روایات ملاحظہ فرمائیں، بعض روایات میں کم مہر مقرر کرنے کی تاکید اور زیادہ مہر رکھنے کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ کیونکہ زیادہ مہر کی وجہ سے لڑکے شادی نہیں کریں گے اور لڑکیاں گھر ہی میں رہ جائیں گی،

رسولؐ نے فرمایا۔

اَفْضَلُ نِسَاءِ اُمَّتِیْ اَصْبَحُهُنَّ وَجْهًا وَاَقَلُّهُنَّ مَهْرًا

میری امت کی بہترین عورت وہ ہے جس کا حسن زیادہ اور مہر کم ہوتا ہے۔

امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں

لَا تُغَالُوْا بِمُهُوْرِ النِّسَاءِ فَتَكُوْنَ عَدَاوَةً

عورتوں کا مہر زیادہ مقرر نہ کرو کہ اس سے دشمنی ہوتی ہے۔

بیشک جب کوئی لڑکا کسی کے یہاں لڑکی کی خواستگاری کے لئے جاتا ہے اور وہاں اس سے زیادہ مہر کا مطالبہ ہوتا ہے اور وہ خود کو اس سلسلہ میں ناکام دیکھتا ہے تو اس سے اس کے دل میں لڑکی اور اس کے خاندان والوں کی طرف سے کینہ بیٹھ جاتا ہے، اور ایسا نہ ہو کہ وہ مایوس ہو کر فساد پر کمربستہ ہو جائے، عمر کو ضائع کر دے اور جوانی اور اس کے نشاط کو ناقابل تلافی نقصان پہونچے،

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں۔

مِنْ بَرَكَةِ الْمَرْاَةِ خِفَّةُ مُؤْنَتِهَا وَتَيْسِيْرُ وِلَادَتِهَا
وَمِنْ شُؤْمِهَا شِدَّةُ مُؤْنَتِهَا وَتَعْسِيْرُ وِلَادَتِهَا

عورت کی برکت یہ ہے کہ اس کا مہر کم ہو اور آسان ولادت ہو اور اس کی برائی یہ ہے اس کے اخراجات سنگین اور ولادت میں دشواری ہو۔

رسولؐ نے فرمایا ۔

لَا تُغَالُوا بِمُهُورِ النِّسَاءِ فَإِنَّمَا هِيَ سُقْيَا اللّٰهِ سُبْحَانَهُ

عورتوں کا زیادہ مہر نہ مقرر کرو مہر و محبت خدا پیدا کرتا ہے
مال و دولت سے عشق و محبت پیدا نہیں ہوتی ۔

حولا نام کی عورت کے بارے میں رسولؐ نے فرمایا ۔

يَا حَوْلَا وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ نَبِيًّا وَرَسُولًا مَا مِنْ
امْرَأَةٍ ثَقُلَتْ عَلَى زَوْجِهَا الْمَهْرُ إِلَّا أَثْقَلَ اللّٰهُ
عَلَيْهَا سَلَاسِلَ مِنْ نَارٍ

اے حولا قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی و
رسول بنا کر بھیجا ہے جس عورت کا مہر بھی اس کے شوہر کے لئے
زیادہ ہوگا خدا اس کی گردن میں آگ کی زنجیریں ڈالے گا ،،

زیادہ مہر کی وجہ سے جوان شادی سے فرار کرتے ہیں اور گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں اور زیادہ مہر کا مطالبہ کرنے والے جوانوں کی مجردی میں شریک اور عذاب خدا کا مستحق ہوتا ہے ۔

قرآن بہترین مہر ہے

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں ۔

ایک عورت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی میری شادی کرا دیجئے آنحضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ بتاؤ اس سے کون شادی کرے گا ؟

ایک شخص اٹھا اور کہا میں ۔ فرمایا کتنا مہر دو گے ؟ اس نے کہا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے ۔ فرمایا مہر کے بغیر نہیں ہو سکتی آنحضرتؐ نے دوبارہ فرمایا تم میں سے کون ہے جو اس سے شادی کرے اس کے علاوہ کوئی تیار نہیں ہوا ، تیسری بار اس سے فرمایا کیا تم نے قرآن پڑھا ہے ؟ عرض کی ہاں ، فرمایا جتنا تم قرآن جانتے ہو اس کی تعلیم دینے کو میں نے مہر مقرر کیا ،،

امام رضاؑ فرماتے ہیں،

اَیُّمَا مُؤْمِنٍ خَطَبَ اِلٰی اَخِیْہِ حُرْمَۃً وَبَذَلَ لَہٗ خَمْسَمِاۃِ دِرْھَمٍ فَلَمْ یُزَوِّجْہُ فَقَدْ عَقَّہٗ وَاسْتَحَقَّ مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَلَّا یُزَوِّجَہٗ حُوْرَاءَ

جب کوئی مومن اپنے مومن بھائی سے خواستگاری کرتا ہے اور مہر کے پانچ سو روپیہ ادا کرتا ہے اور وہ کم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کرتا ہے تو اس پر ظلم کرتا ہے تو خدا کو حق ہے کہ اسے حورالعین سے محروم کردے،،

کہتے ہیں کہ ام سلیم صدر اسلام میں ایک عورت تھی، جو اچھے خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ جب ان کی خواستگاری کے لئے ایک جوان آیا تو انھوں نے کہا میرا مہر یہ ہے کہ تم اسلام قبول کرلو اسی عورت نے اپنے شوہر کو بیٹے کی موت پر تسلیت دی، اور اسے جزع وفزع نہیں کرنے دیا چنانچہ خدا نے انھیں اس صبر کی جزا میں ایک بیٹا عطا کیا جو حضرت علیؑ کا شیعہ ہوا،

اچھی لڑکیوں کو اس بات کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے کہ اگر ان کے کفو کا پیغام آئے اور ان کے گھر والے شادی میں رکاوٹ پیدا کریں خصوصاً مہر کے مسئلہ میں اڑ جائیں تو اس وقت نہایت ہی ادب ووقار کے ساتھ اپنے خاندان والوں کو شریعت کے احکام بیان کرکے قانع کریں، کیونکہ کم توقع رکھنا انبیاء واولیاء کا اخلاق ہے اور بلند ترین سنت ہے،

رسولؐ نے اپنی دختر نیک اختر سیدۂ عالمؑ کی حضرت علیؑ سے مختصر مہر پر شادی کی تاکہ امت کے لئے نمونہ بن جائے کتنی بری بات ہے کہ مسلمان شادی کے مسائل خصوصاً مہر میں اپنے رسولؐ کی پیروی نہ کریں،،

﴿وانکحوا الایامی منکم و الصالحین من عبادکم﴾

«نور / ۳۲»

۸

خدائی شرائط

اور اسلامی شادی

وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم
نور، ۳۲

خدائی شرائط اور اسلامی شادی

دین اور دینداری

آئین اسلام، اعتقادی، اخلاقی، اور عملی نظام ہے۔ اسلام میں عقیدہ کے معنی یہ ہیں کہ تہہ دل سے خدا کو تسلیم کرے، اور قیامت، ملائکہ اور انبیاء و قرآن مجید پر ایمان لائے،
اسلام میں اخلاق، تواضع، خضوع، خشوع، ادب، صبر، حلم و بردباری، حوصلہ وتحمل، شرح صدر، مہر و محبت، رافت، عطوفت، نرم خوئی، صدق و صفا، مواسات و عدالت، اور کرم وجود سے عبارت ہے،
اسلام میں عمل نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، جہاد تولّا، تبرّا۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے اور تمام متعلقین کے حقوق کو ادا کرنے سے عبارت ہے البتہ اسلام کے تمام مسائل انھیں تین قسموں میں منحصر نہیں ہیں، بلکہ کامل اور جامع دین کا نمونہ ہے اسلام لوگوں کی دنیا و آخرت کے تمام مسائل کو سنوارنے کا ضامن ہے۔
درحقیقت دین مشعل حیات، حق کی طرف راہنمائی کرنے والا اور انسان کی دنیا و آخرت کو آباد کرنے والا ہے۔
خدا کے خزانہ خلقت میں دین سے زیادہ گراں قیمت کوئی گوہر نہیں ہے، تمام انبیاء، ائمہ، اور اولیائے خدا اس کے مبلغ تھے، جو شخص بھی اسے قبول کرتا ہے وہ خدائی رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ اور اپنے اوپر کامیابی و سعادت کے دروازے کھول لیتا ہے اور جو اس سے علیحدگی اختیار کرتا ہے وہ اپنے اوپر بدبختی و ناکامی کے دروازے کھول لیتا ہے خدا کے نزدیک جتنی اہمیت دین کی ہے اتنی ہی دینداری کی بھی ہے، دین حق سے آراستہ

ہونے والا بلند ترین انسان ہے ، اور روئے زمین پر سب سے اعلیٰ ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ [1]

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور نیک اعمال کیے وہی بہترین خلائق ہیں

قرآن واحادیث میں مومن کے صفات اور ان سے اتصاف بیان ہوا ہے جو انسان کو قابل قبول مومن بناتے ہیں نماز میں خضوع بیہودہ باتوں سے احتراز ، زکوٰۃ دینا ، بدکاری سے پرہیز ، عہدو پیمان اور امانت کی رعایت اور نماز کی پابندی کرنے والے [2] زمین پر آہستہ چلنے والے ، جاہلوں سے سلامتی کے ساتھ ملنے والے ، سربسجود ، اور قیام کی حالت میں رہنا عذاب سے نجات کے لئے دعا کرنے والے ، خرچ کے وقت اسراف وفضول خرچی سے پرہیز کرنے والے ، میانہ روی اختیار کرنے والے ، شرک ، قتل اور زنا سے بچنے والے اور ناحق گواہی سے احتراز کرنے والے ، بیہودہ باتوں سے بزرگی کے ساتھ چشم پوشی کرنے والے ، خدا کی نشانیوں میں غور کرنے والے ، بیوی بچوں کے لئے دعا کرنے والے ، ہی پاکیزہ اور اہل تقویٰ کے سردار بن سکتے ہیں ،

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں ،

اَلْمُؤْمِنُ دَائِبٌ زَھَادَتُہٗ وَھَمُّہٗ دِیَانَتُہٗ وَعِزُّہٗ قَنَاعَتُہٗ وَجِدُّہٗ لِاٰخِرَتِہٖ فَذَکَتْ حَسَنَاتُہٗ وَعَلَتْ دَرَجَاتُہٗ وَشَارَفَ خَلَاصُہٗ وَنَجَاتُہٗ [3]

مادی چیزوں سے بے رغبتی مومن کی علامت ہے دینداری اس کی ہمت ہے قناعت اس کی عزت ہے اس کی کوشش آخرت کیلئے ہے . اس کی اچھائیاں اور خوبیاں بڑھ گئی ہیں اس کے درجات بلند ہوگئے ہیں اس کی نجات اور آزادی نزدیک ہوگئی ہے .

---

[1] بینہ : ۷ [2] مومنون ۲/۹ [3] میزان الحکمۃ ج ۱۲ ص ۳۳۳

نیز فرمایا،

اَلْمُؤْمِنُ دَائِمُ الذِّکْرِ کَثِیْرُ الْفِکْرِ عَلَی النَّعْمَاءِ شَاکِرٌ وَفِی الْبَلَاءِ صَابِرٌ

مومن ہمیشہ خدا اور حقائق کو یاد رکھتا ہے۔ بہت زیادہ غور و فکر کرتا ہے خدا کی نعمتوں پر شکر اور اس کی بلاؤں پر صبر کرتا ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ طَابَ مَکْسَبُہٗ وَحَسُنَتْ خَلِیْقَتُہٗ وَصَحَّتْ سَرِیْرَتُہٗ وَاَنْفَقَ الْفَضْلَ مِنْ مَالِہٖ وَاَمْسَکَ الْفَضْلَ مِنْ کَلَامِہٖ

مومن وہ ہے جس کی کمائی پاک ہو، عادت نیک اور باطن صحیح ہوتا ہے وہ اپنے مال کا اضافی حصہ خرچ کرتا ہے اور ضرورت سے زیادہ نہیں کہتا ہے،،

مومن کی قدر و قیمت کے بارے میں روایات میں آیا ہے امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔

اَلْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ حُرْمَۃً مِنَ الْکَعْبَۃِ

مومن کی حرمت کعبہ سے بھی زیادہ ہے،،

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں،

اِنَّ الْمُؤْمِنَ یُعْرَفُ فِی السَّمَاءِ کَمَا یَعْرِفُ الرَّجُلُ اَھْلَہٗ وَوَلَدَہٗ وَاِنَّہٗ لَاَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ مَلَکٍ مُقَرَّبٍ

مومن آسمان میں ایسے جانا پہچانا جاتا ہے جیسے آدمی اپنے بیوی بچوں کو پہچانتا ہے بیشک مومن خدا کے نزدیک ملک مقرب سے زیادہ عزیز

رسول فرماتے ہیں ،

اِنَّ اللّٰہَ جَلَّ ثَنَاؤُہٗ یَقُوْلُ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ
مَا خَلَقْتُ مِنْ خَلْقِیْ خَلْقًا اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ

بیشک اللہ جل ثناؤہ فرماتا ہے میری عزت و جلال کی قسم
میرے نزدیک کوئی بھی مخلوق مومن سے زیادہ محبوب نہیں ہے ،،

ہمسری

اس مقدمہ کے بعد جو کہ دین و دیندار کے بارے میں بیان ہوا ہے ضروری ہے کہ اس بات پر توجہ کی جائے کہ شادی کی اہم ترین شرط لڑکے لڑکی کا ہمسر و کفو ہونا ہے، کفو کے معنی لغت میں شبیہ اور مانند کے ہیں ، شادی کے مسئلہ میں ایک حد تک لڑکے و لڑکی کے ظاہر و باطن میں شباہت ہونی چاہیئے ۔

سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ دونوں دیندار ہوں یعنی پاک مومن کی کفو پاک مومنہ ہے دیندار ، دیندار کا کفو اور شبیہ ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے ،

والطیبات للطیبین [1]

پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں ۔

دوسری جگہ ارشاد ہے

فانکحو ما طاب لکم من النساء [2]

تم اپنی پسند کی عورتوں سے شادی کرو ،

پہلے مرد و عورت کا باطن پاک ہونا چاہیئے ، یعنی خدا در روز قیامت ، نبوت ، قرآن ، ملائکہ پر ان کا ایمان ہونا اور اسلامی اخلاق سے آراستہ ہونا چاہیئے ، بنا بریں مسلمان مومن مرد کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ غیر مسلم و غیر مومن عورت سے شادی کرے ، اور اگر کرے گا تو باطل ہے اور ان کی اولاد ناجائز ہے اسی طرح مومن عورت کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ

---

[1] نور ۲۶ [2] نساء ۳

وہ غیر مومن سے نکاح کرے کیونکہ شرعی لحاظ سے یہ نکاح باطل ہے اور ان کی اولاد ناجائز ہیں،

مومن و مومنہ غیر مومن و غیر مومنہ کے کفو نہیں ہیں، اگر یہ باطل شادی ہو جاتی ہے تو دونوں کیلئے جہنم کا راستہ کھل جاتا ہے

قرآن مجید نے مومن انسان کو غیر مومن سے شادی کرنے سے روکا گیا ہے۔

لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ
خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ
حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ
لَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا
اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ
لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ

مشرک عورتیں جب تک ایمان نہ لے آئیں ان سے شادی نہ کرو یقیناً مومن کنیز آزاد مشرک عورت سے افضل و بہتر ہے۔ خواہ اس کی خوبصورتی اور مال تمہارے لئے حیرت انگیز ہی کیوں نہ ہو۔ اور مشرک مردوں سے اس وقت تک اپنی عورتوں کی شادی نہ کرنا جب تک ایمان نہ لے آئیں، کیونکہ مومن غلام مشرک سے افضل ہے۔ اگرچہ اس کی حیثیت و خوبصورتی تمہارے لئے باعث حیرت ہی ہو، مشرک آتش جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور خدا اپنے اذن سے جنت و مغفرت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اور لوگوں کے لئے اپنی آیتیں بیان کرتا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ سمجھ لیں،

ہوشیار! اپنی مومن لڑکی کی شادی اس جوان سے نہ کیجئے جو کہ حق و حقیقت پسند نہیں کرتا ہے۔ اسی طرح اپنے پاک و مومن جوان کی شادی ایسی لڑکی سے نہ کیجئے جو کہ اصول

الٰہی کا انکار کرتی ہے کیونکہ شادی کی اولین شرط لڑکے لڑکی کا مومن ہونا ہے تاکہ نور کا نور سے پاک و پاکیزہ کا پاک و پاکیزہ سے اور مومن کا مومن سے رشتہ ہو جائے اور ان کے رشتہ سے پاک و صالح اولاد پیدا ہو،

یہ گمان نہ کیجئے کہ بے ایمان مرد کا مال و منصب اور حقیقت سے دور عورت کی خوبصورتی سعادت و نشاط اور مستقل نباہ کا باعث ہوگی، البتہ خاندان والوں کو چاہئے کہ وہ کفو ہونے کے مسئلہ میں شدت نہ اختیار کریں، بلکہ جب لڑکا لڑکی میں اعتقاد اخلاق، عمل اسلامی اور شکل و صورت کے لحاظ سے مشابہت دیکھیں، تو شادی کر دیں خدا کے لطف سے ان کی شادی بابرکت قرار پائے گی،

ہمسری اور کفو ہونے کے مسئلہ سے متعلق درج ذیل روایات ملاحظہ فرمائیں،

عن ابی عبداللہؑ

انہ قال: اَلْکُفْوَانْ یَکُوْنَ عَفِیْفًا وَعِنْدَہٗ یُسَارٌ

امام صادقؑ نے فرمایا جو پاک دامن و عفیف ہے اور جس کے ساتھ آسانی کے ساتھ زندگی گذاری جا سکتی ہے وہی پاکدامن اور دختر عفیفہ کا کفو ہے

رسولؐ نے فرمایا۔

اِذَا جَاءَکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَہٗ وَاَمَانَتَہٗ یَخْطُبُ اِلَیْکُمْ فَزَوِّجُوْہُ اِنْ لَا تَفْعَلُوْہُ تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ کَبِیْرٌ

اگر تمہاری لڑکی کے پیغام اس شخص کی طرف سے آئیں جس کے دین و امانتداری سے تم خوش ہو تو فوراً اس سے شادی کر دو، اگر نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور عظیم فساد پھیل جائے گا،

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اِذَا جَاءَکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَہٗ وَدِیْنَہٗ فَزَوِّجُوْہُ

وَاِنْ لَا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ

اگر تمہاری لڑکی کے پیغام اس شخص کی طرف سے آئیں کہ جس کے دین و اخلاق سے تم راضی ہو تو اس سے فوراً اپنی بیٹی کی شادی کردو اگر نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد پھیل جائے گا،

شادی کے معاملہ میں طرفین کا زیادہ سختی کرنا، موانع ایجاد کرنا، اور غلط رسوم پر اڑے رہنا اور اپنے بیٹے، بیٹی کے لئے مال و جمال تلاش کرنا، مشت زنی، لواط، زنا اور نفسیاتی بیماری کا باعث ہوتا ہے۔

اس فتنہ و فساد کے ذمہ دار دنیا و آخرت میں والدین اور وہ خاندان ہوں گے جو شادی کے معاملہ میں زیادہ سختی کرتے ہیں،

رسولؐ نے فرمایا ہے،

اَنْكِحُوا الْاَكْفَاءَ وَاَنْكِحُوا مِنْهُمْ وَاخْتَارُوْا لِنُطَفِكُمْ

کفو سے شادی کردو اور اپنی کفو سے شادی کرلو اور شائستہ و نیک اولاد پیدا کرنے کے لئے ان سے نکاح کرلو،

لڑکے، لڑکی کا ایمان و اخلاق اور امانتداری ہی کفو ہونے کے لئے کافی ہے اور والدین و متعلقین کا اخلاقی فریضہ ہے کہ سادگی کے ساتھ جلد از جلد دونوں کی شادی کردیں اور خدا کی رضا خوشنودی و لطف و کرم کو حاصل کریں،

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں۔

مَا مِنْ رَزِيَّةٍ اَشَدَّ عَلٰى عَبْدٍ اَنْ يَاْتِيَهُ ابْنُ اَخِيْهِ فَيَقُوْلُ زَوِّجْنِيْ فَيَقُوْلُ لَا اَفْعَلُ اَنَا اَغْنٰى مِنْكَ

مومن کے لئے سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ اس کا بھتیجا اس کے پاس خواستگاری کے لئے آئے اور وہ کہہ دے کہ میں تم سے شادی نہیں کروں گا کیونکہ میں تم سے زیادہ مالدار ہوں،

شادی میں قومی، شہری، اور خاندانی تعصب بھی نہیں ہونا چاہیئے، کیونکہ خدا کے آئین میں ایسے تعصبات کو باطل قرار دیا گیا، فقر و غنا کو اس اُس شہر و دیہات کو شادی کا معیار نہ بنائیں، سب مرد و عورتیں اور تمام لڑکے لڑکیاں ایک ماں، باپ کی اولاد ہیں اور تقوے و پرہیز گاری کے علاوہ کسی کو کسی پر برتری نہیں ہے۔ کفو ہونے کے بارے میں امام زین العابدینؑ کا نظریہ،

پانچویں امام حضرت محمد باقرؑ نقل کرتے ہیں۔ میرے والد ماجد حضرت زین العابدینؑ سے حج میں کسی جگہ ایک عورت نے ملاقات کی، اس کے حسن اخلاق نے آپؑ کا دل جیت لیا، دریافت کیا یہ شادی شدہ ہے؟ لوگوں نے عرض کی نہیں۔ میرے والد اس کے حسب و نسب کی تحقیق کئے بغیر اس کی خواستگاری کی اور شادی ہو گئی[1]

اس واقعہ کی خبر انصار میں سے ایک آدمی کو ہوئی، اس سادگی سے ہونے والی شادی اسے کچھ اچھی نہیں لگی۔ اس نے سوچا ہو سکتا ہے اس عورت کا تعلق اچھے خاندان سے نہ ہو اور اس سے امامؑ پر حرف آئے چنانچہ ایک مدت تک جستجو کے بعد اسے معلوم ہوا کہ اس عورت کا تعلق قبیلہ شیبان سے ہے۔ وہ امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کر کے کہا خدا کا شکر ہے کہ آپ کی زوجہ کا تعلق مشہور و محترم گھرانے سے ہے امامؑ نے فرمایا میں تمہیں اس سے زیادہ عقلمند سمجھتا تھا میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم ایسی باتوں کے پابند ہو گے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدائے اسلام کے ذریعہ ساری پستیاں ختم کر دی ہیں اور ساری کمی پوری کر دی ہے، پستی کی جگہ بلندی کو جاگزیں کر دیا ہے، ہر حیثیت کا محترم مسلمان محترم ہے اسے پست شمار نہیں کیا جا سکتا۔ کمینہ پن اور خست جہالت سے مخصوص ہے،

بنا بریں قبیلہ و شہر کا ہونا، ہم پلہ ہونا، کفو ہونے کا باعث نہیں ہے۔

اسلام تو یہ کہتا ہے کہ عرب کو عجم پر، گورے کو کالے پر اور قرشی کو غیر قرشی پر کوئی فضیلت و برتری نہیں ہے۔ باعث فضیلت تقویٰ ہے۔ اگر مسلمان مرد و عورت ایمان، تقویٰ و اخلاق، عفت و طہارت اور صحت سے آراستہ ہیں تو ایک دوسرے کے کفو ہیں خواہ

---

[1] بحار ج ۱۰۰ ص ۳۷۳

ان میں سے ایک عرب اور دوسرا عجم، ایک شہری دوسرا دیہاتی، ایک مالدار دوسرا فقیر، ایک گورا دوسرا کالا، اور ایک خاندان والا اور دوسرا تنہا ہو۔

علی ابن اسباط نے حضرت امام محمد تقیؑ کو لکھا مجھے اپنی لڑکیوں کے لئے کوئی ایسا لڑکا نہیں ملا جو اخلاق و ایمان میں مجھ جیسا ہو، امام محمد تقیؑ نے جواب میں تحریر کیا تمہارا خط ملا، مضمون سے آگاہ ہوا، خدا تم پر رحم کرے، لڑکیوں کے معاملہ میں اتنی چھان بین نہیں کرنا چاہیئے، رسولؐ نے فرمایا ہے: اگر تمہاری پسند کا خواستگار آئے تو اس سے شادی کردو، ورنہ روئے زمین پر فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔[1]

امام جعفر صادقؑ نے ابراہیم نام کے ایک آدمی سے فرمایا کسی مومن نے ثروت سے زیادہ خطرناک فائدہ حاصل نہیں کیا ہے۔ مال کا ضرر ان دو بھاڑ کھانے والے بھیڑیوں سے بھی زیادہ ہے جو لاوارث بھیڑوں کے اوپر حملہ آور ہوتے ہیں یہ بھیڑیئے بھیڑوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟ غرض کی فساد و تباہ کاری کے علاوہ کچھ نہیں کرتے، فرمایا مال کا معمولی سا نقصان یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی لڑکی کا پیغام لے کر آتا ہے تو وہ اس کی غربت و مفلسی کی وجہ سے اس کا پیغام رد کردیتا ہے، اور اسے لڑکی دینے سے پرہیز کرتا ہے

اِن لوگوں کو لڑکی نہ دو

معارف الٰہیہ میں بیان ہوا ہے کہ اولاد انسان کے پاس خدا کی نعمت و امانت اور اس پر اس کا احسان ہے، خدا کی امانت کا تحفظ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ دین و اخلاق کے لحاظ سے اس کی تربیت کی جائے اور جب بالغ ہوجائے تو اس کے لئے پاک و پاکیزہ شریک حیات کا انتخاب کیا جائے،

جو لڑکی شوہر کے گھر جاتی ہے وہ شوہر اور اس کے خاندان و گھر والوں کا اثر قبول کرتی ہے۔ اس ماحول میں شوہر اس سے کچھ نہ کچھ کام ضرور لے گا، لہذا اس

---

[1] بحار ج ۱۰۰ ص ۲۷۳

گھر میں مومن وخدا ترس ہونا چاہیئے، کہ جس میں لڑکی جارہی ہے اور اس کے شوہر کو بھی ظاہری و باطنی نیکیوں سے آراستہ ہونا چاہیئے، اسی لیئے اسلام نے اس لڑکے سے لڑکی کی شادی کرنے کا حکم دیا ہے، جو کہ شرائط پر پورا اترتا ہو اور جو اسلامی شرائط پر پورا نہیں اترتا اس سے شادی کرنے سے منع کیا ہے۔

رسولؐ کی حدیث میں وارد ہوا ہے،

اَلنِّکَاحُ رِقٌّ فَاِذَا اَنْکَحَ اَحَدُکُمْ وَلِیْدَتَہٗ فَقَدْ اَرَقَّھَا فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ لِمَنْ یُرِقُّ کَرِیْمَتَہٗ۔

نکاح ایک قسم کا بندگی وغلامی ہے چنانچہ تم میں سے جب کوئی اپنی بیٹی کی شادی کرتا ہے تو اسے شوہر کی اطاعت وغلامی دیدیتا ہے۔ لہذا تم میں سے ہر ایک کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ اسے کس کی غلامی میں دے رہا ہے۔

جو شخص خدا کے احکام وفرائض اور عقائد حقہ کا پابند نہیں ہے اس سے اپنی لڑکی کی شادی نہیں کرنا چاہیئے،

بداخلاق، حاسد، طمع پرور، حریص، بخیل اور بدزبان مرد سے لڑکی کی شادی کرنا منع ہے، نادان، بیوقوف، کم عقل، اور اپنی زندگی کے اخراجات پورا نہ کرنے والے سے شادی نہیں کرنی چاہیئے، کہ وہ عورت کے لیئے مشکلیں ہی کھڑی کرے گا، اسی طرح شراب خوار، پلید و پست انسان کو جو کہ حرام خدا سے پرہیز نہیں کرتا ہے لڑکی دینا منع ہے۔

قال النبیؐ ...

مَنْ زَوَّجَ کَرِیْمَتَہٗ مِنْ فَاسِقٍ نَزَلَ عَلَیْہِ کُلَّ یَوْمٍ اَلْفُ لَعْنَۃٍ

جو شخص اپنی شریف لڑکی کی شادی بے دین مرد سے کرتا ہے اس پر ہر روز ہزار لعنت ہوتی ہے

كَتَبَ حُسَيْنُ بْنُ بَشَّارٍ اِلَى الْكَاظِمِؑ
اِنَّ لِيْ قَرَابَةً قَدْ خَطَبَ اِلَيَّ وَفِيْ خُلُقِهٖ سُوْءٌ
قَالَ: لَا تُزَوِّجْهُ اِنْ كَانَ سَيِّئَ الْخُلُقِ.

حسین ابن بشار نے امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں لکھا میری قوم والوں میں سے ایک نے میری بیٹی کی خواستگاری کی ہے لیکن وہ بداخلاق ہے، آپ نے جواب میں لکھا اگر وہ بداخلاق ہے تو اس سے شادی نہ کرنا،

امام جعفر صادقؑ نے سورہ نساء کی پانچویں آیت کی مدد سے بیوقوف و نادان اور جس کو مال نہ دیا جا سکتا ہو اور اجتماعی و فردی امور میں جس پر اعتماد نہ کیا جا سکتا ہو اسے لڑکی دینے سے منع کیا ہے [1]

قال النبیؐ

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ بَعْدَ مَا حَرَّمَهَا اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِيْ
فَلَيْسَ بِاَهْلٍ اَنْ يُزَوَّجَ اِذَا خَطَبَ

جو شخص اس کے بعد بھی شراب پیتا ہے کہ میں اسے حرام قرار دینے پر مامور ہوا ہوں، اگر وہ کسی سے لڑکی کی خواستگاری کرے تو اسے لڑکی نہ دو،،

امام رضاؑ فرماتے ہیں۔

وَاِيَّاكَ اَنْ تُزَوِّجَ شَارِبَ الْخَمْرِ، فَاِنْ زَوَّجْتَهٗ فَكَاَنَّمَا قَدَّمْتَ اِلَى النَّارِ

خبردار! شراب خوار کو اپنی لڑکی نہ دینا، اگر تم نے اسے لڑکی دی تو گویا اپنی لڑکی کو زنا کے لئے پیش کیا،

جو شخص خدا کے احکام کا پابند نہیں ہے اور فسق و فجور سے پرہیز نہیں کرتا ہے، جو شخص

---

[1] وسائل ج ۱۷ ص ۸۱ روایت ۲۲۰۴۳

خوش خلق نہ ہو، بد اخلاق ہو، جس کے پاس ضرورت کے مطابق عقل نہ ہو، جو شخص حزم بالجزم نہ رکھتا ہو، حرام مشروبات سے پرہیز نہ کرتا ہو، اسے پاک و مومن لڑکی نہیں دینا چاہئے، کہ یہ لڑکی خدا کی امانت ہے۔ جسے اس کے سپرد نہیں کیا جا سکتا ہے اس سے صرف لڑکی ضائع ہی نہیں ہوگی بلکہ اس سے پیدا ہونے والے بچے اس شخص کے برے آثار سے متاثر ہوں گے، اس حقیقت کا انکشاف امام رضاؑ نے اس وقت کیا تھا جب علم انسان کی اس تک رسائی نہیں ہوئی تھی، فرماتے ہیں،

اَلْحَرَامُ مُبَیِّنٌ فِی الذُّرِّیَّۃِ [1]

حرام کے آثار نسل میں آشکار ہوتے ہیں،

ایسی عورتوں سے شادی نہ کرو

جس طرح اسلام نے چند لوگوں، منجملہ ان کے فاسقوں، بیوقوفوں، بد اخلاق اور شراب خواروں، کو لڑکی دینے سے منع کیا ہے۔ اور اس طرح سے اسلام ان لوگوں سے شادی کی اجازت نہ دے کر عورت کی حرمت کا تحفظ کرتا ہے ایسے ہی مومن اور شریف جوانوں کو ان عورتوں سے شادی کرنے سے منع کرتا ہے کہ جن میں اسلامی شرائط نہیں پائے جاتے،

اس سلسلہ میں معتبر ترین کتابوں میں بہت زیادہ اہم حدیثیں نقل ہوئی ہیں ان میں سے چند یہاں نقل کی جا رہی ہیں

رسولؐ فرماتے ہیں،

اِیَّاکُمْ وَتَزَوُّجَ الْحُمَقَاءِ فَاِنَّ صُحْبَتَھَا ضَیَاعٌ وَوَلَدَھَا ضَیَاعٌ

احمق عورتوں سے شادی نہ کرو کہ ان کی ہمنشینی سے عمر ضائع اور اولاد ظالم ہوتی ہے

---

[1] بحار ج ۱۰۳ ص ۲۳۲/۲۳۷

نیز فرمایا،

إِيَّاكُمْ وَخَضْرَاءَ الدِّمَنِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
وَمَا خَضْرَاءُ الدِّمَنِ. قَالَ الْمَرْأَةُ الْحَسْنَاءُ
فِي مَنْبَتِ السُّوءِ.

گھور کی ہریالی سے پرہیز کرو، لوگوں نے دریافت کیا گھور کی ہریالی کیا ہے؟ فرمایا وہ حسین عورت جو پست خاندان میں پیدا ہوئی ہو۔

آپؐ ہی کا ارشاد ہے

كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ
مِنْ وَلَدٍ يَكُونُ عَلَيَّ رَبًّا وَمِنْ مَالٍ يَكُونُ عَلَيَّ
ضِيَاعًا وَمِنْ زَوْجَةٍ تُشَيِّبُنِي قَبْلَ أَوَانِ مَشِيبِي
وَمِنْ خَلِيلٍ مَاكِرٍ،

رسولؐ بارگاہ خدا میں دعا کرتے تھے اے اللہ میں اس بیٹے سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو کہ تیرا فرمانبردار ہونے کے بجائے مجھ پر حکم چلائے، اس مال سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں جو فائدہ دیئے بغیر برباد ہو جائے، اس عورت سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں جو وقت سے پہلے اپنی حماقت و بدخلقی کی وجہ سے بوڑھا کر دے اور مکار دوست سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں"

آنحضرتؐ ہی کا ارشاد ہے

شِرَارُ نِسَائِكُمُ الْعَقِيرَةُ، الدَّنِسَةُ اللَّجُوجَةُ
الْعَاصِيَةُ الذَّلِيلَةُ فِي قَوْمِهَا، الْعَزِيزَةُ

فِی نَفْسِهَا، اَلْحَصَانُ عَلٰی زَوْجِهَا، اَلْهَلُوْكُ
عَلٰی غَیْرِهٖ۔

تمہاری عورتوں میں بدترین عورت بانجھ، گندی، زبان دراز نافرمان، اپنی قوم میں ذلیل، اپنی نظر معزز، شوہر کے لئے سرکش، اور دوسروں کی نافرمان ہو۔

نیز فرمایا

اَلشُّؤْمُ فِیْ ثَلَاثَةٍ فِی الْمَرْاَةِ وَالدَّابَّةِ
وَالدَّارِ، فَاَمَّا شُؤْمُ الْمَرْاَةِ فَكَثْرَةُ مَهْرِهَا
وَعُقْمُ رَحِمِهَا،

تین چیزوں میں برائی ہے، عورت، چوپایہ، اور گھر عورت کی برائی یہ ہے کہ اس کا مہر زیادہ ہو اور بانجھ ہو۔

آپؐ ہی کا ارشاد ہے

شَرُّ الْاَشْیَاءِ الْمَرْاَةُ السُّوْءُ

سب سے بدترین چیز بری عورت ہے۔

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں،

شَرُّ الزَّوْجَاتِ مَنْ لَا تُوَاتِیْ

بدترین عورت وہ ہے جس سے نباہ نہ ہو،

رسولؐ فرماتے ہیں۔

اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِشِرَارِ نِسَائِكُمْ؟ اَلذَّلِیْلَةُ
فِیْ اَهْلِهَا، اَلْعَزِیْزَةُ مَعَ بَعْلِهَا، اَلْعَقِیْمُ
اَلْحُقُوْدُ، اَلَّتِیْ لَا تَتَوَرَّعُ عَنْ قَبِیْحٍ،

اَلْمُتَبَرِّجَةُ اِذَا غَابَ عَنْهَا بَعْلُهَا
اَلْخَصَّانُ مَعَهُ اِذَا حَضَرَ، لَا تَسْمَعُ قَوْلَهُ
وَلَا تُطِيعُ اَمْرَهُ، وَاِذَا خَلَى بِهَا تَمَنَّعَتْ
كَمَا تَمْتَنِعُ الصَّعْبَةُ عِنْدَ رُكُوبِهَا، وَلَا
تَقْبَلُ مِنْهُ عُذْرًا، وَلَا تَغْفِرُ لَهُ ذَنْبًا

کیا میں تمہیں تمہاری بدترین عورت سے خبردار نہ کروں؟
جو اپنی قوم میں ذلیل، اور شوہر کے لیے فخر فروش
بانجھ، کینہ توز، برے کام سے منہ نہیں پھیرتی، شوہر
کی عدم موجودگی میں سنگھار کرتی ہے، اس کی موجودگی میں
منہ چڑھائے رہتی ہے، اس کی بات پر کان نہیں دھرتی
اس کے حکم پر عمل نہیں کرتی، جب شوہر خلوت میں کچھ
چاہتا ہے تو ہاتھ نہیں رکھنے دیتی، اس کا عذر قبول
نہیں کرتی، اور اس کی خطا سے درگذر نہیں کرتی۔

﴿ النکاح سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی ﴾

« بحار، ج ۱۰۳، ص ۲۲۰ »

۹

شریک حیات

کے انتخاب کا طریقہ

النکاح سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی
نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ
سے نہیں ہے۔

شریک حیات کے انتخاب کا طریقہ

رحمت حق سے محروم

رسولؐ کی ایک حدیث میں وارد ہوا ہے "الناقص ملعون" ناقص رحمت سے محروم ہے، اور اس سے دور ہے۔ یقیناً ناقص ہے وہ شخص مراد نہیں ہے جو کہ مادر زاد اندھا ہو، گونگا، لنگڑا، پیدا ہوا ہو، بلکہ ناقص وہ شخص ہے جو معرفت رکھنے حسن خلق سے آراستہ ہونے اور نیک اعمال بجالانے سے دور، اور سونے، کھانے اور شہوت رانی میں مشغول رہتا ہے

بیشک انسان کے اندر تمام کمالات و حقائق تک پہونچنے کی صلاحیت موجود ہے اور اس سلسلہ میں اسے کوشش کرنی چاہیئے، اور جوش و خروش کا ثبوت دینا چاہیئے اور جیتے جی اپنے ظاہری، باطنی، اور روحی و فکری نقائص کو دور کرنے کی سعی کرتے رہنا چاہیئے، سستی، سکون اور کام میں تعطیل سے پرہیز کرنا چاہیئے، اگر اپنے نقائص کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرے گا تو ایک دن ایسے ہی بیکار و فاسد ہو جائیگا، جیسے ٹھہرے ہوئے پانی میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ بیکار و فاسد ہو جاتا ہے بیکار رہنے سے انسان رحمت خدا سے دور اور اس سے محروم ہو جاتا ہے۔

افسوس ہے کہ بعض لوگ ستر، اسی سال کے ہو گئے ہیں لیکن وہ عقلی و فکری لحاظ سے ابھی تک بچے ہیں، اور اخلاق و عمل کے اعتبار سے بچے ہیں، انھوں نے اپنی زندگی میں خدا کے عطایا، آسمانی کتابوں، انبیاء کی نبوت، ائمہ کی امامت

عرفاء کے عرفان، اور خدائی حکیموں کی حکمت سے فائدہ نہیں اٹھایا ہے، بلکہ ایک حیوان کی مانند اپنے بدن کو فربہ کرنے میں مشغول رہے ہیں۔ اور اس طرح کھا پی کر اسی نوٹے کیلو کے ہو گئے ہیں۔

یہ اپنے وجود کو شجرہ طیبہ میں تبدیل کر سکتے تھے اور اپنی سعی و خود داری سے خود کو کمالات و حقائق کا منبع بنا سکتے تھے، لیکن محض مادی امور کے قریب میں آ گئے اور اپنے حیوانی بدن کو بنانے میں لگ گئے، اور ایسے ہی فقیر و نادار اور ناقص رہے جیسے پہلے روز تھے۔

مادی کاروبار کے مالک ہیں، میز اور کرسی پر قبضہ جمائے ہوئے ہیں، مال و منال، اور بیوی، بچے رکھتے ہیں لیکن ناقص ہیں۔ ناقص ہونے کی وجہ سے ضرر رساں ہیں، کسی بھی گناہ سے پرہیز نہیں کرتے، دوسروں کے حقوق ادا نہیں کرتے، ظلم و ستم سے دست بردار نہیں ہوتے، بے حیائی کے ساتھ خدا کی نعمتوں سے استفادہ کرتے ہیں، لیکن ہر چیز میں خدا کے دشمنوں کا ساتھ دیتے ہیں۔

امام موسیٰ بن جعفرؑ سے ایک روایت میں وارد ہوا ہے

مَنِ اسْتَوَىٰ يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُونٌ، وَمَنْ كَانَ آخِرُ يَوْمَيْهِ شَرَّهُمَا فَهُوَ مَلْعُونٌ، وَمَنْ لَمْ يَعْرِفِ الزِّيَادَةَ فِي نَفْسِهِ فَهُوَ فِي نُقْصَانٍ، وَمَنْ كَانَ إِلَى النُّقْصَانِ فَالْمَوْتُ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْحَيَاةِ

جس شخص کے دو دن برابر ہوں، وہ خسارہ میں ہے اور ان دونوں دنوں میں سے جس کا آخری دن بدترین ہو گا وہ ملعون ہے۔ اور جو شخص جیتے جی اپنے وجود میں واقعیات و کمالات کا اضافہ نہ کرے وہ ناقص ہے، جو شخص نقصان کی طرف بڑھتا ہے وہ ناقص ہے ایسے انسان کے لئے زندگی

سے موت بہتر ہے۔

اسی مفہوم کی ایک حدیث حضرت امام جعفر صادقؑ سے بھی شیعہ کتب میں نقل ہوئی ہے [1]

ایک دوسری روایت میں رسولؐ سے منقول ہے

الکاسب حبیب اللہ

کسب کرنے والا اللہ کا دوست ہے

بیشک بہترین کمائی اور بہترین تجارت فضائل وحقائق کا کسب کرنا اور معارف وکمالات اور اخلاق اقدار کے حصول کی کوشش کرنا ہے۔ ایسا کسب محبوب خدا، اللہ کا رسول ہے ان کا وجود گرانقدر ہے۔

ناقص رہنے سے ہمیں پرہیز کرنا چاہیئے، ہمارے آج اور کل کے دن کو یکساں نہیں ہونا چاہیئے، کسب کمالات میں کوئی کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے، قیامت کے روز جو شخص عقلی و معنوی لحاظ سے پیچھے ہوگا اور کمالات اخلاقی وعمل کم ہوں گے،، وہ راندہ درگاہ خدا ہے۔ ملعون ہے اور قیامت کے روز اعمال کے ترازو میں اس کا پلہ ہلکا ہوگا۔ اور نتیجہ میں عذاب خدا کا مستحق قرار پائے گا، اور جس شخص کا ایمان اخلاق اور نیک عمل کا پلہ بھاری ہوگا وہ نجات پائے گا، اس سلسلہ میں قرآن مجید کی دو آیتیں ملاحظہ فرمائیں،

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ
فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ
فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا
بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ

اس دن حق میزان ہوگا پھر جس کے اعمال کا پلہ بھاری ہوگا وہی نجات پانے والے ہیں۔ اور جن کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا تو وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے نفسوں کو خسارہ میں رکھا اور وہ

---

[1] بحار ج ۷۱ ص ۱۷۳

ہماری آیتوں پر ظلم کرتے ہیں۔

راہِ کمال

راہ کمال پر گامزن ہونے اور یہ کہ تمام انسان حقائق سے باخبر ہو جائیں خدائے متعال قرآن مجید میں خدائی اور انسانی شرائط کا لحاظ کرنے کی تاکید کرتا ہے، ایک مادی حیات کی راہ پر گامزن ہونے کے لئے دوسرے معنوی حیات کی راہ طے کرنے کے لئے یہ دونوں چیزیں سورۂ آل عمران کی چار آیتوں میں بیان ہوئی ہیں،

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ
وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ
وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ
وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ
قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا
عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ
وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ
الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا
ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَ
الْمُنفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ

لوگوں کے لئے دنیوی خواہشات عورتوں، اولاد، سونے
چاندی کے ڈھیروں، تندرست گھوڑوں یا چوپاؤں،

اور کھیتوں کو زینت دی گئی ہے۔ یہی دنیوی متاع ہے۔ اور اللہ کے پاس بہترین انجام ہے۔

اے رسول! آپ کہہ دیجئے کہ کیا میں ان سب سے بہتر چیز کی خبر دوں جو لوگ تقویٰ اختیار کرنے والے ہیں، ان کے لئے پروردگار کے یہاں وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں، ان لئے پاکیزہ بیویاں ہیں اور اللہ کی خوشنودی ہے، اور اللہ اپنے بندوں کے حالات سے اچھی طرح باخبر ہے، لائق ستائش ہیں وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں پروردگار ہم ایمان لائے ہیں اب تو ہمارے گناہوں کو بخش دے، اور ہمیں جہنم کی آگ سے بچالے

خدا کے بندے وہ ہیں جو ان تمام حقائق کے علاوہ تمام حوادث پر صبر کرتے ہیں۔ استقامت، صداقت، عبادت کو اختیار کرتے ہیں، راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں،

آیۂ شریفہ میں "زُیِّنَ" فعل مجہول واقع ہوا ہے اور فعل مجہول کسی چیز کی عظمت بیان کرنے کے لئے بھی لایا جاتا ہے۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ اس کا فاعل خود خدا ہے، وہی ہے کہ جس نے ان چیزوں کو تمام انسانوں کے لئے آراستہ کردیا ہے تاکہ اپنے میلان کے لحاظ سے ان کے عاشق و شائق قرار پائیں اور اس عشق و رغبت ہی کی وجہ سے شادی کریں، مال و منال حاصل کریں، حیوانوں کو قبضہ میں کریں، اور زمین کو آباد کریں۔ اور اس طرح مادی حیات سے بھرپور فائدہ اٹھائیں، اور دوسری طرف تقوے ایمان، دعا، عذاب آخرت کے خوف، کسب صبر و صدق، عبادات اور انفاق و استغفار کریں، تاکہ انھیں خدا کی خوشنودی اور پاکیزہ بیویاں حاصل ہوجائیں"

قرآن مجید کی آیتوں کی اساس پر عورت کی ظریف خلقت، اس کے چہرہ کی خوبصورتی، اس کی ذاتی شرم اور وفاداری، اس کی دلنشیں آواز، اس کے ناز و انداز، سب ہی تو اس کی زینت کا باعث ہیں، کہ جس کی بنا پر اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے، اور یہی مرد کے عشق و محبت، شریک حیات کے انتخاب، مادی زندگی کے ضروریات کی تکمیل، گھر اور گھر والوں کی ذمہ داریاں پوری کرنا اہم علت ہے۔ اور یہ وہ راستہ ہے کہ اگر اس کو تقوے، پاکدامنی، مناجات، ایمان، صبر و صدق، عبادت اور راہ خدا میں خرچ کرنے اور سحر کے وقت استغفار کرتے ہوئے طے کیا جائے تو دنیا و آخرت کی کامیابی و سعادت حاصل ہو جائے اور مادی و معنوی ضرورتیں پوری ہو جائیں اور انسان کو دنیا کی لذت بخش چیزوں اور اخروی فوائد، اور اہم ترین خدا کی خوشنودی حاصل ہو گی۔

اسلام میں شریک حیات کا انتخاب

جن مذاہب و مکاتب سے وحی کا اثر اٹھ چکا ہے یا جو شروع ہی سے آسمانی خصوصیت سے محروم ہیں ان کے اور اسلام کے شریک حیات کے انتخاب کے طریقے میں واضح فرق ہے اسلام مسلمان مومن مرد کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ جس سے چاہے شادی کرے کیونکہ شریک حیات کے انتخاب دنیوی و اخروی بھلائی، اور حال و مستقبل کی سعادت کو ملحوظ رکھنا چاہئے اسی طرح انسان کو آلودگیوں سے اور زندگی کو شیطانی حرکتوں سے پاک رہنے کو ملحوظ رکھا جائے کیونکہ اسلام میں شادی کا مطلب صرف بدنی لذت اور شہوت و تمتع ہی نہیں بلکہ شادی سے اسلام کا مقصد مرد و عورت کے دین کا تحفظ، خدا ترس گھر اور شائستہ اولاد کا وجود اور اس سے بڑھ کر خدا کی رضا کا حصول ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسی آئین کے مطابق شادی، ہمسر داری، شرعی بیوی سے عشق و ورزی، جنسی حقوق کی ادائیگی ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت، اولاد کا پیدا کرنا، ان کی تربیت کرنا، اور ان کی رہنمائی،

کپڑا اور مکان کی ضرورت کو پورا کرنے کو عبادت شمار کیا گیا ہے ۔ اور اس سلسلہ میں انسان جو بھی قدم اٹھائیگا اسی پر اجر و ثواب پائے گا ،

یہاں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے کفو ہونے پر اتنا اصرار کیوں کیا ہے ، انسان خدا کی ان مقرر کردہ شرطوں کو بے چون و چرا تسلیم کرنے کے لئے تیار رہتا ہے جو اسلام میں بیان ہوئی ہیں اور اگر ان شرطوں کا لحاظ نہ کیا جائے تو زندگی کی مسرتیں تلخیوں میں بدل جائیں گی ، اور گھر ناچاقی و لڑائی جھگڑے کا اکھاڑا بن جائے گا ، اس پر غم و غصہ اور افسوس کی حکمرانی ہوگی ، نتیجہ میں طلاق دائمی جدائی ہو جائے گی ، اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو دونوں میں سے کوئی نہ کوئی دیوانہ ہو جائے گا یا خودکشی کر لے گا ،

جو عورت اپنی عقلی و فکری بالیدگی سے معرفت حاصل کر کے ایمان و اخلاق اور تقویٰ اختیار کر کے اپنے کمال کو محکم نہ کر سکے اس سے پرہیز کرنا چاہیئے ، اس سے شادی نہیں کرنی چاہیئے ، جس عورت نے ایسے گھر میں تربیت پائی ہو جس میں اخلاق و تقویٰ اور توحید و عبادت سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو وہ مرد کو برباد کر دے گی ،

اس سلسلہ میں امام محمد باقرؑ سے ایک روایت نقل ہوئی ہے ،

مَرَّ رَسُولُ اللّٰہِ عَلٰی نِسْوَۃٍ فَوَقَفَ عَلَیْھِنَّ ثُمَّ قَالَ مَا رَاَیْتُ نَوَاقِصَ عُقُوْلٍ وَدِیْنٍ اَذْھَبَ لِعُقُوْلِ ذَوِیْ الْاَلْبَابِ مِنْکُنَّ ، اِنِّیْ قَدْ رَاَیْتُ اَنْکُنَّ اَکْثَرُ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا فَتَقَرَّبْنَ اِلَی اللّٰہِ مَا اسْتَطَعْتُنَّ

رسولؐ چند عورتوں کے پاس سے گذرے اور ان کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا میں نے تم سے زیادہ کم عقل اور ناقص الدین نہیں دیکھا کہ تم عقلمندوں کی عقلوں کو بھی بیکار کر دیتی ہو میں نے دیکھا کہ تمہارا عذاب تمام جہنمیوں سے زیادہ ہے ، تمہارے لئے میری

نصیحت ہے کہ جہاں تک ہو سکے خدا کا تقرب حاصل کرو،

امام صادقؑ نے فرمایا

اَعْدَیٰ الْاَعْدَاءِ لِلْمُؤْمِنِ زَوْجَۃُ السُّوْءِ

مومن کا سب سے بڑا دشمن بداخلاق بیوی ہے"

دوسری روایت میں آیا ہے۔

اَوَّلُ مَا عُصِیَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ بِسِتِّ خِصَالٍ

حُبُّ الدُّنْیَا، وَحُبُّ الرِّیَاسَۃِ وَحُبُّ النَّوْمِ

وَحُبُّ النِّسَاءِ وَحُبُّ الطَّعَامِ وَحُبُّ الرَّاحَۃِ

جن چیزوں کے ذریعہ خدا کی نافرمانی اور معصیت ہوتی ہے

وہ چھ ہیں، دنیا پرستی، حب جاہ، زیادہ سونے سے رغبت

زن پرستی، شکم پروری، اور راحت طلبی،

اس لئے شریک حیات کے انتخاب میں ان شر الٰہی کی پابندی کرنی چاہیئے، جو اسلام نے بیان کیئے ہیں، یہاں ہم روایات کی روشنی میں ان روایات کو سپرد قلم کرتے ہیں

صرف عورت کے حسن و جمال اور اس کے مال و دولت کے لئے شادی نہ کیجئے،

عورت سے اس کے حسن و مال کے لئے شادی نہ کرو، کہ اس کا مال سرکشی کا اور حسن بربادی کا سبب ہوتا ہے، شریک حیات کے انتخاب کے مسئلہ میں دین و ایمان کو ملحوظ رکھنا چاہیئے، [1]

ایک روایت میں رسولؐ نے فرمایا

اِنْ کَانَ الشُّؤْمُ فِیْ شَیْءٍ مِنَ النِّسَاءِ

اگر کسی چیز میں برائی ہے تو وہ عورت ہے۔

جو عورت ایمان و اخلاق، معرفت، خوش رفتاری اور وقار سے آراستہ نہ ہو وہ شوہر کی زندگی کو برباد کر دے گی،

نیز فرمایا

شَرُّ الْاَشْیَاءِ اَلْمَرْاَۃُ السُّوْءُ

عورت سب سے بری چیز ہے

حیرت انگیز داستان

تفسیر ابو الفتوح میں مرقوم ہے۔ ایک جوان نماز کے وقت منارہ اذان سے اذان دیتا تھا ایک روز اذان دیتے وقت اس نے اطراف کے گھروں پر نظر ڈالی ایسی نظر جس کو اسلام نے مصلحت انسان کی خاطر اور اسے فتنہ سے بچانے کے لئے حرام قرار دیا ہے، ناگہاں اس کی نظر ایک گھر میں قبول صورت حسین لڑکی پر پڑی اس پر فریفتہ ہوگیا، اذان کے بعد اس گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا، صاحب خانہ نے دروازہ کھولا، جوان نے اس سے کہا اگر اپنی لڑکی کی شادی کرنا چاہتے ہو تو میں حاضر ہوں۔ صاحب خانہ نے کہا میں "آسوری" ہوں اگر تم ہمارا مذہب قبول کرلو تو میں تم سے شادی کردوں چونکہ جوان اس کے حسن وجمال پر فریفتہ ہوچکا تھا اور ہم کفو سے روگردانی کرچکا تھا اور اپنی شادی کے سلسلہ میں شہوت، حسن وجمال کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھا تھا لہذا اس نے لڑکی کے باپ کی شرط کو قبول کرلیا، اسلام سے منھ پھیر لیا، شرک اختیار کرلیا، شادی کے دن لڑکی زینہ سے گر کر ہلاک ہوگئی۔

شریک حیات کے انتخاب میں اسلامی وانسانی شرائط

۱۔ لڑکے اور لڑکی والوں کو چاہئے کہ شادی سے پہلے دونوں کی ملاقات کا موقعہ فراہم کریں، اس کے لئے عقد خوانی اور دونوں کو ایک دوسرے کا محرم بنانا ضروری نہیں ہے۔ اسلام ہمکں اجازت دیتا ہے، اسلامی فقہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتی، یہ ملاقات دونوں کے لئے ضروری ہے تاکہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ظاہری کمالات اور عیوب

کو سمجھ لیں اور اس کے بعد فیصلہ کریں اور اس طرح بعد میں ہونے والے اعتراض و اشکال کا سدباب کردیں، البتہ یہ ملاقات شادی کرنے اور پسند و ناپسند کی نیت سے ہونی چاہیئے، تاکہ اس میں خدا کی معصیت نہ ہو اس سلسلہ میں وارد ہونے والی روایات ملاحظہ فرمائیں،

قَالَ النَّبِیُّ لِلْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَقَدْ خَطَبَ امْرَاَةً لَوْ نَظَرْتَ اِلَیْهَا فَاِنَّهٗ اَحْرٰی اَنْ یَّدُوْمَ بَیْنَکُمَا۔

رسولؐ نے مغیرہ بن شعبہ کو جس نے ایک عورت سے شادی کرلی تھی، فرمایا، اگر شادی سے پہلے تم اسے دیکھ لیتے تو دونوں کے درمیان تباہ ہونے کی زیادہ امید ہوتی،

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا،

عَنِ الرَّجُلِ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَزَوَّجَ الْمَرْاَةَ اَیَنْظُرُ اِلَیْهَا؟ قَالَ نَعَمْ اِنَّمَا یَشْتَرِیْهَا بِاَغْلَی الثَّمَنِ

ایک شخص شادی کرنا چاہتا ہے کیا وہ اس عورت کو دیکھ سکتا ہے کہ جس سے شادی کرنا چاہتا ہے؟ فرمایا ہاں گراں ترین قیمت پر خریدتا ہے تو پھر دیکھنے کا حق کیوں نہیں ہے

حسن سرسی کہتے ہیں۔

قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ اَلرَّجُلُ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَزَوَّجَ الْمَرْاَةَ یَتَاَمَّلُهَا وَیَنْظُرُ اِلٰی خَلْفِهَا وَاِلٰی وَجْهِهَا؟ قَالَ نَعَمْ لَا بَاْسَ اَنْ یَّنْظُرَ الرَّجُلُ اِلَی الْمَرْاَةِ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّتَزَوَّجَهَا یَنْظُرُ اِلٰی خَلْفِهَا وَاِلٰی وَجْهِهَا

میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کی کیا شادی سے پہلے مرد اس عورت کے چہرہ اور پشت کو دیکھ سکتا ہے کہ جس سے شادی کرنا چاہتا ہے؟ فرمایا۔ ہاں ایسی عورت کے چہرہ اور پشت کو دیکھ سکتا ہے۔

ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا

أَيَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى الْمَرْأَةِ يُرِيدُ تَزْوِيجَهَا فَيَنْظُرُ إِلَى شَعْرِهَا وَمَحَاسِنِهَا قَالَ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مُتَلَذِّذًا. وَفِي خَبَرٍ: وَلْتَقُمْ حَتَّى يَنْظُرَ إِلَيْهَا؟ قَالَ نَعَمْ وَتَرْفَعُ لَهُ الثِّيَابَ

کیا مرد اس عورت کے سر کے بال اور حسن و جمال کو دیکھ سکتا ہے جس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ فرمایا کہ اگر لذت کی نگاہ سے نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسری روایت میں آیا ہے کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ کیا عورت کا اس لئے کھڑا ہونا جائز ہے کہ مرد دیکھ لے، فرمایا۔ ہاں، بلکہ اس وقت باریک لباس پہننے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

رسول اللہؐ نے اپنے اس صحابی سے فرمایا کہ جس نے ایک عورت کی خواستگاری کی تھی اس کے چہرہ اور ہاتھوں کو دیکھ لو،

ایسی روایت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے لئے شریک حیات کا انتخاب کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کے خاندان اور اخلاق و ایمان کے بارے میں تحقیق کرے، عورت کے بدن، بال، چہرہ، قد و قامت اور دوسرے اعضاء کو دیکھے، ایسا نہ ہو کہ بعد میں اس کے بدن میں کوئی نقص نظر آئے، جس سے مرد بدظن ہو جائے اور جدائی تک کی نوبت پہونچے، لیکن مرد کو یہ حق نہیں ہے کہ گھر گھر جا کر

ایک ایک ناموس اسلام کو دیکھے سب کو سرتا پا دیکھے، اور پھر دل چاہے تو ان میں سے ایک سے شادی کرلے۔ [1]

۲۔ جب عورت کو پسند کرچکے اور اس سے شادی کرنے کا عزم کرچکے تو اس کی خوبصورتی اور اس کے حسن و جمال سے آراستہ ہونے اور دیری کے ساتھ رضائے خدا اور اس کے حکم و سنت انبیاء پر عمل کرنے لئے شادی کرے

قربۃً الی اللہ شادی کرنے کے سلسلہ میں رسولؐ سے ایک بہت اہم روایت نقل ہوئی ہے۔

مَنْ نَكَحَ لِلّٰهِ وَاَنْكَحَ لِلّٰهِ اسْتَحَقَّ وَلَايَةَ اللّٰهِ

جو شخص خدا کی خوشنودی کے لئے نکاح کرے یا خدا کی خوشنودی کی خاطر دوسروں کا نکاح کرائے وہ خدا کی ولایت میں رہنے کا استحقاق پیدا کرلیتا ہے۔

ایسے بافضیلت انسان اس آیت کا مصداق ہیں۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

خدا ان لوگوں کا ولی ہے جو کہ ایمان لائے وہ انھیں جہل و ظلم، روحی، بدنی، بداخلاقی اور سستی عمل کی تاریکی سے نکال کر فہم و بصیرت، عدالت، قوت، قلب، خوش خلقی اور عمل میں قدرت میں داخل کرتا ہے۔

خدا چاہتا ہے کہ انسان بیوی بچوں والے ہوں اسی لئے حضرت زکریاؑ حضرت یحییٰؑ اور جناب ابراہیمؑ کو ازدواج بڑھاپے میں عطا کیئے ہیں اور فرمایا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً،

---

[1] ازدواج در اسلام ص ۴۹

یقیناً ہم نے لوگوں کی ہدایت کے لئے آپؐ سے پہلے بھی رسول
بھیجے اور ان کے لئے بیوی بچے قرار دیئے ہیں۔

۳: شادی میں عجلت سے کام لینا صحیح نہیں ہے۔ معارف اسلامی میں بیان ہوا ہے کہ جلد بازی شیطان کا کام ہے۔ شریک حیات کا انتخاب غور و فکر، صلاح و مشورہ مدمقابل اور اس کے خاندان کے حالات معلوم کرنے کے بعد ہونا چاہیئے، ایسا نہ ہو عجلت پسندی میں طرفین میں سے کسی کو نقصان اٹھانا پڑے، اور اس سے اسے روحانی صدمہ پہونچے،

اس موضوع سے متعلق امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔

اِنَّمَا الْمَرْاَۃُ قِلَادَۃٌ فَانْظُرْ مَا تَقَلَّدُ

عورت ایک گلوبند ہے اچھی طرح دیکھ لو کہ تم اپنی گردن میں کیا ڈال رہے ہو۔

۴: شیعوں کی معتبر کتابوں میں رسولؐ اور آپ کے اہلبیت طاہرینؑ سے ایسی عورت کے بارے میں کچھ روایات وارد ہوئی ہیں۔ جو کہ مومن مرد اور جوان مسلمان کی ہمسری کے لائق ہے۔

رسولؐ فرماتے ہیں۔

اِذَا اَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یَتَزَوَّجَ الْمَرْاَۃَ فَلْیَسْاَلْ عَنْ شَعْرِھَا کَمَا یَسْاَلُ عَنْ وَجْھِھَا فَاِنَّ الشَّعْرَ اَحَدُ الْجَمَالَیْنِ

جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے شادی کرنا چاہے اور اسے دیکھ نہ سکے تو اس کے بال کے بارے میں تحقیق کرے جیسا کہ اس کے چہرہ کے بارے میں تحقیق کرتے ہو بیشک بال بھی خوبصورتی کا سبب ہیں۔

جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ ہم رسولؐ کے پاس بیٹھے تھے کہ عورتوں کے بارے میں اور ان میں سے بعض کی بعض پر فضیلت کے بارے میں گفتگو چل نکلی، رسولؐ نے فرمایا اس سلسلے میں، میں بھی اظہار کر سکتا ہوں؟ عرض کی ضرور۔

فرمایا بہترین عورت اولاد والی، مہربان اور پاکدامن ہو۔ اپنے خاندان میں باعزت و محترم اور شوہر کی مطیع و فرمانبردار ہو۔ شوہر کے لیے زینت کرتی ہو۔ دوسروں کی پروا نہ کرتی ہو۔ شوہر کی بات کو سنتی ہو، اطاعت کرتی ہو، خلوت میں اس کے لئے تسلیم ہو لیکن پست مردوں کے مانند نہ ہو۔

۱۴، ۱۸، حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا:

خَيْرُ نِسَائِكُمُ الْخَمْسُ فَقِيلَ مَا الْخَمْسُ قَالَ
الْهَيِّنَةُ اللَّيِّنَةُ الْمُوَاتِيَةُ الَّتِي إِذَا غَضِبَ
زَوْجُهَا لَمْ تَكْتَحِلْ بِغُمْضٍ حَتَّى يَرْضَى وَالَّتِي
إِذَا غَابَ زَوْجُهَا حَفِظَتْهُ فِي غَيْبَتِهِ فَتِلْكَ
عَامِلَةٌ مِنْ عُمَّالِ اللَّهِ لَا تَخِيبُ

تمہاری عورتوں میں سے پانچ بہترین ہیں، دریافت کیا گیا وہ پانچ کون ہیں؟ فرمایا۔ نرم مزاج، آسانی فراہم کرنے والی نباہ کرنے والی، شوہر ناراض ہو جائے تو اس کے راضی ہو جانے تک آرام سے نہ بیٹھنے والی، شوہر کی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرنے والی، یہ عورتیں خدا کے ملازم ہیں، اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتی ہیں۔

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں:

أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ يَسْتَأْمِرُهُ فِي النِّكَاحِ
فَقَالَ: نَعَمْ انْكِحْ وَعَلَيْكَ بِذَوَاتِ الدِّينِ

تَرِبَتْ يَدَاكِ وَقَالَ اِنَّمَا مَثَلُ الْمَرْأَةِ الصَّالِحَةِ
مَثَلُ الْغُرَابِ الْاَعْصَمِ الَّذِیْ لَا یَکَادُ یُقْدَرُ
عَلَیْهِ قَالَ وَمَا الْغُرَابُ الْاَعْصَمُ قَالَ
الْاَبْیَضُ اِحْدَی رِجْلَیْهِ

ایک شخص رسول ؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نکاح کے بارے میں مشورہ چاہا۔ فرمایا، شادی کرو لیکن دیندار عورت سے خدا تمہیں خیر دے شائستہ عورت غراب الاعصم کے مانند ہے، کہ جس پر دست رسی آسان نہیں ہے۔ عرض کی کہ غراب الاعصم کون سا کوا ہے؟ فرمایا کہ جس کا ایک پیر سفید ہوتا ہے۔

۲۰-۲۱- ابراہیم کرخی کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق ؑ سے عرض کی، میری زوجہ کا انتقال ہوگیا، بہت ہی نباہ کرنے والی اور ہمدم تھی، اب دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا

اُنْظُرْ اَیْنَ تَضَعُ نَفْسَكَ وَمَنْ تُشْرِكُ فِیْ مَالِكَ
وَتُطْلِعُهُ عَلٰی دِیْنِكَ وَسِرِّكَ وَاَمَانَتِكَ
فَاِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَبِكْرًا تَنْسُبُ اِلَی
الْخَیْرِ وَاِلٰی حُسْنِ الْخُلُقِ

اچھی طرح غور کر لینا کہ اپنے وجود کو کہاں قرار دے رہے ہو اور کس کو مال میں شریک اور اپنے دین اسرار اور امانت سے کسے خبردار کر رہے ہو، اگر شادی کے بغیر چارہ نہیں ہے تو خوش اخلاق اور نیک چلن دوشیزہ تلاش کرو۔

۲۲۔ رسولؐ نے فرمایا:

إِنَّ مِنَ الْقِسْمِ الْمُصْلِحِ لِلْمَرْءِ الْمُسْلِمِ أَنْ تَكُونَ لَهُ امْرَأَةٌ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَإِنْ غَابَ حَفِظَتْهُ وَإِنْ أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ

خدا نے مسلمان مرد کے لئے ایسی عورت کو مقدر کر دیا ہے جب شوہر اس کی طرف دیکھتا ہے تو اسے محظوظ کرتی ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی آبرو کی حفاظت کرتی ہے اور جب وہ کوئی بات کہتا ہے تو اطاعت کرتی ہے۔

۲۳۔ رسولؐ نے فرمایا

أَفْضَلُ نِسَاءِ أُمَّتِي أَصْبَحُهُنَّ وَجْهًا وَأَقَلُّهُنَّ مَهْرًا

میری امت کی بہترین عورتیں وہ ہیں جو سب سے زیادہ حسین ہیں لیکن ان کا مہر سب سے کم ہے۔

۲۴۔ عن امیر المومنینؑ

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبِرُونِي أَيُّ شَيْءٍ خَيْرٌ لِلنِّسَاءِ؟ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: أَنْ لَا يَرَيْنَ الرِّجَالَ وَلَا يَرَاهُنَّ الرِّجَالُ فَأَعْجَبَ النَّبِيَّ وَقَالَ إِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا، رسولؐ نے لوگوں سے فرمایا بتاؤ عورتوں کے لئے کیا افضل ہے، فاطمہؑ نے عرض کی جو مردوں کو نہ دیکھیں اور مرد انھیں نہ دیکھیں اس جواب

سے رسولؐ کو بڑی حیرت ہوئی، اور فرمایا فاطمہؑ میرا ہی ٹکڑا ہے

۲۵، ۲۶، قال الصادقؑ

خَيْرُ نِسَائِكُمُ الَّتِي إِنْ أُعْطِيَتْ شَكَرَتْ وَ
إِنْ مُنِعَتْ رَضِيَتْ ۔

تمہاری عورتوں میں بہترین عورت وہ ہے کہ اگر تم مال
اس کے سپرد کرو تو وہ شکریہ ادا کرے اور اگر کسی وجہ سے
نہ دو تو ناراض نہ ہو۔

۲۷، ۳۰، امام جعفر صادقؑ نے فرمایا

خَيْرُ نِسَائِكُمُ الطَّيِّبَةُ الرِّيحِ، الطَّيِّبَةُ الطَّبْخِ
الَّتِي إِذَا أَنْفَقَتْ أَنْفَقَتْ بِمَعْرُوفٍ وَ إِذَا
أَمْسَكَتْ أَمْسَكَتْ بِمَعْرُوفٍ تَتَبَّعُ عَامِلَ
مِنْ عُمَّالِ اللّٰهِ وَ عَامِلُ اللّٰهِ لَا يَخِيبُ وَ لَا
يَنْدَمُ

تمہاری عورتوں میں بہترین عورت وہ ہے جو بو اور کھانے
پکانے کے لحاظ سے اچھی ہو، خرچ کی جگہ خرچ کرے
اور جہاں ہاتھ روکے تو بجا روکے، ایسی ہی عورتیں
خدائی کارکن ہیں اور خدائی کارکن ناامید و پشیمان
نہیں ہوتے ہیں۔

۳۱، رسولؐ فرماتے ہیں۔

اعظم النساء برکۃ ایسرھن مؤونۃ

بابرکت ترین شریک حیات وہ عورت ہے
کہ جس کے اخراجات شوہر کے لئے کم ہوں۔

۳۲/۲۴ امیرالمومنینؑ نے فرمایا

خِيَارُ خِصَالِ النِّسَاءِ شِرَارُ خِصَالِ الرِّجَالِ
اَلزَّهْوُ وَالْجُبْنُ وَالْبُخْلُ فَاِذَا كَانَتِ الْمَرْاَةُ
ذَاتَ زَهْوٍ لَمْ تُمَكِّنْ مِنْ نَفْسِهَا وَاِذَا كَانَتْ
بَخِيْلَةً حَفِظَتْ مَالَهَا وَمَالَ بَعْلِهَا
وَاِذَا كَانَتْ جَبَانَةً فَرِقَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
يَعْرِضُ لَهَا

عورتوں کے لئے مستحسن خصلتیں وہ ہیں جو مردوں کے لئے مذموم ہیں، تکبر، بزدلی، بخل۔ اگر عورت متکبر ہو تو شوہر کے غیر کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دے گی، بخیل ہوگی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی، اگر بزدل ہے تو ہر پیش آنے والے حادثہ سے بچنے کی کوشش کرے گی اور نتیجہ یہ ہوگا کہ کسی کے جال میں نہیں پھنسے گی۔

۳۵/۲۸ رسولؐ نے فرمایا

تَزَوَّجُوا الْاَبْكَارَ فَاِنَّهُنَّ اَعْذَبُ اَفْوَاهًا
وَاَرْتَقُ اَرْحَامًا وَاَسْرَعُ تَعَلُّمًا وَاَثْبَتُ
لِلْمَوَدَّةِ

پاکیزہ اور ایسی لڑکیوں سے شادی کرو کہ جنھیں کسی نے چھوا بھی نہ ہو کہ وہ شیریں لب اور ان کے رحم زیادہ جمع اور انھیں سکھانا زیادہ آسان ہے اور شوہر سے ان کی محبت زیادہ پائیدار ہوتی ہے۔

۳۹، ۴۰ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

خَيْرُ نِسَائِكُمُ الَّتِي إِذَا خَلَتْ مَعَ زَوْجِهَا خَلَعَتْ لَهُ دِرْعَ الْحَيَاءِ وَإِذَا لَبِسَتْ لَبِسَتْ دِرْعَ الْحَيَاءِ

تمہاری عورتوں میں بہترین عورت وہ ہے جب شوہر کے ساتھ خلوت کرتی ہے تو اس کے لئے جامہ حیاء کو اتار دیتی ہے اور جب لباس پہن لیتی ہے تو ساتھ حیاء کا جامہ زیب تن کر لیتی ہے

یہ تھے وہ خصوصیات کہ جن کو ایک مومن دوشیزہ اور مومن جوان میں ہونے چاہئیں اور مسلمان و مومن جوانوں پر فرض ہے کہ جب وہ شادی کرنا چاہیں تو ان خصوصیات، جو کہ مکررات کو حذف کرنے کے بعد روایات کی رو سے چالیس ہیں، کو تلاش کریں چنانچہ اگر قابل قبول حد تک کسی دوشیزہ کو پائیں تو اسے اپنی زوجہ اور اپنے بچوں کی ماں کے لئے منتخب کریں، لیکن انتخاب میں دوستوں سے دو چار نہ ہوں کہ اس سے شادی کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔

﴿ والذين يقولون ربنا هب لنا من ازواجنا
و ذرّيّاتنا قرة اعين واجعلنا للمتقين اماماً ﴾

« فرقان / ۷۴ »

۱۰

شادی کے متعلق اسلام کی رسوم

والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا
وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما

شادی سے متعلق اسلام کی رسوم

شادی کے لئے گفتگو

مسلمانوں اور مومنوں کے درمیان یہ رسم ہے کہ لڑکے، لڑکی کے خاندان کی تحقیق کے بعد شادی، مہر، عقد ورخصتی سے متعلق شرائط پر گفتگو ہوتی ہے لڑکے اور لڑکی سے متعلق جو سوالات وجوابات ہوتے ہیں انھیں شریعت مقدسہ کے دائرہ میں اور عقل لحاظ سے قابل قبول ہونا چاہیئے، طرفین کو چاہیئے کہ بھرپور طریقہ سے صداقت کا ثبوت دیں۔

لڑکے، لڑکی کی صحیح عمر بتادیں، لڑکے کا شغل اس کی مالی حیثیت، اخلاق وکردار طرز معاشرت، تعلیم، وغیرہ سب کچھ بتادیں، اگر نقص ہے تو اسے بھی نہ چھپائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ عیب قابل اعتناء نہ ہو، ممکن ہے لڑکی والے اپنے سوالات کے صحیح اور صداقت پر مبنی جوابات کو پسند کریں، اور اس سے آئندہ ہونے والے اعتراضات کے دروازہ بھی بند ہوجاتے ہیں، اور طرفین کے درمیان جدائی وتفرقہ کے وجود میں آنے سے پہلے ہی اس کا سدباب ہوجائے"

اس سلسلہ میں مکر وفریب، دھوکہ دہی اور عیب پوشی، اخلاق کے منافی اور اور شریعت کی رو سے حرام اور بڑا گناہ ہے، اور اس آگ کا دھواں پہلے مرحلہ میں میاں، بیوی کی آنکھوں میں اور پھر دوسرے مرحلہ میں دونوں خاندان والوں کی آنکھوں کو متاثر کرتا ہے۔

دونوں خاندانوں کی صداقت، راست گوئی، سے بعد میں ہونے والے نقصان اور شکر رنجی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اور دونوں کے فیصلہ کے لئے راستہ ہموار ہو جاتا ہے اور یہی صداقت فلاح و نجات کا باعث ہوتی ہے۔

مکر و فریب اور دھوکہ دہی سے عقد کو ختم کرنے اور طلاق کے بغیر مہر و نکاح کے فسخ کا جواز پیدا ہوتا ہے،

اور یہ سہولت اسلام نے اس شخص کو دی ہے جس کو دھوکہ دیا گیا ہے قرآن مجید اور روایات میں ہر قسم کے دھوکہ دہی اور مکر و فریب سے منع کیا گیا ہے۔ اور دھوکہ دینے والے کو دنیا و آخرت میں عذاب کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔

رسولؐ فرماتے ہیں

لَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاكَرَ مُسْلِمًا

جو شخص کسی مسلمان کو دھوکہ دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں۔

اَلْمَكْرُ بِمَنِ ائْتَمَنَكَ كُفْرٌ

اس شخص کو دھوکہ دینا کفر ہے جو تمہیں امین سمجھتا ہے

نیز فرمایا

مَنْ مَكَرَ حَاقَ بِهِ مَكْرُهُ

جو شخص دھوکہ دیتا ہے اس کا نقصان وہ خود ہی اٹھاتا ہے۔

نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۹۳ میں حضرت امیر المومنینؑ اہل تقویٰ کی خصوصیت بیان فرماتے ہیں

وَلَا دُلُوْهُ بِكَرٍ وَخَدِيْعَةٍ

متقی و پرہیزگار لوگ مکر و حیلہ کے ذریعہ سے لوگوں سے

نزدیک نہیں ہوتے ہیں

رسول خداؐ فرماتے ہیں،

مَنْ كَانَ مُسْلِمًا فَلَا يَمْكُرُ وَلَا يَخْدَعُ فَإِنِّي
سَمِعْتُ جِبْرَئِيلَ يَقُولُ إِنَّ الْمَكْرَ وَالْخَدِيعَةَ
فِي النَّارِ

جو شخص مسلمان ہے وہ مکر کرتا ہے نہ دھوکہ دیتا ہے میں نے جبرئیل سے سنا کہ فرماتے ہیں مکر کرنے والا اور دھوکہ دینے والا جہنم میں جائے گا

نیز فرماتے ہیں

اَلْمَكْرُ وَالْخَدِيعَةُ وَالْخِيَانَةُ فِي النَّارِ

مکر کرنے والا، دھوکہ دینے والا اور خیانت کرنے والا جہنمی ہے

مرد و عورت کے عیوب کو چھپانا دھوکہ بازی اور حیلہ گری سے کام لینا مختصر یہ کہ جو چیز مرد و عورت کو طلاق لینے یا بغیر طلاق کے چھوڑنے، مرد کو مقروض بنانے یا مہر کے ساقط ہونے کے سلسلہ آزاد قرار دیتی ہے وہ بحار الانوار کی سویں جلد ص ۳۶۱ طبع موسسہ وفا بیروت پر اور مراجع کی توضیح المسائل میں مفصل طور پر بیان ہوئے ہیں۔

مہر ادا کرنا واجب ہے

دونوں خاندانوں یا دولہا دلہن کے درمیان سادگی سے گفتگو کے بعد شرعی اصول کی رو سے اتنے مہر پر اتفاق کرنا چاہیئے جس میں افراط و تفریط نہ ہو، البتہ مہر کی جس مقدار میں آسانی ہو اور اسے میانہ قرار دیا جا سکے وہی خوشنودی خدا کا باعث ہے لڑکے، لڑکی کی شادی کے مسئلہ کو آسان بنانے کے لیے اولیاء اسلام نے تاکید کی ہے کہ زیادہ مہر نہ رکھے جائیں، لڑکی والوں کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ زیادہ مہر مقرر کرنے سے

زندگی خوشگوار طریقہ سے بسر ہوگی، اور طلاق کی نوبت نہیں آئے گی، جن لڑکیوں کے زیادہ مہر مقرر کیے گئے ہیں ان میں سے اکثر اپنے میکہ میں بیٹھی ہیں اور اپنا دوسرا آرام و سکون کھو چکی۔

اس سلسلہ میں خدا کے لطف و کرم پر اعتماد کرنا چاہیے، اور اس چیز سے پرہیز کرنا چاہیے کہ جو آیندہ فریقین میں سے کسی کی توہین یا پریشانی کا باعث ہوتی ہے، جب مہر کے مسئلہ پر تواتفق ہوجائے اور دولہا، دلہن اسے قبول کرلیں تو محض صیغہ عقد جاری ہونے پر اس کی نصف مقدار شوہر پر واجب ہوجاتی ہے اور نصف ہمبستری سے واجب ہوجاتی ہے اگر عقد کے وقت ہی ادا کردیا جائے تو شوہر آزاد ہوجائے گا، اور عورت کو اس کا شرعی و قانونی حق مل جائے گا۔

جوانوں کو یہ بات ملحوظ رکھنا چاہیے کہ مہر ادا کرنا ان پر واجب ہے۔ اور نہ دینا حرام اور بڑا گناہ ہے۔ مہر کا واجب الادا ہونا ایسی حقیقت ہے جس کی وضاحت قرآن کے سورہ بقرہ کی ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۴۱ اور سورہ کی ۴ سورۂ قصص کی ۲۷، ۲۸ اور سورۂ احزاب کی ۴۹ ویں آیت میں ہوئی ہے اور کسی کو یہ حق نہیں پہونچتا ہے کہ وہ مہر اور دوسرے امور میں عورت پر زیادتی کرے۔

رسولؐ فرماتے ہیں۔

مَنْ ظَلَمَ امْرَأَةً مَهْرَهَا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ
زَانٍ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدِي
زَوَّجْتُكَ أَمَتِي عَلَى عَهْدِي فَلَمْ تَفِ بِعَهْدِي
وَظَلَمْتَ أَمَتِي فَيُؤْخَذُ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَيُدْفَعُ
إِلَيْهَا بِقَدْرِ حَقِّهَا، فَإِذَا لَمْ تَبْقَ لَهُ حَسَنَةٌ أُمِرَ
بِهِ إِلَى النَّارِ بِنَكْثِهِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا

جو شخص ظلم روا رکھتے ہوئے عورت کا مہر ادا نہ کرے وہ خدا کے نزدیک زناکار ہے۔ اور روز قیامت اس سے ارشاد فرمائے گا میرے بندہ میں نے تمہاری شادی اپنی کنیز سے کی تھی لیکن تم نے میرا عہد وفا نہیں کیا اور میری کنیز پر ظلم کیا اس کے بعد اس کی نیکیوں میں سے عورت کے حق کے برابر لے لی جائے گی، اور اس کی عورت کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جائیں گی اور جب عورت کا حق ادا کرنے کے برابر نیکی نہ رہ جائے گی تو اسے عہد شکنی کے جرم میں جہنم میں ڈال دیا جائے گا، کیونکہ عہد و پیمان کے بارے میں باز پرس کی جائے گی"

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں،

اَلسُّرَّاقُ ثَلَاثَةٌ
مَانِعُ الزَّكَاةِ، وَمُسْتَعْمِلُ مُهُورِ النِّسَاءِ، وَكَذٰلِكَ
مَنِ اسْتَدَانَ وَلَمْ يَنْوِ قَضَاءَهُ

چوروں کی تین قسمیں ہیں،

(۱) جو کہ زکوٰۃ ادا کرنے میں بخل کرتے ہیں (۲) جو کہ عورت کے مہر کھانے کو حلال سمجھتے ہیں، (۳) جو لوگ قرض لے لیتے ہیں لیکن ان کی ادائیگی کی فکر نہیں کرتے،

حضرت امام رضاؑ نے اپنے آباء طاہرینؑ کے واسطے سے رسولؐ سے روایت کی ہے

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى غَافِرٌ كُلَّ ذَنْبٍ اِلَّا مَنْ
جَحَدَ مَهْرًا اَوْ اغْتَصَبَ اَجِيرًا اَجْرَهُ اَوْ
بَاعَ رَجُلًا حُرًّا

بے شک خدا ہر گناہ کو بخشنے والا ہے لیکن اس شخص کا گناہ

نہیں بخشے گا کہ جس نے عورت کا مہر غصب کیا ہو یا مزدور کی اجرت نہ دی ہو یا آزاد انسان کو بیچ دیا ہو۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

اَلذُّنُوْبُ الَّتِیْ تُعَجِّلُ الْفَنَاءَ ثَلَاثَۃٌ قَتْلُ الْبَھِیْمَۃِ وَحَبْسُ مَھْرِ الْمَرْاَۃِ، وَمَنْعُ الْاَجِیْرِ اَجْرَہٗ

تین گناہ بہت زیادہ گھناؤنے ہیں، کسی کو قتل کرنا، عورت کا مہر نہ دینا، اور مزدور کی مزدوری نہ دینا،

راہبر اسلام نے باکرامت عورتوں سے سفارش کی ہے کہ مہر معاف کرنے کے لئے مناسب سمجھیں تو اپنے شوہر کے لئے مہر معاف کردیں، اور جو کہ جود و کرم اور سخاوت و بزرگواری کی علامت ہے اور اخلاقی فریضہ سے چشم پوشی نہ کریں،

ایک روایت میں رسولؐ سے نقل ہوا ہے۔

مَا مِنْ اِمْرَاَۃٍ تَصَدَّقَتْ عَلٰی زَوْجِھَا بِمَھْرِھَا قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بِھَا اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَھَا بِکُلِّ دِیْنَارٍ عِتْقَ رَقَبَۃٍ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَکَیْفَ الْھِبَۃُ بَعْدَ الدُّخُوْلِ؟ قَالَ اِنَّمَا ذَالِکَ مِنَ الْمَوَدَّۃِ وَالْاُلْفَۃِ

جو عورت ہمبستری سے قبل اپنے شوہر کے لئے اپنا مہر معاف کردیتی ہے خداوند عالم اس کے نامۂ اعمال میں ہر درہم کے عوض ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھتا ہے، کہا گیا اے اللہ کے رسولؐ اگر ہمبستری کے بعد معاف کرے فرمایا۔ یہ انس و محبت کا نتیجہ ہے۔

دلہن کا جہیز

مومن مسلمانوں کے درمیان یہ رسم رہی ہے کہ لڑکی والے مہر و محبت بڑھانے کی خاطر لڑکے کے لئے اسباب زندگی فراہم کرتے ہیں، اس سلسلہ میں لڑکی اور لڑکے والوں کو خدا کے محبوب بندے انبیاء و اولیاء کے طرز، قناعت، کو یاد رکھنا چاہیئے اور جو کچھ جہیز کے عنوان سے لڑکی والوں کی طرف سے ملے اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھے تاکہ تحقیر و سرزنش، کو نت، اور بزرگوں کی شان میں گستاخی نہ ہو اسی طرح لڑکی کے والد کو چاہیئے کہ وہ لڑکے والوں کی حیثیت کا لحاظ کرے، اور دوسری طرف فضول خرچی سے بھی بچے، کہ فضول خرچی کرنے والوں کو خدا دوست نہیں رکھتا،

بہت زیادہ جہیز، گراں قیمت اشیاء، اور غیر معمولی چیز کو فراہم کرنے عرف و شرع کے خلاف جہیز نہ دینے اور مقروض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں کسی کی ضد نہ کی جائے اور زیادہ فراہم کرنے والوں کی فضول خرچی کرنے والوں کو نہ دیکھیں، ایسا کام نہ کریں کہ جوان زیادہ جہیز کی فکر میں پڑ جائیں، اور صرف دولتمندوں کی لڑکیوں سے شادی کرنا چاہیں، اور دوسروں کے لئے مسئلہ لاینحل ہو جائے، یہ چیز انسانیت کے خلاف، غضب کردگار کا باعث اور روز قیامت عقاب کا سبب ہوتی ہے۔

حلال و پاک مال سے جہیز فراہم کریں تاکہ اس میں دولہا، دلہن کی عبادت صحیح ہو جائے اور شرعی طریقہ سے انجام پائے، بچوں کی بے جا توقعات پوری کرنے کی خاطر خود کو مشکلوں میں نہ ڈالیں، اور قیامت کے دن عذاب کا راستہ نہ کھولیں،

جہیز کا بہترین نمونہ

علامہ مجلسیؒ نے اپنی گرانقدر کتاب "بحار" میں حضرت فاطمہ زہراؑ کے حالات

میں تحریر کیا ہے، حضرت امیرالمومنینؑ کے پاس مال دنیا میں سے دو جوڑے لباس ایک اونٹ، ایک تلوار، اور ایک زرہ تھی، اپنے روزمرہ کے خراجات باغ میں کام کرکے اور دوسروں کی زمین میں کاشتکاری کرکے پوری کرتے تھے، جب فاطمہ زہراؑ کی خواستگاری کے لیے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا جاؤ زرہ کو فروخت کردو، فرماتے ہیں، میں نے زرہ بیچ دی، اور اس کی قیمت رسولؐ کی خدمت میں حاضر کردی، اس کی مقدار بیان نہیں کی، اور نہ ہی آنحضرتؐ نے دریافت کی، اس میں سے ایک مشت آپؐ نے بلال کو دی اور فرمایا جاؤ میری بیٹی کے لیے عطر خرید کے لے آؤ، ایک مشت ابوبکر کو دی اور فرمایا لباس اور گھر کا سامان فراہم کرو، عمار اور دیگر اصحاب سے فرمایا کہ تم لباس اور گھر کا اثاثہ خریدنے میں ان، ابوبکر، کی مدد کرو، جو چیزیں خریدی تھیں ان کی فہرست یہ ہے۔

۱۔ پیراہن سات درہم
۲۔ کالی خیبری چادر
۳۔ ایک چارپائی، پلنگ
۴۔ دو توشک جن میں لیف خرمہ اور گوسفند کی اون بھری ہوئی تھی اور غلاف مصری کتان کا تھا۔
۵۔ چار تکیے، جن کا غلاف چرم طائف کا تھا اور اندر پوشال بھری ہوئی تھی،
۶۔ ایک پشمیں پردہ
۷۔ ایک چٹائی
۸۔ ایک چمڑی دستی
۹۔ ایک طشت
۱۰۔ ایک مشک
۱۱۔ ایک بڑا پیالہ

۱۲۔ ایک ڈول
۱۳۔ ایک لوٹا
۱۴۔ ایک مشکا
۱۵۔ چند کوزے تھے

جب تمام چیزیں رسولؐ کی خدمت میں حاضر کی گئیں تو آپ نے انھیں دیکھا اور فرمایا خداوند اہل بیت کے لئے مبارک کرے [1]

اس طرح آپ نے ایک دستاویز لکھدی، یہ مختصر جہیز اس لڑکی کا ہے کہ جس کے والد میں قدرت و محبوبیت بے پناہ تھی، جس پر لوگ سیم وزر کے بجائے جاں نثار کرتے تھے۔ لیکن نہ اس نے داماد کو قرض لینے پر مجبور کیا اور نہ ہی بیت المال کو جو کہ مسکین، یتیم اور عام لوگوں کا حق ہے، کو اپنے اوپر خرچ کیا، نہ شادی کے اخراجات بڑھائے کہ جس کو دوسرے نمونہ تصور کریں اور ہمیشہ رنج و کلفت میں زندگی بسر کریں ان تمام باتوں کے علاوہ خلوص و بے تکلفی اس قدر تھی کہ جب آپؐ نے یہ محسوس کیا کہ اپنا اخلاقی فریضہ، جہیز پورا کرنے سے قاصر ہیں تو اپنے داماد سے زرہ فروخت کرنے کو فرمایا، تاکہ اس سے جہیز اور گھر کا سامان فراہم کیا جاسکے اور اس عمل کو باعث شرمندگی محسوس نہ کیا۔ داماد بھی نورانیت، صدق و صفا، اور خلوص کی اس منزل پر تھا کہ جہیز کے بارے میں سسر سے کوئی بات بھی نہیں کہی، اور نہ ہی اپنے الٰہی پاکیزہ دل میں اس کا خیال کیا۔

اس شادی کا نتیجہ گیارہ معصوم امام اور اس کا شجرۂ طیبہ اس زمانہ سے آج تک ہزاروں فقہاء، دانشور، فلاسفہ، شعراء، عرفاء، عشاق حق، مراجع تقلید اور موحد انسان ہیں، یہ ایسی شادی ہے جو کہ برکتوں کے لحاظ سے تاابدی بے نظیر رہے گی،

---

[1] بحار ج ۴۳ ص ۱۱۱ / ۱۱۲

دعا

ہر وقت خدا سے مناجات، تضرع، وزاری اور دعا کرنے کو عبادت قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ ہمبستری سے پہلے بارگاہ خدا میں دعا کرے کہ اس وقت کی دعا در قبولیت سے نزدیک ہوتی ہے، اور جائز آرزوں کے پورا ہونے کے لئے زمین ہموار ہوتی ہے، حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں جو شخص شادی کرنے کا ارادہ کرے اسے چاہیئے کہ دو رکعت نماز بجا لائے اور سورہ حمد و یٰس کی تلاوت کرے، نماز کے بعد خدا کی حمد و ثنا کے لئے کھڑا ہو کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ زَوْجَۃً صَالِحَۃً، وَدُوْدًا وَلُوْدًا، شَکُوْرًا، قَنُوْعًا، غَیُوْرًا، اِنْ اَحْسَنْتُ شَکَرَتْ، وَاِنْ اَسَأْتُ غَفَرَتْ، وَاِنْ ذَکَرْتُ اللّٰہَ تَعَالٰی اَعَانَتْ، وَاِنْ نَسِیْتُ ذَکَّرَتْ، وَاِنْ خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِھَا حَفِظَتْ، وَاِنْ دَخَلْتُ عَلَیْھَا سَرَّتْ وَاِنْ اَمَرَتْھَا اَطَاعَتْنِیْ، وَاِنْ اَقْسَمْتُ عَلَیْھَا اَبَرَّتْ قَسَمِیْ وَاِنْ غَضِبْتُ عَلَیْھَا اَرْضَتْنِیْ، یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ھَبْ لِیْ ذَالِکَ فَاِنَّمَا اَسْأَلُکَ وَلَا اَجِدُ اِلَّا مَا قَسَمْتَ لِیْ، فَمَنْ فَعَلَ ذَالِکَ اَعْطَاہُ اللّٰہُ مَا سَأَلَ

اے اللہ مجھے شائستہ و شریف، بامحبت، بچے پیدا کرنے والی، شکر گذار، قناعت پسند اور باعزت بیوی عطا

فرما، کہ جب میں اس کے ساتھ نیکی سے پیش آؤں تو
وہ میرا شکریہ بجالائے، اور اگر اس کے بارے میں کوئی
غلطی ہوجائے تو درگذر کرے، اگر میں تجھے یاد کروں تو
وہ میری مدد کرے اور اگر تجھ سے غافل ہوجاؤں تو وہ یاد
دلائے، میں کہیں چلا جاؤں تو وہ میرے حق اور اپنی
آبرو کی حفاظت کرے، اس کے پاس جاؤں تو خوش
ہوجائے، کوئی بات کہوں تو فرمانبرداری کرے، اگر
اسے قسم دوں تو اس کا لحاظ رکھے، اگر اس سے ناراض
ہوجاؤں تو مجھے خوش کرے، اے جلال و کرم والے
مجھے میری مطلوبہ چیزیں عطا فرما، کیونکہ میں نے تیرے
سامنے ہاتھ پھیلایا ہے اور تیری بارگاہ سے مجھے وہی
ملے گا جو تو نے میرے لئے مقدر کردیا ہے۔

اس کے بعد امیر المومنینؑ نے فرمایا: جو شخص بھی شادی کے وقت یہ عمل انجام دے گا خدا اس کی دعاؤں کو ضرور قبول کرے گا

عقد کے آداب و اوقات

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ عقد ہر جائز و ناجائز کام کے لئے پروانۂ اجازت ہے۔ چنانچہ لڑکے، لڑکی والے اپنے بچوں، ان کے دوستوں اور عزیز و اقارب کی خواہش پر حرام کام کے مرتکب ہوجاتے ہیں، اور اپنے خیال میں شرکاء کی مسرت میں اضافہ کرتے ہیں، جب کہ باوقار طریقہ سے عقد ہونا چاہئے کہ جس سے محفل کا تقدس محفوظ رہے اور گناہوں کا ارتکاب نہ ہو، شہوت کو بھڑکانے والی چیزیں نہ ہوں تاکہ خدا اس سے خوشنود ہوجائے، اور خدا کی رحمتیں ان کے

شامل حال ہو جائیں،

امام موسیٰ بن جعفرؑ فرماتے ہیں: حلال لذتوں اور خوشیوں سے پرہیز کرنا ضروری نہیں ہے۔ البتہ عقد کے وقت خوش ہونا اور شرعی حدود میں رہ کر کچھ پڑھنے اور ہنسانے والے مزاح میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حکیمانہ اشعار پڑھنا، مسرور کناں شعر پڑھنا اور ایسی ہی ان رسموں کی انجام دہی میں جو کہ جن کو مسلمان عورتیں ایسی محفلوں میں انجام دیں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان محفلوں میں بیدار رہنا بھی طبعی ہے۔

رسولؐ فرماتے ہیں۔ تین چیزوں کے لئے دیر تک بیدار رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ یہ ہیں، تلاوت قرآن، طلب علم، اور دلہن کو شوہر کے گھر بھیجنا۔

اسلام کے نقطۂ نظر سے شب میں عقد ہو تو بہتر ہے۔ جیسا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ کا عقد بھی شب میں ہوا تھا،

جابر انصاری کہتے ہیں: جب رسولؐ نے حضرت علیؑ سے فاطمہ زہراؑ کا عقد کیا تو چند کوتاہ نظر لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ نے مختصر مہر پر علیؑ سے بیٹی کا عقد کر دیا۔ فرمایا فاطمہؑ کا عقد میں نے اپنے ارادہ سے نہیں کیا ہے بلکہ خدا نے علیؑ کا عقد فاطمہؑ سے کیا ہے، رخصتی کی شب میں رسولؐ نے سفید چتکبرا اونٹ منگایا اس پر ایک قطیفہ ڈالا، اس پر فاطمہ زہراؑ کو سوار کیا، اور سلمان سے فرمایا کہ اونٹ کی مہار پکڑ کر چلو، خود بھی پیچھے پیچھے چلے، درمیان راہ آپؐ نے کسی چیز کے نیچے آنے کی آواز سنی، دیکھا کہ جبرئیل و میکائیل اپنے بلند مرتبہ سے ستر ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ نیچے آئے، ان کے نازل ہونے کا سبب معلوم کیا جواب دیا کہ اس لئے آئے ہیں تاکہ فاطمہ زہراؑ کا علیؑ کے گھر تک بدرقہ کریں، پھر مبارکباد دی، اور فرشتوں کی تکبیر کی صدا بلند ہوئی۔ اللہ کے رسولؐ نے بھی تکبیر کہی، چنانچہ اس لئے دلہن کے بدرقہ میں تکبیر کہنا سنت قرار پایا [2]

---

[1] بحار ج ۱۰۰ ص ۲۶۷

[2] بحار ج ۱۰۰ ص ۲۶۶

شادی کے رسوم کچھ اس طرح ادا کیے جائیں کہ جس سے فرشتے اور خدا کی برکتیں نازل ہوں، حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں

زُفُّوا عَرَائِسَكُمْ لَيْلًا [1]

دلہن کو رات کے وقت گھر لے جایا کرو"

امام رضاؑ فرماتے ہیں

مِنَ السُّنَّةِ التَّزْوِيجُ بِاللَّيْلِ لِأَنَّ اللّٰهَ جَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالنِّسَاءُ إِنَّمَا هُنَّ سَكَنٌ

رات میں شادی کرنا رسولؐ کی سنت ہے کہ رات کو خدا نے آرام کے لئے بنایا ہے اور عورت کو بھی باعث سکون و آرام قرار دیا ہے۔

إِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَمَرَ بَنَاتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَنِسَاءَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ أَنْ يَمْضِينَ فِي صُحْبَةِ فَاطِمَةَ وَأَنْ يَفْرَحْنَ وَيُسَرُّرْنَ وَيُكَبِّرْنَ وَيَحْمَدْنَ وَلَا يَقُلْنَ مَا لَا يَرْضَى اللّٰهُ

رسول اللہ نے آل عبد المطلب اور مہاجرین و انصار کو حکم دیا کہ وہ حضرت فاطمہ زہراؑ کے بدرقہ میں جائیں خوشیاں منائیں، اشعار پڑھیں، تکبیر کہیں اور خدا کی حمد کریں اور ایسی چیز زبان پر نہ لائیں جس سے خدا خوشنود نہ ہو

جن لوگوں نے لڑکے اور لڑکی والوں کی دعوت قبول کی اور شادی میں شریک ہوئے انھیں کھانا کھلانا اسلام کے نقطۂ نظر سے مستحب ہے۔

---

[1] ازدواج در اسلام ص ۱۱۲

رسولؐ فرماتے ہیں

لاولیمۃ الا فی خمس: فی عُرس، اَوخُرس
اَوعِذار، اَوْوَکار، اَوْرِکار، فَالعُرس
التزویج، والخُرس النفاس بالولد
والعذار الختان، والوکار الرجل
یشتری الدار، والرکار الرجل
یقدم من مکۃ"

صرف پانچ چیزوں پر ولیمہ دینا چاہیئے شادی، بچہ کی ولادت
گھر خریدنے اور مکہ سے واپس آکر،

روایت کی گئی ہے کہ رسولؐ نے حضرت فاطمہ زہراؑ کی شادی کی شب میں فرمایا اے علی! آپ اپنی زوجہ کے احترام میں بہترین کھانا تیار کرائیں اس کے بعد مزید فرمایا، گوشت اور نان ہماری طرف سے اور خرما، گھی آپ کی طرف سے،، حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں میں نے گھی اور خرما، خریدا رسولؐ نے آستین اوپر چڑھا کر خرموں کو گھی کے ساتھ مخلوط کیا، ایک بھیڑ بھیجی ہم نے اسے ذبح کیا نان لگوائے اور فرمایا۔ علیؑ جس کی چاہو دعوت کرو، میں مسجد میں گیا اور باآواز بلند کہا کہ فاطمہؑ کی ولیمہ کی دعوت قبول فرمائیں [1]

جو دعوت انسان شادی میں شرکت کے لئے کرتا ہے اس کے بارے میں رسولؐ فرماتے ہیں

اِذَا دُعِیتُم اِلَی العُرسَاتِ فَاَسْطِعُوا فَاِنَّھَا
تُذَکِّرُ الدُّنیَا، وَاِذَا دُعِیتُم اِلَی الجَنَائِزِ
فَاسْرِعُوا فَاِنَّھَا تُذَکِّرُ الاٰخِرَۃَ
جب شادی میں تمہاری دعوت کی جائے تو اس کے

---

[1] ازدواج در اسلام ص ۹

لئے جلدی نہ کرو، اس سے دنیا اور اس کی ظاہری زندگی
یاد آتی ہے۔ لیکن جب تمہیں جنازوں میں شرکت کے
لئے دعوت دی جائے تو جلدی کرو کہ اس سے آخرت
یاد آتی ہے"

دولہا، دلہن والوں کو عقد و عروسی کی محفلوں کا پروگرام کچھ اس طرح مرتب کرنا چاہیئے کہ جس سے بچوں اور نوجوانوں کے لئے عادا اختیار کرنا راستہ ہموار نہ ہو اور گناہ و معصیت کی طرف ان کی ترغیب نہ ہو، دوست مدعو مومن مرد و عورت بآسانی شریک ہو سکیں،

جو محافل اسلامی اصولوں کے مطابق منعقد ہوتی ہیں اور جن میں خدا کے حدود کا لحاظ رکھا جاتا ہے وہ جوانوں کے لئے درس اور اس محفل میں شریک ہونے والوں پر رحمتِ خدا کے نزول کا باعث ہوتی ہے

آداب مباشرت

مباشرت کے سلسلہ میں قرآن مجید اور روایات میں کچھ آداب بیان ہوئے ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے مرد و عورت اور ان کے بچوں کا فائدہ ہے۔
اس سلسلہ میں رسولؐ اور ائمہ معصومینؑ سے جو کچھ حدیث کی معتبر کتابوں میں نقل ہوا ہے اس پر توجہ فرمائیں۔

جب دلہن کو شوہر کے گھر لایا جائے تو شوہر کا فرض ہے کہ وہ دلہن کی جوتیاں اتارے، اس کے پاؤں دھوئے اور اس پانی کو دروازہ اور جہاں تک ممکن ہو گھر میں چھڑک دے کہ اس سے گھر سے ستر ہزار قسم کے فقر کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اور ستر ہزار قسم کی برکتیں گھر کی طرف بڑھتی ہیں، رحمت کے ہزار فرشتے دلہن کے سر پر پرواز کرنے لگتے ہیں اور ان کی برکت گھر کے گوشہ گوشہ تک

پہونچ جاتی ہے، اور جب تک دلہن اس گھر میں رہے گی جنون، جذام اور برص سے محفوظ رہے گی،

شادی کے پہلے ہفتہ میں دلہن کو چاہیئے کہ دودھ، سرکہ، دھنیا اور کھٹا سیب نہ کھائے کیونکہ ان چاروں چیزوں سے رحم پر منفی اثر پڑتا ہے بلکہ ممکن ہے یہ اسے بانجھ کردے

رسولؐ فرماتے ہیں: کہ اگر ماہواری آنے کے زمانہ میں عورت سرکہ کھائے گی تو خون بہت سست رفتاری کے ساتھ آئے گا، اور اگر دھنیا کھائے گی تو اس سے تیزی کے ساتھ آئے گا، اور ولادت میں دشواری ہوگی، کھٹے سیب کھانے سے خون جلد بند ہو جاتا ہے اور رحم میں خون کے رہ جانے سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔

مہینہ کے آغاز، وسط اور آخر میں ہمبستری سے پرہیز کیا جائے، ظہر کے بعد نہ کی جائے، ہمبستری کے وقت بات کرنا اور شرمگاہ پر نگاہ کرنا مکروہ ہے، اس فعل کے دوران دوسری عورت کے بارے میں سوچنے سے پیدا ہونے والے بچہ پر برا اثر پڑتا ہے، ہمبستری کے وقت مرد عورت کے بدن پر مختصر لباس ہونا چاہیئے کہ یہ اخلاق و وقار سے نزدیک ہے۔ کھڑے ہوکر مباشرت کرنا جانوروں کا شیوہ اور نہ آرامی کا باعث ہے،

عید فطر و عید قربان کی شب میں، درخت کے نیچے، سورج کی طرف رخ کرکے، اذان و اقامت کے درمیان، پندرہویں شعبان کی شب میں، مکان کی چھت پر اور شب سفر ہمبستری سے پرہیز کریں، دوشنبہ کی شب، سہ شنبہ کی ابتدائی شب، پنجشنبہ کے روز اور شب جمعہ و عصر جمعہ ہمبستری کرنے میں مادی و معنوی منافع ہیں، جن اوقات میں ہمبستری کرنے سے ممانعت کی گئی ہے ممکن ہے ان میں کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا بچہ مجنون، مجذوم، احمق

گونگا، اندھا، نادار، حریص، دل کا اندھا، بدصورت، بے وقوف، بخیل، زنی تفرقہ انداز، بانجھ، چھ انگشت اور لوگوں پر ظلم کرنے والا ہوگا۔

اور جن ادوات میں ہمبستری کرنے کی تاکید کی گئی ہے ممکن ہے ان میں ہونے والی ہمبستری کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا بچہ، حافظ قرآن، راضی بہ رضائے خدا، مومن، عذاب سے محفوظ، محبتی، نرم دل، سخی، پاک زبان، عالم، دین و دنیا میں نیک نام اور اولیاء اللہ کے مقام پر پہونچنے والا ہوگا۔

ان مسائل کو مادی اور طبی آلات کے ذریعہ نہیں سمجھا جا سکتا، ان حقائق کو رسولؐ نے وصیت کے عنوان سے حضرت امیر المومنینؑ سے بیان کئے تھے اور فرمایا تھا ہمبستری میں ان مسائل کی رعایت کیا کریں جیسا کہ میں نے جبرئیل سے سننے کے بعد ان کی رعایت کی ہے [1]

خوش فعلی کے بغیر ہمبستری کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس صورت میں عورت پر ظلم ہوگا، اور خوش فعلی نفسیاتی اور بدنی لحاظ سے مرد و عورت دونوں کے لئے مفید ہے

حضرت رسالتمآبؐ کا ارشاد ہے

ثَلَاثَةٌ مِنَ الْجَفَاءِ: اَنْ يَصْحَبَ
الرَّجُلَ فَلَا يَسْأَلُهُ عَنْ اِسْمِهِ وَ كُنْيَتِهِ
اَوْ يَدْعُوَ الرَّجُلَ اِلٰى طَعَامٍ فَلَا يُجِيبُ
اَوْ يُجِيبُ فَلَا يَاْكُلُ وَ مُوَاقَعَةُ الرَّجُلِ
اَهْلَهُ قَبْلَ الْمُلَاعَبَةِ

تین چیزیں ظلم ہیں، کوئی مرد کسی مرد کا ہمنشین ہو اور اس کا نام و کنیت نہ پوچھے، کسی شخص کی کوئی دوسرا شخص دعوت کرے اور وہ قبول نہ کرے اور اگر قبول

کرلیتا ہے تو کھانا نہیں کھاتا، اور خوش غسل کے بغیر بیوی سے ہمبستری کرے،

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں،

ثَلَاثٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ: اَلْعِطْرُ، وَ اِحْفَاءُ الشَّعْرِ، وَكَثْرَةُ الطُّرُوْقَةِ

تین چیزیں انبیاء کی سنت ہیں. خوشبو و عطر لگانا، چھوٹے بال رکھنا، اور بیوی کی جنسی پیاس بجھاتے رہنا، [1]

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں: عورت سے کنارہ کشی اختیار کرنا اور اس کے جنسی حقوق پورے نہ کرنا عذاب قبر کا باعث ہے [2]

حیض کے دنوں میں ہمبستری کرنا گناہ ہے عورت کی اجازت اور کسی عذر کے بغیر چار ماہ تک ہمبستری نہ کرنا حرام اور عقاب کا باعث ہے اور جنابت کی حالت میں کرنا مکروہ ہے.

حضرت علیؑ فرماتے ہیں خوش غسل کے بغیر ہمبستری کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ عورتوں کی کچھ جسمی اور جسمانی ضرورتیں بھی ہیں، اس سلسلہ میں ان کی مدد کرو اور اس کے بعد ہمبستری کرو، جب تمہاری نظر اچانک نامحرم عورت پر پڑ جائے اور اس کی خوبصورتی تمہیں حیرت زدہ کردے تو تم فوراً اپنی بیوی کے پاس جاؤ کیونکہ جو چیز خدا نے اس نامحرم کے اندر قرار دی ہے وہی تمہاری زوجہ کو بھی مرحمت کی ہے، اور نامحرم عورت سے نظر ہٹانے سے اور اپنی زوجہ کے پاس جانے سے شیطان کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں اور اگر زوجہ نہ ہو تو فوراً دو رکعت نماز بجالائے زیادہ سے زیادہ خدا کی حمد کرے، رسولؐ اور ان کی آل پر درود بھیجے، خدا سے مدد طلب کرے کہ خدائے مہربان اپنی رحمت سے بے نیاز کرنے والی حلال کردے گا، [3]

---

[1] بحار ج ۱۰۰ ص ۲۸۵
[2] علل الشرائع ص ۳۰۹
[3] بحار ج ۱۰۰ ص ۲۸۷

عورت کی جنسی خواہش کو پورا کرنے کا ثواب بہت زیادہ ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ رسولؐ نے ایک مرد سے فرمایا

اَصْبَحْتَ صَائِمًا، قَالَ، لَا قَالَ فَعُدْتَ مَرِيْضًا ؟ قَالَ لَا قَالَ فَاتَّبَعْتَ جَنَازَةً؟ قَالَ لَا قَالَ فَاَطْعَمْتَ مِسْكِيْنًا ؟ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْ اِلٰى اَهْلِكَ فَاضْبُعْهُمْ فَاِنَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْكَ صَدَقَةٌ

کیا آج تم روزہ سے ہو ؟ اس نے عرض کیا نہیں، کیا کسی مریض کی عیادت کی ہے عرض کی نہیں، کسی جنازہ کی تشیع کی ہے ؟ عرض کی نہیں، فرمایا کیا کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے ؟ عرض کی نہیں، فرمایا تو اپنے گھر واپس چلے جاؤ بیوی سے ہمبستری کرو کہ یہ فعل ہی تمہاری طرف سے اس کے لئے صدقہ ہے۔

جس کمرہ میں کوئی طفل ہو اس میں مجامعت نہ کی جائے کیونکہ اس سے بچہ کے اخلاق و نفسیات پر برا اثر پڑتا ہے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ ممکن ہے وہ زناکار ہو جائے [1]

پر شکم ہوں تو اس فعل سے پرہیز کریں کہ اس سے جسم کو ضرر پہونچتا ہے [2] اگر گہوارہ سے شیر خوار بچہ دیکھ رہا ہو تو مجامعت سے پرہیز کریں [3]

یقیناً اخلاقی و تربیتی خصوصاً عورتوں کے حقوق کی رعایت، کی کرنے زندگی کے ہر پہلو کو مدنظر رکھنے اور زندگی خصوصاً دیگر امور کے اعتبار سے اسلام کتنا بہترین دین ہے، اور فردی، اجتماعی اور مادی و معنوی نقطۂ نظر سے حیرت انگیز آئین ہے اسلام کو ایسا ہی ہونا چاہئے کیونکہ یہ وحی کی تجلی حق کا علم اور رسولؐ و آل رسولؐ کی نظر ہے کسی زمین پر رہنے والی محدود فکر کا نتیجہ نہیں ہے۔

---

[1] بحار ج ۱۰۰ ص ۲۸۷ [2] ایضاً
[3] ایضاً

﴿ ان الله يحب التوابين و يحب المتطهرين ﴾

« بقره / ۲۲۲ »

۱۱

خاندان کا نظام حفظان صحت

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین

خاندان کا نظام حفظان صحت

اسلام میں صفائی اور حفظان صحت

جب شادی کے ابتدائی مراحل ختم ہو جائیں اور میاں، بیوی شیر و شکر ہو کر اپنی مشترکہ زندگی کا آغاز کر دیں تو انھیں زندگی کے بنیادی پہلوؤں کی طرف توجہ کرنا چاہیے، ان امور سے غفلت نہ کریں، ان کی انجام دہی میں سستی اور کاہلی نہ کریں،

انھیں امور میں سے ایک حفظان صحت اور صفائی کا مسئلہ بھی ہے، بدن، سر کے بال، دانت، لباس، قالین یا چادر، باورچی خانے کے ظروف وغیرہ اور ہر اس چیز کو صاف رکھیں جو روزمرہ کی زندگی میں استعمال ہوتی ہے اس سے غفلت نہ کریں

بعض میاں، بیوی اپنی ابتدائی زندگی میں حفظان صحت اور صفائی پر توجہ نہیں دیتے ہیں، کھانے، پینے اور ظاہری لذتوں پر قناعت کرتے ہیں، نظم وضبط اور صفائی و پاکیزگی سے بے خبر رہتے ہیں، اس بے توجہی اور بے خبری کو صحیح فطرت، عقل اور آئین الٰہی قبول نہیں کرتا ہے، بلکہ اس سے نفرت کرتے ہیں اس کے علاوہ ممکن ہے کہ یہ بے خبری ہمیشہ کے لئے زندگی کے دامن گیر ہو جائے اور گھر والوں کے ظاہری و باطنی امور کی صحت کے لئے خطرہ بن جائے، اور بطور خاص بچوں پر برا اثر ڈالے اور انھیں بے حس، احمق، بیمار، ذلیل، اور ذلیل و معاشرہ پر بار بنا دے اور پھر ان کا وجود ذلت و پستی اور گناہوں کو قبول کرنے کا عادی بنا دے

جو لوگ اپنے ظاہر و باطن کی طہارت کی رعایت کرتے ہیں، اپنے تن، بدن اور روح کو سلامت رکھتے ہیں اور جسم و جان کو ہر قسم کی آلودگیوں سے بچاتے ہیں ان کے بارے میں خداوند عالم کا ارشاد ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ

بیشک خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے،،

مکتب اسلام، بعبارت دیگر مدرسہ نبوت و امامت و بعبارت دیگر آئین وحی، قرآن مجید، رسولؐ اور ان کے اہل بیتؑ کی حدیث میں یہ چیز جلوہ گر ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں طہارت و پاکیزگی اور حفظان صحت پر جو توجہ دی گئی ہے وہ دیگر مکاتب کے لحاظ بے نظیر اور اس آسمانی مدرسہ کے اصول حفظان صحت جو کہ پانچ ہزار سے زیادہ ہیں کہ ان میں سے کچھ وسائل الشیعہ کی ۲۔ اجلد میں بیان ہوئے ہیں، ہر ایک اصول حفظان صحت سے عالی اور بلند ہیں، اور ظرافت و لطافت اور ان کی طرف ترغیب و تشویق کے اعتبار سے حیرت انگیز ہیں۔

اسلام نے تقریباً پندرہ چیزوں کو طہارت و پاکیزگی کا باعث اور پاک کرنے کا وسیلہ قرار دیا ہے یہ بات موجود مکاتب میں سے کسی میں بھی نہیں پائی جاتی، اسلام نے اکثر موقعوں پر آلودہ رہنے، آلودہ کرنے اور آلودگی کے اسباب فراہم کرنے کو حرام قرار دیا ہے اور ایسا کرنے والے کو روز قیامت عذاب خدا کا مستحق جانتا ہے،،

جاری پانی، کنویں کا پانی، چشمہ اور بارش کا پانی اور ٹھہرا ہوا پانی کہ ان میں جس کا طول، و عرض و عمق ۳ ۲/۱ یا زیادہ ہو، اور وہ قلیل پانی جو اوپر سے کسی نجس چیز پر ڈالا جائے اور جس کی مقدار ایک نجس چیز کو پاک کرنے کے برابر ہو جس زمین پر گرد ہو، سورج کی براہ راست پڑنے والی شعاعیں، آگ کسی چیز کی جنس بدل جانا ان میں سے ہر ایک معین موقع و محل کے لئے پاک کرنے والی ہیں۔

رسول خداؐ نے چند اہم روایات میں طہارت و پاکیزگی کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا ہے جو کہ ہر صاحب نظر کے لئے اسلام کے حیرت انگیز مسائل میں سے ہے۔

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ [1]

کتنی عجیب بات ہے کہ ایمان کا نصف حصہ تمام اخلاقی اور عملی مسائل ہیں اور اس کا نصف حصہ طہارت و پاکیزگی پر توجہ دیتا ہے۔

اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ طُهُوْرُهُ

قیامت کے دن عدالت الٰہیہ میں سب سے پہلے جس چیز کا حساب ہوگا وہ طہارت و پاکیزگی ہے۔

رسول خداؐ منھ، دانت، سر کے بال، چہرہ، لباس، گھر اور اس کے آلات، راستے اور کوچے، شہر، یہاں تک کہ اموات صفائی کے بارے میں بہت زیادہ حساس ہیں اور صفائی اور پاکیزگی میں دنیا کے تمام لوگوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔

آپ کا یہ فرمانا کہ اموات کو بیری، کافور کے پانی، اور خالص پانی سے غسل دو اور کے اعضاء سجدہ پر کافور مل دو، قبر کو کچھ عمیق کھودو، لحد بند کرنے اور خاک دینے میں نظم و ضبط کی رعایت کرو، تاکہ قبر میں میت کے بدن پاش پاش ہوجانے اور خاک و کافور میں اس کے مل جانے کے اور حفظان صحت کے تمام اصولوں کی شہر اور دیہاتوں میں اور زندہ لوگوں میں رعایت کی جائے،

آپ ظاہر و باطن کی طہارت و پاکیزگی کو اتنی اہمیت دیتے تھے کہ حضرت امیرالمومنینؑ وہ معصوم فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ سب سے بڑے طبیب و طاہر تھے دنیا والوں کو چاہیئے کہ وہ آپ کے بدن و روح کی طہارت و پاکیزگی کو نمونہ قرار دیں

فَتَاَسَّ بِنَبِيِّكَ الْاَطْيَبِ الْاَطْهَرِ ص
فَاِنَّ فِيْهِ اُسْوَةً لِمَنْ تَاَسّٰى

---

[1] میزان الحکمت ج ۵ ص ۵۵۸

تیرے رسولؐ سب سے بڑے طیب و طاہر ہیں ان کی اقتدا کرو بیشک ان میں اس شخص کے لئے اسوہ ہے جو ان کی تاسی کرنا چاہتا ہے۔

رسولؐ فرماتے ہیں

إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ، يُحِبُّ الطَّيِّبَ، نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ

بیشک خدا طیب ہے اور طیب کو دوست رکھتا ہے پاکیزہ ہے اور پاکیزگی کو دوست رکھتا ہے۔

طہارت و پاکیزگی کی کتنی عظمت ہے کہ ذات خدا میں موجود ہے

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں

تَنَظَّفُوا بِالْمَاءِ مِنَ النَّتْنِ الرِّيحَ الَّذِي يُتَأَذَّى بِهِ، تَعَهَّدُوا أَنْفُسَكُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبْغِضُ مِنْ عِبَادِهِ الْقَاذُورَةَ الَّذِي يَتَأَلَّفُ بِهِ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ

جس بو سے دوسروں کو اذیت پہونچتی ہو اس سے خود کو پانی کے ذریعہ پاک کرو، اور اپنے وجود کی ذمہ داری سے غافل نہ ہو، بیشک خدا اس بندہ کو دوست نہیں رکھتا ہے کہ جس کے پاس بیٹھنے سے لوگ احتراز کرتے ہیں

رسولؐ فرماتے ہیں

طَهِّرُوا هٰذِهِ الْأَجْسَادَ لَهَا كُمُ اللّٰهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَبْدٌ يَبِيتُ طَاهِرًا إِلَّا بَاتَ مَعَهُ مَلَكٌ فِي شِعَارِهِ وَلَا يَنْقَلِبُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ

لِعَبْدِكَ فَاِنَّهٗ بَاتَ طَاهِرًا

تم ان ابدان کو پاک کرلو خدا انہیں پاک کر دے گا ،
بیشک جو شخص رات سے صبح تک پاک و پاکیزہ رہتا ہے
اس کے ہمراہ ایک ملک رہتا ہے جو کہ رات کے ہر ثانیہ
میں یہ کہتا ہے اے اللہ : تو اپنے بندہ کی مغفرت فرما کہ
وہ رات سے صبح تک پاک رہا ہے ۔

رسولؐ فرماتے ہیں ۔

بِئْسَ الْعَبْدُ الْقَاذُوْرَةُ

بدترین انسان وہ ہے جو گندہ اور آلودہ رہتا ہے

نیز فرمایا ،

هَلَكَ الْمُتَقَذِّرُوْنَ

گندے اور آلودہ انسان ہلاک ہو گئے

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی گئی ہے : رسولؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں ، فرمایا اسے ایسی چیز نہیں مل سکی کہ جس سے وہ اپنے بال سنوار لیتا ، ایک دوسرے شخص کو دیکھا کہ گندہ اور میلا لباس پہنے ہوئے ہے فرمایا کیا اسے پانی نہیں ملا کہ اپنے لباس کو دھو لیتا !

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں ۔

كَنْسُ الْبُيُوْتِ يَنْفِي الْفَقْرَ

گھروں میں جھاڑو لگانے سے روزی کشادہ ہوتی ہے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں ۔

غَسْلُ الْاِنَاءِ وَكَنْسُ الْفِنَاءِ مَجْلَبَةٌ لِلرِّزْقِ

برتن دھونے اور گھر کے صحن میں جھاڑو لگانے سے روزی آتی ہے

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں

لَا تُوَدُّوا التُّرَابَ خَلْفَ الْبَابِ فَإِنَّهُ
مَأْوَى الشَّيَاطِينَ

جھاڑو لگا کر کباڑ کو دروازہ کے پیچھے جمع نہ کرو کہ وہ شیطان کا ٹھکانہ ہے

شیطان شطن سے مشتق ہے جس کے معنی گندے، خبیث اور شریر و موذی کے ہیں یہ رسول خداؐ اور ائمہ معصومینؑ کا حیرت انگیز معجزہ ہے کہ جنھوں نے صدیوں قبل میکروب کو لفظ شیطان سے یاد کیا ہے۔

رسولؐ فرماتے ہیں

لَا تَبِيتُوا الْمَقَامَةَ فِي بُيُوتِكُمْ وَاخْرُجُوهَا
نَهَارًا فَإِنَّهَا مَقْعَدُ الشَّيْطَانِ

جو ریزے دسترخوان پر رہ جاتے ہیں اور کھانے کے قابل نہیں رہتے ہیں انھیں رات بھر گھر میں نہ رہنے دو، دن ہی میں گھر سے باہر پھینک دو کہ یہی شیطان کی گھات ہے

نیز فرمایا

تَنَظَّفُوا بِكُلِّ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّ اللَّهَ
تَعَالَى بَنَى الْإِسْلَامَ عَلَى النَّظَافَةِ وَ
لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا كُلُّ نَظِيفٍ

جہاں تک تم سے ہو سکے پاک صاف رہو، بیشک خدا نے پاکیزگی و طہارت پر اس کی بنیاد رکھی ہے اور جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوگا مگر پاکیزہ۔

حضرت امام رضاؑ فرماتے ہیں"

مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَاءِ التَّطَهُّرُ

طہارت و پاکیزگی انبیاء کا شعار ہے

رسالتمآبؐ نے عائشہ سے فرمایا

یَا عَائِشَةُ هٰذَیْنِ الثَّوْبَیْنِ اَمَا عَلِمْتِ
اَنَّ الثَّوْبَ یُسَبِّحُ، فَاِذَا انْسَخَ انْقَطَعَ تَسْبِیْحُهٗ

ان دونوں کپڑوں کو دھو ڈالو کیا تم نہیں جانتی کہ لباس
بھی خدا کی تسبیح کرتا ہے لیکن جب آلودہ ہو جاتا ہے
تو اس کی تسبیح کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔

طہارت و نظافت، خدا سے محبت کے سلسلہ میں قرآن مجید اور احادیث کی تاکید کو ملحوظ رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ جہاں تک ہو سکے انسان اپنے بدن و لباس گھر کے اسباب و وسائل کو پاک و صاف رکھے، اور اس سلسلہ میں مرد کو چاہیے کہ وہ قرآنی دستور، نیکی اور تقوے میں ایک دوسرے کی مدد کرکے عورت کی مدد کرے۔ عورت کا بھی اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ گھر، اپنے اسباب و وسائل اور گھر والوں کے لباس کو پاک و پاکیزہ رکھے تاکہ اس کے اس فعل سے اپنے شوہر کو خوش اور اللہ کو راضی کر سکے اور گھر والے بیماریوں سے محفوظ رہیں اور کوئی بھی وبا گھر میں داخل نہ ہو سکے،

گھر کی عورت کو اس بات پر بھی توجہ رکھنی چاہیے کہ گھر کے امور کی انجام دہی اس کا نظم و نسق سنبھالنا، اور گھر والوں کے لئے آرام فراہم کرنا عبادت ہے اور خدا کے یہاں اسے اجر ملے گا،

دہان اور دانتوں کی سلامتی

منھ اور دانتوں کی سلامتی کا مسئلہ بہت اہم اور قابل توجہ ہے، مہارت رکھنے والے کہتے ہیں جسم کی سلامتی، بدن کے اعضاء کی صحت خصوصاً نظام ہاضمہ کا دارومدار دہان اور دانتوں کی سلامتی پر موقوف ہے۔

جو دانت خدا نے انسان کو عطا کیے ہیں وہ بہت بڑی نعمت اور انسان کی صحت و سلامتی کا باعث ہیں، چبانے کا کام دانت انجام دیتے ہیں اور اگر چبانے کا کام صحیح طریقہ سے انجام پا جائے تو نظام ہاضمہ کی عمر بڑھ جائے گی، اور انسان کی صحت کے دوام کا باعث ہوگا، جو چیزیں دوسروں کی نفرت اور اذیت کا سبب ہوتی ہیں ان میں سے ایک منھ کی بدبو بھی ہے اور یہ بدبو کبھی دانتوں کی صفائی نہ کرنے سے اور دانتوں کے ریخوں میں کھانے کے رہ جانے سے ہوتی ہے

پیریا وہ خطرناک اور دانتوں و مسوڑوں کو برباد کرنے والی بیماری ہے جس سے بہت سے امراض پیدا ہوتے ہیں، اس سے دل کا روگ بھی پیدا ہوتا ہے، اگر لوگ کھانا کھانے کے بعد تھوڑا وقت منھ دھونے اور دانتوں کی صفائی پر صرف کریں اور ہلکے نمک کے پانی سے کلی کریں تو اس سے ایک طرف تو ان کا دہان، دانت اور گلا، صحیح رہے گا اور دوسری طرف دانتوں کی سلامتی کو پٹانے میں جو پیسہ خرچ ہوگا اس سے بھی بچ جائیں گے اور آخری عمر تک آرام کے ساتھ اپنے دانتوں سے استفادہ کر سکیں گے "

اگرچہ اسلام بے آب و گیاہ سرزمین پر آیا تھا ایسے ماحول میں اترا تھا جہاں کے لوگ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے معمولی شد بد بھی نہیں رکھتے تھے لیکن لوگوں کے حفظان صحت کے لیے ایسے ہمہ جانبہ خصوصاً دانتوں کی صفائی کے قوانین پیش کیے ہیں جس سے اس مذہب کی عظمت و اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے

اور یہ ثابت ہوگا کہ اس کا لانے والا، لوگوں کی ہدایت کے لئے خدا کی طرف سے مبعوث ہوا تھا اور اس کے بارہ پیشوا خدا کے برگزیدہ امام تھے

دہان و دانت کی صحت و سلامتی کے سلسلہ میں رہبران دین کے کچھ دستورات ملاحظہ فرمائیں:

رسولؐ فرماتے ہیں:

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ مَعَ کُلِّ صَلٰوۃٍ

اگر میری امت کے لئے باعث مشقت نہ ہوتا تو میں انھیں ہر نماز کے بعد مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَاءِ السِّوَاکُ

مسواک کرنا انبیاء کے اخلاق میں سے ہے۔

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں:

لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی السِّوَاکِ لَاَبَاتُوْہُ مَعَھُمْ فِیْ لِحَافٍ

اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ مسواک کرنے میں کیا فوائد ہیں تو وہ شام ہی سے بستر پر اپنے ساتھ لیکر سوئیں گے

حضرت امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا

اَتَرٰی ھٰذَا الْخَلْقَ کُلَّھُمْ مِنَ النَّاسِ؟ فَقَالَ. اَلْقِ مِنْھُمُ التَّارِکَ لِلسِّوَاکِ

کیا سارے آدمی انسان ہیں؟ آپؑ نے فرمایا۔ جو لوگ مسواک نہیں کرتے وہ نہیں،

رسول خدا فرماتے ہیں

مَازَالَ جِبْرَئِیلُ یُوصِینِی بِالسِّوَاکِ حَتَّی
خِفْتُ اَنْ اُدْرِدَ

جبرئیل مجھے ہمیشہ مسواک کی اتنی تاکید کرتے تھے کہ میں ڈرنے لگا کہ اگر مسواک نہیں کروں گا تو دانتوں سے محروم ہو جاؤں گا

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

مَازَالَ جِبْرَئِیلُ یُوصِینِی بِالسِّوَاکِ حَتَّی
ظَنَنْتُ اَنَّہٗ سَیَجْعَلُہٗ فَرِیضَۃً

جبرئیل مستقل طور پر مجھے مسواک کرنے کا حکم دیتے رہے یہاں تک کہ میں سوچنے لگا کہ مسواک کو واجب قرار دینا چاہتے ہیں۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: مسواک کرنے میں بارہ فائدے ہیں۔ دینی پروگرام ہے، دانتوں کو صاف کرتا ہے، آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے، اس سے حق راضی ہوتا ہے، دانت سفید ہوتے ہیں۔ گھس جانے کے مرض کو ختم کرتا ہے، مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے، بھوک کھولتا ہے، نظام ہاضمہ سے بلغم کو دور کرتا ہے قوت حافظہ کو بڑھاتا ہے، خوبیوں میں اضافہ کرتا ہے۔ ملائکہ خوش ہوتے ہیں[1]

آج دانتوں کی بیماریوں کے ماہر و حاذق اطبا، کہتے ہیں کہ آرام کے ساتھ دانتوں کے عرض سے مسواک کرنا اس سلسلہ میں رسولؐ سے حدیث نقل ہوئی ہے جس کو زمانہ نعشت کے لحاظ سے آپ کے علمی معجزات میں شمار کرنا چاہیئے

اِسْتَاکُوا عَرْضًا وَلَا تَسْتَاکُوا طُولًا

دانتوں کے عرض میں مسواک کیا کرو طول میں نہیں"

---

[1] بحار ۷۶، ص ۱۲۹

رسولؐ ہر رات میں تین بار مسواک کرتے تھے، سونے سے پہلے، بیدار ہوکر، تلاوت قرآن سے پہلے، اور نماز صبح کے لئے مسجد جاتے وقت، اور جبرئیل کے کہنے کے مطابق اداک کی لکڑی سے مسواک کرتے تھے، [1]

خوراک میں نظم

ہاضمہ کی مشین، دہان، دانت، کھانے، پانی، اور دوسری چیزوں کی خواہش سبھی انسان پر خدا کے لطف ہیں، رزق حلال، اس کے استعمال و مصرف، بدن کی صحت اور نتیجہ میں عقل و روح اور خاندان و معاشرہ کے لئے قرآن مجید اور اسلامی روایات میں ایسے دستورات بیان ہوئے ہیں جو کہ سو فیصد موثر ہیں ان میں سے بعض واجب شرعی، بعض واجب اخلاقی، اور بعض مستحب موکد ہیں، جو احکام واجب ہیں ان سے روگردانی کرنا حرام اور روز قیامت عذاب کا باعث ہے۔ اور جو مستحب موکد ہیں ان سے چشم پوشی کرنا نقصان، در حارہ اور بدن کے ٹوٹ جانے کا باعث ہے۔ کہ جس کے نتیجہ میں بیماریاں بدن میں سرایت کر آئیں گی،

اہم واجب حکم جو کہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے یہ ہے زندگی چلانے اور روٹی، کپڑا، اور مکان کے ضروریات پورا کرنے کے لئے حلال طریقہ سے مال حاصل کرنا،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ
مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ
إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ

ایمان والو! ہم نے جو تمہیں پاک رزق عطا کیا ہے اس میں سے کھاؤ اور خدا کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو

---

[1] میزان الحکمۃ ج ۴ ص ۵۹۹

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا
طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ
لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ

اے لوگو! زمین میں جو چیز پاک اور حلال ہے اس میں سے
کھاؤ، شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو بتحقیق وہ تمہارا کھلا ہوا
دشمن ہے

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ
الْمُسْرِفِينَ

کھاؤ، پیو لیکن اسراف نہ کرو۔ کہ خدا اسراف کرنے
والوں کو دوست نہیں رکھتا،

ان آیات میں پاک ہونا، حلال ہونا، اور فضول خرچی سے بچنا بیان ہوا ہے پاک غذا فراہم کرنا، اور پاک کھانے کی رعایت کرنا واجب ہے اور فضول خرچی حرام ہے، حلال سے بے توجہی کرنا، حرام، نجس، ناپاک چیز کھانا فضول خرچی وغیرہ سبھی حرام ہے اپنے اور دوسروں کے اوپر ظلم کرنا عذاب خدا کا باعث ہے۔

ان دستورات میں پاکیزہ و حلال ہونے اور اسراف سے بچنے کا مسئلہ بیان ہوا ہے، حلال روزی کمانا، اور اس کی پاکیزگی کا خیال رکھنا واجب ہے، اور فضول خرچی حرام ہے، حلال کی پروانہ کرنا، نجس و حرام اور ناپاک چیز کھانا گویا اسراف کا مرتکب ہونا اور اپنے اور دوسروں کے اوپر ظلم کرنا ہے اور یہ خدا کے عذاب کا باعث ہوتا ہے

گھر کے مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اسلام کے دستورات سے واقف ہو اور ان کے مطابق عمل کرے تاکہ گھر اور گھر والے پاک رہیں، اور اس گھر کے مکین رشد و کمال کی منزلیں طے کر سکیں اور اپنے اور دوسروں کے لئے خیر و

نیکی کا سرچشمہ قرار پائیں،

زیادہ کھانے کا نقصان

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں

كَثْرَةُ الْاَكْلِ وَالنَّوْمِ يُفْسِدَانِ النَّفْسَ وَيُعْقِبَانِ الْمَضَرَّةَ

زیادہ کھانے اور زیادہ سونے سے انسان کا نفس برباد ہوجاتا ہے اور ان دونوں سے اس کا گھاٹا ہوتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں۔

مَنْ كَثُرَ اَكْلُهُ قَلَّتْ صِحَّتُهُ وَثَقُلَتْ عَلَى نَفْسِهِ مُؤْنَتُهُ

زیادہ کھانے والے کی صحت کے امکان کم اور اس کے اخراجات سنگین ہو جاتے ہیں،

آپ ہی فرماتے ہیں

كَثْرَةُ الْاَكْلِ مِنَ الشَّرَهِ، وَالشَّرَهُ مِنَ الْعُيُوبِ

زیادہ کھانا غیر طبیعی چیز ہے اور ایسی چیز ایک قسم کا عیب و مرض شمار ہوتی ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

لَيْسَ شَيْءٌ اَضَرَّ لِقَلْبِ الْمُؤْمِنِ مِنْ كَثْرَةِ الْاَكْلِ وَهِيَ مُوْرِثَةٌ شَيْئَيْنِ قَسْوَةَ الْقَلْبِ وَهَيَجَانَ الشَّهْوَةِ

قلب مومن کے لئے سب سے زیادہ ضرر رساں پرخوری ہے

پرخوری سے دو چیزیں وجود میں آتی ہیں، سنگدلی اور شہوت

خدا نے بنی اسرائیل کے بارے میں فرمایا

لَا تُكْثِرُوا الْأَكْلَ فَإِنَّهُ مَنْ أَكْثَرَ الْأَكْلَ
أَكْثَرَ النَّوْمَ، وَمَنْ أَكْثَرَ النَّوْمَ أَقَلَّ الصَّلَوٰةَ
وَمَنْ أَقَلَّ الصَّلَوٰةَ كُتِبَ مِنَ الْغَافِلِينَ

زیادہ نہ کھایا کرو کیونکہ جو زیادہ کھاتا ہے وہ زیادہ سوتا ہے
جو زیادہ سوتا ہے وہ نماز کم پڑھتا ہے اور جو نماز کم پڑھتا
ہے اسے غافلوں میں لکھا جاتا ہے

رسولؐ نے فرمایا

إِيَّاكُمْ وَالْبِطْنَةَ، فَإِنَّهَا مَفْسَدَةٌ لِلْبَدَنِ
وَمُورِثَةٌ لِلسُّقْمِ وَمَكْسَلَةٌ عَنِ الْعِبَادَةِ

پرخوری سے پرہیز کرو کیونکہ یہ بدن کو برباد کرنے سے اور
بیماریوں کو جنم دیتی ہے اور اس سے عبادت میں سستی
پیدا ہوتی ہے۔

نیز فرمایا

لَيْسَ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَى اللّٰهِ مِنْ بَطْنِ مَلَانَ

اللہ کے نزدیک مبغوض ترین انسان پرشکم ہے

حضرت موسیٰ بن جعفرؑ نے فرمایا

لَوْ أَنَّ النَّاسَ قَصَدُوا فِي الطَّعْمِ
لَاعْتَدَلَتْ أَبْدَانُهُمْ

اگر سبھی لوگ کھانے میں میانہ روی اختیار کریں تو ان کے
بدن ضرور معتدل ہو جائیں

کھانے سے متعلق رسولؐ نے ایک عجیب دستور دیا ہے یہ آپ کے عجیب دستورات میں سے ایک ہے اور علم طب سے تعلق رکھتا ہے

کُلْ وَاَنْتَ تَشْتَھِیْ، وَاتْرُکْ وَاَنْتَ تَشْتَھِیْ

بھوک اور خواہش کے وقت کھاؤ اور تھوڑی بھوک و خواہش رہ جانے پر کھانا چھوڑ دو،

کھانے پر کھانا نظام ہاضمہ کے لئے بہت مضر ہے اور بدن کی صحت کے لئے خطرناک ہے، بدن کی صحت اور اس کے نشاط کا سب سے بڑا عامل یہ ہے کہ بھوک کے وقت کھائے اور پورے طریقہ سے شکم سیر ہوتے سے پہلے کھانا چھوڑ دے،

ایک سبق آموز داستان

مشہور ہے کہ ایک امیر نے ماہر طبیب کو مدینہ بھیجا تاکہ وہاں کے لوگوں کا مفت علاج کرے لیکن اس کے پاس بہت کم مریض آئے جس سے اسے بہت تعجب ہوا اس نے رسولؐ سے شکایت کی، آپ نے فرمایا، اس شہر کا یہی وتیرہ ہے کیونکہ میں نے مدینہ والوں سے کہہ دیا ہے کہ جب تک صحیح طریقہ سے بھوک نہ لگے کھانا نہ کھاؤ اور شکم سیر ہونے سے پہلے کھانا چھوڑ دو، اس طبیب نے عرض کی آپ نے اس ایک جملہ میں طب کے سارے قوانین بیان کر دیئے ہیں اسی لئے یہاں کے لوگ زیادہ مریض نہیں ہوتے،

کھانا شروع کرنے کے سلسلہ میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں،

اِبْدَاُوْا بِالْمِلْحِ فِیْ اَوَّلِ طَعَامِکُمْ فَلَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی الْمِلْحِ لَاخْتَارُوْہُ عَلَی التِّرْیَاقِ الْمُجَرَّبِ

نمک سے کھانے کی ابتدا کرو اگر لوگ نمک کے فوائد سے واقف ہوتے تو اسے تجربہ شدہ دوا کے طور پر استعمال کرتے۔

گرم کھانا کھانے سے رسولؐ نے منع فرمایا ہے اور بتادیا ہے کہ خدا نے اس کھانے میں برکت قرار دی ہے جو ٹھنڈا ہو گیا ہو نیز کھانا ٹھنڈا کرنے کی غرض سے پھونکنے سے منع فرمایا ہے [1]

اگر کھانا کھاتے وقت کوئی جانور وہاں موجود ہو اور انسان اس کی پروا نہ کرے تو اس سے سختی سے منع کیا گیا ہے

بجیح کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ امام حسنؑ کھانا تناول فرما رہے ہیں اور ایک کتا سامنے بیٹھا ہوا ہے آپ ایک لقمہ خود تناول فرماتے ہیں اور ایک اس کو دیتے ہیں میں نے عرض کی: اس حیوان کو دور کیوں نہیں بھگا دیتے، فرمایا۔ جانے دو، مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ ایک جاندار مجھے کھانا کھاتے دیکھے اور میں اس کی پروا نہ کروں [2]

بالکل کھانا خود بھی کھائیں اور دوسروں کو بھی کھلائیں کہ کھانا بدن کے لئے ضروری ہے اور کھلانا اخلاق کی بلندی کا نشان، حاجت مندوں کی حاجت روائی اور ثواب و مغفرت کا باعث ہے، اس سلسلہ میں اہل و عیال، قرابتداروں اور لوگوں پر سختی کرنا انصاف کے خلاف اور شیطانی عمل ہے۔

امام حسنؑ فرماتے ہیں۔ کھانے اور کھانا کھانے کے بارہ اصول ہیں جن کا جاننا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔ نعمت اور اس کے خالق سے روزی کے سلسلہ میں خدا کے فیصلہ پر راضی رہے۔ بسم اللہ کے ساتھ کھانا شروع کرے۔ کھانے کے بعد خدا کا شکر ادا کرے، کھانے سے پہلے وضو کرے، بائیں طرف بیٹھے، تین انگلیوں سے لقمہ کھائے، انگلیوں کو چاٹے، اپنے سامنے کی غذا کھائے، چھوٹا لقمہ لے، خوب چبائے دسترخوان پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو نہ دیکھے، [3]

امام رضاؑ فرماتے ہیں، رات میں کم کھانا کھاؤ کہ اس سے تمہارا موٹاپن گھٹ جائیگا رسولؐ فرماتے ہیں: بارگاہ خدا میں جس شخص کی تسبیح و تمجید زیادہ اور کھانا، پینا اور سونا کم ہوگا خدا کے ملائکہ اس کے دیدار کے مشتاق ہوں گے [5]

---

[1] وسائل ج ۱۶ ص ۵۱۸ [2] میزان الحکمۃ ج ۱ ص ۱۲۵
[3] وسائل ج ۱۶ ص ۵۳۹ [4] بحار ج ۶۲ ص ۳۲۴
[5] میزان الحکمۃ ج ۱ ص ۱۱۶

نیز فرمایا۔ لباس، خوراک اور مشروبات کے سلسلہ میں بدن و شکم کے ساتھ انصاف سے کام لو، بیشک یہ انصاف نبوت کا جز ہے [1]

حضرت علیؑ فرماتے ہیں

قِلَّةُ الْغِذَاءِ أَكْرَمُ لِلنَّفْسِ وَأَدْوَمُ لِلصِّحَّةِ

کم کھانے سے عزت نفس اور بدن کو مستقل صحت ملتی ہے

نیز فرمایا،

إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ صَلَاحَ عَبْدِهِ
أَلْهَمَهُ قِلَّةَ الْكَلَامِ وَقِلَّةَ الطَّعَامِ
وَقِلَّةَ الْمَنَامِ

جب خدا کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو اسے کم سخنی
کم خوری، اور کم سونے کا الہام کر دیتا ہے۔

کچھ دوسرے اہم مسائل بھی ہیں کہ جن کی پہلے گھر کے سرپرست اور پھر اس کے گھر والوں کو رعایت کرنی چاہیئے۔ مثلاً سگریٹ اور حقہ وغیرہ پینے اور منشیات کے استعمال سے پرہیز کریں،

بعض شیعہ فقہا، کی نظر میں دخانی چیزوں کا استعمال حرام ہے کیونکہ اس سے رفتہ رفتہ صحت خراب ہوتی ہے اور کبھی اس سے اخلاقی و اجتماعی مفاسد وجود میں آجاتے ہیں بعض دوسری چیزوں کے بارے میں بھی اسلام نے سخت ممانعت کی ہے مثلاً ایک کنگھی سے زلفیں سنوارنا، ایک ہی تولیہ استعمال کرنا، ایک برش سے مسواک کرنا، بلکہ ان تمام چیزوں میں اشتراک سے منع کیا ہے جن میں شخصی پہلو ہوتا ہے۔

امید ہے کہ جسم کی صحت اور اخلاق و روح کی حفاظت کی خاطر تمام مومنین و مومنات بطور خاص سرپرست ان مسائل پر عمل کریں گے کہ ان پر عمل کرنا دوسرے دینی احکام کے مانند عبادت ہے اور ان سے روگردانی کرنا گناہ اور خدا کے عذاب و عقاب کا موجب ہے۔

---

[1] میزان الحکمۃ ج ۱ ص ۱۱۶

﴿ قال رسول الله ﷺ عليكم بحسن الخلق فان حسن الخلق فی الجنة لامحالة، و ایاکم و سوءالخلق فان سوءالخلق فی النار لامحالة ﴾

«وسائل، ج ۱۶، ص ۲۹، چاپ آل‌البیت»

۱۲

اخلاق اسلامی

عائلی نظام میں

قال رسول اللہؐ علیکم بحسن الخلق فان حسن الخلق
فی الجنۃ لا محالۃ، وایاکم وسوء الخلق
فان سوء الخلق فی النار لا محالۃ

تمہارے لئے حسن خلق ضروری ہے کیونکہ حسن خلق والے ضرور جنت میں جائیں گے، بد خلقی سے پرہیز کرو کہ بداخلاق والے ضرور جہنم میں جائیں گے،

اخلاق اسلامی عائلی نظام میں

اخلاق حسنہ کی اہمیت

میاں، بیوی کو اپنی اور اپنے بچوں کی سعادت کے لئے ان مسائل پر عمل کرنا ضروری ہے۔ کہ جن پر قرآن مجید اور روایات میں بہت زور دیا گیا ہے، اخلاق حسنہ کو اپنانا اور بد خلقی سے پرہیز کرنا کوئی بہت مشکل کام نہیں ہے، مختصر عرصہ میں اخلاقی واقعیات پر عمل کرنا اور اخلاق برائیوں سے بچنا قابل برداشت ریاضت ہے جو کہ انسان کے لئے اس راہ پر گامزن ہونے کو آسان کر دیتا ہے اور اشتراکی زندگی کے رشتہ کو محکم کر دیتا ہے، ایک دوسرے کی محبت کو استوار کر دیتا ہے اور دوسروں کیلئے خاص طور سے بچوں کے لئے درس عمل ہوتا ہے۔

ایک دوسرے کے لئے اخلاقی فرائض پر عمل کرنے سے صدق و صفا۔ صاحب سلامت، آرام و سکون اور عشق و محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور میاں، بیوی کی زندگی تمام حالات میں شہد سے زیادہ شیریں ہو جاتی ہے، اخلاقی حسنات سے آراستہ ہونے اور ان پر عمل کرنے کے بارے میں قرآن مجید نے متعدد آیات میں رسول اکرم کی ستائش کی ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ
كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ

یہ خدا کی رحمت ہی ہے کہ آپؐ لوگوں کے لئے مہربان اور نرم مزاج ہیں اگر تند خو اور سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ

بیشک آپ خلق عظیم پر فائز ہیں۔

رسولؐ نے فرمایا:

اَلْاِسْلَامُ حُسْنُ الْخُلُقِ

حسن خلق ہی اسلام ہے۔

حضرت امام حسنؑ فرماتے ہیں:

اِنَّ اَحْسَنَ الْحَسَنِ، اَلْخُلُقُ الْحَسَنُ۔

تمام خوبیوں کا سرمایہ حسن خلق ہے۔

رسولؐ فرماتے ہیں۔

حُسْنُ الْخُلُقِ ذَهَبَ بِخَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

دنیا و آخرت کی ساری بھلائی حسن خلق کے ساتھ ہے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں

حُسْنُ الْخُلُقِ رَاْسُ كُلِّ بِرٍّ۔

حسن خلق تمام نیکیوں کا سرمایہ ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔

لَا عَيْشَ اَهْنَأُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ

حسن اخلاق سے بہتر زندگی نہیں ہے۔

رسولؐ نے فرمایا:

مَنْ حَسُنَ خُلُقُهٗ بَلَّغَهُ اللّٰهُ دَرَجَةَ
الصَّائِمِ الْقَائِمِ

جس شخص کا اخلاق نیک ہے خدا اسے روزہ دار اور
عبادت گذار کا ثواب عطا کرتا ہے

نیز فرمایا

اَوَّلُ مَا يُوْضَعُ فِيْ مِيْزَانِ الْعَبْدِ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ حُسْنُ خُلُقِهٖ

روز قیامت بندہ کے میزان میں جو چیز رکھی جائے گی
وہ اس کا اچھا اخلاق ہوگا۔

آپؐ ہی کا ارشاد ہے

اِنَّ اَحَبَّكُمْ اِلَيَّ وَاَقْرَبَكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
مَجْلِسًا اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا وَاَشَدُّكُمْ تَوَاضُعًا

تم میں سے وہ شخص مجھے زیادہ عزیز اور قیامت کے دن
مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو تم میں زیادہ خوش خلق ہے
اور بے پناہ متواضع ہے۔

رسولؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کیا میں تمھیں اس شخص کے بارے میں خبر دوں جو میرے اخلاق کی رو سے تم سے زیادہ مشابہ ہے، عرض کی ضرور بتایئے، فرمایا۔

اَحْسَنُكُمْ خُلُقًا، اَعْظَمُكُمْ حِلْمًا وَاَبَرُّكُمْ
بِقَرَابَتِهٖ وَاَشَدُّكُمْ مِنْ نَفْسِهٖ اِنْصَافًا

جو تم سے زیادہ خوش خلق ہو، تم میں زیادہ بردبار ہو اور
اپنے قرابتداروں کے ساتھ زیادہ نیکی کرنے والا اور اپنی

طرف سے دوسروں کو انصاف دلانے میں سب سے زیادہ سخت ہو
حسن خلق اور مکارم اخلاق کی قدر و قیمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ رسولؐ نے اسے اپنی بعثت کی علامت قرار دیا ہے۔
فرماتے ہیں۔

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ

میں تو صرف اس لئے مبعوث کیا گیا ہوں تاکہ مکارم اخلاق کو کامل کر دوں

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ

میں تو صرف حسن خلق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔

اخلاق بلندیاں اور خوبیاں، صفات حق، اور انبیاء و ائمہ معصومینؑ کے حالات کا پرتو ہیں۔ اور اپنے حامل کے لئے خیر و برکت کا موجب ہیں، اخلاق برائیاں شیطانی کیفیت ہے، جن سے زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ اور عیش و نشاط برباد ہو جاتا ہے لوگوں میں تفرقہ پھیل جاتا ہے وہ ایک دوسرے کے بارے میں بدگمان ہو جاتے ہیں اور دنیا و آخرت تباہ ہو جاتی ہے۔

گھر میں جن چیزوں کا میاں، بیوی کو خیال رکھنا چاہیئے جن سے زندگی میں استحکام پیدا ہوتا ہے اور صدق و صفا کو دوام ملتا ہے ہم انھیں یہاں بیان کر رہے ہیں خدائے متعال سے دعا ہے کہ ہم سب کو اخلاق خوبیوں سے آراستہ کر دے اور اخلاق برائیوں سے محفوظ رکھے،

محبت اور اس کی نشانی

خدا نے میاں، بیوی کے دل میں ایک دوسرے کی محبت ڈال دی ہے اور اسے اپنے وجود کی نشانی قرار دیا ہے، جس سے میاں، بیوی کی محبت کے

مسئلہ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے خصوصاً عورت سے مرد کے عشق کا سراغ ملتا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ
أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً
وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ
يَتَفَكَّرُونَ

اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس جوڑا پیدا کر دیا ہے تاکہ اس کے پاس تم سکون حاصل کر سکو، اور تمہارے درمیان محبت و دوستی پیدا کر دی ہے، بیشک اس میں غور کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

یہ عشق و محبت شادی ہوتے ہی بلکہ عقد سے پہلے ہی پیدا ہو جاتی ہے، اور اپنی انتہا کو پہونچ جاتی ہے، مرد و عورت کو چاہیئے کہ اس باطنی نعمت اور قلبی کیفیت کو کہ جس سے زندگی میں مسرت اور خلوص پیدا ہوتا ہے اور ایک دوسرے کی ہمدردی عفو، درگذر، خوش اخلاقی و تعاون کے ذریعہ محفوظ رکھیں، اور ایسی باتوں سے پرہیز کریں کہ جن سے عشق و محبت مجروح ہوتی ہے۔ کہ عشق کی حفاظت کرنا عبادت ہے اور خانہ محبت کو برباد کرنا گناہ اور قیامت میں عقاب خدا کا باعث ہے اور اس سے دنیوی زندگی بھی اجیرن ہو جاتی ہے،

امام جعفر صادقؑ نے اس شخص کے لئے دعا کی ہے جو کہ دوسروں کی محبت حاصل کرنیکا فن جانتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا اجْتَرَّ مَوَدَّةَ النَّاسِ إِلَى نَفْسِهِ

خدا رحم کرے اس شخص پر جو لوگوں کی محبت کو جذب کر لیتا ہے

عقلی و شرعی معیار سے ہٹ کر عشق و محبت کو بغض و کینہ اور نفرت و دشمنی میں بدلنا خدا کی ناشکری کرنا ہے اور ایک دوسرے سے محبت کرنا اور اسے باقی رکھنا دنیا و

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔

وَيْلٌ لِمَنْ يُبَدِّلُ نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا

طُوبٰى لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِي اللّٰهِ

ویل ہو اس شخص پر جو خدا کی ناشکری کرتا ہے اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو خدا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں۔

اَفْضَلُ النَّاسِ مِنَّةً مَنْ بَدَأَ بِالْمَوَدَّةِ

لوگوں میں زیادہ احسان کرنے والا وہ شخص ہے جو دوسروں سے محبت کرنے میں پہل کرتا ہے۔

انسان کو ان لوگوں سے عشق و محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو کہ اس کے مستحق ہیں چہ جائیکہ اپنے نزدیک ترین افراد بیوی، بچوں سے محبت نہ کرے۔

حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے۔

اَلْخَلْقُ عِيَالِيْ فَاَحَبُّهُمْ اِلَيَّ اَلْطَفُهُمْ بِهِمْ وَاَسْعَاهُمْ فِيْ حَوَائِجِهِمْ

خلق میری عیال ہیں، ان میں سے میرے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہے جو میری مخلوق سے زیادہ محبت کرتا ہے اور ان کی حاجت روائی کرنے کے سلسلہ میں کوشش کرتا ہے۔

گذشتہ بیان سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ عورت کے دل میں مرد کی محبت اور مرد کے دل میں عورت کی محبت خدا کے وجود کی نشانی اور اس کی مخصوص نعمت ہے اور زندگی کو سنوارنے اور اسے خلوص و محبت کے ساتھ گذارنے کی بہترین علت ہے بنا بریں محبت کی حفاظت کرنا اور اسے بڑھانا اور اسے نابود کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرنا بہت ضروری ہے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں،

مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَاءِ حُبُّ النِّسَاءِ

عورتوں سے محبت کرنا انبیاءؑ کے اخلاق میں سے ہے۔

رسولؐ فرماتے ہیں

جُعِلَ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ، وَلَذَّتِیْ فِی الدُّنْیَا النِّسَاءِ، وَرَیْحَانَتَیَّ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ

نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے عورتیں دنیا میں میرا سرور ہیں اور حسنؑ و حسینؑ میرے مہکتے ہوئے پھول ہیں

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ دنیا و آخرت میں مرد ہر چیز سے زیادہ عورت سے لذت اندوز ہوتے ہیں۔ یہ قول خدا بھی ہے کہ

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِیْنَ۔

بیوی، بچوں سے محبت کرنے کو لوگوں کے لئے اچھا بنا دیا گیا ہے۔

اس کے بعد فرمایا جنت والے جنت کی ہر چیز سے زیادہ نکاح سے لذت اندوز ہوتے ہیں، کھانے، پینے کی چیزوں سے نہیں۔

رسولؐ فرماتے ہیں

قَوْلُ الرَّجُلِ لِلْمَرْاَةِ اِنِّیْ اُحِبُّكِ لَا یَذْهَبُ مِنْ قَلْبِهَا اَبَدًا۔

مرد کا بیوی سے یہ کہنا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اس کے دل سے کبھی محو نہیں ہوتا ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

اَلْعَبْدُ کُلَّمَا اَزْدَادَ لِلنِّسَاءِ حُبًّا اَزْدَادَ فِی الْاِیْمَانِ نُقْصَانًا۔

شوہر کے دل میں جتنی بیوی کی محبت بڑھتی ہے اتنا ہی اس کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

البتہ بیوی سے اتنی زیادہ محبت بھی نہیں ہونی چاہیئے کہ جس سے انسان کا شکار ہو جائے کہ محبت میں انسان راہ حق سے بھٹک جاتا ہے اور نیک عمل انجام نہیں دے پاتا ہے خیرات کرنے سے معذور رہتا ہے خصوصاً اس وقت جب مرد کی محبت سے غلط فائدہ اٹھا کر عورت مرد پر حکومت کرے اور اس سے اپنے تمام مطالبات پورا کرائے۔

بیوی سے بلکہ جس چیز سے بھی محبت ہو وہ خدا اور روز قیامت پر ایمان کے تابع ہو انسان کے کمالات کے راستہ میں رکاوٹ نہ بنے اور اسے نیک عمل انجام دینے سے باز نہ رکھے، اگر بیوی کی محبت گناہ و معصیت اور فضول خرچی کا سبب اور نیک عمل کی انجام دہی میں مانع ہوتی ہے تو اس میں میانہ روی آنا چاہیئے کہ ایسی محبت شیطانی حالت سے مخلوط اور حق کی رضا سے دور ہوتی ہے۔

کم توقعی

جسمی و روحی لحاظ سے ہر مرد و عورت مخصوص طاقت و قوت کی مالک ہوتی ہے اس طاقت و قوت کو پہچاننے کے لئے ایک مدت تک معاشرت اور اخلاقی سلوک اور معمولی برتاؤ کی ضرورت ہوتی ہے، ایک مدت کے بعد میاں، بیوی کسی نہ کسی حد تک ایک دوسرے کو سمجھ لیتے ہیں، اور ایک دوسرے کے عادات و اطوار سے واقف ہو جاتے ہیں۔

میاں، بیوی کو اس خدائی حقیقت کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے کہ خدا نے انسان

کو تکلیف و ذمہ داری دیتے وقت دو چیزوں کو مد نظر رکھا ہے اولاً خدا نے انسان کو اس چیز کی تکلیف و ذمہ داری نہیں دی ہے کہ جو کہ اس کی طاقت و مقدور سے باہر ہے، ثانیاً انسان کو اخلاق و شرعی تکلیف اتنی ہی دی ہے کہ جتنی اس کے اندر طاقت ہے۔ اور قیامت تک بندوں پر اس کا لطف و کرم ہے خدا نے اس حقیقت کی طرف سورہ بقرہ ۲۳۳ و ۲۸۶، سورہ انعام ۱۵۲، اعراف ۴۲ اور سورہ مومنون کی آیت ۶۲ میں ارشاد کیا ہے۔

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا

کسی نفس کو تکلیف نہیں دی گئی ہے مگر اس کی طاقت کے مطابق

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا

خدا کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ہے

اس لحاظ سے میاں بیوی کو چاہیئے کہ اپنی توقعات اور مطالبات میں اس کریمانہ اخلاق اور خدا کی صفت رحیمیہ کو نمونہ عمل قرار دیں، اولاً ایک دوسرے سے ایسی چیز کا مطالبہ نہ کریں جو مد مقابل کی طاقت سے باہر ہو خواہ اس کا تعلق مادی امور سے ہو یا معنوی امور سے ہو کیونکہ طاقت سے باہر چیز کا مطالبہ کرنا اور ناقابل برداشت چیز طلب کرنا ظلم ہے اور ظلم و جبر کدورت کی تاریکی اور عذاب خدا کا باعث ہوتا ہے۔

ثانیاً اپنے مطالبات میں ایک دوسرے کی طاقت کو معیار نہ بنائیں بلکہ اپنی توقعات و مطالبات کو موجود طاقت کے مطابق پیش کریں اور ایک دوسرے پر طبیعی اور معمولی ذمہ داری عائد کریں اور اتنا ہی بار ڈالیں کہ جن کو ہنسی خوشی اٹھا سکے۔

ایک دوسرے سے کم توقع رکھیں کہ کم توقعی انبیاء و ائمہ معصومین کی سنت اور اولیاء خدا کی خصوصیت ہے جب کہ زیادہ توقع رکھنا طاقت سے زیادہ تکلیف دینا ہے، واضح ہے کہ جب میاں، بیوی میں سے کسی کی توقع پوری نہ ہوگی تو کدورت پیدا ہوگی، رنجش بڑھے گی، اور پھر کینہ و نفرت میں بدل جائے گی اور نتیجہ میں زندگی تلخ

عشق و محبت کی دنیا ویران ہو جائے گی،

زیادہ توقع رکھنا پسندیدہ صفت نہیں ہے، تکبر و غرور کا نتیجہ، نفسیاتی بیماریاں، بری عادت اور دائرہ انسانیت کے باہر کی چیز ہے اور کم توقعی وقار و ادب، معرفت و کرامت، اور تواضع و فروتنی کا نتیجہ ہے۔ اگر آپ اپنی زندگی کو شہد سے زیادہ شیریں بنانا چاہتے ہیں اور ہمیشہ کے لئے اختلاف کا سدباب کرنا چاہتے ہیں، اپنے شریک حیات کے انتخاب کو تحقیر و رنجش سے بچانا چاہتے ہیں تو ایک دوسرے سے زندگی بھر زیادہ توقعات نہ رکھیں، جان لو کہ کم توقعی زندگی میں رحمت خدا کی مانند ہے اور اس سے آپ کو خدا کی خوشنودی حاصل ہوگی، میاں، بیوی کو ہر حال میں ایک دوسرے کے لئے نرم مزاج، باصفا اور عشق و محبت کا سرچشمہ، ہونا چاہئے، اور آپس میں سختی سے پیش نہیں آنا چاہئے کہ ایک دوسرے کے ساتھ نرمی سے پیش آنا نیکیوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، اخلاق و روحی برائیوں سے محفوظ رہیں خدا ان پر نظر کرم کرتا ہے، اجر جمیل کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

رسولؐ فرماتے ہیں

أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْمَعْرُوفُ وَأَهْلُهُ
وَأَوَّلُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ

سب سے پہلے معروف اور اس کے اہل جنت میں داخل ہوں گے، اور یہی سب سے پہلے حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے

امام صادقؑ فرماتے ہیں

إِنَّ لِلْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: الْمَعْرُوفُ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا أَهْلُ الْمَعْرُوفِ وَأَهْلُ الْمَعْرُوفِ فِي الدُّنْيَا هُمْ أَهْلُ الْمَعْرُوفِ فِي الْآخِرَةِ

جنت کے ایک دروازہ کا نام معروف ہے اور اس سے صرف معروف، نیکیاں رکھنے والے ہی داخل ہوں گے اور جو لوگ دنیا میں اہل معروف ہوں گے وہی لوگ آخرت میں بھی اہل معروف ہوں گے۔

رسولؐ فرماتے ہیں۔

كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ

ہر معروف صدقہ ہے

قرآن مجید نے ہر معروف اور ہر نیکی کا دس گنا اجر مقرر کیا ہے۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا

کم توقعی ایک قسم کا معروف اور روحی نیکی اور اسلامی صدقات میں سے ایک صدقہ ہے جس کا دس گنا اجر ملے گا۔ تو اس با منافع تجارت میں میاں، بیوی کیوں شرکت نہ کریں۔ اور اپنی آخری عمر تک اس فیض الٰہی سے کیوں فائدہ نہ اٹھائیں، اپنے کو خدا کی عنایت اور اس کی رحمت سے الگ رکھنا ایک قسم کا ظلم، بڑا گناہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔

عفو و چشم پوشی

ممکن ہے کہ کبھی میاں، بیوی ایک دوسرے کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہو جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ امور خانہ داری، کھانے، پکانے، بچوں کی دیکھ بھال اور شوہر کے حقوق کی ادائیگی میں عورت سے کوتاہی ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اخلاق و کردار، گھر کے امور کی انجام دہی اور عورت کے حق کے فیصلہ کے سلسلہ میں مرد سے اشتباہ ہو جائے تو طرفین کو اس سے چشم پوشی کرنی چاہیئے ہاں زندگی جب اپنی طبیعی راہ پر چل رہی ہو اور اس وقت کوتاہی کرے تو یہ قابل عفو نہیں ہے۔

ضروری مقامات پر مردوں کا اخلاقی و شرعی فریضہ ہے کہ وہ اپنی شریک حیات کی کوتاہی سے چشم پوشی کریں، اسی طرح عورت کا بھی شرعی و اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ شوہر سے ہو جانے والی غلطی کو نظر انداز کرے۔ اس سلسلہ میں تکبر کرنا، سختی سے کام لینا دوسرے کی شخصیت کی پرواہ نہ کرنا خدا و انبیاء و ائمہ کے احکام سے روگردانی کرنا ہے، بلکہ بعض موقعوں پر حرام اور عقاب خدا کا باعث ہوتا ہے

عفو و درگذشت احسان کی قسم ہے اور قرآن کے فرمان کے لحاظ سے احسان سے آراستہ ہونے کو خدا دوست رکھتا ہے۔

وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

عفو و چشم پوشی کی اتنی اہمیت ہے کہ قرآن مجید درگذر کرنے والے کا اجر خدا پر جانتا ہے

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ

جو شخص درگذر کرتا ہے اس کا اجر اللہ پر ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں،

ثَلَاثٌ مِنْ مَكَارِمِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ: تَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ. وَتَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ وَتَحْلُمُ اِذَا جُهِلَ عَلَيْكَ

تین چیزیں دنیا و آخرت کے مکارم میں سے ہیں، اس شخص کو معاف کر دینا کہ جس نے تم پر ظلم کیا ہے اس کے ساتھ صلہ رحم کرنا جس نے تمہارا رحم قطع کیا ہے اور اس شخص سے چشم پوشی کرنا جس نے تمہارے ساتھ نادانی کی ہے۔

رسولؐ فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ عَفُوٌّ يُحِبُّ الْعَفْوَ

بیشک خدا درگذر کرنے والا ہے اور درگذر کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے

نیز فرمایا۔

مَنْ اَقَالَ مُسْلِمًا عَثْرَتَهُ اَقَالَ اللّٰهُ عَثْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جو شخص کسی مسلمان کی لغزش سے چشم پوشی کرتا ہے روز قیامت خدا اس کی لغزش سے درگذر کرے گا۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

اِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ مُرُوَّتُنَا الْعَفْوُ عَمَّنْ ظَلَمَنَا

ہم اہلبیت ہیں ہمارا امتیاز یہ ہے کہ جو شخص ہم پر ظلم کرتا ہے ہم اس سے درگذر کرتے ہیں۔

رسولؐ فرماتے ہیں،

تَجَاوَزُوْا عَنْ ذُنُوْبِ النَّاسِ يَدْفَعِ اللّٰهُ عَنْكُمْ بِذٰلِكَ عَذَابَ النَّارِ

لوگوں کی خطاؤں سے درگذر کرو اس سے خداوند جہنم کو تم سے دور کرے گا،

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں،

قِلَّةُ الْعَفْوِ اَقْبَحُ الْعُيُوْبِ، وَالتَّسَرُّعُ اِلَى الْاِنْتِقَامِ اَعْظَمُ الذُّنُوْبِ

کم درگذر کرنا بہت برا عیب ہے اور انتقام میں عجلت کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا،

شَرُّ النَّاسِ مَنْ لَا يَعْفُوْ عَنِ الزَّلَّةِ وَلَا يَسْتُرُ الْعَوْرَةَ

سب سے بدترین انسان وہ ہے جو کسی کی لغزش سے درگذر
نہ کرے اور عیوب سے چشم پوشی نہ کرے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔

عَفْوًا مِنْ غَيْرِ عُقُوبَةٍ، وَلَا تَعْنِيفٍ وَلَا عَتْبٍ

درگذر، سزا، سرزنش، اور عتاب کے بغیر ہونا چاہیئے"

قرآن کی آیات اور روایات سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ درگذر کرنا خدا کو محبوب ہے۔ درگذر کرنے والے کا اجر خدا پر ہے۔ دنیا و آخرت میں سربلندیاں اور جہنم سے نجات کا باعث ہے۔ اور اہلبیتؑ کے رنگ میں رنگنا ہے، اور درگذر نہ کرنا بیماری اور باطن کے خراب ہونے کی علامت ہے۔ اور نفس انسان کی شرارت کا غماز ہے۔

خطا ہو جانے کی صورت میں میاں، بیوی ایک دوسرے کی خطا سے درگذر کر کے خدا کے محبوب ہو جائیں، خدا کے اجر سے مستفید ہوں، دنیا و آخرت کی سربلندیاں پائیں، معصومینؑ کے رنگ میں رنگ جائیں اور ان کا جز شمار ہوں یہ تمام چیزیں خدائی و معنوی تجارت کا محصول ہیں انھیں گنوانا عقلمندی نہیں ہے اور ان سے آراستہ ہونا سہل و آسان اور معمولی کام ہے۔

اگر خطا ہو جانے کی صورت میں میاں، بیوی، ایک دوسرے کی خطا سے درگذر کریں اور اس آسمانی حقیقت پر مختصر مدت تک عمل کریں تو معلوم ہوگا کہ تھوڑی ہی مدت میں انسان اس ملکوتی صفت سے آراستہ ہو گیا ہے۔

تغافل

ایک نہایت ہی پسندیدہ اور بلند صفت تغافل ہے کہ جس سے بہت سے لوگ متصف ہوتے ہیں۔ کسی کی خطا و تقصیر اور عیب و نقص کو دیکھ کر اس طرح بے خبر بن

جائے کہ مدمقابل کو یہ یقین ہو جائے کہ اسے اس کی مطلق خبر نہیں ہے تو بلند ترین انسانی صفت ہے۔

یہ بڑی اعلیٰ ظرفی ہے کہ مرد اپنی عورت کی اور عورت اپنے شوہر کی خطا دیکھے اور جان بوجھ کر اس سے غافل بن جائے اور اس تغافل عارفانہ سے آئندہ پیش آنے والے حوادث کا سدباب کرے۔

امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں

اَنَّ الْعَاقِلَ نِصْفُهُ احْتِمَالٌ وَنِصْفُهُ تَغَافُلٌ

عقلمند کا نصف وجود صبر و تحمل اور نصف تغافل ہے۔

نیز فرمایا

اَشْرَفُ اَخْلَاقِ الْكَرِيْمِ كَثْرَةُ تَغَافُلِهٖ عَمَّا يَعْلَمُ۔

نیک انسان کا بلند ترین اخلاق یہ ہے کہ وہ اس چیز سے درگذر کرے جس کو جانتا ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں

لَا عَقْلَ كَالتَّجَاهُلِ لَا حِلْمَ كَالتَّغَافُلِ

تجاہل عارفانہ سے بڑھ کر کوئی عقل نہیں اور جان بوجھ کر غافل بننے سے بڑھ کر حلم و بردباری نہیں۔

پائی پائی کا حساب لینا اور مدمقابل سے یہ توقع رکھنا کہ اس سے کسی قسم کی خطا سرزد نہ ہو، درگذر نہ کرنا، بچوں میں چنگاری رکھنا سراسر اخلاق کے خلاف ہے اور امیرالمومنینؑ کے قول کی رو سے زندگی کی ناگواری کا سبب ہے۔

مرد و عورت کے لئے ضروری ہے کہ عفو و درگذر سے اور اس سے بڑھ کر تغافل سے کام لیں کہ ایسے پسندیدہ صفات اور اخلاق حمیدہ سے زندگی میں عیش و لذت

اور مسرت پیدا ہوتی ہے، تشنج و دردسری قریب نہیں آسکتی ہے اور انسان بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ تغافل و تجاہل عارفانہ اور عفو و درگذر، غصہ پی جانے کا شیریں ثمر ہے۔ اور قرآن مجید کی زبان میں کظم غیظ ہے، غصہ نہ کرنا اور عصبانیت سے بچنا گویا نار نمرود سے نجات پانا ہے۔

غیظ و غضب، کٹ حجتی، اور بے طویل بحث کرنے کو خدا دوست نہیں رکھتا ہے، اور یہ چیز جہنم کے شعلوں، ناپسند صفت اور دوغلی چال کی نشانی اور زندگی کی عمارت کو منہدم کرتا ہے، جس کے نتیجہ میں طلاق و جدائی ہو جاتی ہے اور انسان بہت سے گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اور کسی بھی شرارت میں عار نہیں محسوس کرتا ہے۔

کٹ حجتی اور اپنی ہی بات پر اٹل رہنے کے سلسلہ میں ایک روایت نقل ہوئی ہے:

ایک شخص نے حضرت سید الشہداءؑ سے تند لہجہ میں کہا: آؤ بیٹھ کر دین کے بارے میں مناظرہ و مجادلہ کریں۔ آپؑ نے فرمایا: میں اپنے دین سے آگاہ ہوں اور خدا کی ہدایت میرے لئے روز روشن کی طرح واضح ہے اگر تم جاہل ہو تو جاؤ اپنی جہالت کا علاج کرو،

مَالِیْ وَلِلْمُمَارَاۃِ

مجھے مناظرہ و مجادلہ سے کیا تعلق کہ یہ انسان کو گناہ میں ڈالنے کے لئے شیطانی وسوسہ ہے [1]

اگر بحث اثبات حق کے لئے ہو اور بہترین جدال کی صورت میں ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ علم و دانش کی ترقی حق و حقیقت کے انکشاف کا وسیلہ ہے اور عقلی و شرعی اور علمی بات ہے لیکن اگر کٹ حجتی اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے ہو تو حرام ہے اور ایسا کرنے والا گناہگار اور عذاب کا مستحق ہے

---

[1] بحار ج ۷۴، ص ۲۳۰

امام رضاؑ نے عبدالعظیم سے فرمایا

میرے چاہنے والوں کو میرا اسلام پہونچانا اور کہنا کہ اپنے وجود میں شیطان کو داخل نہ ہونے دینا۔ انھیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، خاموش رہنے اور فضول باتوں میں بحث کرنے سے منع کرو۔

غیظ و غضب

آیات قرآن کے اتباع میں اسلامی روایات میں سب ہی غیظ و غضب اور عصبانیت سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے اور غضب کو ہلاکت میں ڈالنے، شیطان کی چنگاری بے وقوفی اور ایک قسم کا جنون قرار دیا گیا ہے اور اسے تمام برائیوں کی جڑ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

امیرالمومنینؑ نے اپنے حکیمانہ کلام میں انھیں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اَلْغَضَبُ شَرٌّ اِنْ اَطْلَقْتَهُ دَمَّرَ

غضب ایک شر ہے اگر اس پر قابو نہیں رکھو گے تو وہ تمہیں ہلاک کر دے گا،

اَلْغَضَبُ مَرْكَبُ الطَّيْشِ

غضب وغصہ بے وقوفوں کا حربہ ہے۔

اَلْغَضَبُ يُثِيرُ كَوَامِنَ الْحِقْدِ

غضب کینہ کے شعلوں کو بھڑکاتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

اَلْغَضَبُ مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ

تمام برائیوں کی جڑ غضب ہے۔

۱؎ میزان الحکمۃ ج ۷، ص ۲۳۱

۲؎ میزان الحکمۃ ج ۷، ص ۲۳۰، ۲۳۱

بیشک مغلوب الغضب سے ہر قسم کی غلطی ہو سکتی ہے، مدمقابل کی شخصیت پر حملہ کرتا ہے اس کے دل و دماغ پر زور پڑتا ہے، اس کے چہرہ کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے، کام بگاڑتا ہے، آگ لگاتا ہے، طلاق دیتا ہے۔ اور بہت سے نقصانات کا سبب بنتا ہے۔

رسولؐ فرماتے ہیں۔

اَلْغَضَبُ جَمْرَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ

غضب شیطان کی چنگاری ہے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں

اَلْحِدَّةُ ضَرْبٌ مِنَ الْجُنُوْنِ لِاَنَّ صَاحِبَهَا
يَنْدَمُ فَاِنْ لَمْ يَنْدَمْ فَجُنُوْنُهُ مُسْتَحْكَمٌ

غضب ایک قسم کی دیوانگی ہے کیونکہ غضب کرنے والا پشیمان ہو جاتا ہے اور اگر پشیمان نہیں ہوتا ہے تو اس کی دیوانگی مسلم ہے۔

نیز فرمایا

اَلْغَضَبُ يُفْسِدُ الْاَلْبَابَ وَيُبْعِدُ مِنَ الصَّوَابِ

غضب و غصہ عقلوں کو بیکار کر دیتا ہے اور انسان کو راہ راست سے ہٹا دیتا ہے۔

اور اس شیطانی کیفیت پر شدید حملہ کرتے ہوئے فرمایا

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَمْلِكْ غَضَبَهُ

جو شخص اپنے غصہ پر قابو نہ پائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

نیز فرمایا

مَنْ غَلَبَ عَلَيْهِ غَضَبُهُ وَشَهْوَتُهُ فِيْ
حَيِّزِ الْبَهَائِمِ

جس شخص پر غصہ اور شہوت طاری ہو جائے وہ جانور ہے

غصہ پی جانے والے اور اپنے سے باہر نہ ہونے والے افراد کے بارے میں امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں،

مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى إِمْضَائِهِ
حَشَا اللّٰهُ قَلْبَهُ أَمْنًا وَإِيمَانًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جو لوگ غصہ پی جاتے ہیں حالانکہ وہ اس کا مظاہرہ کر سکتے ہیں قیامت کے دن خدا ان کے دل کو آرام و اطمینان سے پر کر دے گا،

حضرت علیؑ فرماتے ہیں

مَنْ كَفَّ غَضَبَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ

جو شخص اپنا غصہ پی جاتا ہے خدا اس کے عیوب کو چھپاتا ہے

اپنے بادفا صحابی حارث ہمدانی کو لکھا

وَاكْظِمِ الْغَيْظَ وَتَجَاوَزْ عِنْدَ الْمَقْدُرَةِ
وَاحْلُمْ عِنْدَ الْغَضَبِ وَاصْفَحْ مَعَ الدَّوْلَةِ
تَكُنْ لَكَ الْعَاقِبَةُ

اپنے غیظ و غضب پر قابو رکھو اور طاقت رکھتے ہوئے معاف کر دو، غضب کے وقت بردباری اختیار کرو خطاکار پر قابو رکھتے وقت اس سے چشم پوشی کرو تاکہ تمہاری عاقبت بخیر ہو۔

کافی، وسائل اور بحار الانوار میں ایسی بہت سی روایات نقل ہوئی ہیں جن میں غصہ پی جانے والے کا اجر بیان ہوا ہے کہ وہ روز قیامت خدا کے غضب امن میں رہیں گے اور محشر میں رحمت خدا کے سایہ میں ہوں گے

حضرت عیسیٰؑ سے غضب کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا

اَلْکِبْرُ، وَالتَّجَبُّرُ، وَمَحْقَرَةُ النَّاسِ

غضب کی جڑیں تین چیزیں ہیں، تکبر، خود خواہی اور لوگوں کو حقیر سمجھنا"

حضرت رسولؐ کی حضرت علیؑ سے متعلق وصیتوں میں آیا ہے

لَاتَغْضَبْ، فَاِذَا غَضِبْتَ فَاقْعُدْ، وَتَفَکَّرْ فِی قُدْرَةِ الرَّبِّ عَلَی الْعِبَادِ وَحِلْمِہٖ عَنْھُمْ وَاِذَا قِیْلَ لَکَ اِتَّقِ اللّٰہَ فَانْبُذْ غَضَبَکَ وَرَاجِعْ حِلْمَکَ

غضب نہ کرو جب غصہ آئے تو بیٹھ جاؤ اور بندوں پر خدا کی قدرت اور اس کے تسلط اور ان کے بارے میں رب کی بردباری کے بارے میں غور کرو اور جب غصہ کی حالت میں تجھ سے یہ کہا جائے کہ خدا سے ڈرو! تو غصہ تھوک دو اور بردبار بن جاؤ۔

فخر کرنا

اخلاقی کمزوریوں میں سے ایک دوسرے پر فخر کرنا بھی ہے، اسلام کی لغت میں فخر کرنا گناہ و معصیت ہے، اور اس شیطانی فعل کا مرتکب عذاب خدا کا مستحق ہے مگر یہ کہ وہ توبہ کرلے اور دوبارہ ادب و وقار اور خاکساری و فروتنی کی طرف لوٹ جائے

میاں، بیوی جو کہ ایک دوسرے سے شرعی و اخلاقی عہد کرچکے ہیں اور عقد سے پہلے ہونے والی ملاقات میں ایک دوسرے کو پسند کرچکے ہیں اور ایک دوسرے

خاندانی ، قومی اور مالی لحاظ سے پسند کر چکے ہیں اور اب ایک ساتھ زندگی گذار رہے ہیں ، اب اگر ان کے سامنے کوئی ایسا موڑ آجائے تو حسب و نسب مال و دولت ، جوانی و زیبائی اور علم کے لحاظ سے ایک دوسرے پر فخر نہ کریں کہ اس سے روحی اذیت ہوتی ہے اور کبھی شرمندگی ہوتی ہے اور مد مقابل کے لئے غصہ و نفرت کینہ و عداوت ، اور انتقام گیری کے لئے زمین ہموار ہوتی ہے ۔ اور اکثر اس سے ناچاقی و تکرار ، تفرقہ و جدائی اور طلاق ہو جاتی ہے اس صورت میں فخر کرنے سے پیدا ہونے والی برائیاں فخر کرنے والے کے حساب میں جائیں گی ،

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں

لَا حُمْقَ اَعْظَمُ مِنَ الْفَخْرِ [1]

فخر کرنا سب سے بڑی حماقت ہے

نیز فرمایا

ضَعْ فَخْرَكَ وَاحْطُطْ كِبْرَكَ وَاذْكُرْ قَبْرَكَ

فخر کرنا چھوڑ دو ، تکبر سے احتراز کرو ، اور قبر کو یاد رکھو ،

فخر کرنا اور ڈینگیں مارنا اتنا ہی برا فعل ہے کہ امام سجادؑ صحیفہ کاملہ کی انیسویں دعا میں خدا کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں

وَاعْصِمْنِي مِنَ الْفَخْرِ

مجھے دوسروں پر فخر کرنے سے محفوظ رکھ

حضرت علیؑ فرماتے ہیں

مَا لِابْنِ آدَمَ وَالْفَخْرِ ، اَوَّلُهُ نُطْفَةٌ وَآخِرُهُ جِيفَةٌ ، لَا يَرْزُقُ نَفْسَهُ وَلَا يَدْفَعُ حَتْفَهُ

فرزند آدم کس بات پر فخر کرتا ہے کہ وہ ابتدا میں نطفہ اور

---

[1] میزان الحکمۃ ج ۷ ص ۴۱۴

آخر میں مرد ارہے، اس کی روزی دوسرے کے اختیار میں ہے
اور خود کو موت سے نہیں بچا سکتا،

قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس بات کی یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ خداوند عالم ڈینگیں مارنے والوں کو دوست نہیں رکھتا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ [1]

میاں، بیوی میں سے ہر ایک کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے خاندان، حسن وجمال مال ومنال، ذخیرہ وثروت، اور علم ودانش پر فخر وگھمنڈ نہ کریں کہ یہ ساری چیزیں فنا ہونے والی ہیں، اور یہ شیطان طریقہ رنجش ونا چاقی، اور عشق ومحبت کی تباہی کا موجب اور رحمت خدا سے دوری اور نزاع کا باعث ہے۔

سلوک

میاں، بیوی کو چاہیئے کہ ایک دوسرے کے ساتھ ادب سے پیش آئیں ایک دوسرے کی مدد کریں، پیار ومحبت کا اظہار کریں، اور خاکساری سے پیش آئیں ایک دوسرے کے احترام کو ملحوظ رکھیں، آپس میں ایک دوسرے کی شخصیت وحیثیت کا خیال رکھیں، مرد کو معلوم ہونا چاہیئے کہ عورت خلقت کے لحاظ سے نرم ونازک، مرکز مہر ومحبت، اور سرچشمہ عشق وحیا ہے اسی خصوصیات کو مدنظر رکھ کر عورت سے پیش آنا چاہیئے

عورت کو بھی یہ جان لینا چاہیئے کہ مرد پیدائشی طور پر قوی، ڈٹنے والا، اور عورت کی نسبت سخت ذمہ داریوں کا مالک ہے مختصر یہ کہ اس کا وجود ہی زندگی کا محور ہے

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ
بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّ بِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ

مرد ہی عورتوں کی زندگی کا استحکام ہیں اس برتری کی وجہ سے جو بعض بعض پر رکھتے ہیں اس بنا پر کہ وہ عورتوں پر اموال

---

[1] لقمان: ۱۸

خرچ کرتے ہیں

اس بناء پر عورتوں کو چاہیئے کہ شوہروں کے ساتھ ان باتوں کو مدنظر رکھ کر پیش آئیں اگر طرفین ان باتوں کا لحاظ رکھیں گے تو مشترک زندگی سکون و اطمینان سے بسر ہوگی

ہر ایک کوشش کرے کہ دوسرے سے پیش آنے میں حقیقی عمل صالح اور شائستہ کردار کا مصداق بن جائے تاکہ امور زندگی کو مل جل کر انجام دے سکیں اور عمل صالح کی بناء پر اخروی اجر و ثواب اور رضائے خدا کے حصول میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

بول چال

میاں، بیوی کو چاہیئے کہ ایک دوسرے کے ساتھ پیار و محبت سے بولیں کہ جس سے عقل و شعور اور ضمیر و انصاف دستر خ ہو ایک دوسرے سے گفتگو کرنے میں قول عدل[1] قول حسن[2] قول لین[3] قول میسور[4] اور قول احسن[5] سے استفادہ کریں

بات اس وقت خدائی رنگ اختیار کرتی ہے، فیصلہ اس وقت صحیح ہوتا ہے اور کلام اس وقت سادہ اور نرم ہوتا ہے کہ جب اس سے زندگی میں حرارت، استحکام اور عشق و امنیت پیدا ہوتی ہے، بات اس وقت برحق ہوتی ہے کہ جب اس میں محبت کی چاشنی ہو، چشم بصیرت وا ہوتی ہو اور اس کے سننے سے ندا حق سننے کے مترادف ہو رسولؐ فرماتے ہیں

لَوْلَا تَكْثِيرٌ فِي كَلَامِكُمْ وَتَرْبِيعٌ فِي قُلُوبِكُمْ
لَسَمِعْتُمْ مَا أَسْمَعُ وَلَرَأَيْتُمْ مَا أَرَى

اگر تمہاری بے پناہ باتیں نہ ہوتیں اور تمہارے دل شیطان کی چراگاہ نہ ہوتے تم نے وہی سنا ہے جو میں سنتا ہوں اور تم نے وہی دیکھا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں،

زیادہ باتیں بنانے اور ایسا کلام کرنے سے پرہیز کرو جس سے دنیا و آخرت میں فائدہ

---

[1] انعام: ۱۵۲ [2] بقرہ: ۸۳ [3] طٰہٰ: ۴۴
[4] اسراء: ۲۸ [5] فصلت: ۳۳

نہ ہو۔

رسولؐ فرماتے ہیں۔

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ الْكَلَامَ
فِيمَا لَا يَعْنِيهِ

مرد کے اسلام کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایسی باتیں
کرنے سے پرہیز کرتا ہے کہ جن سے اسے کوئی فائدہ نہ ہوتا ہو

حضرت امیرالمومنینؑ ایک باتونی آدمی کے پاس سے گذرے تو فرمایا، اے شخص تو اپنے نامہ اعمال کو کثرت کلام سے کراماً کاتبین کے ذریعہ پر کر رہا ہے اور یہ فائل خدا کے سامنے پیش ہوتی ہے، ایسے امور کے بارے میں زبان کھولو کہ جن سے کوئی فائدہ ہو اور بیکار باتیں نہ کیا کرو۔

ابوذرؓ فرماتے ہیں

اِجْعَلِ الدُّنْيَا كَلِمَتَيْنِ: كَلِمَةً فِي طَلَبِ
الْحَلَالِ، وَكَلِمَةً لِلْآخِرَةِ وَالثَّالِثَةُ
تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ فَلَا تَرِدْهَا۔

دنیا کو دو باتیں قرار دو۔ ایک بات طلب حلال میں، دوسری
بات طلب آخرت میں، تیسری بات بے فائدہ ہے جس
سے نقصان ہی ہوتا ہے اس سے پرہیز کرو۔

رسولؐ فرماتے ہیں

كُلُّ كَلَامِ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهُ اِلَّا اَمْرٌ
بِمَعْرُوفٍ اَوْ نَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ اَوْ ذِكْرُ اللّٰهِ

فرزند آدم کی ساری باتیں اس کے ضرر میں ہیں ان سے
اسے کوئی فائدہ نہیں ہے مگر یہ کہ نیک باتوں کا حکم دے

اور برائیوں سے روکے اور خدا کا ذکر کرے،

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں

مَنْ كَثُرَ كَلَامُهُ كَثُرَ خَطَاؤُهُ وَمَنْ كَثُرَ
خَطَاؤُهُ قَلَّ حَيَاؤُهُ وَمَنْ قَلَّ حَيَاؤُهُ قَلَّ وَرَعُهُ
وَمَنْ قَلَّ وَرَعُهُ مَاتَ قَلْبُهُ وَمَنْ مَاتَ
قَلْبُهُ دَخَلَ النَّارَ

جو شخص زیادہ باتیں کرنے لگتا ہے اس سے غلطیاں بھی زیادہ ہونے لگتی ہیں اور جس کی غلطیاں اور خطائیں زیادہ ہو جاتی ہیں اس کی حیا ختم ہو جاتی ہے اور جس کی حیا ختم ہو جاتی اس کی پاکدامنی میں کمی آجاتی ہے اور جس کی پارسائی و پاکدامنی میں کمی آجاتی ہے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے اور جس کا دل مردہ ہو جاتا وہ جہنم میں جاتا ہے۔

میاں، بیوی گھر میں زندگی کے آہنگ کے بارے میں گفتگو کریں۔ گھر کی ضرورتوں، ایک دوسرے اور بچوں کی احتیاج سے متعلق باتیں کریں، ایک دوسرے سے عشق و الفت کی باتیں کریں، ایک دوسرے کو حق اور صبر کی وصیت کریں، ایک دوسرے کے اسرار کو چھپائیں گھر کی باتیں ماں، باپ اور دوسروں سے بیان نہ کریں، گھر کلام حق، شب زندہ داری، اور قرآن خوانی کا مرکز قرار دیں، جھوٹ، غیبت، گالی، اور ایک دوسرے کی تحقیر سے پرہیز کریں کہ قرآن کی آیتوں اور روایات سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جھوٹ، غیبت، تہمت، نازیبا بات کہنا، گالی دینا اور ایک دوسرے کا مذاق اڑانا انسان کو رحمت خدا سے دور کر دیتا ہے اور اسے عقاب خدا کا مستحق بنا دیتا ہے

مرد کو چاہیے کہ وہ گنہگاروں کو گھر نہ لائے، گھر میں خلاف حق کوئی نشست منعقد نہ کرے کہ اولاً پہلے اس کا نقصان خود کو اور بعد میں بیوی بچوں کو پہونچتا ہے اور اس

سے خود کی اور اس کے گھر والوں کی آخرت برباد ہو جائے گی ،

عورت کو چاہیئے کہ وہ گھر کے کاموں اسراف اور فضول خرچی سے پرہیز کرے یہ چیز بھی کسی کی حسد سے بھی وجود میں آجاتی ہے، فضول خرچی کا قیامت کے دن پیسہ پیسہ کا حساب ہوگا

میاں ، بیوی کو چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں اور حاشیہ نشینوں کو عملی طور پر اخلاق و کردار ، وقار و ادب اور دینداری سکھائیں کہ ایک انسان کی ہدایت کرنے کا ثواب تمام انسانوں کی ہدایت کے برابر ہے .

﴿ وليضربن بخمرهنّ على جيوبهنّ ولا يبدين زينتهنّ... ﴾

«نور / ۳۱»

۱۳

عورت کا پردہ

اور پاکدامنی

ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن و
لا یبدین زینتھن نور/۳۱

عورت کا پردہ اور پاکدامنی

پردے کے فوائد

جو پردہ عورت کے حسن و سنگھار کو چھپائے اور اسے بیہودہ دبے ترتیب اور حیوانی شہوت سے آلودہ اور شیطان کے ہتھکنڈوں کی نظروں سے بچائے وہ قرآن کا حکم، خدا کا قانون، انسان فریضہ اور اخلاقی عمل ہے "

چادر اسلامی پردہ کی بہترین قسم ہے کہ یہ چادر مرکز عصمت و عفت فاطمہ زہراؑ کی یادگار ہے، یہ عورت کی تعلیم اور رشد و کمال کی راہ میں مانع نہیں ہے بلکہ بہت سے خطرات سے اور ان جانوں سے بچاتی ہے جو کہ درندہ صفت انسان حسینوں، دوشیزاؤں اور جوان عورتوں کی راہ میں بچھاتے ہیں، یہ چادر شادی شدہ عورت کی عصمت و عفت اور شرم و حیا کو اس کے شوہر کے لئے محفوظ رکھتی ہے، اور کنواری انھیں چیزوں کو اس کے آئندہ ہونے والے شوہر کے لئے محفوظ رکھتی ہے

جب عورت جیسا قیمتی اور خوبصورت موتی صندوق خدا حجاب میں ہوگا تو چوروں، قزاقوں اور گنہگاروں سے محفوظ رہے گا "

جب حسین دوشیزاؤں کا پاک و معصوم چہرہ دکھائی نہیں پڑے گا تو ہوا و ہوس کا شعلہ بھی نہیں بھڑکے گا، اور غرائر کی آگ ملت کے خرمن عصمت کو خاکستر کرنے کے لئے شعلہ ور نہیں ہوگی،

اگر جوان لڑکے، کوچہ و بازار، پارکوں، راستوں اور عام گذرگاہوں، دوکانوں

اسپتالوں اور دفتروں میں حسین دوشیزاؤں اور سنگھار سے آراستہ عورتوں کو ان کی کج ادائیوں کے ساتھ نہ دیکھیں وہ بھی غلط نظر نہ ڈالیں، لوگوں کی ناموس پر حملہ نہ کریں، کند ذہنی کا شکار نہ ہوں، وقت سے پہلے بالغ نہ ہوں، مشت زنی نہ کریں، لواط و زنا سے محفوظ رہیں، پریشان خیالی میں مبتلا نہ ہوں، بات بات پر غصہ نہ کریں، کلاس سے بے پروا نہ ہوں، عشق و عاشقی ان کا شیوہ نہ ہو، نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا نہ ہوں، اور نتیجہ میں انسان طاقت سے بھی دامن نہ ہوں،

بنا بریں یہ کہنا چاہیئے کہ حجاب و پردہ صنف نسواں کے لئے واجب اور اہم فریضہ ہے اور اس کا منکر اگر یہ جانتا ہے کہ یہ ضروریات اسلام سے ہے اور خدا نے قرآن مجید میں اس کا حکم دیا ہے تو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، جو جوان خصوصیات کے ساتھ پردہ کا منکر ہے اس کو مسلمان لڑکی سے شادی کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ یہ نکاح باطل ہے اور ان دونوں کا پڑھا جانے والا عقد بھی بے اثر ہے اور دونوں ایک دوسرے کے لئے نامحرم ہیں ان کی اولاد ناجائز ہے اور جنسی فعل زنا ہے

اور جو لڑکی ان خصوصیات کے ساتھ پردہ کا انکار کرتی ہے وہ مسلمان لڑکے سے شادی نہیں کر سکتی کیونکہ یہی احکام اس پر بھی جاری ہوں گے

پردہ وقار، شخصیت، عزت، اصالت و عظمت کا نگہبان اور اس کے شوہر کے منافع کے لئے ہے، عورت پردہ کی حالت میں علم کے مدارج اور فضائل و کمالات کے راستوں کو طے کر سکتی ہے، اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ پردہ اس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے تو یہ شیطان وسوسہ اور استعمار و عصمت کے فراقوں اور مشرق و مغرب کی پوچ بیان کا نتیجہ ہے۔

خاندانوں کا نشاط، میاں، بیوی کے تعلقات کا استحکام، زندگی کا تداوم مردوں کے دلوں کا سکون، اور مرد کی قانونی و شرعی بیوی سے محبت و دل لگی کا

ثبات، گھر اور گھر والوں کا دار و مدار، مرد کا عورت پر اعتماد بھی تو ملک کی عورتوں کے پردہ کے مرہون منت ہیں، اور مردوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی کے علاوہ کسی اور عورت کے حسین چہرہ، اس کے زیور و زینت کو نہ دیکھیں، اگر مردوں کو ہر جگہ آسانی سے عورتیں مل جائیں تو پھر وہ اپنی عورتوں سے محبت قائم نہ رکھ سکیں گے،

اور ان کو جنسی خواہش کے ابھرنے کے سلسلہ میں مایوس کر دیں گے اور خاندان کے مرکز کو خود برباد کریں گے

بے پردگی، بدحجابی اور آزاد گھومنے اور مغربی ممالک کے مانند آزاد ہونے سے عورت کا بڑا نقصان یہ ہے کہ وہ کسی شمار میں نہیں آتی ہے عورت کی بے پردگی کی وجہ سے دسیوں لاکھ مرد گمراہ ہو چکے ہیں اور کتنے ہی گناہ کے مرتکب ہو چکے ہیں اس سے کتنے ہی خاندانوں میں طلاق ہو چکی ہے، اس کی وجہ سے مرد شوہر دار بیوی سے عشق کرنے لگتا ہے، اور نتیجہ میں ناجائز تعلقات قائم ہو جاتے ہیں اور یہود و عیسائیوں منشاء کے مطابق بہت سے مسلمان مرد و عورت اسلام کے ملکوتی دائرہ سے باہر نکل گئے ہیں"

بے پردگی کو رواج دینے والے خود اس سے عاجز آچکے ہیں اور اس کے نتائج کو آخر صدی کے بدترین حوادث میں شمار کرتے ہیں

ایران میں خاندان کا نظام قوی، محکم، اور حیا و عفت، وقار و ادب، ایمان و تقویٰ کی بنیاد پر استوار تھا اور طلاق بہت کم ہوتی تھیں، لیکن جب سے مغرب کے استعمار کے ہتھکنڈے جاہل، خائن اور وطن فروش رضا خاں پہلوی نے قرآن کے حجاب کو بہت سی عورتوں کا پردہ برباد کیا ہے۔ اس وقت سے گھر اور گھر والوں کے حالات ہی بدل گئے ہیں اور طلاق کی شرح اتنی بڑھ گئی ہے کہ اس نابکار کی حکومت کے آخری زمانہ میں ہر ماہ سات ہزار طلاقوں کی درخواست عدالت میں پہونچتی تھیں

شادی شدہ جوان مرد بے زوجہ کے ہو گئے اور شادی شدہ عورتیں بے شوہر کے ہو گئیں،

بے زوجہ و بے شوہر مرد و عورت اپنی عائلی زندگی سے سبکدوش ہوتے اور معاشرہ سے منفصل ہو جاتے تھے اور اس سے فساد و بدکاری پھیلتی تھی،

مرجع عظیم الشان حکیم خبیر مرحوم آیت اللہ شاہ آبادی مسئلہ کشف حجاب کے بعد حکومت وقت کے خوف کے بغیر جیسا کہ ان سے سننے والوں نے مجھ سے نقل کیا ہے بارہا منبر سے اور عام و خاص مجالس میں اس کے خلاف آواز بلند کی، رضاخاں نے قرآن کے بیان کردہ حجاب کو ختم کر کے اور بے حجابی کے خلاف حرم امام رضاؑ کے جوار اور مسجد گوہر شاد میں قیام کرنے والوں کو قتل کر کے ایک لاکھ چوبیس ہزار ابنیاء کی کمر توڑ دی ہے

بیشک شاہ آبادی نے جو کہ عارف و عاشق، ہوشیار و بینا تھے، اسلامی مسائل فلسفہ و حکمت میں مجتہد تھے اور کم نظیر بصیر تھے، بدحجابی اور پردہ ختم کرنے کو انبیاء کی کمر توڑنے سے تعبیر کیا ہے

قطب اپنی کتاب "آیا ما مسلمان ہستیم" میں لکھتے ہیں میرے پاس ثبوت ہیں کہ پوپ نے تمام کلیساؤں کے ذمہ داروں کو ویٹیکن میں طلب کیا اور ان سے کہا کہ اسلامی کی نابودی اور چراغ دین کو خاموش کرنے کے ایسے طریقے بتاؤ جس میں ویٹیکن اور مسیحیت کا کم سے کم نقصان ہو، اس سلسلہ میں کمیشن بٹھا دیئے گئے، صاحبان نظر نے اپنے نظریات پیش کیے چنانچہ تمام نظریات میں سے یہ تمام کشیشوں اور خود پوپ نے یہ قبول کیا کہ اسلام کی نابودی کے لئے بہترین اسلحہ اور کم خرچ والا منصوبہ یہ ہے کہ مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کو بے پردہ کر دیا جائے اور وہ کوچہ و بازار، پارکوں سینماؤں، تجارتی منڈیوں، تھیٹروں اور اجتماعی مرکزوں میں جوانوں اور مردوں کے ہتھے چڑھ جائیں، چنانچہ خیانت کاروں کے ذریعہ یہ کام انجام پذیر ہوا، اور

ضعیف الایمان بے ایمان لڑکیوں اور عورتوں کی شہوت اس خانماں سوز اور دین کو تباہ کرنے والی آگ کے شعلہ مزید بھڑکائے اور اسلامی ممالک خصوصاً ایران کو اس منزل پر پہونچا دیا کہ قریب تھا کہ وہاں انبیاء، ائمہ اور علماء و دانشوروں کی محنتوں کا ثمرہ دین ختم ہو جاتا اور چراغ ہدایت خاموش ہو جاتا لیکن انبیاء و ائمہ کی نسل سے ایک مرد حق آگاہ یعنی خمینی بت شکن نے ایران میں قیام کیا اور نامحرموں کا مقابلہ کیا اور دین کو اشرار کے ہاتھوں سے آزاد کرا لیا اور ناموس اسلام کو قرآنی پردہ دوبارہ دلوایا،

ملت اسلامیہ پر واجب ہے کہ اس خدائی انسان کے انقلاب کی حفاظت کریں، اور اس عظیم تحریک کی قدروں کی نگہبانی کریں، اور شکست خوردہ دشمن کو اتنا موقع نہ دیں کہ وہ اس چراغ کو کم نور یا خاموش کر کے ملت ایران کو گذشتہ حالت کی طرف لوٹا دے، اپنی پوری طاقت اور ثابت قدمی سے انقلاب کو دوسری جگہوں تک پہونچائیں اور اسلام سے منحرف ہو جانے والوں کو اسلام کے حلقہ بگوش کریں،

گذشتہ مطلب کے پیش نظر ہم اس مفکر شہید کی کہ جس نے بارہا اپنی تقریروں میں یہ کہا ہے: پردہ اسلام کا تحفظ ہے محدودیت نہیں،

بیشک حجاب، عورت، اس کے شوہر، اس کے خاندان، معاشرہ خصوصاً جوانوں اور غیر شادی شدہ افراد کے لئے ہزاروں خطرات اور فساد سے بچنے کے لئے سپر ہے اور خاندان کے نشاط کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے

محققین کہتے ہیں کہ عورت کے پردہ کا مسئلہ اور اس کا حجاب قرآن مجید کی چودہ آیتوں میں بیان ہوا ہے، بعض لوگوں کا نظریہ ہے کہ تقریباً ۲۵ آیتوں میں پردہ سمجھ میں آتا ہے

حضرت امیرالمومنینؑ نے امام حسن مجتبیٰؑ بلکہ تمام لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے نامحرم پر نظر نہ ڈالو کہ اس سے آپ اور تمام نامحرم عورتیں گناہ کے خیال اور خود گناہ

میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں گے اور اگر آپ کے اندر اتنی طاقت ہے کہ آپ کے گھر کی عورتوں کو کوئی اور نہ پہچانے تو اس کو لازم انجام دو [1]

راوی کہتا ہے کہ میں بارش کے دنوں میں ایک روز رسولؐ کے ساتھ بقیع میں بیٹھا تھا کہ گدھے پر سوار ایک عورت ہمارے پاس سے گذری، گدھے کا اگلا پیر گڈھے میں گر گیا اور عورت گدھے سے نیچے گر پڑی رسولؐ نے منھ پھیر لیا، میں نے عرض کی: وہ شلوار پہنے ہوئے ہے رسولؐ نے ایسی عورتوں کے لئے تین مرتبہ طلب مغفرت کی ہے اور فرمایا ہے کہ اے لوگو! ایسا لباس پہنا کرو پورے بدن کو چھپانے والا لباس ہی بدن کے لئے ہے اور جب تمہاری عورتیں گھر سے باہر نکلیں تو ایسا لباس پہن کر نکلیں [2]

عورت کے پردہ کے سلسلہ میں آیات و روایات میں مقنعہ، جلباب، اور عبا ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، عورت کو چاہیئے کہ وہ خود کو خدا کی کنیز سمجھے اور اس کی نمک حلالی کا خیال رکھے اور مالک حقیقی و منعم کی نمک حلالی یہ ہے کہ اس کی عظمت کو نظر میں رکھے اور قیامت و خدا کے محاکمات پر توجہ رکھے اور اس کے جو فرمان قرآن میں اور انبیاء و ائمہ کی زبانی بیان ہوئے ہیں ان کی مکمل طریقہ سے پیروی کرے تاکہ وہ خود خاندان اور اس کا معاشرہ بدحجابی اور بے پردگی کے نقصانات سے محفوظ رہے

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ
عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى

جو شخص بھی عظمت خدا سے ڈرتا ہے اور اپنے نفس کو
بیہودہ خواہشات سے روکے رکھتا ہے بیشک اس کا
ٹھکانہ جنت ہے ،،

افسوس ہے کہ دنیا میں آج کل بعض لڑکیاں اور عورتیں آزادانہ شہوت رانی اور

خواہشات کی طغیانی میں غرق ہیں اور ایسا فساد پھیلا رکھا ہے کہ جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی ہے، اس سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ اسلامی ممالک اور امت رسولؐ بعض لڑکی اور عورتیں ان کی تقلید کرتی ہیں،

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں

يَظْهَرُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ وَاقْتِرَابِ السَّاعَةِ
وَهُوَ شَرُّ الْأَزْمِنَةِ نِسْوَةٌ كَاسِفَاتٌ،
عَارِيَاتٌ، مُتَبَرِّجَاتٌ، مِنَ الدِّينِ،
خَارِجَاتٌ، فِي الْفِتَنِ دَاخِلَاتٌ مَائِلَاتٌ
إِلَى الشَّهَوَاتِ، مُسْرِعَاتٌ إِلَى اللَّذَّاتِ
مُسْتَحِلَّاتٌ الْمُحَرَّمَاتِ، فِي جَهَنَّمَ خَالِدَاتٌ

آخر زمانہ میں قریب قیامت جو کہ بدترین زمانہ ہے کچھ عورتیں نکلیں گی جو بے پردہ ضروری لباس سے بے نیاز اپنے سنگھار کی نمائش کرنے والی ہوں گی وہ دین سے خارج ہوں گی، فتنوں میں غوطہ خور، شہوتوں میں غرق، لذتوں کی برق رفتاری سے بڑھنے والی، حرام خدا کو حلال گردانتے والی اور جہنم میں داخل ہونے والی ہیں"

حیرت انگیز حقیقت

میں نے کثیر الاشاعت اخبار "کیہان" میں کہ جس کا شمارہ مجھے یاد نہیں ہے پڑھا تھا:

ایک جوان عورت جو کہ اسفیس خصوصیات کی مالک تھی جو حضرت امیرالمومنینؑ کی روایت میں بیان ہوئی ہیں مغرب جیسی آزادی کے نتیجہ اور گھر پر شوہر کے

دوستوں کی آمد و رفت کے سبب اور بے پردہ ہونے اور نیم عریاں بدن کے باعث ایک تین سالہ بچی کی ماں ہونے کے باوجود ایک جوان کو دل دے دیا اور اسے حاصل کرنے کی ٹھان لی، شہوت سے مغلوب اور دین سے بے پرواہ جوان کی شہوت کو جوان شوہر دار عورت اور زیادہ بھڑکا دیا تھا اس نے عورت سے کہا: یہ بچی ہمارے لئے کباب میں ہڈی بنی ہوئی ہے اس کو راستہ سے ہٹاؤ"

یہ دونوں درندہ صفت، خدا کو بھولے ہوئے انسان تقریباً چار ماہ تک اس معصوم بچی کے بارے میں جھگڑتے رہے آخر کار عورت نے شہوت سے مغلوب ہوکر محبت مادری کو فراموش کر دیا اور سنہرے بال والی حسین و معصوم بچی کو حمام میں لے جاکر اپنے منحوس ہاتھوں سے اس کا گلا گھونٹ دیا تاکہ ان کی شہوت رانی میں رکاوٹ نہ بنے، اور ایک نامحرم جوان چند لمحوں میں اپنی جنسی پیاس بجھالے اور شوہر دار عورت بے حیائی کے چند منٹ تک اپنی خواہش پوری کرکے ہمیشہ کے لئے اپنے دامن کو آلودہ کرسکے اور مظلوم شوہر دائمی کو رنج و محن میں مبتلا کرے اگر اس عورت کا شوہر غیرت والا ہوتا اور اپنی حسین زوجہ کو آزاد نہ چھوڑتا، اسے ہر ایک کے سامنے جانے سے روکتا اور اس کی کج ادائیوں اور فتنہ سامانیوں پر فریفتہ ہونے کا دوسروں کو موقعہ نہ دیتا تو معصوم بچی کا خون نہ ہوتا اور باپ کے دل پر دائمی داغ نہ لگتا، اور شوہر دار عورت کے دامن عفت پر داغ نہ لگتا اور ایک جوان اس طرح بدبخت نہ ہوتا، اور نیا گھر بسانے والا گھر اس طرح برباد نہ ہوتا، بیشک حجاب مصونیت ہے نہ کہ محدودیت"

مغربی معاشرہ کے بارے میں مغربی ممتاز افراد کا نظریہ

برطانیہ کا وزیر اعظم بنیز رائیلی ایک مقالہ میں لکھتا ہے مجھے خطرہ و اندیشہ لگا رہتا ہے کہ جنوں آمیز حرکتوں کا ارتکاب نہ کر بیٹھوں لیکن کوشش کرتا ہوں کہ ان میں

سے ایک سے ضرور محفوظ رہوں اور اس کا ارتکاب نہ کروں، اور وہ ہے عشق و محبت کی شادی کہ کوچہ و بازار میں کسی لڑکی کو دیکھوں جو مجھے بھوں اور بھلی لگے اور میری زبان سے یہ نکل جائے کہ یہ عورت میرا نمونہ ہے "

نادانوں نے آزادی کے نام پر آفرینش کے پاک و قیمتی گوہر عصمت و عفت کے حصار اور حجاب و پردہ سے باہر نکال دیا اور اسے ہر اس پروگرام میں شامل کر لیا جس کا شہوت اقتضا کرتی ہے اور عشق و محبت کی شادی سے بچنے کے لئے اس سے کنارہ کشی کریں کیونکہ انھوں نے یہ اچھی طرح مشاہدہ کر لیا تھا کہ اس کی اب کوئی قیمت نہیں رہی ہے اور ہر لحظہ نئے مرد کے ساتھ اور ہر آن نامحرم کے پہلو کو گرم کرتی ہے، ہر لمحہ خلافِ عصمت و عفت اور وقارِ انسانیت کے برعکس پروگرام میں حصہ لیتی ہے

سویڈن کی ایک شاعرہ اور قلم کار الزبیاری نے ایکسپریس اخبار میں یورپ کے معاشرے کے بارے ایک مقالہ لکھا ہے "

مرد خلوص و وفا سے ناواقف ہیں، فریب کاری کے ذریعہ عورتوں اور دوشیزاؤں کو جال میں پھنساتے ہیں

اس محترمہ سے یہ کہنا چاہیئے کہ جس وقت سے تم نے صنف نسواں کو آزادی اور بے عفتی و بے پردگی کی طرف ڈھکیلا ہے اور اسے آزادی کے نام پر شہوت و خواہشوں کی نذر میں ڈال دیا ہے اور جب سے وہ ہر جگہ نیم عریاں بدن اور کج ادائیوں کے ساتھ مردوں کے لئے ہر جگہ ملنے لگی ہیں اسی وقت سے مردوں کا اپنی بیویوں سے خلوص و وفا ختم ہو گئی ہے اور وہ فریب کار و مکار آدمی بن گئے ہیں،

عورت کی بدحجابی بے پردگی اور اس کا تعلقات بڑھانے کے سلسلہ میں آزاد رہنے کے تلخ نتائج اتنے ہیں کہ جن کی شمارش کمپیوٹر ہی کر سکتا ہے، مردوں نے

یہ مناظر دیکھ کر اپنی بیویوں سے کنارہ کشی کریں بلکہ یہ کہا جائے کہ گھر کی ذمہ داریوں کو چھوڑ بھاگے، اور اپنی خواہشوں کو آزاد طریقہ سے پورا کرنے لگے اور غیر شادی شدہ جوانوں نے جب یہ دیکھا کہ شہوت کی منھ زوریوں کو چند ٹکوں سے روکا جا سکتا ہے تو انھوں نے شادی کے بارے میں سوچنا ہی چھوڑ دیا اور ملک کی ناموس کے پیچھے پڑ گئے، اور اس سے اس سے آنکھیں لڑانے لگے، اس طرح مغرب اور ان کی تقلید کرنے والے مشرقی خاندانوں کی تباہی آگئی اور ان کا ماحول جنگل جیسا ہو گیا

محترمہ الزیباری اپنے مقالہ میں مزید لکھتی ہیں: ابھی تک پورے سوئیڈن میں ایسی حسین دوشیزائیں ہیں جو شوہر کی آرزو رکھتی ہیں ان میں سے زیادہ تر مجبوراً مردوں سے تعلقات بڑھاتی ہیں،

بیشک وہ شوہر کرنا چاہتی ہیں لیکن انھیں شوہر نہیں ملتا ہے کیونکہ جوان جیسی عورت چاہتے ہیں انھیں ویسی ہی مل جاتی ہے لیکن وہ شادی کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے، لیکن بعض شادی شدہ مردوں نے بھی اپنی عورتوں کو اس لئے چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ آزادانہ اپنی خواہشوں کو پورا کر سکیں،،

مزید لکھتی ہیں: لڑکیوں سے میری گذارش ہے کہ شادی سے قبل وہ کسی بھی مرد سے تعلقات نہ بڑھائیں

لڑکیوں سے اتنی اہم درخواست کی ہے لیکن یہ درخواست دنیا بھر کی عورتوں موجودہ حالت اور مغرب میں مردوں کی آزاد روی کی بنا پر پوری نہیں ہو سکتی،،

اگر دنیا خیر و صلاح چاہتی ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ عورت کے سلسلہ میں اسلام کے شرعی، فطری اور انسانی احکامات کو عملی جامہ پہنائے اور سب سے پہلے عورت کو مناسب پردہ کی طرف لوٹائے اور اس کی عفت و عصمت اور وفا و حیاء رفتہ کو واپس پلٹا دے کہ اس کے علاوہ اس خانماں سوز خرابکاری کا کوئی علاج نہیں ہے،

عورت کے ادپر مغرب والوں نے جو ظلم روا رکھے ہیں تاریخ بشریت میں اس کی مثال نہیں ملتی ہے، انھوں نے عورت کے عزم و ہمت کو عشوہ گری و طنازی، مردوں کو بھٹکانے اور کوچہ و بازار میں سنگھار کی طرف راغب کیا ہے اور زندگی میں فساد پھیلانے کی طرف ہنکا دیا ہے، اسے شہوت کی پیاس بجھانے کا ذریعہ بنا دیا ہے اس سے مال کمانے اور شہوت رانی کا کام لیا جاتا ہے

نہج البلاغہ میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں

اِنَّ الْبَهَائِمَ هِمَّتُهَا بُطُوْنُهَا وَاِنَّ السِّبَاعَ
هِمَّتُهَا الْعُدْوَانُ عَلٰى غَيْرِهَا وَاِنَّ النِّسَاءَ
هِمَّتُهُنَّ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْفَسَادُ
فِيْهَا، اِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ مُسْتَكِيْنُوْنَ، اِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ
مُشْفِقُوْنَ، اِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ خَائِفُوْنَ

چوپایوں کی ہمت ان کا شکم، درندوں کی ہمت غیر سے دشمنی اور عورتوں کی ہمت دنیوی زندگی کی آرائش اور دنیا میں فساد پھیلانا ہے یہ مومن مرد و عورت ہیں جو امر خدا کے سامنے تسلیم ہیں وہی خدا سے ڈرتے ہیں"

امام حسینؑ کا ایک پروگرام

منقول ہے کہ میدان میں جانے سے قبل امام حسینؑ نے جناب زینبؑ سے فرمایا: عورتوں کے تمام زیورات کو جمع کرو، جب میرے شہید ہونے کے بعد دشمن خیموں کی جانب آئیں گے یہ ان کے سامنے ڈال دینا، جب یہ دنیا پرست انھیں لوٹنے میں مشغول ہو جائیں تو تم امن کی جگہ پناہ لے لینا تا کہ نامحرموں کی نظروں سے بچ سکو، جب یزیدؔ نے چوب خیزران امام حسینؑ کے دندان مبارک پر لگائی تو

اس کے محل کی ایک کنیز نے جناب فاطمہ زہراؑ کو غصہ و پریشانی کی حالت میں خواب میں دیکھا کہ یزیدؔ اور اس کے فعل کی شکایت کر رہی ہیں، کنیز خواب سے چونک پڑی اور خوف و وحشت زدہ اور مضطرب و پریشان بے مقنع و چادر یزیدؔ کی محفل میں آئی اور چلاّئی، جب یزیدؔ نے اسے اس حالت میں دیکھا تو اس پر اپنی عبا ڈال دی، دھمکاتے ہوئے کہا نامحرموں کی محفل میں بے پردہ کیوں آئی ہو؟

کتنی عجیب بات ہے کہ بے دین، شراب خور، کتوں سے کھیلنے والا، بندر نچانے والا یزیدؔ اپنی کنیز کو بھی سر برہنہ نہ دیکھ سکا، اس پر اپنی عبا ڈال دی اور اسے نامحرموں کی محفل سے جدا کر دیا، لیکن بعض مرد ہیں جو اپنی ناموس کے بارے میں غیرت کا ثبوت نہیں دیتے ہیں، اور اسے بے پردہ سنگھار کے ساتھ ہر جگہ بھیج دیتے ہیں، یا خود لے جاتے ہیں،،

غیرت کے بارے میں رسولؐ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الْغَیْرَۃَ مِنَ الْاِیْمَانِ

غیرت ایمان کا جز ہے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں،،

اِنَّ اللّٰہَ غَیُوْرٌ یُحِبُّ کُلَّ غَیُوْرٍ وَمِنْ غَیْرَتِہٖ
حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ ظَاھِرَھَا وَبَاطِنَھَا

بیشک خدا غیور ہے اور ہر غیور کو دوست رکھتا ہے اور
اس کی غیرت سے یہ بھی ہے کہ اس نے ظاہری و باطنی بے غیرت
کو حرام قرار دیا ہے،،

پردہ اور آنکھ لڑانا قرآن کی نظر میں

بے پردگی اور بدحجابی بہت برا کام اور اس کی خرابیاں بے پناہ ہیں، بے پردگی

اور بدحجابی کی حرمت کا تعلق عزتِ خدا سے ہے، خوش نصیب ہے وہ شخص جو حق کے اتباع میں اپنی ناموس کے بارے میں غیرت مند ہے،

جو مرد و عورت کوچہ و بازار اور رشتہ داروں کے گھر میں جانے اور محافل میں شرکت کرنے اور تعلیم کے لئے مدارس و یونیورسٹیوں میں جانے، زیارت و سیاحت کے سلسلہ میں سفر کرنے پر مجبور ہیں ان کی فکری و نفسیاتی اور قلبی سلامتی کے لئے قرآن مجید نے ایک واجب حکم مردوں کے لئے اور ایک واجب فرمان عورتوں کے لئے بیان کیا ہے"

عورتوں کے بارے میں ارشاد ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ
وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ
جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا
يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

اے رسول اپنی ازواج اور بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی چادریں میں رہا کریں تاکہ عفت و پاکدامنی کے ساتھ پہچانی جائیں اور بدکاروں کی نگاہوں سے محفوظ رہیں، کوئی تکلیف نہ پہونچے، اور خدا اپنے بندوں کے حق میں بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے

مردوں کے بارے میں فرماتا ہے"

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا
فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ
خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ، وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ
مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ

اے رسولؐ! مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں جھکائے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں کہ یہ ان کیلئے زیادہ پاکیزہ ہے بیشک خدا ہر اس فعل سے واقف ہے جو تم انجام دیتے ہو،
اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں،،

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

اِیَّاکُمْ وَالنَّظْرَةَ فَاِنَّهَا تَزْرَعُ فِی الْقَلْبِ الشَّهْوَةَ، وَکَفٰی بِهَا لِصَاحِبِهَا فِتْنَةً، طُوْبٰی لِمَنْ جَعَلَ بَصَرَهُ فِی قَلْبِهٖ وَلَمْ یَجْعَلْ بَصَرَهُ فِی عَیْنِهٖ

خبردار غلط نگاہ سے نہ دیکھنا کہ یہ دل کو حرام کی طرف مائل کرتی ہے اور جو غلط نگاہ سے دیکھتا ہے وہ فتنہ ایجاد کرتا ہے خوش نصیب ہے وہ شخص جس نے اپنی بصارت دل میں رکھی ہے، آنکھوں میں نہیں رکھی ہے،،

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں

لَیْسَ فِی الْبَدَنِ شَیْءٌ اَقَلُّ شُکْرًا مِنَ الْعَیْنِ فَلَا تُعْطُوْهَا سُؤْلَهَا فَتَشْغَلَکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

بدن میں سب سے زیادہ ناشکری آنکھیں ان کی خواہشوں کو نہ پورا ہونے دو کہ تمہیں خدائے عزوجل کی یاد سے غافل کردیں گی،،

رسولؐ فرماتے ہیں

لِكُلِّ عُضْوٍ حَظٌّ مِنَ الزِّنَا، فَالْعَيْنُ زِنَاهُ النَّظَرُ

زنا سے ہر عضو ایک مخصوص لذت محسوس کرتا ہے آنکھ کا زنا
نامحرموں کو دیکھنا ہے

جب قرآن کے فرمان کے مطابق جناب شعیبؑ کی بیٹی نے موسیٰ کے بارے میں والد سے کہا

يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ

ابا انھیں اجرت پر رکھ لیجیے بیشک وہ امانت اور طاقت کے لحاظ سے بہترین آدمی ہیں جسے آپ اجرت پر رکھیں گے

جناب شعیبؑ نے بیٹی سے کہا، بیٹی بیشک یہ جوان طاقت ور ہے اس کی طاقت کا اندازہ تو تم نے بڑے پتھر کے ہٹانے سے کر لیا لیکن تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ وہ امین ہے؟

عرض کی: میں ان کے آگے آگے اپنے گھر آنے لگی تو انھوں نے کہا تم میرے پیچھے پیچھے آؤ اگر میں راستہ بھٹک جاؤں تو تم بتا دینا کہ ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں کہ جو آنکھوں سے عورتوں کا تعاقب کرتے ہیں [1]

رسولؐ فرماتے ہیں

مَنْ مَلَأَ عَيْنَهُ مِنْ حَرَامٍ مَلَأَ اللّٰهُ عَيْنَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ النَّارِ إِلَّا أَنْ يَتُوبَ وَيَرْجِعَ

جو شخص حرام سے اپنی آنکھ پُر کرتا ہے قیامت کے دن خدا اس کی آنکھ کو آگ سے بھر دے گا مگر یہ کہ توبہ کرلے اور پھر ایسے کام نہ کرے"

---

[1] بحار ج ۵ ص ۳۲

رسولؐ خدائے متعال سے نقل کرتے ہیں

اَلنَّظَرُ سَهْمٌ مَسْمُوْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ
مَنْ تَرَكَهَا مِنْ مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهُ اِيْمَانًا
يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِيْ قَلْبِهٖ

حرام نگاہ شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص
میرے خوف سے حرام دیکھنے سے اپنی آنکھوں کو محفوظ رکھے گا
تو میں اس کی جگہ ایسے ایمان کو رکھ دوں گا جس کی لذت وہ
اپنے قلب میں محسوس کرے گا،،

قرآن مجید کی نظر میں عورت کے محرم

کتاب خدا ہدایت کی کتاب، سعادت کا سرمایہ، شخصیت بنانے والی اور لوگوں کیلئے دنیا و آخرت کی بھلائی و خیر لانے والی ہے وہ ایک ابت میں ان لوگوں کا تعارف کراتی ہے جو عورت کے محرم ہیں تاکہ عورتوں پر یہ واضح ہو جائے کہ وہ کس کے سامنے آزاد ہیں اور کس سے انھیں اپنی زینت و حسن کو چھپانا چاہیئے،،

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا
وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ
زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ
اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوَاتِهِنَّ
اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ
التَّابِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ
اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى

عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ
لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى
اللّٰهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

اور اپنی زینتوں کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے کہ خود بخود ظاہر ہے اور اپنے دوپٹہ کو اپنے گریبان پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت کو اپنے شوہر، باپ، دادا، شوہر کے باپ دادا، اپنی اولاد اور اپنے شوہر کی اولاد، اپنے بھائی اور بھائیوں کی اولاد، اور بہنوں کی اولاد، اور عورتوں اور اپنے غلام اور کنیزوں اور ایسے تابع افراد جن میں عورت کی کوئی خواہش نہ رہ گئی ہو اور وہ بچے جو عورتوں کے پردہ کی بات سے کوئی سروکار نہ رکھتے ہوں ان کے علاوہ کسی اور پر ظاہر نہ کریں،،

مسلمان عورتوں، امت محمدؐ کی بیٹیوں کو اپنی دنیا و آخرت کی بھلائی اور خیر کے لئے خدا کے حکیمانہ احکام کے سامنے سر جھکا دینا چاہیئے اور عزت مند مردوں کو اور جوانوں کو چاہیئے وہ اسلامی پردہ اور قرآنی حجاب کے ذریعہ اپنی ناموس کی شہوت پرستوں کی چھیڑ خانی سے حفاظت کریں اپنی بیوی کو اپنی ہی بیوی رکھیں، نہ کہ اس کے حسن و جمال سے ہر ایک لذت اندوز ہو کہ یہ غیرت، جوانمردی، اخلاق و شرافت اور وجدان و مردت کے منافی ہے،،

﴿ ما اصابک من حسنة فمن اللّٰه و ما اصابک
من سیّئة فمن نفسک ﴾

«نساء / ۷۹»

۱۴

زندگی میں
امن و سکون

ما اصابك من حسنة فمن الله و
ما اصابك من سيئة فمن نفسك

زندگی میں امن وسکون

خوبیاں اور برائیاں

انسان عقل ودل اور نفس وجسم سے مرکب ہے وجود انسان میں سے ہر ایک عضو کے لئے خوبیاں اور برائیاں ہیں، ساری خوبیاں خدا کی طرف سے ہیں اور تمام برائیوں کا سرچشمہ خود انسان ہے

قرآن مجید میں جس مقدس وجود کو رحیم، رحمٰن، رب، ودود، غفور، کریم، لطیف، رؤف، باری، مصور، قدوس اور عزیز ایسے اوصاف سے یاد کیا گیا ہے اس سے خیر وخوبی اور رحمت وبرکت ہی صادر ہوتی ہے

جہل وعداوت، حسد وکینہ، کم ظرفی، حرص وطمع، سستی وکاہلی، سے ضرر بدی ونقصان ہوتا ہے

کم از کم اتنا علم ومعرفت، بصیرت وبینش حاصل کرنا ضروری ہے کہ جس سے زندگی چل سکے اور ظاہری وباطنی حیات منور ہوسکے، بیوی، بچوں کے امور انجام دے سکے، اور کائنات کے بارے میں صحیح نظریہ قائم کرسکے،

اصول دین خدا کی معرفت، قیامت کا علم، نبوت وولایت کی پہچان، واجب عینی ہے اور فقہی مسائل اور ضرورت بھر مادی علوم حاصل کرنا واجب کفائی ہے علم ومعرفت بہت ہی لذت بخش ہے اور بہترین خوبی ہے، خدا نے رشد وکمال، کے لئے انسان کے اندر عقل وادراک کی قوت ودیعت کی ہے۔

عقل خدا کی عطا ہے لیکن جب اس کے ساتھ توفیق ومعرفت ہوتی ہے تو باطن

میں ایک دریائے نور موجزن ہوجاتا ہے، یہی نورانیت و صفا باطن کے حصہ کو سکون بخشتی ہے اور یہ سکون قدرتی طور پر انسان سے بیوی، بچوں میں سرایت کرجاتا ہے اور مرد کے ساتھ ساتھ وہ بھی سکون و اطمینان کی نعمت سے مالا مال ہوجاتے ہیں اور نتیجہ میں ایک حد تک زندگی سکون و اطمینان کے نور سے منور ہوجاتی ہے

پہلے گھر کے سرپرست کو اتنا علم دین حاصل کرنا چاہیئے جتنا کہ واجب عینی ہے اور علم فقہ اتنا سیکھنا چاہیئے کہ جس سے حلال و حرام کی تمیز ہو جائے، اور اس کے بعد بیوی، بچوں کو مذکورہ علم حاصل کرنا چاہیئے تاکہ گھر کی چھوٹی سے مملکت میں علم و معرفت والی بابصیرت اور بیدار و آگاہ ملت ایک دوسرے کے ساتھ زندگی بسر کرے اور جہالت و نادانی کے نقصان دہ شر سے محفوظ رہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ معرفت وجود کی وسعت کے مطابق سکون و اطمینان پیدا ہوتا ہے اور جہالت و نادانی اسی تناسب سے نقصان پہونچاتی ہے،

جہالت و نادانی

اہلبیتؑ کی احادیث میں جہالت کو معنوی موت، زندگی کے لئے زہر، مرض، دکھ لغزش و بدبختی، کو وجود میں لانے والی، معاد کو برباد کرنے والی، تمام برائیوں کی جڑ، انسان کا خطرناک دشمن، کفر و ضلالت کی علت، وعظ و نصیحت کو قبول کرنے میں رکاوٹ، اور افراط و تفریط کا سبب قرار دیا گیا ہے

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں

اَلْجَهْلُ مَوْتٌ ... اَلْجَهْلُ دَاءٌ وَعَيَاءٌ
اَلْجَهْلُ يُزِلُّ الْقَدَمَ، اَلْجَهْلُ يُفْسِدُ الْمَعَادَ
اَلْجَهْلُ اَصْلُ كُلِّ شَرٍّ، اَلْجَهْلُ
مَعْدِنُ الشَّرِّ

رسولؐ سے لوگوں نے جاہل کی پہچان معلوم کی تو فرمایا

اِنْ صَحِبْتَهٗ عَنَّاكَ وَاِنِ اعْتَزَلْتَهٗ
شَتَمَكَ، وَاِنْ اَعْطَاكَ مَنَّ عَلَيْكَ
وَاِنْ اَعْطَيْتَهٗ كَفَرَكَ وَاِنْ اَسْرَرْتَ
اِلَيْهِ خَانَكَ

اگر اس کی صحبت اختیار کرو گے تو تمہیں رنج و زحمت میں مبتلا کرے گا اور اگر اس سے کنارہ کشی کرو گے تو تمہیں برا بھلا کہے گا، اور تمہیں کوئی چیز دے گا تو احسان جتائے گا، اور اگر تم اسے کچھ دو گے تو ناقدری و ناشکری کریگا اور اگر اسے ہمراز بناؤ گے تو خیانت کرے گا"

آپ خود فیصلہ کیجیے کہ اگر خاندان کا سرپرست ہی جاہل ہوگا اور معنوی و اصولی مسائل اور مادی و ظاہری پروگرام سے عاری ہوگا تو خاندان کو کون سی چیز اضطراب و پریشان، رنج و محن، اور اذیت و آزار سے بچا سکے گی؟

جاہل کے ساتھ بیوی، بچے، گھر بار، اور مال و دولت سبھی غیر محفوظ ہیں" اسلام نے مادی و معنوی امور میں بقدر ضرورت معرفت و بصیرت حاصل کرنے پر اس لئے زور دیا ہے تاکہ ظاہر و باطن میں امنیت پیدا ہو جائے اور بیوی، بچے بے گناہ انسان دوسرے انسان کے ساتھ امن و امان میں رہیں، اور انسان سے وہ نقصان نہ اٹھائیں اور دنیا و آخرت میں خسارہ سے محفوظ رہیں، اور بدبختی کا بھوت ان کے پیچھے نہ پڑے۔

اسلامی کتب میں بیان ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ فرار کرنے کا مکمل ارادہ کر چکے تھے ایک شخص نے فرار کی علت معلوم کی تو فرمایا، جاہلوں کی وجہ سے جا رہا ہوں" بیشک جہالت و جاہل سے فرار کرنے اور بھرپور طریقے سے نبی کے اتباع کرنے

ہیں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے، ان سے فرار کرنا ہی چاہیئے، جاہل کیمیا رکھتے ہوئے بھی نادار ہے اور عالم نادار ہوتے ہوئے بھی غنی ہے

علم و معرفت

قرآن کے فرمان کے مطابق عالم و جاہل برابر نہیں ہیں

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ

کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں

رسولؐ ارشاد فرماتے ہیں،

جب میرے اوپر ایسا دن آئے کہ جس میں مجھے ایسا علم حاصل نہ ہو جو کہ مقام قرب خدا تک پہونچائے تو گویا اس دن کا طلوع ہونا میرے لئے مبارک نہیں ہے

إِذَا أَتَى عَلَيَّ يَوْمٌ لَا أَزْدَادُ فِيهِ عِلْمًا يُقَرِّبُنِي إِلَى اللهِ تَعَالَى فَلَا بُورِكَ لِي فِي طُلُوعِ الشَّمْسِ ذَالِكَ الْيَوْمَ

نیز آنحضرتؐ نے فرمایا

قَلْبٌ لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ مِنَ الْحِكْمَةِ كَبَيْتٍ خَرِبٍ، تَعَلَّمُوا وَعَلِّمُوا وَتَفَقَّهُوا وَلَا تَمُوتُوا جُهَّالًا فَإِنَّ اللهَ لَا يَعْذِرُ عَلَى الْجَهْلِ

جس دل میں حکمت نہیں ہے اس کی مثال ویران گھر کی سی ہے، پس تم تعلیم حاصل کرو اور تعلیم دو اور سمجھو! جہالت کی حالت میں دنیا سے نہ اٹھنا کہ روز قیامت

خدا جاہل کو معذور نہیں سمجھے گا،،

غرر الحکم میں علم و معرفت کے سلسلہ میں حضرت امیر المومنینؑ کا یہ قول نقل ہوا ہے۔

علم کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے، علم آفات و حوادث سے بچاتا ہے، معرفت بڑی بے نیازی ہے، علم عقل کا چراغ ہے، بہترین رہنما ہے، بہترین ہدایت ہے حسن ظاہری ہے، بہترین ہمنشین ہے، عالی حسب مومن کا گمشدہ مال ہے، حلم کا راہبر ہے، فائدہ مند ترین خزانہ ہے، ٹھوس حقیقت ہے

رسولؐ نے علم و معرفت کے محصول اور اس کی ساری حقیقت کو ایک جملہ میں بیان کر دیا ہے

اَلْعِلْمُ رَأْسُ الْخَيْرِ كُلِّهِ [1]

علم و معرفت تمام خوبیوں کا سر ہے،،

حضرت علیؑ سات بنیادی فرق کے ساتھ مادی ثروت، اور معرفت، کو پہچنواتے ہیں،

(۱) علم انبیاءؑ کی میراث ہے اور مال و دولت فراعنہ کی میراث ہے، علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا، مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے، مال کی حفاظت کرنا پڑتی ہے علم و معرفت خود انسان کی حفاظت کرتے ہیں، علم قیامت تک انسان کے ساتھ رہتا ہے مال دنیا ہی میں چھوٹ جاتا ہے، مال کو ہر آدمی جمع کر سکتا ہے اور علم و معرفت، نورانیت و بصیرت مومن لوگوں سے مخصوص ہے، دین کے سلسلہ میں بھی عالم کے محتاج اور مالدار سے بے نیاز ہیں، علم کے ذریعہ انسان پل صراط سے باآسانی گذر جائے گا اور مال کا اسے حساب دینا پڑے گا [2]

دریا میں خالی کشتی کو موجوں میں پھنسنے اور ٹوٹ جانے اور الٹ جانے کا خطرہ ہے جب کہ بھری ہوئی کشتی خود موج شکن، آگے بڑھنے والی، مطمئن و محفوظ اور مقصد تک پہونچتی ہے

---

[1] بحار ج ۷۷ ص ۱۷۵

[2] بحار ج ۱ ص ۱۸۵

جاہل کی مثال خالی کشتی کی سی ہے اور باعلم دانا کی بصیر انسان بھری ہوئی کشتی کے مانند ہے

جو باطن نور توحید سے منور ہے جو قلب حقیقت سے مطمئن ہے جو دل قیامت کا منتظر ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ دن

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ

کا دن ہے جو انسان دنیا میں خود کو مسافر تصور کرتا ہے اور حیات اخروی کے لئے آخرت کو ابدی گھر سمجھتا ہے اور جو آدمی تمام نعمتوں کو خدا کی امانت خیال کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ اسے ہر نعمت کا حساب دینا ہے، جو شخص بیوی، بچوں، گھر بار اور مال و دولت سبھی کو خدا کی عطا تصور کرتا ہے، مختصر یہ کہ ان تمام چیزوں سے اس کا تعلق معرفت کے دائرہ میں ہے تو اس کا عمل کیسا ہونا چاہیئے؟

اس کا کردار، عین حکمت، اس کا چال چلن عین نورانیت، اس کی حرکت صرف حقیقت بیوی، بچوں سے اس کا سلوک صلاح و خیر خواہی رحمت و رأفت اور اصالت و کرامت کی بنیاد پر ہوتا ہے ایسا ہی گھر، خاندان اور دوسروں میں اطمینان و سکون اور امن و امان تقسیم کرتا ہے اور اس کے ساتھ سبھی راحت و آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں، اسلام گھر کے سرپرست، عورت کے شوہر اور بچوں کے والد کو انھیں صفات سے متصف دیکھنا چاہتا ہے

دل حقائق کا سرچشمہ

اسلامی کتابوں میں دل کو عجیب الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے، حرم خدا، چشمہ، امام سلطان، ظرف، دل کو بعض اوصاف سے متصف کیا گیا ہے جیسے سلامت، مرض، پاکی خباثت، نرمی، سختی، نورانیت، اندھاپن، سرنگونی، اقبال، ادبار، حیات، موت کشادگی، ختم، طبع، زنگ اور قسوہ یہ تعبیریں قرآن مجید، کافی، شافی، بحار، رسائل ...

---

۱ بحار ج ۷۰ ص ۲۵ ۲ میزان الحکمۃ ج ۸ ص ۲۱۲ ۳ بحار ج ۷۰ ص ۵۳
۴ میزان الحکمۃ ج ۸ ص ۲۱۸ ۵ ایضاً

مستدرک، تحف العقول، روضۃ الواعظین، اور محجۃ البیضا میں بیان ہوتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک میں بیان ہوئے ہیں،

واقعاً قلب ایک ظرف ہے عجیب ظرف ہے اور اس ظرف میں خدا و قیامت پر ایمان، طہارت، نورانیت، خوف عذاب، خشیت، اخلاص، رقت، محبت و رحمت اور عشق کو جگہ دی جائے تو اس کے مالک کو اطمینان و سکون میسر ہوگا جتنے انسانوں کا بھی اس سے ربط ہے راحت و آرام میں ہیں اور اگر اس ظرف میں طمع، بخل، حرص، حسد، کینہ، نفاق کفر، شرک، سنگدلی اور بدگمانی، ایسے صفات ہوں گے تو ایسا دل رکھنے والا خطرناک دمغرور پلید اور ظالم ہوگا اور اس کے پاس کسی کو سکون و اطمینان نہیں مل سکے گا

جن جوانوں نے ابھی تک شادی نہیں کی ہے ان سے یہ کہنا چاہیئے: اگر آپ ان صفات سے اپنے دل کو آلودہ پاتے ہیں تو اس کی اصلاح کے لئے اقدام کریں پھر شادی کریں تاکہ اپنے والدین کی آغوش محبت کو چھوڑ کے اور ہزاروں تمناؤں کے ساتھ تمہارے گھر آتی ہے، اور تھوڑے دن کے بعد تمہارے بچہ کی ماں بن جائے گی اسے تمہارے پاس آرام و سکون مل جائے اور وہ بخوبی شوہر داری کے فرائض انجام دے اور اچھی طرح بچوں کی تربیت کرے، جس گھر میں آرام و چین نہ ہو اور جس شخص کا کام ہی سکون و آرام کو برباد کرنا ہو وہ عذاب جہنم ہے موت آجائے اس شخص کو جس سے بچوں کو آرام نہ ملتا ہو اور ہمیشہ مغموم و رنجیدہ رہتے ہوں اور ہلاک ہو جائے وہ عورت جس سے شوہر اور بچے پریشان رہتے ہوں اور وہ خود اسے بے پرواہ ہو کر گھر کی فضا کو وحشت و اضطراب کی فضا بنا دیتی ہے،

افسوس ہے ان بچوں پر کہ جن سے والدین کو دکھ پہونچتا ہے اور ان کے ساتھ آرام نہ ملتا ہو،

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں: اگر انسان خدا سے دل نہ لگائے اور اسے ایمان و محبت خدا کا مرکز قرار نہ دے تو اس پر خطرناک بلائیں نازل ہوں گی حوصلہ بلند ہونے

کی صورت میں طمع کی ذلت سے دوچار ہوگا، اور اگر طمع سے آلودہ ہوجائے گا تو حرص کی وجہ سے ہلاک ہوجائے گا، اور اگر مایوس ہوجائے تو اسے افسوس مار ڈالے گا اگر افسوس وغصہ آجائے گا تو آتش غیظ کے شعلے بھڑک اٹھیں گے، اگر خوش ہوگا تو خودداری کو بھلا دے گا اور اگر خوف لاحق ہوجائے تو اس کی عمر پرہیز میں ضائع ہوجائے گی، اور اگر امن وامان کا دامن وسیع پائے گا تو غرور اسے ہلاک کر دے گا۔ اگر اس پر کوئی مصیبت پڑے گی تو بے ہوشی اسے ذلیل کر دے گی، اور اگر اسے مختصر مال مل جائے گا تو وہ خود کو غنی اور مالدار سمجھے گا اور اگر فقر میں مبتلا ہوجائے گا تو مضطرب و پریشان ہوجائے گا اور اگر بھوکا ہوگا تو کمزوری سے زمین گیر ہوجائے گا، اور شکم وسیری میں افراط سے کام لے گا، تو شکم پرستی راہ نفس کو اس کے لئے بند کر دے گی، ایسے انسان کے لئے ہر کمی نقصان دہ اور ہر افزائش خراب کناں ہے [1] (بحار ج ۷، ص ۵۲)

دل کی صحت وسلامتی اور اس کے مرض کے سلسلہ میں رسولؐ سے عجیب کلام نقل ہوا ہے

فِی الْاِنْسَانِ مُضْغَةٌ اِذَا هِیَ سَلِمَتْ وَصَحَّتْ
سَلِمَ بِهَا سَائِرُ الْجَسَدِ، فَاِذَا سَقِمَتْ سَقِمَ
بِهَا سَائِرُ الْجَسَدِ وَهِیَ الْقَلْبُ

انسان کے اندر ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ صحیح ہے تو پورا بدن صحیح ہے اور وہ بیمار ہے تو پورا بدن بیمار ہے اور وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے

نیز آنحضرتؐ نے فرمایا

اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی فِی الْاَرْضِ اٰنِیَةً اٰنِیَةُ الْاَرْضِ هِیَ
الْقُلُوْبُ، فَاَحَبُّهَا اِلَی اللّٰهِ اَرَقُّهَا وَ
اَصْفَاهَا وَاَصْلَبُهَا، وَاَرَقُّهَا لِلْاِخْوَانِ
وَاَصْفَاهَا مِنَ الذُّنُوْبِ وَاَصْلَبُهَا فِی ذَاتِ اللّٰهِ

روئے زمین پر خدا کے کچھ ظروف ہیں جان لو کہ وہ ظروف
دل ہیں خدا کے نزدیک محبوب ترین دل وہ ہے جو زیادہ
نرم، صاف و شفاف اور زیادہ محکم ہے، اپنے بھائیوں
کے لئے نرم ترین دل، گناہوں سے صاف ترین دل اور
خدا کے لئے محکم ترین دل

دل کے بارے میں حضرت علیؑ سے ایک روایت نقل ہوئی ہے

لَا یَسْلَمُ لَکَ قَلْبُکَ حَتّٰی تُحِبَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ
مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ

تمہارا دل صحیح سالم نہیں رہے گا مگر اس وقت جب تم
مومنین کے لئے اسی چیز کو پسند کروگے جو اپنے لئے پسند
کرتے ہو

دل کی سلامتی کے لئے اتنی عجیب راہیں بیان کی گئی ہیں، سردار اولیاء، دعشاق سے کیسے نورانی و حکیمانہ سخن نقل ہوئے ہیں

بیشک اگر انسان دوسروں کے لئے بھی وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتے ہو تو رفتہ رفتہ دل آلودگیوں سے پاک ہوجائیگا، اس سے رذائل ختم ہوجائیں گے اور قلب سلیم میں تبدیل ہوجائے گا

اس وقت دل کی دنیا میں ایمان، عشق، رحمت و محبت اور خلوص و بزرگی موجزن ہوجائے گی اور ایسے انسان کے پاس سب خاص طور سے بیوی، بچے، دنیا و آخرت کی نیکیوں سے اپنا دامن بھریں گے

اگر غیر شادی شدہ جوانوں کو اپنے قلب میں کوئی عیب و نقص نظر آئے تو انھیں اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے ورنہ شادی کے بعد وہ بیوی، بچوں پر ظلم کریں گے اور اگر شادی شدہ مرد اپنے دل رذالت و تیرگی محسوس کریں تو انھیں اس کا علاج کرنا چاہیئے

ورنہ بیوی، بچے ان سے امان میں نہیں رہیں گے۔ اس حقیقت سے سب کو واقف ہونا چاہئے کہ بزرخ کا عذاب ان لوگوں پر ہوگا جن کے سایہ میں بیوی، بچوں کو ان کی بد خلقی اور بد عملی کی وجہ سے آرام نہیں ملتا ہے اگر عقل کو علم کا سہارا مل جائے اور دل اخلاق الٰہی سے آراستہ ہو جائے تو نفس نورانی اور جسم کے حرکات و سکنات ملکوتی ہو جائیں اور انسان خیر و فضیلت کا چشمہ اور امن و امان کا باعث ہو جائے اس سلسلہ میں قرآن مجید کی ایک آیت کے بارے میں غور فرمائیں

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ
اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ

جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو، جو قلبی کیفیت ہے
ظلم سے آلودہ نہیں کیا ہے ان کے لئے امن ہے اور یہی
ہدایت یافتہ ہیں

بیشک جیسا کہ اس بحث کی ابتدا میں بیان ہو چکا ہے کہ تمام خوبیاں خدا کی طرف سے ہیں اور ساری برائیوں کا سرچشمہ انسان ہے

انبیاء، قرآن، ائمہ، علماء ربانی کے وسیلہ سے خدا سے لو لگانے اور ظاہری اور باطنی قوت سے کام لینے سے تمام خوبیوں کو حاصل کیا جا سکتا ہے اور برائیوں کو جدا کیا جا سکتا ہے جب خوبیاں حاصل ہو جائیں تو انسان کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے ان خوبیوں کو دوسروں خصوصاً اپنے بیوی، بچوں میں منتقل کرے کہ اس سے غفلت کرنا بڑا گناہ اور عذاب خدا کا باعث ہے

ہمارے ائمہ نے فرمایا ہے کہ زبان ہی سے نہیں بلکہ اعمال سے دوسروں کے لئے نمونہ بنو، ہر شخص ہر وقت انسان کی خوبیوں اور اس کے باطنی حال کو دیکھے اور انھیں کسب کرنے کا مشتاق ہو جائے،

گھر کے مرد کو چاہئے کہ وہ اپنی زوجہ اور بچوں کے لئے حجت خدا ہو، مرد کو گھر

میں اسوۂ حسنہ، اچھا نمونہ ہونا چاہیئے اسے معنوی و اخلاقی و علمی خوبیوں میں بیوی، بچوں کے لئے نمونہ ہونا چاہیئے اور مرد ان صفات سے اسی وقت متصف ہو سکتا ہے جب کہ وہ ممکنہ حد تک عقل، نفس اور جسم کو علم و اخلاق سے آراستہ کرے اور طہارت و تقویٰ اور نیک عمل سے مزین ہو جائے اس سے اس کا گھر اہلبیت کا شعبہ اور اولیاء اللہ کا ایک جلوہ ہو جائے

یہیں سے مذہبی پروگراموں، مسجدوں میں آمد و رفت عالم دین اور فقیہ کی صحبت اختیار کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ان چیزوں سے دور رہنے سے جہالت جڑ پکڑ لیتی ہے، دل مریض ہو جاتا ہے، اور انسان عملی و نفسی کجرویوں میں مبتلا ہو جاتا ہے

راہ خدا، طریق سلامت کو طے کرنے کمالات تک پہونچنے اور نیکی فلاح حاصل کرنے کے لئے، قرآن مجید، انبیاء کی نبوت، اور ائمہ کی امامت کے آثار قیمتی کتابوں میں موجود ہیں، ان کے ہوتے ہوئے اگر کوئی مذکورہ منازل طے نہ کرے تو وہ دنیا و آخرت اور برزخ و محشر میں خدا کے سامنے کوئی عذر پیش نہیں کر سکے گا،

قیامت میں عذاب

قیامت کی آگ عملی انحراف، دل کی خرابی اور جہالت کی بھڑکائی ہوئی ہے یہ مہربان خدا نہیں ہے جو عذاب کو ہر شخص کے لئے زبردستی خاموش کر دے یہ اخلاق رذائل، گناہ اور برائی ہے جو آخرت میں عذاب اور آگ کی صورت میں ظاہر ہوگی اور گناہگاروں کے وجود کو لقمہ بنائے گی

اگر گناہ و معصیت اور خدا سے عناد اور اس کا انکار نہ ہوتا تو برزخ و قیامت کا عذاب بھی نہ ہوتا

دعائے کمیل میں آیا ہے

میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ اگر انکار کرنے والوں اور دائمی عناد والوں کے لئے جہنم

میں رہنے کا تیرا حکم نہ ہوتا تو تو ساری آگ کو بجھا دیتا، اور پھر کسی کے لیے عذاب کا مقام نہ رہتا لیکن تو نے قسم کھائی ہے کہ تو کافروں اور ناشکروں سے جہنم بھرے گا۔

بنابریں کچھ لوگ ایسے ہیں جو گناہ و معصیت کا ارتکاب کرکے اپنے لیے عذاب فراہم کرتے ہیں، خدا ان کے لیے عذاب فراہم نہیں کرتا ہے اس کا کام تو درگذر، رحمت اور مغفرت کرنا ہے اس نے اپنے بندوں کو حسنات سے آراستہ کرنے کے کو جس کے نتیجہ میں وہ دنیا و آخرت سے سکون سے مالا مال ہوں گے تمام ضروری وسائل و اسباب فراہم کر دیئے ہیں

بہر حال مرد و عورت کو کوشش کرنا چاہیئے کہ وہ دنیوی زندگی میں اپنے بیوی، بچوں و رشتہ داروں کے لیے ایمان و اخلاق، عمل صالح و صفا، وفا، سچائی و درستی، حلم صبر و حوصلہ اور بردباری کے قابل قبول امن و امان فراہم کرے تاکہ روز قیامت اس امن و امان کے سبب خود بھی امن و امان میں رہے

رسولؐ فرماتے ہیں

اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْآخِرَۃِ

دنیا آخرت کی کھیتی ہے

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں

ولنعم دار المتقین [1]

دنیا متقیوں کے لیے بہترین منزل ہے

متقین دنیا کے تمام افعال سے آخرت کا توشہ فراہم کرتے ہیں اور اپنی دنیا سے اپنی آخرت بناتے ہیں دنیا میں خوش اور آخرت میں زیادہ خوش رہتے ہیں

عبداللہ بن یعفور جو کہ کم نظیر اسلامی شخصیتوں میں سے ایک ہیں کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کی، ہم دنیا عاشق دنیا ہیں آپؑ نے فرمایا: دنیا میں کیا کرتے ہو؟ میں نے عرض کی شادی کرتے ہیں اور بیوی، بچوں کے

---

[1] بحار ج ۷۳، ص ۱۰۷

اخراجات پورے کرتے ہیں، مومن بھائی کی مدد کرتے ہیں، صدقہ دیتے ہیں، آپؑ نے فرمایا اس کا دنیا سے نہیں بلکہ آخرت سے تعلق ہے۔

ملاحظہ فرمایئے مومن دستقی افراد، تجارت وکمائی، اور کاشتکاری کرتے ہیں، شادی کرتے ہیں، گھر اور زندگی کو اچھی طرح چلاتے ہیں اور لوگوں کی مدد کرتے ہیں، زیارت کو جاتے ہیں، صدقہ دیتے ہیں، مختصر یہ کہ دنیا کو آرام وسکون اور ایمان واخلاق سے خوشگوار بناتے ہیں، اسی کے ساتھ ساتھ بہترین آخرت کے بھی مالک بن جاتے ہیں

اے کاش! تمام گھروں میں آرام وسکون ہوتا، اے کاش تمام گھروں میں ایمان واخلاق اور عمل صالح کی حکمرانی ہوتی، اے کاش مرد وعورت حسنات سے آراستہ اور رذائل سے پاک ہوتے کہ کسی کے لئے مشکل وجود میں نہ آتی اور سبھی ایک دوسرے کے سایہ میں آرام وسکون کی زندگی بسر کرتے اور خدا کی عطایا سے مسرت ولذت کے ساتھ بہرہ مند ہوتے

امام جعفر صادقؑ نے ایک روایت میں حقیقی مومن کا تعارف کرایا اس کا ایک ٹکڑا یہ ہے

ان الناس منہ راحۃ ونفسہ منہ فی تعب

تمام لوگ مومن کی طرف سے آرام میں رہتے ہیں لیکن مومن یہ آرام فراہم کرنے کی وجہ سے زحمت میں رہتا ہے"

نیک ماں، باپ

جو میاں، بیوی حسنات سے آراستہ اور رذائل سے علیحدہ ہیں وہ ایک دوسرے کیلئے باعث امن وآرام ہیں اور اپنے بچوں کے لئے رشد وکمال اور آرام وچین کا سبب ہیں وہ کبھی بھی اپنے بچوں کی ضرورت سے غافل وبے پروا نہیں رہتے ہیں ان کی ضرورت محبت کے ساتھ پورا کرتے ہیں، مادی ضرورت، تعلیمی ضرورت، معقول آنے

جانے کا خرچ دیتے ہیں، شادی کرتے ہیں، نہایت ہی کمال محبت کے ساتھ ان کی ہر حاجت پوری کرتے ہیں، اگر وہ ان کی بعض ضرورتوں کو پورا نہ کر سکیں تو بھی وہ عزیزوں کو خوش اخلاق، خندہ پیشانی اور صبر و تحمل کے ساتھ قانع کرتے ہیں، اور شریف بچے بھی ان کی بات کو قبول کرتے ہیں،

سمجھدار اور عقلمند بچے اگر کبھی اپنے والدین کی طرف سے بے توجہی محسوس کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ خلاف ادب کام کی طرف دعوت دے رہے ہیں تو وہ نہایت ہی ادب اور احترام کے ساتھ اس کام کو انجام دینے سے منع کر دیتے ہیں اور خطا و اشتباہ سے بچتے ہیں، چنانچہ ایک ماں عہد رسولؐ میں اپنے بیٹے کے مسلمان ہونے سے ناراض تھی، یہاں تک کہ اس نے کھانا چھوڑ دیا لیکن جب اس نے یہ سنا خدا اس کے بیٹے کے اسلام سے راضی ہے اور اس کی ناراضی کی پروا نہیں کرتا ہے تو اس نے اپنی بھوک ہڑتال ختم کر دی اور اپنے بیٹے کے بارے میں سکوت اختیار کر لیا،

محترم والدین جب رسولؐ آپ کے ساتھ ہو جانے والے بچہ کا بھی خیال رکھتے ہیں یہاں تک کہ فرماتے ہیں کہ ساقط ہو جانے والے بچہ سے بہشت کے دروازہ پر کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ وہ کہے گا میں اس وقت تک داخل نہ ہوں گا جب تک میرے ماں، باپ، مجھ سے پہلے داخل نہ ہو جائیں گے تو آپ اپنے بچوں خدا کی بہترین نعمت کی معنوی و مادی دنیا میں طرفداری کیوں نہیں کرتے؟ ان کی دیکھ بھال، ان کی انسانی ضرورتوں کو پورا کرنا ایک قسم کی تجارت ہے جس کا دنیا و آخرت میں عظیم نمونہ ہے،

قال رسول اللّٰہ ﷺ

﴿ من تزوّج للّٰہ و لصلة الرحم توّجه اللّٰہ بتاج الملک ﴾

« وسائل چاپ آل‌البیت، ج ۲۰، ص ۵۱ »

۱۵

خاندان میں فضیلت کے جلوے

قال رسول اللہؐ
من تزوج للہ ولصلۃ الرحم
توجہ اللہ بتاج الملک

خاندان میں فضیلت کے جلوے

خلوص نیت

رسولؐ سے روایت کی گئی ہے کہ جو شخص خدا کے لئے اور محض صلہ رحم کی خاطر شادی کرتا ہے خداوند عالم اس کے سر پر تاج ملائکہ رکھ دیتا ہے،

شادی کے بے پناہ مثبت نتائج ہیں، میاں، بیوی کی ایک دوسرے سے محبت تنہائی سے نجات، رزق میں کشادگی، دونوں خاندانوں کا سکون، نصف دین کا تحفظ، خدا کی خوشنودی کا حصول، جنسی لذت، محسن حیات میں بچہ کی قلقاریاں وغیرہ .....

اگر انسان صرف رضائے خدا کے لئے شادی کرے تو مذکورہ فوائد کے علاوہ وہ نیت کی بنا پر بڑی عبادت کرتا ہے اور عظیم طاعت بجالاتا ہے، ایسی عبادت و طاعت کو جو اسے فرشتہ سے بھی آگے بڑھائے جاتی ہے۔ اور اس کے سر پر ملائکہ جیسا تاج چمکنے لگتا ہے ہم ایسا کام کیوں نہ کریں کہ جس کو قبول حق کا نور منور کردے، اور تمام اقدار سے زیادہ اس کی قدر ہو جائے،

ہمیں چاہیئے کہ خلوص نیت کے ساتھ شادی کریں، مرد و عورت کو چاہیئے مکمل طور پر اس بات کا لحاظ رکھیں تاکہ زندگی کا ظاہر و باطن خدا کی عنایت و رحمت سے متصل ہو جائے اور اس کا پسندیدہ قرار پائے، کتاب مواعظ العددیہ میں حضرت علیؑ سے روایت کی گئی ہے کہ انسان کے مقبول اعمال کے برابر کسی عمل کی قدر و قیمت نہیں ہے،

خلوص نیت کی انتہا

اس سلسلہ میں موسیٰؑ بن عمران کی حیرت انگیز داستان پر توجہ فرمائیں
جناب موسیٰؑ جناب شعیبؑ کی بکریوں کو پانی پلانے کے بعد اور ان کے ملانے پر ان کے گھر میں داخل ہوئے تو شام کے کھانے کے لئے دسترخوان بچھا ہوا تھا جناب شعیبؑ نے فرمایا اے جوان بیٹھو اور کھانا کھاؤ،
حضرت موسیٰؑ نے کہا: میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں، حضرت شعیبؑ نے کہا، کیا ہوا؟ کیا آپ بھوکے نہیں ہیں؟ حضرت موسیٰؑ نے کہا بھوکا ہوں لیکن ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ کھانا اس عمل کا عوض نہ بن جائے ہم اہلبیتؑ ہیں عمل آخرت کے مقابل خالص سونے کی زمین بھی عوض میں قبول نہیں کرتے،
حضرت شعیبؑ نے کہا اے جوان خدا کی قسم میری یہ نیت نہیں ہے، میرا قصد یہ نہیں ہے کہ میرے دسترخوان کا لقمہ تمہارے اس عمل کا عوض قرار پائے مہمان نوازی میری اور میرے باپ، دادا کی عادت رہی ہے اس گفتگو کے بعد موسیٰ دسترخوان پر بیٹھے اور کھانا تناول فرمایا
واقعاً حیرت کی بات ہے مدتوں پہلے آپ مصر سے نکلے اور بیاباں نوردی کرتے رہے اس زمانہ میں آپ کو مناسب کھانا میسر نہ ہوا تھا بلکہ جنگل کی گھاس کھاتے تھے جب حضرت شعیب کے یہاں پہونچے تو پسندیدہ دسترخوان دیکھا باوجودیکہ شدید بھوک لگی تھی، لیکن صرف اس بنا پر کھانا نہیں کھایا کہ وہ کام اس سے متاثر نہ ہو جو محض خدا کے لئے انجام دیا ہے مگر جب حضرت شعیبؑ کی طرف سے مطمئن ہو گئے کہ جناب شعیبؑ اللہ کے لئے مہمان نوازی کر رہے ہیں اور ان کی نیت خالص ہے تو کھانا تناول کر لیا
جناب شعیبؑ کا خلوص اس بات کا باعث ہوا کہ مستقبل کا اولوالعزم آٹھ سال تک ان کی بکریاں چرائے اور حضرت موسیٰؑ کا خلوص اس بات کا سبب ہوا کہ شعیبؑ نبی

ان کے خسر بنیں

حیرت انگیز خلوص

ایک مخلص و محب اہلبیتؑ عالم کہ جن سے برسوں الس رہا اور ان کے اخلاق و کردار سے میں نے بہت کچھ سیکھا ہے انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ جس زمانہ میں میں دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے قم آیا اس زمانہ میں آیت اللہ العظمیٰ شیخ عبدالکریم حائری زعیم حوزہ علمیہ تھے،

کچھ عرصہ بعد حوزہ محترم سے میرا تعارف ہوا اس عنوان سے کہ مجھے ذکر اہل بیتؑ کرنے میں مہارت ہے تو انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ کسی خاص موقعہ پر مجھے مصائب اہل بیتؑ سنانا، رفتہ رفتہ میں ذاکر کے عنوان سے مشہور ہو گیا مجھے بھی اس پر فخر تھا کہ ذاکرین امام حسینؑ کی صف میں میرا شمار ہے

جمعرات کے دن مجھے تہران کے آخر میں ایک عالم دین کے یہاں مدعو کیا گیا مجھ سے خطاب کرنے کی خواہش کی گئی چند منٹ تک میں نے موت کے بارے میں نہج البلاغہ کے چند جملہ نقل کئے، صاحب خانہ روتے رہے اختتام مجلس تک گریہ کرتے رہے آنے والی جمعرات کے بارے میں مجھ سے خواہش کی گئی کہ وہاں جاؤں لیکن یہ فرمائش کی گئی کہ آسان و عام زبان میں تقریر کروں کیونکہ جب یہ عالم دین گذشتہ ہفتہ کی مجلس کو یاد کر لیتے ہیں تو بہت گریہ کرتے ہیں، اس کے بعد مجھ سے ان کے خلوص کی داستان نقل کی گئی جو حیرت انگیز تھی،

وہ مجرد کی زندگی بسر کرتے تھے ہم شادی کا اصرار کرتے تھے لیکن اس کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا مہینوں کے بعد وہ شادی کے لئے تیار ہو گئے ان سے کہا گیا کہ فلاں جوان عورت سے شادی کر لیجئے ابھی تک ان کی شادی نہیں ہوئی ہے چنانچہ فقہی اصول کی بنا پر اسے دیکھا لیکن جواب منفی رہا کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ انھوں نے ایک کالی اور تین بچوں

والی بیوہ سے نکاح کرلیا ہے ہمیں بہت تعجب ہوا ہم نے اس کی وجہ معلوم کی پہلے جو عورت دیکھی تھی وہ باکرہ تھی لیکن میں نے اس سے شادی کے سلسلہ میں نیت خالص کرنے کی لاکھ کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا، اور خدا کے لئے قدم اٹھانے کی سعی کی میسر نہ ہو سکا لہٰذا اس سے منحرف ہو گیا، میں نے اس عورت کو دیکھا اس کا شوہر مر چکا تھا، کوئی روٹی کھلانے والا نہیں اس کے تین یتیم تھے اس سے شادی کے لئے کوئی بھی تیار نہ تھا، اس سے شادی کرنے کے سلسلہ میں مجھے خلوص معلوم ہوا چنانچہ خدا کے لئے اس سے نکاح کرلیا اس کا حقیقی فائدہ مجھے قیامت کے دن نصیب ہوگا

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں

طُوبٰی لِمَنْ اَخْلَصَ لِلّٰہِ عَمَلَہٗ وَعِلْمَہٗ وَحُبَّہٗ
وَبُغْضَہٗ وَاَخْذَہٗ وَتَرْکَہٗ وَکَلَامَہٗ وَ
صَمْتَہٗ وَفِعْلَہٗ وَقَوْلَہٗ

خوش نصیب ہے وہ شخص کہ جس نے اپنے علم، عمل اپنی محبت وعداوت، لین دین، بولنے، خاموش رہنے اور قول وفعل کو خدا کے لئے خالص کرلیا

نیز فرمایا

اَلْاِخْلَاصُ اَشْرَفُ نِھَایَۃٍ

اخلاص بہترین انجام ہے

پھر فرمایا

فِی الْاِخْلَاصِ یَکُوْنُ الْخَلَاصُ

اخلاص ہی میں نجات ہے

نیز فرمایا

اَلْاِخْلَاصُ مِلَاکُ الْعِبَادَةِ

اخلاص عبادت کا معیار ہے

رسولؐ فرماتے ہیں

طُوبٰی لِلْمُخْلِصِیْنَ اُولٰئِکَ مَصَابِیْحُ الْھُدٰی
تَنْجَلِیْ عَنْھُمْ کُلُّ فِتْنَةٍ ظَلْمَاءَ

خوش نصیب ہیں مخلصین، وہ ہدایت کے چراغ ہیں، ہر فتنہ و فساد انھیں کے ذریعہ دفع ہوتا ہے

اخلاص کی قدر و قیمت کے بارے میں حضرت امام حسن عسکریؑ فرماتے ہیں

لَوْ جُعِلَتِ الدُّنْیَا کُلُّھَا لُقْمَةً وَاحِدَةً وَلَقَمْتُھَا
مَنْ یَعْبُدُ اللّٰہَ خَالِصًا لَرَاَیْتُ اَنِّیْ مُقَصِّرٌ
فِیْ حَقِّہٖ

اگر دنیا کو ایک لقمہ بنا دیا جائے اور اسے اس شخص کو کھلا دوں جو کہ خلوص کے ساتھ خدا کی عبادت کرتا ہے تو میرا خیال یہ ہے کہ میں نے اس کے حق میں کوتاہی کی ہے،

رسولؐ فرماتے ہیں

اَخْلِصُوْا اَعْمَالَکُمْ لِلّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبَلُ
اِلَّا مَا خُلِصَ لَہٗ

تم اپنے اعمال کو خدا کے لئے خالص کرو کیونکہ خدا صرف اس چیز کو قبول کرتا ہے جو کہ اس کے لئے خالص کی جاتی ہے

حضرت علیؑ فرماتے ہیں

ضَاعَ مَنْ کَانَ لَہٗ مَقْصَدٌ غَیْرُ اللّٰہِ

اس شخص نے خود کو ضائع کر دیا جس کا مقصد خدا کے علاوہ کچھ
اور ہو

رسولؐ فرماتے ہیں

تَمَامُ الْاِخْلَاصِ اِجْتِنَابُ الْمَحَارِمِ

مکمل اخلاص حرام چیزوں سے پرہیز کا نام ہے

اگر مادی امور سے دلچسپی حد سے زیادہ نہ ہو اور ہوا و ہوس، شہوت، چشم ہمچشمی حد سے نہ بڑھے تو گلستان باطن کے ہر عمل میں اخلاص کا پھول کھلے گا۔ اور اس کی خوشبو سے فضائے حیات معطر ہو جائے گی،

ان مرد و عورت کی زندگی کا کیا کہنا کہ جنھوں نے اخلاص کے تحت شادی کی ہے اور زندگی کی راہ میں بھی تمام محرومیتوں کے باوجود خلوص برتتے ہیں

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ
لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

کہہ دیجئے کہ میری نماز، میری عبادت، میری موت و
حیات خالص اللہ کے لئے ہے جو کہ عالموں کا پالنے والا ہے

واجب امور ریاکاری اور خود نمائی سے باطل ہو جاتے ہیں اور مباح میں ان سے ثواب کم ہو جاتا ہے

تقویٰ و عدالت

میاں، بیوی کو چاہیئے کہ وہ ایک دوسرے کے بارے میں خدائی مسائل اور اسلامی دستورات کی رعایت کریں، اور صحیح معنوں میں رعایت اسی وقت ہو گی جب تقویٰ و عدالت کو اختیار کیا جائے گا، گناہوں، برائیوں اور بد خلقی سے پرہیز کا نام تقویٰ اور تمام افعال میں افراط و تفریط سے بچنے کا نام عدالت ہے

مرد کی طرف سے عورت پر اور عورت کی طرف سے مرد ظلم خواہ کتنا بھی کم ہو اگرچہ بعض لوگ اسے قابل اعتناء نہیں سمجھتے ہیں برا ہے

کبھی عورت میں فطری طور پر جسمانی طاقت اور روحانی حوصلہ زیادہ نہیں ہوتا ہے مرد کو چاہیئے کہ اس برتاؤ میں اس کا لحاظ رکھے جیسا کہ خدا نے بھی اپنے احکام میں اس کی طاقت کا لحاظ کیا ہے اور اسے معاف رکھا ہے

عورت کے کمزور پہلوؤں کی مرد کے حسن سلوک کے ذریعہ تلافی ہونی چاہیئے اس میں طاقت نہیں ہے کہ مرد اس سے لڑے اور گھر میدان جنگ اور جنجال بن جائے

اس سلسلہ میں دو روایتیں ملاحظہ فرمائیں حضرت امیرالمومنینؑ نے جو خط انام حسنؑ کو لکھا ہے اس میں جن چیزوں کی یاد دہانی کرائی ہے ان میں سے عورت کی خلقت کے بارے میں رقم کیا ہے

فَاِنَّ الْمَرْاَةَ رَيْحَانَةٌ وَلَيْسَتْ بِقَهْرَمَانَةٍ

بیشک عورت ایک پھول ہے اور جسمانی لحاظ سے بہت قوی نہیں ہے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

اَلْكُثْرَةُ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ النِّسَاءَ
عَلِمَ اللّٰهُ ضَعْفَهُنَّ فَرَحِمَهُنَّ

جنت میں ستم دیدہ عورتوں کی اکثریت ہوگی خداوند عالم ان کی کمزوری سے واقف ہے اس لئے ان پر رحم کیا ہے

اس لئے مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ عورت کے سلسلہ میں خدا کے حکم کی پیروی کرے اور اس سے نرمی و محبت سے پیش آئے اور اس سے رسم و راہ کے وقت اس کے جسمانی و روحانی حالات کو مد نظر رکھے اور اس کے حق میں ظلم اور اضراہ و تفریط سے کام نہ لے کہ عورت کو پیدا کرنے والے خدا کا فرمان یہ ہے کہ عورتوں کے بارے میں

تقوائے الٰہی اختیار کرو اور اپنے گھر میں کنیز خدا کی مادی و معنوی لحاظ سے اچھی طرح پذیرائی و مہربانی کرو

لیکن عورت کو بھی یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ مرد گھر کو چلانے کے لئے بہت سے سخت و طاقت آزما کام کرنے پڑتے ہیں، بہت سے حوادث سے گذرنا پڑتا ہے وہ بیوی، بچوں کے آرام، ان کی روٹی، کپڑا اور مکان فراہم کرنے پر مجبور ہے اور یہ چیز یا آسان فراہم نہیں ہوتی ہیں ان کے لئے زحمتیں اٹھانا پڑتی ہیں سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں کام کرنا پڑتا ہے نہ جانے کس کس کا منھ دیکھنا پڑتا ہے بنا بریں جب وہ گھر آئے تو عورت کو چاہیئے کہ اس سے شریفانہ برتاؤ کرے بہترین اخلاق کا مظاہرہ کرے پانی اور دیگر چیزوں سے اس کی خاطر کرے اس کی فطری خواہشوں کو چون و چرا کئے بغیر پورا کرے اپنے شریک حیات کا بڑھ کر استقبال کرے اس سے مسکرا کر گفتگو کرے گھر کے ماحول کو پسندیدہ بنائے، شوہر کی محبت، و خوشنودی حاصل کرے اور اس کی زحمتوں کا شکریہ ادا کرے،

بیشک تقویٰ، عدالت، اخلاق حسنہ، پسندیدہ کردار، رضامندی کی مسکراہٹ اس کی زحمت کا شکریہ، آرام کی فراہمی، اچھی خاطر تواضع ایسے فضائل ہیں کہ جن کو مرد و عورت کے وجود سے ظاہر ہونا چاہیئے تاکہ میاں، بیوی کی زندگی ان کی برکت سے منور ہو جائے

عورت کا شوہر کے ساتھ اور شوہر کا اپنے اہل و عیال کے ساتھ حسن سلوک روا رکھنے کے بارے میں شیعہ روایات میں بہت اہم فصل ہے حامل ہے جس کی روایات نہایت حیرت انگیز ہیں ان کے متن کی بات ہی جدا ان کا مفہوم ملکوتی لہجہ کا حامل ہے

ایک دوسرے پر ائی کے دانہ کے برابر بھی ظلم کرنا جائز نہیں ہے اور ظلم کرنے والے کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سخت عذاب اس کی گھات میں ہے، مرد عورت کا مالک نہیں ہے کہ جس سے وہ ہر کام لے سکے اور عورت بھی مرد کے دائرہ سے مکمل طور پر آزاد نہیں ہے کہ وہ جو چاہے کرے اسے کوئی روکنے، ٹوکنے والا نہیں ہے

عورت پر بھی خدا و رسولؐ اور ائمہ نے کچھ ذمہ داریاں عائد کی ہیں، ان کی حدوں میں رہ کر ہی ایک دوسرے سے پیش آسکتے ہیں اور حدود الٰہی و اخلاق انسان کے دائرہ سے خارج ہو کر جو بھی قدم اٹھایا جائے گا وہ ظلم شمار ہوگا۔ اور دنیا و آخرت میں اس کی سزا دی جائے گی

بیوی کے شوہر پر اور شوہر کے بیوی پر ظلم کرنے کے سلسلہ میں رسولؐ سے بہت اہم روایت نقل ہوئی ہے اس پر توجہ کرنا واجب ہے

مَنْ كَانَ لَهُ امْرَأَةٌ تُؤْذِيهِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ
صَلَاتَهَا وَلَا حَسَنَةً مِنْ عَمَلِهَا حَتّٰى تُعِينَهُ
وَتُرْضِيَهُ وَإِنْ صَامَتِ الدَّهْرَ وَقَامَتْ
وَأَعْتَقَتِ الرِّقَابَ وَأَنْفَقَتِ الْأَمْوَالَ فِي
سَبِيلِ اللّٰهِ وَكَانَتْ أَوَّلَ مَنْ تَرِدُ النَّارَ
ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَى الرَّجُلِ مِثْلُ
ذَالِكَ الْوِزْرِ وَالْعَذَابِ إِذَا كَانَ لَهَا
مُؤْذِيًا ظَالِمًا

جس شخص کی عورت اسے تکلیف پہونچاتی ہے خدا اس عورت کی نماز قبول نہیں کرتا ہے اور جب تک وہ شوہر کی رضامندی حاصل نہیں کرے گی اور اس کی مددگار نہیں بنے گی اس وقت تک اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں ہوگا اور سب سے پہلے جہنم میں جائے گی خواہ وہ زندگی بھر روزہ رکھے اور عبادت کرتی رہے اور غلام آزاد کرتی ہو اور خدا میں اموال خرچ کرتی ہو

اس کے بعد رسولؐ نے فرمایا، اگر مرد، بیوی کو ستاتا ہے

تو ایسا ہی عذاب اس کے لئے ہے

ایسا مرد اگر زندگی بھر روزہ رکھے اور راتوں کو عبادت کرے اور راہ خدا میں غلام آزاد کرے اور فی سبیل اللہ اپنا اموال خرچ کرے تو گنا ہگاروں اور عاصیوں میں سب سے پہلے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اب مرد و عورت کو جاننا چاہیئے کہ ظالم کے بارے میں خدا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے اور اسے اپنے دائرہ محبت سے نکال دیا ہے

وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ

اور خدا ظالموں کو دوست نہیں رکھتا ہے

مرد و عورت کو چاہیئے کہ وہ اس حقیقت کو جانیں کہ صرف جسمانی اذیت و ستم ہی کو ستم نہیں کہا جاتا ہے بلکہ قہر آلود نگاہوں سے دیکھنا، بد خلقی سے پیش آنا، سخت بات کہنا، بری بات کہنا، گالی دینا، توہین کرنا اور عدم تمکین سبھی ہی ظلم ہیں

جو عورت اپنے شوہر پر ظلم کرتی ہے اور جو شوہر اپنی عورت پر ظلم کرتا ہے وہ صحیح معنوں میں مسلمان نہیں ہے وہ دائرہ ہدایت سے خارج ہے اور دریائے گمراہی میں غرق ہے

بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ

رسولؐ نے فرمایا ہے

بَیْنَ الْجَنَّۃِ وَالْعَبْدِ سَبْعُ عِقَابٍ اَھْوَنُھَا
الْمَوْتُ قَالَ اَنَسٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَمَا
اَصْعَبُھَا؟ قَالَ الْوُقُوْفُ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ
اِذَا تَعَلَّقَ الْمَظْلُوْمُوْنَ بِالظّٰلِمِیْنَ

انسان اور جنت کے درمیان سات مرحلے ہیں جن میں موت سب سے آسان ہے، انس نے عرض کی اے اللہ

کے رسولؐ ان میں سب سے سخت کون سا ہے؟ فرمایا خدا
کی بارگاہ میں کھڑا ہونا جب مظلوم ظالم کا گریبان پکڑیں گے

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں

بِئْسَ الزَّادُ اِلَی الْمَعَادِ الْعُدْوَانُ عَلَی الْعِبَادِ

معاد کے لیے بدترین زاد راہ بندوں پر ظلم کرنا ہے

اَلظُّلْمُ یُزِلُّ الْقَدَمَ وَیَسْلُبُ النِّعَمَ، وَ
یُحْفِبُ الْاُمَمَ

ظلم سے قدم پھسلتے ہیں، نعمتوں کو سلب کر لیتا ہے اور قوموں
کو ہلاک کر دیتا ہے

مولاؑ فرماتے ہیں

خدا کی قسم اگر مجھے ہفت اقلیم دیدیئے جائیں اور یہ کہا جائے
کہ چیونٹی کے منہ سے جو کا چھلکا چھین لوں تو میں ہفت اقلیم کو
ٹھکرا دوں گا، رسولؐ نے اس چیز کو کھانے سے منع کیا ہے
کہ چیونٹی اپنے منہ اور ہاتھ پیروں کے ساتھ اٹھا کر لیجاتی ہے[1]

رسولؐ فرماتے ہیں

اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّهُ ظُلُمَاتُ یَوْمِ الْقِیَامَةِ

ظلم نہ کرو کہ ظلم روز قیامت کی تاریکیوں میں سے ہے

ایک شخص نے رسولؐ سے عرض کی میں چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن نور و روشنی کے ساتھ محشور کیا جاؤں آپؐ نے فرمایا۔ کسی پر بھی ظلم نہ کرو روز قیامت نور کے ساتھ محشور ہوگے

---

[1] میزان الحکمت ج ۵ ص ۵۹۵ / ۵۹۶

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

كُلُّ ظُلْمٍ الْعَادُ وَضَرْبُ الْخَادِمِ فِي غَيْرِ ذَنْبٍ
مِنْ ذَالِكَ الْإِلْحَادِ

ہر ظلم کفر ہے اور خدمت و خادم کو بے خطا مارنا ظلم ہے

مرقع فضیلت

مومن مرد اور مومنہ عورت کے کچھ خصوصیات ہیں اور ان خصوصیات کے آثار ان کی حیات ہی میں ظاہر ہو جاتے ہیں جس سے ان کی زندگی میں چاشنی آجاتی ہے اور وہ اس سے لذت اندوز ہوتے ہیں اس سے پاک نسل پیدا ہوتی ہے کہ جس کے ان کی آخرت سنور جاتی ہے

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ
بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ
وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ أُولٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ
اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

مومن مرد اور مومنہ عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں
وہ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں
اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور
اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں وہی ہیں جن پر خدا
رحم کرے گا،، بیشک خدا غالب و حکمت والا ہے

قرآن مجید کی جو آیتیں اہل ایمان کے بارے میں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ظاہر و باطن کو سمجھنے کے لئے یہی کافی ہے، ان صفات کے حامل مرد و عورت جب

آپس میں مشترک زندگی کا آغاز کریں گے تو ان کی زندگی نور، صدق و صفا، خیر و برکت اور پاکیزگی سے مملو ہو جائے گی اس کی زندگی میں مرد نمونہ بن جاتا ہے اور عورت بھی نمونہ بن جاتی ہے ان کی حیات، حیات طیبہ اور ان کی دنیا و آخرت آباد ہو جاتی ہے مرحوم مجلسی فرماتے ہیں

ایسے بھی مرد تھے کہ جب وہ کسب و کمائی کے لئے گھر سے باہر نکلنا چاہتے تھے تو ان کے بیوی، بچے کہتے تھے

اِیَّاکَ وَکَسْبَ الْحَرَام

جردار! حرام کی کمائی نہ ہو، ہمارے کھانے، کپڑے اور دیگر اخراجات کو بہانا بنا کر حرام کی کمائی نہ لانا

فَاِنَّا نَصْبِرُ عَلَی الْجُوْعِ وَالضُّرِّ وَلَا نَصْبِرُ عَلَی النَّارِ

ہم بھوک اور سختی کا مقابلہ کر لیں گے لیکن ہمارے اندر روز قیامت کے عذاب کی طاقت نہیں ہے

اس سے بڑی اور کون سی فضیلت ہو سکتی ہے کہ مشکلوں اور سختیوں پر صبر کرنا اپنے کو روز قیامت کے عذاب سے بچانا ہے میں نے خود ایسے بزرگ و عظیم لوگوں کو دیکھا ہے کہ اپنے بیوی، بچوں کی اس خواہش کو جو کہ ان کی طاقت سے باہر ہوتی ہے نرم لہجہ اختیار کر کے پورا کرنے سے انکار کر دیتے تھے، اور کہتے تھے کہ جب کشادگی ہو جائے گی تو تمہاری خواہش پوری کر دی جائے گی، چنانچہ ان کے اہل و عیال بھی اس پر راضی ہو جاتے تھے اور مرد کو ذہنی کشمکش میں مبتلا ہونے اور مشکلات میں پھنسنے سے بچا لیتے تھے، بنا بریں وہ اطمینان، خدا پسند، نورانی، اور صدق و صفا کی زندگی گذارتے تھے، خدیجہ کبریٰ وہ عورت تھیں کہ جس نے سختی و شدت کے دنوں میں خندہ پیشانی کے ساتھ اپنے شوہر کے ساتھ زندگی گذاری، ہر رنج و الم میں ان کی شریک رہیں اس انداز سے آنحضرتؐ کے ساتھ زندگی بسر کی کہ ان کی وفات کے

بعد رسولؐ انھیں یاد کرکے رونے لگتے اور ان کے لیے دعائے خیر کرتے تھے

خدیجہ نے شادی کے فوراً بعد اپنی ساری دولت و ثروت رسولؐ کے سپرد کردی تھی، رسولؐ نے اس دولت سے حاجت مندوں کی حاجت روائی کی اور اسلام کی ترقی کے سلسلہ میں خرچ کی چنانچہ اس دولت میں سے ایک پیسہ بھی باقی نہ رہا اور خدیجہ نے اپنی عمر کے آخری ایام اپنے شوہر کے ساتھ ایک چھوٹے سے گھر میں گذارے کہ جس میں ضروریات زندگی کا منتظر آنا تھا لیکن کبھی شکوہ نہ کیا ہاں اپنی زندگی کے آخری لمحات میں شوہر نامدار سے بچشم نم کہا! کیا خدا مجھ سے راضی ہے؟ امین وحی نازل ہوئے عرض کی اے رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ خدیجہ کو سلام پہونچا دو اور کہہ دو کہ میں خدیجہ سے راضی ہوں اس سے خدیجہ بہت خوش ہوئیں اور رسولؐ کی خدمت میں عرض کی اب میرے لئے موت و حیات دونوں ہی شیریں ہیں

اس وقت فاطمہ زہراؑ کی عمر چار سال سے زیادہ نہ تھی جب انھوں نے گھر میں ماں کی جگہ خالی دیکھی تو والد سے دریافت کیا میری اماں کہاں ہیں؟ رسولؐ نے فرمایا وہ ملکوتیوں کے ہمراہ ہیں

بیشک جس عورت کے ایمان کے آثار اس کے اخلاق و اعمال میں جلوہ گر ہوں وہ فرشتہ ہے وہ خدا کی خوشنودی کا منبع ہے اور فضائل و کمالات کا چشمہ ہے

ایک سبق آموز داستان

میرے نانا اور نانی نے صدق و صفا اور ایمان و اخلاق کے ساتھ تقریباً ستر سال ایک دوسرے کے ہمراہ گذارے ہیں واجبات و مستحبات کو پابندی اور نشاط کے ساتھ بجالاتے تھے، نماز شب، تلاوت قرآن، زیارت ائمہ، مذہبی مجالس کا انعقاد مہمان نوازی، لوگوں کی حاجت روائی، احوال پرسی اور نماز جماعت میں اپنی زندگی کے آخری دنوں تک شرکت ہے اور اسی طرح میرے دادا، دادی نے بھی ایک دوسرے

کے ساتھ تقریباً پچاس سال گذارے ہیں

میری نانی نے سید الشہداؑ کی عزاداری کے زمانہ اوائل محرم میں ظہر کے وقت وفات پائی جب کہ میرے نانا صحتمند تھے۔ نانی کے دفن کے بعد بیٹے اور خاندان والے ان کے سوم کی مجلس کا پوسٹر نکلوانے کی تیاری کر رہے تھے کہ نانا نے ان سے کہا کہ اس پوسٹر کے نکلوانے کی زحمت نہ کریں کل رات کو نماز عشاء کے بعد میں بھی دنیا سے اٹھ جاؤں گا، ہم دونوں کے لیے ایک ہی مجلس کر دینا"

نانا کی یہ بات سن کر سبھی پریشان ہو گئے، تو انھیں تسلی و دلاسا دیا، یہ اس بات کو کوئی بھی باور نہیں کر سکتا تھا لیکن اگلی رات کو جب انھوں نے نماز کے بعد سلام پھیرا خدا سے راز و نیاز کیا عرض کی پالنے والے تو نے وعدہ کیا ہے کہ تو یاد کرنے والوں کی فریاد کو پہونچتا ہے میں اس وقت تیری قیامت کا مسافر ہوں، محتاج ہوں، میری مدد فرما، اس کے بعد کلمہ پڑھا تو مصلے کے پاس دم توڑ دیا،

دونوں کو ایک قبر میں دفن کیا گیا، ایک رات کو میں نے انھیں خواب میں دیکھا میں نے معلوم کیا آپ کہاں ہیں؟ جواب دیا کہ تین روز تک تو ہم قبر ہی میں تھے اس کے بعد ہمیں سید الشہداؑ کی خدمت میں لے جایا گیا اور اس وقت ہم بزرخ کی ملکوتی فضا میں آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں،

ایک عجیب واقعہ

اپنی نوجوانی کے زمانہ میں میں اپنے والد کے دینی حالات کے تحت اور علماء مسجد اور مذہبی مجالس سے ان کے شغف کی بنا پر عالم ربانی، مسجد اور دینی مجالس کا شیدا ہو گیا، دینی اداروں میں آنے جانے لگا، جامع الشرائط علماء کے پاس نشست و برخاست کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یہ طاغوت کے زمانہ اور اس زمانہ کی بات ہے جب جوان بدکاریوں میں مبتلا تھے، یہ میرے اور میرے باطن کے سنورنے کے لیے بہت

مفید تھا چنانچہ خاندان و مسجد و عالم ربانی کی خدمت سے ۱۶ و ۱۷ سال کی عمر میں مجھے جو روحانی غذا ملی اس کی بدولت ۱۹۶۴ء میں حوزہ علمیہ قم پہونچا، ظاہر ہے کہ حوزہ علمیہ قم میں علم و علماء سے زیادہ سابقہ پڑا،

طالب علمی کے زمانہ میں اہل حال اور ممتاز علماء سے ملاقات رہی اس وقت مجھے یہ یاد نہیں ہے کہ جو حیرت انگیز داستان میں یہاں نقل کرنا چاہتا ہوں وہ میں نے کس سے سنی تھی لیکن داستان نہایت دلچسپ اور سبق آموز اور عورت کی فکری اور روحانی منزل کی غماز ہے خاص طور سے جب اس کا وجود ایمان و اخلاق حسنہ اور عمل صالح سے مخلوط ہو گیا ہو

ناقل کہتے ہیں، مرقد امام رضاؑ کے پہلو میں واقع مسجد گوہر شاد جو کہ روئے زمین کی مساجد میں بامنفعت ترین مسجد ہے جس میں رات دن ہزاروں رکعت اور ہزاروں بار زیارت پڑھی جاتی ہے، جس میں علوم اسلامی کی تعلیم اور عالم ربانی کی تربیت کے لئے دسیوں درس کی مجلس منعقد ہوتی ہیں، تعمیر کرانے والی ایک یافتہ، دیندار اور پاکدامن عورت تھی

مسجد کی تعمیر شروع ہونے سے پہلے انھوں نے منتظمین اور معماروں سے کہا جہاں سے عمارت کا مصالحہ لایا جائے اور مسجد تک ان حیوانوں کے دانے پانی کا بندوبست کیا جائے جن پر مصالحہ لاد کر لایا جائے گا، خبردار! کسی بھوکے حیوان پر بوجھ نہ لادنا یہ بات خدا کو اور ضمیر کو پسند نہیں ہے، حیوانات کے مالکوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ انھیں ماریں، کام کا وقت معین ہونا چاہیئے، لیکن معماروں اور مزدوروں کے ساتھ محبت سے پیش آئیں، ان کی مزدوری ان کی زحمت کے مطابق دی جائے، کوئی بات سمجھنا ہو تو بہت ہی نرم لہجہ میں سمجھائی جائے کسی کا دل نہ دکھایا جائے، اطراف میں بنے ہوئے گھروں کو قیمت دے کر خریدا جائے، کیونکہ ہم عبادت گاہ اور علوم الٰہی کے درس و بحث کا مرکز بنانا چاہتے ہیں، خبردار! کسی حیوان یا انسان پر ظلم ذرہ برابر نہ کیا جائے کہ اس سے عمل

اور کام کی قدر و قیمت پر حرف پڑتا ہے
حضرت امیر المومنینؑ نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں

فَاِنَّکُمْ مَسْئُوْلُوْنَ حَتّٰی عَنِ الْبِقَاعِ وَالْبَهَائِمِ

بیشک تم سے زمین کے قطعوں اور چوپایوں کے بارے میں
بھی باز پرس ہوگی

وہ عالم کہتے ہیں۔ گوہر شاد محترمہ دیکھنے اور ضروری احکام دینے کے لئے اکثر مسجد آتی تھیں ایک دن اچانک ایک مزدور نے ان کا چہرہ دیکھ لیا اور ان پر فریفتہ ہو گیا، اظہار کرنے کی جرأت نہ تھی اس کے لحاظ سے موقع خطرناک تھا گوہر شاد شاہ رخ مرزا زوجہ اور تیمور کورکانی کی بہو تھی اس محبت کے اظہار کی گنجائش نہ تھی لیکن بیوقوف ان مسائل سے باخبر تھا عشق میں مریض ہو گیا، مزدوروں کے روزانہ کے کام کی رپورٹ دیکھی تو معلوم ہوا ایک مزدور مریض ہے اور ایک ٹوٹے پھوٹے گھر میں اپنی ماں کے ساتھ زندگی گذار رہا ہے، اس کی عیادت کے لئے گئیں اسے دیکھ کر بیمار کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا اور کمزوری کے عالم میں رونے لگا، گوہر شاد نے احوال پرسی کی اور بیماری کی وجہ معلوم کرنے پر اصرار کیا تو اس کی ماں نے جو اس سے بھی زیادہ سادہ لوح تھی راز فاش کیا لیکن گوہر شاد نے نہ غصہ کیا اور نہ اپنے منصب سے استفادہ کیا جوان مزدور کی ماں سے گلہ کیا اور کہا کہ میں اپنے شوہر سے جدائی کے بعد تم سے شادی کروں گی لیکن اس سے پہلے تمہیں مہر دینا پڑے گا اور میرا مہر یہ ہے کہ اس نیم مکمل مسجد کی محراب میں چالیس دن رات تک خدا کی عبادت کرے

جوان اس بات پر راضی ہو گیا عشق کے ہیجان ولولہ میں چند روز تک عبادت میں مشغول رہا لیکن خدا کے لطف اور امام رضاؑ کی عنایت سے اس سے منصرف ہو گیا گوہر شاد جانتی تھی یہ نہیں کر سکے گا،
چالیس دن کے بعد گوہر شاد نے کسی کو اس کا حال معلوم کرنے کے لئے بھیجا تو اس

نے بتایا

اگر لذت ترک لذت بدانی　　دیگر لذت نفس لذت نخوانی

خدا پر ایمان اور قیامت کے اعتقاد، اخلاق حسنہ کو اپنا کے اور پسندیدہ چال چلن اختیار کرکے ہم اپنے گھر کو خدائی، انسانی اور فضائل معنوی کی جلوہ گاہ بنا سکتے ہیں اور یہ کوئی بہت دشوار کام نہیں ہے ہر چند دوسروں کے لئے سخت ہو لیکن توفیق خدا جس کی دست گیری کرتی ہے اس کے لئے دشوار نہیں ہے

﴿ یا ایها النّاس کلوا ممّا فی الارض حلالا طیّبا
ولا تتّبعوا خطوات الشیطان... ﴾

« بقرہ / ۱۶۸ »

۱۶

اسلام اور گھر

اور اہل وعیال کے مادی وسائل

یاایھاالناس کلوا مما فی الارض حلالاً
طیباولاتتبعوا خطوات الشیطان ...

اسلام اور گھر اور اہل و عیال کے مادی مسائل

ثروت کا خیر و شر

بیوی، بچوں کے اخراجات پورا کرنے اور زندگی کی گاڑی چلانے کے لئے انسان کو مال کی ضرورت ہوگی اور اس کی یہ ضرورت فطری ہے۔ مال و دولت، کمائی اور تجارت مثلاً لوہا بھی مال ہے اس میں شغل گیری کی خاصیت ہوتی ہے اس سے مختلف قسم کے وسائل بنائے جاتے ہیں لیکن جب تک وہ بشر کے اختیار میں نہیں ہوتی وہ ایسا مادہ ہے کہ جسے خیر و شر سے متصف نہیں کیا جا سکتا لیکن جب وہ مومن باادب اور باوقار انسان کے اختیار میں آجاتی ہے تو خیر بن جاتی ہے اور جب کسی بدمعاش، بدتمیز، ہوس راں اور غافل کے ہتھے چڑھ جاتی ہے شر بن جاتی ہے

یہی لوہا جب ابن ملجم کے ہاتھ میں آجاتا ہے تو وہ امام موحدین، مولائے عاشقین، معلم عارفین کو شب قدر میں، محراب مسجد میں شہید کر دیتا ہے اور شقی ترین انسان شمار ہوتا ہے، چنانچہ اس کے ہاتھ میں لوہا اس کی باطنی وضع کی خاطر شر و فساد اور خسارہ کا منبع ہے ایسے خسارہ کا کہ جس کی تلافی نہیں کی جا سکتی

جب لوہا حضرت امیر المومنینؑ کے ہاتھ میں آتا ہے تو دین کی بقا اور ہدایت کی وسعت کا سبب بنتا ہے اور اس کا ایک بار کا استعمال رسولؐ کے فرمان کے مطابق جن و انس کی عبادت سے افضل ہوتا ہے

ضَرْبَةٌ عَلِيٍّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ
عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ

آداب الٰہی سے آراستہ لوگوں کے ہاتھ میں پیسہ اور مال تجارت عالم ملکوت پرواز کا ذریعہ قرب خدا میں پہونچنے کا وسیلہ خدا کی رحمت و درود کا سبب اور اجر عظیم و ابدی فائدہ کے حصول کا باعث ہے بیشک جو مومن جود و کرم و سخاوت اور رحمت سے متصف اخلاق خدا سے آراستہ ہوتا ہے اس کے لئے اس کا مال آخرت کی تجارت کے لئے ہوتا ہے اور خدا کی ابدی نعمت کی طرف سے جانے والی سواری ہوتا ہے دنیا و آخرت کی بھلائی کا مالک بناتا ہے

کیا سورہ بقرہ میں خدا نے مومن انسان کے باقی رہ جانے والے مال خیر باقی قرار نہیں دیا ہے [1] بیشک مومن کا ایمان، اس کا جود و کرم، رحمت و محبت اس کے مال کو باقی رہ جانے والی خیر قرار دیتا ہے اس مال کا ½ اس کی وصیت کے مطابق کار خیر میں اور ½ آیات قرآنی کی رو سے وارثوں میں تقسیم ہوگا،

آیۂ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً

کی توضیح کرتے ہوئے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے

رِضْوَانُ اللّٰهِ وَالْجَنَّةُ فِي الْآخِرَةِ وَالسَّعَةُ فِي الرِّزْقِ وَالْمَعَاشُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ فِي الدُّنْيَا

آخرت کی خیر و خوبی خدا کی رضا اور جنت ہے اور دنیا کی خیر و فلاح رزق کی بہتات اور حسن خلق ہے

بنا بریں پیسہ اور مال مومنوں کے لئے رضائے حق اور بہشت عنبر سرشت کے حصول کا ذریعہ ہے کیونکہ مومن جائز طریقہ سے پیسہ کماتا ہے فقہی مسائل کا لحاظ رکھتا ہے، حرام معاملات سے بچتا ہے، حلال معاملات میں ثابت قدم رہتا ہے مختصر یہ کہ خدا کی طاعت میں رہتے ہوئے پیسہ کماتا ہے اور اسے بیوی، بچوں، واجب اخراجات پر اور واجب حقوق خمس و زکوٰۃ، محروم و سائل کی مدد، مظلوم و کمزوروں کی دست گیری اور رشتہ داروں کی مدد کے سلسلہ میں خرچ کرتا ہے

---

[1] سورہ بقرہ ۱۸

ان فطری و شرعی امور میں جائز طریقہ سے حاصل ہونے والے مال کو خرچ کرنا در حقیقت عبادت ہے اور قرآن کی رو سے دنیا و آخرت میں نیکی و سعادت ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ مال و دولت کو کتاب خدا میں خیر و حسنہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کے کمانے اور صحیح طریقہ سے خرچ کرنے کو خدا کی عبادت اور باعث اجر عظیم قرار دیا گیا ہے

ہوس راں اور بے دین لوگوں کے ہاتھ جو مال ہے اس کے بارے میں امیر المومنینؑ کا نظریہ سننے کے قابل ہے

اَلْمَالُ مَادَّةُ الشَّهَوَاتِ اَلْمَالُ نَفْثُ الْحَوَادِثِ
اَلْمَالُ يُقَوِّي الْاٰمَالَ اَلْمَالُ سَلْوَةُ الْوَارِثِ
اَلْمَالُ يُكْرِمُ صَاحِبَهُ فِي الدُّنْيَا وَيَضَعُهُ
فِي الْاٰخِرَةِ

مال اصل شہوت ، ، مال تاراج حوادث ، مال امیدوں کی تقویت کرنے والا ، مال دنیا میں اپنے مالک کو بلندی دیتا ہے اور آخرت میں گرا دیتا ہے

رسول خداؐ فرماتے ہیں

اِنَّ الدِّيْنَارَ وَالدِّرْهَمَ اَهْلَكَا مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَهُمَا مُهْلِكَاكُمْ

گذشتہ لوگوں کو چاندی سونے نے ہلاک کیا تھا تمہیں بھی ہلاک کریگا

اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ عِجْلًا وَعِجْلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الدِّيْنَارُ وَالدِّرْهَمُ

ہر امت کے لئے ایک بچھڑا ہے اور اس امت کا بچھڑا درہم و دینار ہیں

بیشک ضعیف الایمان مال کے ذریعہ حرام اور آرزوؤں کے جنجال میں پھنس جاتے ہیں اور دنیا و آخرت کی رسوائی خریدتے ہیں اور رسولؐ کے فرمان کے مطابق مال کی صورت صورت میں گوسالہ پرستی کرتے ہیں

حلال و حرام

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو نائدہ ان کو جائز کمائی اور صحیح تجارت کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے محنت کا ثمرہ جائز کمائی اور تجارت کے ذریعہ ہونے والی اس تجارت اور کسب کے ذریعہ جس کا خدا نے حکم دیا ہے جس کی تفصیل فقہ اہل بیتؑ نے بیان کی ہے وہ حلال ہے، اور جو ناجائز جیسے رشوت، غصب، چوری، دھوکہ، حیلہ، اور لوٹ .. کھسوٹ طریقہ سے حاصل ہوتا ہے وہ حرام ہے

حلال کمائی کے لئے جانا عبادت اور باعث اجر و ثواب ہے اور حرام کے حصول کے لئے جانا معصیت اور باعث عذاب ہے، اگر کوئی شخص راہ حلال کو چھوڑ کر راہ حرام کو اختیار کرے اور نصیحت کرنے والے سے یہ کہے میں کیا کروں خدا نے میرے لئے یہی مقرر و مقدر کیا ہے تو یقیناً وہ خدا پر بہتان باندھتا ہے اور سو فیصد شیطانی بات کہتا ہے اور سفید جھوٹ بولتا ہے

قرآن مجید کی بہت سی آیات اس بات کو بیان کرتی ہیں کہ خدا نے رزق حلال کو سب کی روزی قرار دیا ہے اور انھیں حلال کمانے اور حلال کھانے کی دعوت دی ہے اس نے کسی کے لئے بھی حرام رزق مقدر نہیں کیا ہے کہ حرام کا سرچشمہ انسان کی فکری، اخلاقی کجروی اور اس کا کمزور ایمان ہے

خدا کی طرف حرام کی نسبت دینا، ناروا، بے جا تہمت اور ایسا عظیم گناہ ہے کہ جس پر قیامت کے دن سخت عذاب کیا جائے گا، یہ بات عدل و حکمت اور رحمت و رأفت کے خلاف ہے کہ خدا کی طرف سے حرام روزی دی جائے اس بات کی بہت زیادہ

تاکید کی گئی ہے کہ حلال میں سے پاک و پاکیزہ کھاؤ اور ایسا ہو تا کہ خدا یہ ارادہ کرتا ہے کہ حرام روزی دی جائے اس سے اس کے ارادہ اور حکم میں تناقض لازم آتا ہے جب کہ ایسا نہیں ہے اس کے یہاں کسی تناقض کا وجود نہیں ہے یہ نادان انسان ہیں جو حماقت اور بے خبری کی وجہ سے اس پر تہمت لگاتے ہیں

قرآن مجید فرماتا ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ
إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

اے لوگو! ان چیزوں میں سے کھاؤ جو زمین میں حلال اور پاک ہیں اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو کہ بیشک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے، وہ تمہیں برائی اور بدکاری کا حکم دیتا ہے اور تمہیں اس بات پر ابھارتا ہے کہ تم جہالت و نادانی کی بنا پر خدا پر تہمت لگاؤ

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ

اور یقیناً ہم نے اولاد آدم کو سرفراز کیا ہے اور خشکی و دریا میں ان کے لیے راستہ کھول دیئے ہیں اور انھیں پاکیزہ روزی دی ہے

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں

لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ اِلَّا وَقَدْ فَرَضَ اللّٰهُ رِزْقَهَا حَلَالًا يَاْتِيْهَا فِيْ عَافِيَةٍ، وَعَرَضَ لَهَا بِالْحَرَامِ مِنْ وَجْهٍ اٰخَرَ فَاِنْ هِيَ تَنَاوَلَتْ مِنَ الْحَرَامِ شَيْئًا قَاصَّهَا بِهٖ مِنَ الْحَلَالِ الَّذِيْ فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا وَعِنْدَ اللّٰهِ سِوَاهُمَا فَضْلٌ كَبِيْرٌ

کوئی نفس نہیں ہے مگر یہ کہ خدا نے اس پر حلال رزق و روزی واجب قرار دیا ہے اور یہ حلال روزی بعافیت اس تک پہونچتی ہے، طریقہ حرام کا خدا سے ربط نہیں ہے راہ حرام دوسرا راستہ ہے اس کا منصوبہ شیطانی ہے اگر انسان حرام طریقہ سے کوئی چیز حاصل کرتا ہے تو اتنی ہی خدا کی واجب کی ہوئی حلال روزی کم ہوجاتی ہے اور ان دونوں کے علاوہ انسان کے لئے بڑا فضل ہے"

خود کو حلال سے محروم نہ کرو

حضرت امیر المومنینؑ مسجد میں داخل ہوئے ایک آدمی سے فرمایا کہ میرا مرکب دیکھتے رہنا وہ آدمی متوجہ نہیں تھا لہذا چور نے اس کی لگام اتار کر لے گیا، جب مسجد سے باہر تشریف لائے اس آدمی کی سزا دہی دینے کے لئے دو درہم باہر نکالے جب آپؑ نے مرکب کو بے لگام دیکھا تو اسے دو درہم دے کر کہا اس کی لگام خرید لو، خدمت گار نے چور سے وہی لگام دو درہم میں خرید لیا اور چونکہ لگام کو نہیں پہچانتا تھا لہذا حضرت علیؑ

کی خدمت میں پیش کیا حضرت علیؑ نے لگام کو دیکھ کر فرمایا

اِنَّ الْعَبْدَ لَیَحْرِمُ نَفْسَہُ الرِّزْقَ الْحَلَالَ
بِتَرْکِ الصَّبْرِ وَلَایَزَالُ یَدْعُوْ عَلٰی مَاقُدِّرَ لَہٗ

بندہ بے صبری کی وجہ سے خود کو رزق حلال سے محروم
کرتا ہے لیکن جتنا رزق اس کے لئے خدا کی طرف
سے مقدر ہو چکا ہے اسے اس سے زیادہ نہیں ملے گا

بیوی، بچوں کے اخراجات حلال کمائی سے پورے کرو

حلال و حرام کے ظاہری و باطنی آثار ایسے ہیں کہ جن کے ظاہر ہونے سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا، حلال میں خدا کی رضا، نورانیت، عبادت کے لئے طاقت کی فراہمی، روحانی و نفسیاتی نشاط و فرحت، صیقل قلب، اور ہر درد کے لئے شفا ہے اور حرام بالکل حلال کے برعکس ہے

فقہ کے اہم ترین مسائل میں سے جو کہ قرآن مجید و روایات اہلبیتؑ بڑے شد و مد کے ساتھ بیان ہوئے ہیں، بیوی، بچوں کا نفقہ واجب ہونا ہے یہ مرد کے ذمے بیوی بچوں کے لئے استطاعت کے مطابق گھر، لباس، سواری، خوراک، شرعی لحاظ سے مرد پر واجب ہے، اس کے ساتھ جو کہ گھر کے سرپرست پر خدا کی طرف سے واجب ہے ایک چیز اور بھی واجب ہے اور وہ ہے زندگی کے اخراجات کے لئے حلال کی تلاش

گھر کے سرپرست کو چاہیئے کہ خدا کے ان دونوں دستورات کی قدر کرے کیونکہ ان دونوں سے اخلاق بھی نکھرتا ہے اور یہ نکھار بیوی، بچوں کی زندگی کے مسائل پر توجہ رکھنے سے ہوتا ہے یہ بجائے خود عبادت بھی ہے اور کار ثواب بھی ہے اور رزق حلال کی تلاش راہ خدا میں ایک قسم کا جہاد بھی ہے

جب بیوی، بچوں کو حلال رزق ملے گا تو ان کے اندر مثبت و ملکوتی آثار پیدا ہوں گے اور اس طرح خاندان کو دل و روح جانی سکون ملے گا

رسولؐ اور غذائے حلال

ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص دودھ کا پیالہ لے کر رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی کہ اس دودھ سے افطار کیجئے فرمایا یہ کس کا دودھ ہے؟ کہا ایک عورت نے آپ کے لئے ہدیہ بھیجا ہے، فرمایا اس دودھ کو واپس لے کر جاؤ اور اس سے پوچھو کہ دودھ کہاں سے فراہم کیا ہے وہ شخص عورت کے گھر گیا اور رسولؐ کا سوال سنایا، کہا میری بھیڑ کا دودھ ہے وہ شخص رسولؐ کی خدمت میں آیا اور قصہ بیان کیا، آپؐ نے فرمایا واپس جاؤ اور پوچھو کہ وہ بھیڑ کہاں سے آئی ہے؟ وہ واپس گیا سوال کیا، عورت نے کہا میں نے اپنے گھوں کی کمائی سے خریدی ہے اس شخص نے واپس آکر بڑھیا کا قول نقل کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا اب میں اس دودھ سے روزہ افطار کروں گا

اگلے روز دودھ کے برتن کا مالک آیا اور دریافت کیا کہ کل رات آپ نے اس ظرف کو کن بار واپس کیا تھا اس کا کیا سبب تھا؟ فرمایا خدا نے ہم انبیاءؑ کو حکم دیا ہے کہ صرف حلال کھائیں

رسولؐ کا فعل تمام مسلمانوں کے لئے ایک عبرت ہے یعنی حلال و حرام کے بارے میں انھیں بہت زیادہ غور و فکر کرنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ اس دور دورہ زندگی کی خاطر ایسا بوجھ اپنے اوپر لاد لیں کہ جس سے سبکدوش ہونا بہت مشکل یا ناممکن ہو

رسولؐ نے فرمایا

طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ

حلال کی جستجو ہر مسلمان مرد و عورت پر واجب ہے

طَلَبُ الْحَلَالِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ

حلال کی جستجو ہر مسلمان پر واجب ہے

طَلَبُ الْحَلَالِ جِهَادٌ

حلال کی جستجو جہاد ہے

مَنْ اَکَلَ مِنْ کَدِّ یَدِهٖ حَلَالاً فُتِحَ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ یَدْخُلُ مِنْ اَیِّهَا شَاءَ

جو شخص اپنے گھر کی حلال کمائی کھاتا ہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں وہ جس سے چاہے جنت میں جائے

اَلْعِبَادَةُ عَشَرَةُ اَجْزَاءٍ تِسْعَةُ اَجْزَاءٍ فِی طَلَبِ الْحَلَالِ

عبادت کے دس جز ہیں ان میں سے نو حلال کی جستجو میں ہیں

حضرت امام رضاؑ فرماتے ہیں

اِنَّ الَّذِیْ یَطْلُبُ مِنْ فَضْلٍ یَکُفُّ بِهٖ عِیَالَهٗ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنَ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

بیشک جو شخص خدا کے فضل سے روزی تلاش کرتا ہے اور اس کے ذریعہ اپنے اہل وعیال کے اخراجات پورے کرتا ہے اس کا اجر راہ خدا میں جہاد کرنے والے سے زیادہ ہے

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں

مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا اِسْتِعْفَافًا عَنِ النَّاسِ وَ
سَعْيًا عَلٰى اَهْلِهٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰى جَارِهٖ
لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهٗ
مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

جو شخص اس لئے دنیا ڈھونڈھتا ہے کہ لوگوں سے اپنے نفس کو بچائے اور اپنے اہل وعیال کو آرام پہونچائے اور ہمسایوں پر احسان کرے وہ قیامت کے دن خدا سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودہویں کے چاند کے مانند چمکتا ہوگا

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

لَا خَيْرَ فِيْ مَنْ لَا يُحِبُّ جَمْعَ الْمَالِ مِنْ حَلَالٍ
فَيَكُفُّ بِهٖ وَجْهَهٗ وَيَقْضِيْ بِهٖ دَيْنَهٗ

اس شخص میں کوئی اچھائی وبھلائی نہیں ہے جو کہ حلال طریقہ سے مال جمع کرنے کی امنگ نہ رکھتا ہو کہ اس کے ذریعہ اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کرے اور اپنا قرض ادا کرے

رسولؐ فرماتے ہیں

مَنْ بَاتَ كَالًّا مِنْ طَلَبِ الْحَلَالِ بَاتَ
مَغْفُوْرًا لَهٗ

جو شخص رات کو حلال کی جستجو کی تھکن کے ساتھ سوئے گا وہ مغفور سوئے گا،

إِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یَّرٰی عَبْدَہٗ تَعِبًا
فِیْ طَلَبِ الْحَلَالِ

خداوند عالم اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے بندہ
کو طلب حلال کی تھکن میں دیکھے

روایات میں آیا ہے کہ رزق و روزی کی کشادگی اور تنگی محض بندہ کے امتحان کے لئے ہے تاکہ وہ خدا کی جانب سے بلند درجات حاصل کر سکے، جو شخص روزی کی تنگی پر صبر کرتا ہے اور اس کی کشادگی کے لئے حرام کام انجام نہیں دیتا ہے جو شخص رزق کی بہتات و کشادگی کے وقت خدا کا شکر ادا کرتا ہے وہ امتحان کی منزل سے سربلندی کے ساتھ نکلتا ہے [1]

مومن روزی تنگ ہو جانے کے زمانہ میں ہمت نہیں ہارتا ہے اور رزق کی کشادگی کے زمانہ میں سست نہیں ہوتا ہے تنگی کے زمانہ میں کم حلال چیز پر گذارا کرتا ہے اور کشائش کے زمانہ میں کھاتا بھی ہے کھلاتا ہے اور مال واجب حقوق کو جلد ادا کرتا ہے

رزق و روزی کی وسعت کا سبب

رزق و روزی میں وسعت و کشادگی ہونے کے بہت سے اسباب قرآن مجید اور روایات میں بیان ہوئے ہیں ان اسباب کو اختیار کرنے سے روزی میں تو اضافہ ہوتا ہی ہے اس کے علاوہ لوگوں کا خاندان و معاشرہ میں اخلاق و محبت بھی بڑھتی ہے، حضرت امیر المومنین ؑ فرماتے ہیں

فِیْ سَعَۃِ الْاَخْلَاقِ کُنُوْزُ الْاَرْزَاقِ
اخلاق کی وسعت میں روزی کی وسعت ہے

---

[1] نہج البلاغہ خطبہ ۹۱

اَلْعُسْرُ یُفْسِدُ الْاَخْلَاقَ، اَلتَّسَاهُلُ یُدِرُّ الْاَرْزَاقَ

سختی کرنے سے اخلاق خراب ہوتا ہے اور نرمی اختیار کرنے سے روزی کے دروازے کھلتے ہیں

مُوَاسَاۃُ الْاَخِ فِی اللّٰہِ یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ

برادر ایمان مدد کرنے سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے

اِسْتِعْمَالُ الْاَمَانَۃِ یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ

امانتداری سے رزق میں وسعت ہوتی ہے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

مَنْ حَسُنَ مِبْرَہُ اَھْلَ بَیْتِہٖ زِیْدَ فِی رِزْقِہٖ

جس شخص کا برتاؤ بچوں کے ساتھ اچھا برتاؤ ہوگا اس کے رزق میں اضافہ ہوگا،

اِنَّ الْبِرَّ یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ

نیکی کرنے سے روزی میں کشادگی ہوتی ہے

حُسْنُ الْخُلُقِ یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ

حسن خلق سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے

حضرت علیؑ فرماتے ہیں

اِسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالصَّدَقَۃِ

صدقہ دے کر روزی کو اتارو

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں

عَلَیْکَ بِالدُّعَاءِ لِاَخِیْکَ بِظَھْرِ الْغَیْبِ فَاِنَّہٗ یُھِیْلُ الرِّزْقَ

اپنے بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعا کیا کرو کہ

اس سے تمہارے رزق میں اضافہ ہوگا"

نیز فرماتے ہیں

اَلزَّکَاۃُ تَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ

زکوٰۃ دینے سے روزی میں وسعت ہوتی ہے

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں

مَنْ حَسُنَتْ نِیَّتُہٗ زِیْدَ فِی رِزْقِہٖ

جس شخص کی نیت صحیح ہوجاتی ہے اس کی روزی میں اضافہ ہوجاتا ہے

مال حرام

رسولؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم فرماتا ہے

مَنْ لَمْ یُبَالِ مِنْ اَیِّ بَابٍ اکْتَسَبَ الدِّیْنَارَ وَالدِّرْھَمَ لَمْ اُبَالِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ النَّارِ اَدْخَلْتُہٗ

جو شخص مال حاصل کرتے میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا ہے کہ کہاں سے آرہا ہے میں بھی روز قیامت پرواہ نہیں کروں گا کہ اسے جہنم میں کس دروازہ سے داخل کررہا ہوں

مَنْ کَسَبَ مَالًا مِنْ غَیْرِ حِلِّہٖ اَفْقَرَہُ اللّٰہُ

جو شخص غیر حلال مال کماتا ہے خدا اسے فقر و مفلسی میں مبتلا کردیتا ہے

مَنِ اکْتَسَبَ مَالًا مِنْ غَیْرِ حِلِّہٖ کَانَ زَادُہٗ اِلَی النَّارِ

جو شخص غیر حلال کماتا ہے تو وہ مال جہنم کے لئے اس کا توشہ بن جاتا ہے۔

جس مال سے زکوٰۃ خمس، حق سائل، حق محروم اور دوسرے شرعی حقوق ادا نہ کیے گئے ہوں وہ ایسا حلال مال ہے جو کہ حرام سے مخلوط ہوگیا ہے اور اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے اور بیوی بچوں کو حرام یا ایسا مال کھلانا جو کہ حرام کے ساتھ مخلوط ہوگیا ہو یہ حرام مال حاصل کرنے کے گناہ کے علاوہ دوسرا گناہ ہے

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں

شَرُّ الْاَمْوَالِ مَالٌ لَمْ يُخْرَجْ مِنْهُ حَقُّ اللّٰهِ

بدترین مال وہ ہے کہ جس میں خدا کا حق، خمس و زکوٰۃ نہ نکالا گیا ہو

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں

روز قیامت خداوند عالم کچھ لوگوں کو ان کی قبروں سے اس حالت میں اٹھائے گا کہ ان کے ہاتھ ان کی گردن سے بندھے ہوں گے اس طرح کہ وہ کوئی چیز نہ اٹھا سکیں گے ملائکہ انھیں شدت سے سرزنش کر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں کہ خدا نے انھیں مال سے نوازا لیکن انھوں نے اپنے مال سے خدا ہی کا حق ادا نہیں کیا [1]

اصلاحِ مال جوانمردی کی علامت

برادران عزیز! اے وہ حضرات جو کہ اپنے اہل وعیال کی مادی و روحی تربیت کے اخراجات کے ذمہ دار ہیں اور جو لوگ مستقبل میں مشترک زندگی گذاریں گے تمہارے اہل وعیال تم سے واجب حق مانگتے ہیں وہ حق جس سے فقہی کتابوں میں "نفقہ" کے تمام عنوان سے بحث ہوئی ہے وہ تمہارے کام، کمائی اور تجارت کے ذمہ دار نہیں ہیں اور روز قیامت انھیں تمہاری خود بینی کی خبر نہ ہوگی، گھر کے

---

[1] بحارالانوار ج ۷ ص ۱۹۷

سرپرست کی حرام کی کمائی کے وہ ذمہ دار نہ ہوں گے حرام کی کمائی کے جہنم کا تعلق حرام کمانے والے سے ہے اس کو دو عذابوں کا مزہ چکھنا چاہیئے ایک حرام کمانے کا، دوسرے حرام کھلانے کا، اپنی آمدنی کے سلسلہ میں جہاں تک ہو سکے محتاط رہیئے خدا کے حلال کیئے ہوئے پر قناعت کیجیئے، حرام سے پرہیز کیجیئے، مال میں سے واجب حقوق ادا کیجیئے، تاکہ آپ کی دنیا و آخرت آباد ہو جائے

تائب خدا کا دوست ہے

ایک بار میں مشہد مقدس گیا تھا رات میں اذان کے وقت ایک آدمی سے میری ملاقات ہوئی وہ مجھ سے ایسے ملا جیسے مدتوں سے مجھے پہچانتا ہے چند منٹ کی گفتگو کے بعد کہنے لگا آپ میری قیام گاہ پر تشریف لے چلیئے اگرچہ اس سے میری یہ پہلی ملاقات تھی پھر بھی اس کی دعوت کو قبول کر لیا معلوم ہوا کہ محرم و صفر کے زمانہ میں میری مجلسیں سنی ہیں لہذا وہ مجھے پہچانتا تھا میں اس سے آشنا نہیں تھا،

وہ چند منٹ کے لیے کہیں چلا گیا تو میں نے اس کے ساتھی سے معلوم کیا کہ یہ کون ہے جب اس نے نام بتایا تو میں نے پہچان لیا، جوانی کے زمانہ میں بہت طاقتور تھا تہران کے داداؤں میں اس کا شمار ہوتا تھا دو نمبر کا کاروبار تھا قمار خانہ والوں اور مشروب فروشوں سے ٹیکس وصول کرتا تھا تہران میں کوئی بھی اس مقابلہ نہیں کر سکتا تھا، حرام کا کافی پیسہ جمع کر لیا تھا کہ نور خدا سے اس کا دل منور ہو گیا توفیق ایزدی سنان اس کے شامل ہوئی عقل و فطرت اور ضمیر کی سرزنش اسے صولت و سطوت سے گرا دیا اس نے اپنی ملکیت فروخت کر ڈالی روپیہ بریف کیس میں رکھا اور قم میں آیت اللہ بروجردیؒ کی خدمت میں پہونچا اس کے حالات سے آگاہ ہونے کے بعد شیعوں کے عظیم مرجع نے اپنے خادم کے ذریعہ بلایا اور اس کے

ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے اس نے عرض کی جو کچھ بھی اس بریف کیس میں ہے وہ حرام کا پیسہ ہے میں روز قیامت اس کا حساب نہیں دے سکتا اس سنگین بار سے مجھے سبکدوش کر دیجئے'

آقائے بروجردیؒ نے فرمایا۔ اگر واقعاً توبہ کرنا چاہتے ہو تو سارا لباس اتار دو صرف ایک پیراہن اور ایک پاجامہ میں تہران واپس جاؤ اس نے لباس اتار دیا آقائے بروجردی اس سے بہت متاثر ہوئے اس کی توبہ کو واقعی پایا اس کا لباس اسے واپس کیا اور اس زمانہ میں جب کہ تومان کی بڑی حیثیت تھی اپنے خالص مال سے پانچ ہزار تومان مرحمت کیئے، اور اسے روشن و تابناک بابرکت اور پاکیزہ مستقبل کی خوشخبری دی

اس نے مکمل طور سے حرام سے ہاتھ کھینچ لیا تھا انھیں پاک تومان کے ساتھ وہ تہران واپس گیا پرانا مشغلہ چھوڑ دیا اور ان پاک تومان سے تجارت شروع کی دن بدل گئے' سخت طریقے سے منقلب ہو گیا تھا ہری بچوں کو راہ خدا پر لگا دیا اور باشر مذہبی مجلس کی بنا رکھی ۱۳۷۱ھ میں اس کی عمر کا آخری دن آیا شب جمعہ میں انتقال سے چند لمحے قبل روتے ہوئے حضرت سید الشہداء کو خطاب کر کے کہا میں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ آپ کے سلسلہ میں گذارا ہے اس نازک موڑ پر آپ کی عنایت کا امیدوار ہوں اس کے اہل و عیال کہتے ہیں کہ یکبارگی گھر کا ایک گوشہ چمک اٹھا انھوں نے امام حسینؑ کو عاشقانہ سلام کیا اور مسکراتے ہوئے جان جاں آفریں کے سپرد کر دی

ہاں عزیزو! توبہ کا در ہر ایک کے لئے کھلا ہوا ہے، توبہ باطن کی طہارت، نورانیتِ دل، اخلاق کی صفائی، زندگی کے ظواہر کی پاکسازی اور حرام سے مال کی اصلاح ہے اس با منفعت تجارت سے نادہ کیوں نہ اٹھائیں اور باقی ماندہ عمر کے چند دنوں اندھیرے سے نور کی طرف کیوں نہ جائیں معصیت کے عالم میں ساری

دنیا کی شروت بھی کافی نہیں ہے توبہ کریں کہ توبہ کرنے والا خدا کا دوست ہے

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ

بیشک خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

رسولؐ فرماتے ہیں

لَیْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ مُؤْمِنٍ
تَائِبٍ اَوْ مُؤْمِنَۃٍ تَائِبَۃٍ

خدا کے نزدیک تائب مومن اور توبہ کرنے والی عورت سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے

اَمَا وَاللّٰہِ لَلّٰہُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَۃِ
عَبْدِہٖ مِنَ الرَّجُلِ بِرَاحِلَتِہٖ

خدا کی قسم توبہ کرنے والے سے اس شخص کی بہ نسبت زیادہ خوش ہوتا ہے جو کہ زاد راہ کے ساتھ پہونچا ہے

لِلّٰہِ اَفْرَحُ بِتَوْبَۃِ عَبْدِہٖ مِنَ الْعَقِیْمِ
الْوَالِدِ وَمِنَ الضَّالِّ الْوَاجِدِ وَمِنَ الظَّمْاٰنِ
الْوَارِدِ

خداوند عالم کو بندہ کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جو کہ بانجھ عورت سے بچہ دار ہونے والے کو یا بھٹکے ہوئے کو راستہ مل جانے سے یا پیاسے کو پانی پر پہونچنے سے ہوتی ہے

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو

حضرت علیؑ فرماتے ہیں

اَلتَّوْبَةُ تُطَهِّرُ الْقُلُوْبَ وَتَغْسِلُ الذُّنُوْبَ

توبہ دلوں کو پاک کرتی ہے اور گناہوں کو دھو دیتی ہے

صحیح کے بعد جو آثار پیدا ہوتے ہیں ان کی طرف رسولؐ نے اشارہ فرمایا ہے اگر وہ آثار ظاہر ہو جائیں تو سمجھیے کہ توبہ کرلی ہے ورنہ دوبارہ توبہ کرنی چاہیے۔

اَلتَّائِبُ اِذَا لَمْ یَسْتَبِنْ اَثَرُ التَّوْبَةِ فَلَیْسَ
بِتَائِبٍ، یُرْضِی الْخُصَمَاءَ وَیُعِیْدُ الصَّلٰوةَ
وَیَتَوَاضَعُ بَیْنَ الْخَلْقِ وَیَتَعَهَّدُ نَفْسَهُ عَنِ
الشَّهَوَاتِ وَیُهْزِلُ رَقَبَتَهُ بِصِیَامِ النَّهَارِ

اگر توبہ کرنے والا توبہ کا اثر ظاہر نہ کرے تو وہ تائب نہیں ہے
اثر توبہ عبارت ہے: شاکی لوگوں کی رضا حاصل کرے
چھوٹ جانے والی نمازیں پڑھے، لوگوں کے ساتھ
خاکساری اور فروتنی سے پیش آئے اپنے نفس کو شہوت
سے بچائے اور روزہ رکھ کر اپنے بدن کو لاغر کرے

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں

توبہ علیین کا مقام ہے اور یہ چھ حقیقتوں کا مجموعہ ہے
(۱) گذشتہ گناہوں پر پشیمان (۲) آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم (۳) لوگوں کو ان کے حقوق پلٹانا (۴) چھوٹ جانے والے واجبات کو بجالانا (۵) گناہوں کے زمانہ میں بڑھ جانے والی چربی کو پگھلانا (۶) بدن کو عبادت و طاعت کا مزہ چکھائے اور پھر استغفراللہ کہے [1]

---

[1] بحار ج ۶ ص ۳۵، ۳۶

﴿ تعاونوا على البرّ و التّقوى و لا تعاونوا
على الاثم و العدوان واتقوا اللّه ﴾

« مائدہ / ۲ »

۱۷

خاندان میں
معنویت کے اصول

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا
علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ

خاندان میں معنویت کے اصول

معنوی نعمتیں

پاک ہونے اور پاک رہتے اور پاکیزہ زندگی گذارنے کے لیے خدا نے انسان کو بہت سی ایسی نعمتیں عنایت کی ہیں کہ جن کی قدر و قیمت کو خدا ہی جانتا ہے انھیں نعمتوں میں سے عقل، قرآن، نبوت، امامت اور عالم ربانی اور ان کے آثار کا ایک مجموعہ ہے جو کہ اعتقادی، عملی اور اخلاقی مسائل کی شکل میں ظاہر ہے

قارئین محترم کی آگاہی کے لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی اختصار کے ساتھ تعریف کردی جائے

عقل

عقل سے مراد قوت ادراک ہے نظری مسائل میں حق و باطل کا ادراک، خیر و شر کا ادراک اور عملی امور میں نقصان و فائدہ کا ادراک،

یہ بے نظیر طاقت حواس ظاہری سے مسلح ہے کہ جن کے ذریعہ اشیاء کے ظواہر کو سمجھا جاتا ہے، دوسری طرف حواس باطنی سے آراستہ ہے کہ جن چیز سے باطنی اور معنوی امور جیسے دوستی، ارادہ، امید، اور خوف کو محسوس کیا جاتا ہے اور ہر ایک کو اقتضاء وقت کے مطابق کام میں لایا جاتا ہے امور نظری میں عقل حکم نظری و عملی اور عملی امور میں حکم عملی کرتی ہے عقل اس وقت تک کام کرتی

ہے جب تک وہ انسان کے وجود میں بڑی طاقت ہوتی ہے اور انسان کے دوسرے قوئی اس کی رعیت ہوتے ہیں لیکن اگر وجود انسان میں کوئی چیز اس سے بھاری پڑ جائے تو عقل کمزور ہو کر بیکار ہو جاتی ہے اور انسان راہ اعتدال سے منحرف ہو جاتا ہے اور افراط و تفریط میں مبتلا ہو جاتا ہے

جو لوگ زندگی کے امور میں افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں ان کی عقل پر شہوت و غضب اور حرص و طمع کا غلبہ ہو جاتا ہے، شہوت کی باگ ڈھیلی چھوڑنے، خواہشوں کو آزاد چھوڑنے، بدعتی اور عارضی لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے عقل کمزور ہو جاتی ہے اور یہ ملکوتی نور خاموش ہو جاتا ہے اور اس کے بیکار ہو جانے سے حق و باطل کی شناخت اور معنوی حقائق کی معرفت بہت مشکل بلکہ محال کام ہے اس صورت میں انسان دنیا کی ذلت اور آخرت کے عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے اگرچہ وہ مکر و حیلہ سے ترقی کر لیتا ہے اور ظاہری مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہے

اہل جہنم کے ذمہ دار جہنمیوں سے کہتے ہیں کیا تمہارے پاس ان سے ڈرانے والے پیغمبر نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں؟ ہم نے انھیں جھٹلا دیا تھا اور خدا کے قوانین کا انکار کر دیا تھا اس کے بعد جہنم کے داروغہ کہیں گے

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ

اگر ہم دنیا میں حق کی آواز پر کان دھرتے اور رسولؐ کی
دعوت کو سنتے اور اپنی زندگی کے امور کے بارے میں
غور کرتے تو آج جہنمیوں میں نہ ہوتے

غور اسی وقت کیا جا سکتا ہے جب انسان کے وجود میں کوئی دوسری طاقت سر نہ اٹھائے اور کسی دوسری طاقت و خواہش کی بات پر کان نہ دھرے جائیں اور اگر خواہش و ہوائے نفس کی بات سنی تو پھر عقل انسان کی ہدایت نہ کر سکے گی

حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ عقل کیا ہے؟ فرمایا

مَا عُبِدَ بِهِ الرَّحْمٰنُ وَاكْتُسِبَ بِهِ الْجِنَانُ

عقل وہ ہے کہ جس کے ذریعہ رحمان کی عبادت کی جاتی ہے اور جنت کمائی جاتی ہے

کہا گیا پھر معاویہ کے اندر کیا چیز تھی؟ فرمایا زیرکی، شیطنت، جو کہ عقل سے مشابہ ہوتی ہے عقل نہیں ہوتی ہے

کتنی عظیم نعمت ہے عقل کہ انسان اس کے ذریعہ خدا کا حقیقی بندہ اور جنت کا کمانے والا بن جاتا ہے

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں

هِمَّةُ الْعَقْلِ تَرْكُ الذُّنُوبِ وَاِصْلَاحُ الْعُيُوبِ

انسان کے وجود میں ترک گناہ اور ظاہری و باطنی عیوب کی اصلاح عقل کا ارادہ ہے

اس نعمت کی نورانیت اتنی زیادہ اور قوی ہے کہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں

لَوْلَمْ يَنْهَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ عَنْ مَحَارِمِهِ
لَوَجَبَ اَنْ يَجْتَنِبَهَا الْعَاقِلُ

اگر خدا نے حرام چیزوں سے نہ روکا ہوتا تو بھی عاقل پر ان سے پرہیز کرنا واجب تھا

آپؑ کا عقیدہ تھا کہ عقل میں درک کی بہت زیادہ صلاحیت ہے غرر الحکم کے باب عقل میں حضرت امیر المومنینؑ سے روایت کی گئی ہے

اَلْعَاقِلُ مَنْ غَلَبَ هَوَاهُ وَلَمْ يَبِعْ اٰخِرَتَهُ بِدُنْيَاهُ، اَلْعَاقِلُ مَنْ عَصٰى هَوَاهُ فِي طَاعَةِ رَبِّهِ، اَلْعَاقِلُ مَنْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ اِذَا غَضِبَ

وَاِذَا رَغِبَ وَاِذَا رَهِبَ، سِيْمَةُ الْعُقَلَاءِ
تِلْكَ الشَّهْوَةِ وَتِلْكَ الْغَفْلَةِ

عقلمند وہ جو اپنی خواہش نفس پر غالب ہو اور اپنی آخرت کو دنیا کے عوض فروخت نہ کرے، عقلمند رب کی طاعت کی خاطر خواہش نفس سے منہ موڑ لیتا ہے عقلمند غصہ، رغبت اور خوف کے وقت اپنے اوپر قابو رکھتا ہے، عقلمندوں کی عادت شہوت پر قابو رکھنا اور کم غافل ہونا ہے

رسولؐ فرماتے ہیں

اِنَّمَا يُدْرَكُ الْخَيْرُ كُلُّهُ بِالْعَقْلِ، وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَقْلَ لَهُ

تمام نیکیاں عقل کے ذریعہ حاصل ہوتی ہیں اور جس شخص کے پاس عقل نہیں ہے اس کے پاس دین بھی نہیں ہے

روایات میں وارد ہوا ہے کہ روز قیامت انسان کو اس کی عقل کے مطابق عذاب وعقاب دیا جائے گا کیونکہ فرض وذمہ داری کا معیار عقل ہی ہے[1] انسان کو چاہیئے کہ وہ حق وباطل کی تشخیص اور خیر وشر کی پرکھ میں عقل سے کام لے، عقل کو بیکار کر دینا ناقابل معافی اور بڑا گناہ ہے

خاندان کے سرپرست کے لیے ضروری ہے کہ عقل سے فائدہ اٹھانے کے لیے جو کہ چراغ حق خدا کے بامعنی رسولؐ، حق وباطل اور خیر وشر میں تمیز کرنے والی ہے اسے شہوتوں کے طوفان امید ومفاسد کے جلوں سے بچانے کی کوشش کرے اسی طرح اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اور اپنے خاندان کو عقل کا دامن چھوڑنے کی اجازت نہ دے کہ عقل کے معطل ہو جانے سے انسان آدمیت

سے گرجاتا ہے اور زمرہ حیوانیت میں شامل ہوجاتا ہے اس سلسلہ میں بہتر یہ ہے کہ گھر اور اہل وعیال کے پاس بدعتی اور غلط لوگوں کی آمدورفت پر پابندی لگائیں، اور خود بھی ان کے یہاں نہ جائیں، آمدورفت اور مہمان جانا اور مہمان بلانا اسلامی اصولوں کے مطابق ہونا چاہیئے

رسولؐ فرماتے ہیں

حضرت عیسیٰؑ سے ان کے حواریوں نے عرض کی ہمیں کسی شخص کے ساتھ معاشرت اور نشست و برخاست کرنا چاہیئے

فرمایا

مَنْ يُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ رُؤْيَتُهُ، وَيَزِيْدُ فِيْ عِلْمِكُمْ مَنْطِقُهُ وَيُرَغِّبُكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَمَلُهُ

جس شخص کو دیکھنے سے تمہیں خدا یاد آجائے اور جس کی بات سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی رغبت دلائے

امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں

مُجَالَسَةُ الصَّالِحِيْنَ دَاعِيَةٌ اِلَى الصَّلَاحِ

نیکوں کے ساتھ بیٹھنے سے حق کی طرف راہنمائی ہوتی ہے

رسولؐ فرماتے ہیں

جامع الشر اللطعام کے پاس بیٹھنے سے پانچ چیزوں سے پانچ چیزوں کی طرف رہنمائی ہوتی ہے

شک سے یقین کی طرف، ریا سے اخلاص، بے جا شوق سے خوف کی

طرف، تجسس سے فروتنی کی طرف، دھوکہ دہی سے خیر خواہی کی طرف ۔

امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں

لَا یَاْمَنُ مَجَالِسَ الْاَشْرَارِ عَوَائِلَ الْبَلَاءِ

بدکاروں کے پاس بیٹھنے والا آفات سے محفوظ نہیں رہتا

رسولؐ فرماتے ہیں

اِیَّاکُمْ وَمَجَالِسَ الْمَوْتٰی، قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنِ الْمَوْتٰی؟ قَالَ کُلُّ غَنِیٍّ اَطْغَاہُ غِنَاہُ

خبردار مردوں کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کرو، عرض کی کہ وہ کون ہیں، فرمایا ہر وہ مالدار جس کو اس کا مال سرکشی پر آمادہ کرے

حضرت علیؑ فرماتے ہیں

جَانِبُوا الْاَشْرَارَ وَجَالِسُوا الْاَخْیَارَ

بروں سے بچو! اور نیکوں کی ہمنشینی اختیار کرو

اگر آپ عقل کی حاکمیت چاہتے ہیں تو خود کو اور اپنے اہل و عیال کو برے لوگوں کی دوستی ان کے ساتھ نشست و برخاست، اور شہوت کے غلبہ سے بچاؤ جس شر میں آج دنیا کے زیادہ تر لوگ ملوث ہیں وہ فلم، ویڈیو، اور ڈش آئین ٹینا ہے ان کے دیکھنے سے عقل بیکار ہو جاتی ہے، اخلاقی خصوصیات تباہ اور انسان کے اقدار خاک میں مل جاتے ہیں

قرآن مجید

قرآن خدا کی کتاب، نور ہدایت، اخلاقی مرض سے سینہ کے لئے شفا، اچھی زندگی کی طرف راہنما، ذکر حق، مفسر حقائق، امور کو منظم کرنے والی، نصیحت و عبرت

کا سرچشمہ، بصیرت و آگاہی کو وجود دینے والی، کور دلی کا علاج، صراط مستقیم، حق و باطل کی تشخیص کا معیار، اخلاقی مسائل کو بیان کرنے والی، پاکیزہ لوگوں کی حیات کی نشاندہی کرنے والی، اور دنیا و آخرت میں خدا کی رحمت ہے، خدا کی اس بے نظیر نعمت کے بارے میں مرد و عورت سے باز پرس ہوگی ان کی ذمہ داری قرآن سیکھنا اور حیات کے ہر شعبہ میں اس کی آیتوں پر عمل کرنا ہے، خدا کی کتاب سے غافل رہنا بہت بڑا گناہ اور عظیم معصیت ہے قرآن مجید خدا کی طرف سے بندہ کے لئے خط ہے جس کا جواب دینا بندہ پر واجب ہے اس کا جواب قلب کے ذریعہ، عقائد حقہ کو قبول کرنے اور نفس کو اخلاق اسلامی سے متصف ہونے اور جسم کو عمل صالح کرنے سے دیا جاتا ہے

رسولؐ فرماتے ہیں

جب فتنے تم پر اندھیری رات کے مانند تم پر حملہ کریں تو اس وقت تم قرآن کے ذریعہ پناہ حاصل کرنا اور قرآن مجید کے مطابق کرکے فتنوں کی آنکھ پھوڑ دو، اور زندگی کی فضا کو فتنوں کے ذریعہ تاریک نہ کرو، قرآن ایسا شفیع ہے کہ جس کی شفاعت خدا کی بارگاہ میں قبول ہوگی اور ایسا شکایت کرنے والا ہے کہ جس کی شکایت قبول کی جائے گی،

جو شخص قرآن کو اپنا رہبر قرار دیتا ہے وہ قرآن کی برکت سے جنت میں جاتا ہے اور جو کتاب خدا سے غافل رہتا ہے اس کا راستہ جہنم ہے قرآن بہترین راستہ کی ہدایت کرتا ہے [1]

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں

أَفْضَلُ الذِّكْرِ الْقُرْآنُ بِهِ تَشْرَحُ الصُّدُورُ
وَتَسْتَنِيرُ السَّرَائِرُ

قرآن مجید افضل ترین ذکر ہے اس سے شرح صدر اور باطن کی نورانیت حاصل ہوتی ہے

---

[1] بحار ج ۹۲ ص ۱۷

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

مَنْ لَمْ یَعْرِفِ الْحَقَّ مِنَ الْقُرْآنِ لَمْ
یَتَنَکَّبِ الْفِتَنَ

جو شخص قرآن مجید کے حق کو نہیں پہچانتا ہے وہ فتنہ سے محفوظ
نہیں رہ سکتا

حضرت علیؑ فرماتے ہیں

اِنَّ اَحْسَنَ الْقَصَصِ وَاَبْلَغَ الْمَوْعِظَةِ وَاَنْفَعَ
التَّذَکُّرِ کِتَابُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ

بیشک بہترین قصے بلیغ ترین موعظہ نفع بخش ترین یاد دہانی
کتاب خدا ہے

اِنَّ فِیْہِ شِفَاءً مِنْ اَکْبَرِ الدَّاءِ وَھُوَ الْکُفْرُ
وَالنِّفَاقُ وَالْغَیُّ وَالضَّلَالُ

بیشک قرآن مجید میں بڑے درد کی دوا ہے اور وہ بڑا درد
کفر و نفاق اور گمراہی ہے

رسولؐ فرماتے ہیں

اَلْقُرْآنُ غِنًی لَا غِنًی دُوْنَہُ وَلَا فَقْرَ بَعْدَہُ

قرآن مجید ایسا خزانہ ہے کہ جس سے بڑا کوئی خزانہ نہیں
ہے اور اس کے بعد کوئی فقر نہیں ہوتا،

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

یَنْبَغِیْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ لَا یَمُوْتَ حَتّٰی یَتَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ
اَوْ یَکُوْنَ فِیْ تَعَلُّمِہٖ

مومن کے لئے سزاوار ہے کہ وہ مرنے سے پہلے قرآن

سیکھے یا تعلیم قرآن حاصل کرتے وقت موت آئے

رسولؐ فرماتے ہیں

خَیارُکُم مَن تَعَلَّمَ القرآنَ وعَلَّمَہٗ

تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن پڑھتا اور پڑھاتا ہے

ان روایات کی رو سے گھر کے ذمہ دار و سرپرست کی ذمہ داری واضح ہو جاتی ہے سرپرست کو چاہیئے کہ وہ قرآن سیکھے اور بیوی بچوں کو قرآن پڑھانے کا بندوبست کرے اور پھر سبھی کتاب خدا پر عمل کریں تاکہ گھر کی فضا آلودگیوں سے پاک اور نیکیوں اور حسنات سے آراستہ ہو جائے اور نتیجہ میں گھر اور گھر والے جنت و آخرت کا نمونہ بن جائیں ایسا گھر جو کہ ظلم و تعدی سے پاک، نیکی و تقویٰ سے مالا مال، آرام سے معمور، صداقت و امانت داری سے معطر ہو،

ایسا گھر کہ جس کے مکین اہل قرآن ہیں اور ان کی عقل و فکر قرآن سے ترقی کرتی ہے جب عقل قرآن سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے تو ملکوتی عقل ہو جاتی ہے اور آخرت کا سرمایہ بن جاتی ہے خدا کی عبادت اس کا نفع بہشت جاوداں اس کی کمائی ہے

نبوت

انبیاء سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرنے والے، توحید کی دعوت دینے والے اور ظاہری و باطنی حقائق کو بیان کرنے والے ہیں، انبیاء خدا کی عبادت کی دعوت دینے والے اور شیطان کی پرستش سے روکنے والے ہیں، انبیاء جینے کا سلیقہ، نیکیوں سے آراستہ ہونے اور برائیوں سے بچنے کا طریقہ بتاتے ہیں خدا کی طرف انبیاء کی دعوت اور ان کا اسے قبول کرنے کے نتیجہ میں حیات معنوی سے سرفراز ہونا ہے

رسولؐ کی رسالت کے بارے میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں

لِیُخرِجَ عِبادَہٗ مِنْ عِبادَۃِ الاَوثانِ اِلیٰ عِبادَتِہٖ

وَمِنْ طَاعَةِ الشَّيْطَانِ اِلٰى طَاعَتِہٖ

تاکہ خدا کے بندوں کو بتوں کی پرستش ہٹا کر خدا کی عبادت کی طرف بلائیں اور شیطان کی طاعت سے نکال کر طاعت خدا کی طرف دعوت دیں

لوگوں کی ترقی کے لئے رسولؐ قرآن کی آیتوں کی تلاوت، نفس کو آلودگیوں سے پاک کرنے اور تعلیم قرآن و حکمت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں رسولؐ نے لوگوں کو تاریکیوں سے نکالنے اور نور میں داخل کرنے کے لئے قیام کیا، آپؐ نے نیکیوں کا حکم دینے برائیوں سے روکنے، پاکیزہ چیزوں کو حلال کرنے، گندی چیزوں کو حرام کرنے، لوگوں کے دوش سے فضول رسموں کا بوجھ اتارنے اور زندگی کو شیطان کی باندھی ہوئی زنجیر سے آزاد کرنے کے لئے قیام کیا۔

جو لوگ ان پر ایمان لائے انھوں نے ان کی عزت و حرمت کا خیال رکھا ان کی مدد کی، قرآن کی متابعت کی چنانچہ وہی کامیاب ہیں [1]

اس لئے آئے تاکہ لوگوں پر خدا کی حجت قرار پائیں کہ قیامت کے روز گمراہ یہ نہ کہیں کہ اگر ہمارے پاس رسولؐ آتے تو ہم گمراہ نہ ہوتے، خدا نے انبیاء کے اخلاق و کردار اور ان کے قول کو تمام لوگوں کے لئے حجت قرار دیا ہے اور انھیں نمونہ کے عنوان سے بھیجا ہے

نیکوکاری، سخاوت، حوادث پر صبر، مومن کے حق کے لئے لڑنا، پاکیزگی فرجت عورتوں سے شغف، اقامہ نماز اور اخلاق انبیاء کو اختیار کرنا ہے، انبیاء نے لوگوں کے تقوے، طہارت، امانت، صداقت، شجاعت، وفا، درستی، رشد، محبت و عطوفت اور مہربانی و نیکوکاری کی دعوت دی ہے اور انھیں برے اخلاق سے روکا ہے قیامت کے روز انبیاء ہی میزان عمل ہوں گے، لوگوں کے اعمال و حالات کو انبیاء کے اعمال و حالات پر پرکھا جائے گا، اگر بندہ اور انبیاء کے اعمال و حالات میں ضروری

مطابقت ہوگی تو نجات ملے گی ورنہ عذاب کا مستحق ہوگا

امامت

خداوند عالم نے اتمام نعمت اور اکمال دین کے لئے حضرت امیر المومنینؑ اور گیارہ ائمہؑ کو منتخب کیا تاکہ لوگ رسولؐ کے بعد قرآن اور اہلبیتؑ کے توسل سے صراط مستقیم پر ثابت قدم رہیں اور کبھی گمراہ نہ ہوں

ائمہؑ اپنے زمانۂ حیات میں باوجودیکہ ظلم وستم کا نشانہ بنے رہے لیکن حق بیان کرنے، نیکیوں کا حکم دینے، برائیوں سے روکنے، اور لوگوں کی تربیت کے علوم ومعارف کی وضاحت کرتے رہے اور اپنے عمل، تقریر اور شہادت سے لوگوں پر خدا کی حجت تمام کی، روز قیامت انبیاء کے مانند ائمہؑ بھی خدا کی طرف سے اعمال کا معیار ہیں اگر لوگوں کی حیات ان کے مطابق ہوگی تو نجات پائیں گے، ورنہ خدا کے عذاب میں مبتلا ہوں گے،،

علماء دین

انبیاء وائمہؑ کے بعد فقہا، معارف الٰہیہ کے ماہر قرآن مجید سے شغف رکھنے والے لوگوں پر خدا کی حجت ہیں اور لوگوں کو چاہیے کہ ان کی اقتداء کریں کہ جامع الشرائط عالم کی اقتداء ائمہؑ ورسولؐ کی اقتداء ہے اور نجات وکامیابی کا باعث ہے

گھر کے سرپرست کو چاہیئے کہ وہ ایک گھنٹہ قرآن، نبوت، امامت، اور ولی فقیہ کو پہچنوانے کے لئے مخصوص کرے اور ان مسائل کے ماہر کو چاہیئے کہ اپنے بیوی بچوں کو آشنا کرے کہ کتاب خدا، نبوت، ائمہؑ کی امامت اور جامع الشرائط علماء سے نظری وعملی توسل دنیا وآخرت کی نیکی اور حیات طیبہ کے آغاز کا باعث ہوتا ہے عقل سے بیگانگی، قرآن سے علیحدگی، نبوت وامامت سے غفلت اور عالم ربانی

سے بے پروائی مہلک چیزیں ہیں اور ان سے دنیا و آخرت کی رسوائی دامن گیر ہوتی ہے اس سلسلہ میں بیوی بچوں کو چاہیے کہ وہ سرپرست کی مدد کریں اور اس کے مفید پروگرام کی قدر کریں اور جہاں تک ہو سکے معارف الٰہیہ سے آشنا ہوں کہ تقوے اور نیکی میں مدد کرنے کے یہی معنی ہیں، اگر گھر کا ذمہ دار ان حقائق کو اہمیت نہیں دیتا ہے تو بیوی بچوں کو چاہیے کہ اس سلسلہ میں وہ اسے رغبت دلائیں اور اسے اس کام کی انجام دہی کے لئے ابھاریں اور اگر وہ ان کی مخالفت کرے تو ادب و وقار کے ساتھ اس کی اطاعت نہ کریں اور خود ان سائل سے آگہی پیدا کریں تاکہ اس لگاؤ سے وہ کامیاب و سعادت مند ہو جائیں

گھر کے سرپرست کو چاہیے کہ وہ گھر کی فضا کو تلاوت قرآن، مناجات حال، ذکر خدا خصوصاً نماز سے معطر کرے تاکہ دین و دنیا یکجا ہو جائیں اور گھر والوں کی عاقبت سنور جائے

نماز

صحیح اور خضوع و خشوع کے ساتھ نماز پڑھنا صرف سرپرست ہی کا فریضہ نہیں ہے بلکہ قرآن کی نظر سے بلکہ بیوی بچوں کو نمازی بنانا بھی اسی کا فرض ہے اسے چاہیئے کہ نرم لہجہ میں بیوی بچوں کو نماز کی طرف رغبت دلائے اور انھیں اس بہترین عمل کی تشویق دلائے

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا
لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ
لِلتَّقْوٰى

اپنے بیوی بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور خود بھی قائم کرتے رہو ہم آپ سے کسی کی روزی نہیں مانگتے ہیں بلکہ ہم تو خود روزی دینے ہیں بہترین عاقبت متقین کے لئے ہے۔

قرآن مجید میں آیا ہے کہ جناب اسمعیلؑ کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ اپنے اہل و عیال کو نماز کی تلقین کرتے تھے

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ

نیز حضرت ابراہیم کے بارے میں قرآن میں آیا ہے کہ انھوں نے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے یہ دعا کی کہ ہمیں تا قیامت نماز گذار قرار دے

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي

رسولؐ نے متعدد روایات میں نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے [1]

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

مَا مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ يَعْدِلُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ

معرفت کے علاوہ کوئی چیز بھی نماز کے برابر نہیں ہو سکتی

حضرت علیؑ فرماتے ہیں

أُوصِيكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَحِفْظِهَا فَإِنَّهَا خَيْرُ الْعَمَلِ
وَهِيَ عَمُودُ دِينِكُمْ

میں تمہیں نماز کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ بہترین عمل اور دین کا ستون ہے

قرآن مجید کہتا ہے کہ نماز انسان کو ظاہری و باطنی برائیوں سے روکتی ہے

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ

ہم کیوں نہ بیوی بچوں کو نماز کی طرف بلائیں اور ان کو نماز پڑھنے کے لئے کیوں زمین ہموار نہ کریں کہ جس سے گھر کی فضا برائیوں سے محفوظ رہے اور ان کے ساتھ خود بھی آرام کی زندگی بسر کریں

---

[1] بحار ج ۷۷ ص ۷۷

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلٰوةَ
فَإِنْ قُبِلَتْ قُبِلَ مَا سِوَاهَا

روز قیامت انسان سے سب سے پہلے نماز کے بارے
میں باز پرس ہوگی اگر قبول ہوگئی تو اور چیزیں بھی قبول ہو
جائیں گی

نماز کو ضائع کرنا اور اسے حقیر سمجھنا اور اس عظیم عبادت کو ترک کرنا رسولؐ کی شفاعت سے محرومی، قیامت میں خسارہ، رحمت خدا سے دوری، اور جنت سے محرومی کا باعث ہوتا ہے

ہم خود اور ہمارے بیوی بچے نماز سے غافل رہیں ورنہ قیامت، بیوی بچے خدا کی بارگاہ میں ہماری شکایت نہ کریں اور یہ کہیں کہ اگر ہمیں نماز کے بارے میں بتایا گیا ہوتا تو ہم نمازی ہو جاتے ہمارے نامہ اعمال میں جو نماز نہیں ہے اس میں پہلے باپ شوہر کی اور دوسرے ہماری خود غلطی ہے اے اللہ ان کی بے پروائی کی وجہ سے ہم نماز سے غافل رہے لہذا ان سے ہمارا انتقام لے اور ان پر اپنی لعنت کر اور ان کے عذاب میں اضافہ فرما،

بچے عجیب قسم کا کیمرہ ہیں وہ اپنے بزرگوں کے اخلاق اور عادات و اطوار کی پوری طرح پیروی کرتے ہیں، اگر آپ نماز پڑھیں، روزہ رکھیں، قرآن کی تلاوت کریں، ہنس مکھ بشاش رہیں محبت کریں اور ادب و احترام کا مظاہرہ کریں تو سمجھی ان کی تقلید کریں تو کچھ دنوں کے بعد انھیں ان امور سے رغبت ہو جائے گی، ایک روایت میں بیان ہوا ہے حضرت عیسیٰؑ ایک قبر کے پاس سے گذرے کہ جس کے مردہ پر عذاب ہو رہا تھا دوسرے سال پھر اس قبر کے پاس سے گذرے دیکھا کہ مردہ نجات پا چکا ہے خدا سے سبب دریافت کیا، وحی نازل ہوئی اس کا بیٹا نیک ہے اس نے اپنا

رد یہ صحیح کرلیا ہے اور ایک یتیم کو پناہ دی ہے چنانچہ اس کے بیٹے کے عمل کی خاطر ہم نے اسے معاف کر دیا ہے [1]

قارئین محترم! نیک اولاد کی تربیت اور عبادت گذار اور کار خیر کرنے والا بیٹا بنانے میں صرف دنیا ہی میں فائدہ نہیں ہے بلکہ برزخ و قیامت میں بھی فائدہ ہے کوشش کریں کہ اس نفع بخش تجارت سے غافل نہ رہیں

---

[1] وسائل الشیعہ۔ طبع اہل البیت ج ۱۶ ص ۳۳۸

﴿ یا ایها الذین آمنوا قوا انفسکم و اهلیکم نارا... ﴾

« تحریم / ۶ »

۱۸

خاندان کے سرپرست کی عظیم ذمہ داری

یاایھاالذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا

خاندان کے سرپرست کی عظیم ذمہ داری

خود کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی قیامت سے بچاؤ

سورۂ تحریم کی ایک آیت میں خاندان کے سرپرست کی عظیم ذمہ داری بیان ہوئی ہے جس میں عظیم ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا و آخرت کے منابع موجود ہیں اگر لوگ خصوصاً جن پر بیوی بچوں کی عظیم ذمہ داری ہے اس آیت پر توجہ کرتے تو ان کے بہت سے گھریلو مسائل حل ہو جاتے اور گھر میں بدنظمی اور پریشان کا وجود نہ رہتا اور ہر چیز کی تلافی ہو جاتی

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ
نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ عَلَیْھَا
مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ
اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ

ایمان لانے والو! خود کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں اس آگ پر سخت مزاج اور قوی ملائکہ تعینات ہیں حکم خدا کی نافرمانی نہ کریں اور جو انھیں حکم دیا جاتا اسے انجام دیتے ہیں

بیشک یہ عظیم ذمہ داری خاندان کے سرپرست پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کو توحید، روز قیامت پر ایمان عذاب خدا سے ڈرائیں، تقوے سے آراستہ کریں، انھیں اخلاق اسلامی سے آراستہ کریں، ان کے کمال کے لئے زمین ہموار کریں، ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھیں، انھیں روز قیامت کے عذاب سے بچائیں۔

ایک آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جس آگ کا ایندھن انسان ہیں، یہ مسئلہ بہت باریک ہے قرآن مجید کی دوسری آیتوں سے واضح ہوتا ہے کہ روز قیامت کے عذاب کا سبب گناہ و معصیت ہے، درحقیقت جرم و جرمانہ کی ایک ہی ماہیت ہے

اس کے برعکس دنیا کے جرم اور اس کے جرمانہ کے درمیان ذاتی و ماہیتی اختلاف ہے، اگر کوئی شخص مرور و عبور کے قوانین کی خلاف ورزی کرے جرم کا مرتکب ہو جائے بلکہ وہ دائیں سائیڈ سے موٹر گاڑی لے جائے یا اس سڑک پر پہونچ جائے جس پر جانا منع ہے تو اسے جرمانہ کے طور پر کچھ پیسہ ہی دینا پڑے گا، یہاں جرم نادان کا کام ہے اور جرمانہ مال سے تعلق رکھتا ہے اور کام دمال کے درمیان اختلاف ماہیتی ہے لیکن نظام ہستی میں جرم و جرمانہ کی ماہیت ایک ہے یعنی قیامت میں جرمانہ کے طور پر خلاف ورزی کرنے والے کو آگ کی صورت میں اسی خلاف ورزی کا سامنا کرنا پڑے گا

ہر گناہ خواہ اس کا تعلق عمل و اخلاق سے ہو یا وہ مادی و معنوی ہو جب وہ انسان سے صادر ہوتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ انسان نے آگ کو قبول کر لیا ہے لیکن جلا دینے والی آگ روز قیامت ظاہر ہوگی

بہت سے لوگ عرصہ دراز سے گناہوں کے مرتکب ہوتے چلے آئے ہیں ان کا کوئی عضو ایسا نہیں ہے کہ جس سے گناہ نہ کیا ہو، درحقیقت انھوں نے اپنے وجود میں آگ کا ڈھیر لگا لیا ہے اور یہ آگ اس دن مادی صورت میں ظاہر ہوگی اور ڈھیر لگانے والے کو جلا کر خاک کر دے گی جس دن پردے ہٹ جائیں گے،

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ
الْکِتٰبِ وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِکَ
مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا
یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْہِمْ

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

بیشک جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب خدا کی آیتوں کو چھپاتے ہیں اور انھیں معمولی قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں تاکہ اپنے پیٹ بھر سکیں انھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھر رہے ہیں قیامت کے دن خدا انھیں مخاطب نہیں کرے گا نہ ان کا تزکیہ کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا

بیشک جو لوگ ظلم و تعدی سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں در حقیقت وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب جہنم میں پہونچیں گے

دونوں آیتوں میں حرام کھانے کو آگ کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے اگرچہ آج وہ لذیذ کھانا معلوم ہو رہا ہے لیکن وہ اپنی اصلی حقیقت کو آگ کی صورت میں ظاہر کرے گا،

اس مقدس ذات کا قول ہے کہ کائنات جن و ملک، عرش و فرش اور مرد و عورت جس کے حکم کے تابع ہیں، وہی گناہ و معصیت کو آگ دیکھتا ہے یہ الگ بات ہے کہ ہم اسے لذیذ سمجھ رہے ہیں اور وہ آگ کھانے کو اسی زمانہ میں مشاہدہ کرتا ہے کہ جس زمانہ میں معصیت کی جاتی ہے لیکن ہم اسے نہیں دیکھ پاتے وہ اس آگ کی عجیب جلانے والی صلاحیت کو مشاہدہ کرتا ہے لیکن ہم اس سوزش کو محسوس نہیں کر پاتے ہیں

قیامت کے دن لوگوں کی آنکھوں کو نامحرم کو دیکھنے، ان کے کان کو حرام باتیں سننے

ان کی زبان کو غیبت کرنے، گالی دینے، تہمت لگانے اور باطل گوئی. ان کے شکم کو حرام کھانے، لوگوں کی شہوت زنا، لواط اور مشت زنی کی اور ان کے ہاتھ ظلم و ستم کرنے کی حیلہ بازی اور مکاری غلط و ستحظ کرنے، گمراہ کن باتیں لکھنے ان کے قدم غلط و حرام جگہوں پر جانے اور ان اعضاء و جوارح کا بدکار مالک عذاب میں مبتلا ہوں گے اور اسے نجات نہیں ملے گی

اے گھر کے سرپرستو! خود کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جو کہ گناہ و معصیت کا نتیجہ ہے اور زندگی کے ہر موڑ پر خدا سے ڈرتے رہو اور چند روزہ دنیا، تمام ہو جانے والی لذت، اور ہاتھ سے جانے والے مال کی خاطر خود کو اور اپنے اہل و عیال کو خدا کے اس ابدی عذاب سے محفوظ بچائیں جس کا ایندھن انسان ہیں

آگ کے ایندھن پتھر، پتھر کوئلہ کو سبھی جانتے ہیں، سخت و مضبوط مادہ ہے اس کی حرارت بہت زیادہ اور جلنے کا زمانہ طولانی ہے، مدتوں سے پتھر کوئلہ اور آتشیں چیزیں اپنا کام کر رہی ہیں اس لاوے کا کبھی جوش اتنا بڑھ جاتا ہے کہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے پھوٹ پڑتا ہے اور اپنے راستہ کی چیزوں کو نیست و نابود کرتا چلا جاتا ہے اس کی آگ کبھی بجھنے والی نہیں ہے بلکہ قرآن کے قول کے مطابق آئندہ اس کی لپیٹ میں ساری زمین آجائے گی یہاں تک کہ سارے دریا شعلہ ور ہو جائیں گے

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ

یہ ایسی حقیقت ہے کہ جس کا اعتراف آج کے سائنسداں بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آئندہ زمین ایک آگ کے گولہ میں تبدیل ہو جائے گی

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ

جس دن یہ زمین دوسری زمین میں بدل جائے گی

زمین کے اندر حیرت انگیز لاوے کے بہتے ہوئے دریا کے پیش نظر اور یہ کہ وہ آئندہ آگ کا گولہ بن جائے گا اور ان روایات کو تسلیم کرتے ہوئے جو کہ یہ کہتی ہیں کہ جہنم اور

اور اس کے بیٹے یہی زمین ہیں

اس دن کی آگ کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں انسان کے گناہ اس آگ کو بھڑکانے والا مادہ ہے اور اس کو بھڑکانے کی جگہ پتھر ہیں اور زمین کے اندر و باہر کے وہ پتھر جن کا وزن و حجم کم نہیں ہے اس کے علاوہ وہ دائمی و ابدی ہے اور ان حقائق کے ابدی ہونے کا تعلق خدا کے ارادہ سے ہے جیسا کہ آئندہ انسان کے ابدی ہونے کا تعلق بھی خدا اس کے ارادہ سے تعلق رکھتا ہے

ان حقائق کی بنا پر گھر اور گھر والوں کے سرپرست کو چاہیئے کہ وہ اس آسمانی ملکوتی آواز پر کان دھرے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

قیامت جہنم کی آگ کے منتظمین شدید و سخت مزاج ملائکہ سے پنجہ آزمائی کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے جہنمی جو کہ ضعیف و ذلیل اور محکوم ہیں ان کے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ہے، حقیر و ذلیل لوگوں کے لیے قیامت میں پست جگہ جہنم ہے ایسا جہنم جو اسی روئے زمین پر ہے ایسا جہنم جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں ایسا جہنم جس کے داروغہ سخت و تند مزاج ہیں، جس کے عذاب سے مفر نہیں ہے، سخت ہے، خاک کر دینے والا اور دائمی ہے اور جہنمی نہ مریں گے نہ زندہ رہیں گے

ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ

پھر وہاں وہ نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا

بہشت عنبر سرشت

جب خاندان کا سرپرست خود کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم سے بچانے کے لیے قدم اٹھاتا ہے یعنی انھیں جسمانی، مال، اور اخلاق گناہوں سے باز رہنے اور نیکیوں

کی طرف بڑھنے کی تشویق کرتا ہے تو اسی وقت اس کے خاندان کے لئے جنت کی راہ ہموار ہو جاتی ہے اس جنت کی جو کہ سدرۃ المنتہیٰ میں واقع ہے جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى

معلوم ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ وسیع دنیا ہے اتنی وسیع کہ خدا کی وہ جنت بھی اس میں واقع ہے جو کہ وسعت میں آسمانوں اور زمین کے برابر ہے قرآن مجید سب کو حکم دیتا ہے کہ ایمان و عمل صالح اور اخلاق حسنہ سے آراستہ ہو کر جنت کی طرف دوڑیں

سَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ
عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ

اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف دوڑو جس
کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جسے متقین کے
لئے بنایا گیا ہے

ہاں جنت کا توشہ ایمان، عبادت اور خدا کے بندوں کی خدمت اور جہنم کا توشہ گناہ و معصیت ہے جہنم کا توشہ فراہم کرنے سے خود کو اور اپنے اہل و عیال کو بچاؤ اور انھیں جنت کے لئے زاد راہ فراہم کرنے کی رغبت دلاؤ اس وقت تمہاری ذمہ داری گھر کی سرپرستی بہت عظیم ہے

آپ حضرات یہ دیکھیں اللہ کا رسولؐ اپنے اہل خانہ سے کس طرح پیش آتے تھے اپنے گھر والوں سے پیش آنے کے لئے انھیں کو اپنا نمونہ بناؤ تاکہ قیامت کے عذاب سے نجات پاؤ اور خدا کی بہشت عنبر سرشت میں پہونچ جاؤ رسولؐ عورتوں کے حقوق کی رعایت کے سلسلہ میں روئے زمین کے تمام لوگوں پر سبقت لے گئے ہیں اور بچوں کے حقوق کی رعایت میں تو حد ہی کر دی

آپ افراط و تفریط سے کام نہیں لیتے تھے، گھر والوں سے محبت و الفت کے

سلسلہ میں اخلاق وعمل میں اعتدال سے کام لیتے تھے باوجودیکہ اہل خانہ سے نرمی کے ساتھ پیش آتے تھے انھیں نصیحت اور خدا کی عبادت و بندگی کی رغبت دلانے اور قیامت کے عذاب سے ڈرانے سے غفلت نہیں کرتے تھے

گھر میں عورتوں سے، عورت ہونے کی حد تک اور بچوں سے بچہ ہونے کی حد تک سلوک کرتے تھے، آپ سب کے لئے نمونۂ ادب اور سرمشق فضیلت تھے اسوۂ اخلاق توحید و حق پرستی کے منارے اور چراغ ہدایت تھے

اہم فریضہ

علامہ مجلسیؒ نے اپنی کتاب بحار الانوار ج ۱۰۱ ص ۸۶ پر آیہ قوا انفسکم ۱۰/ص ۳۵۹ گھر کے سرپرست کی ذمہ داری اور فرائض کے عنوان سے چند اہم مسائل کی طرف اشارہ کیا ہے اگر ان چند مسائل کا خیال رکھا جائے تو خاندان کو قیامت کی آگ سے بچایا جا سکتا ہے

(۱) یدعوھم الی طاعۃ اللہ

گھر کے سرپرست پر واجب ہے کہ وہ تا حیات اپنے خاندان کو خدا کی عبادت اور خدا کے حکم کی تعمیل کہ اس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے طرف دعوت دے لیکن انھیں اس طرح دعوت دے کہ جسے قبول کرنا اہل خانہ کے لئے دشوار نہ ہو محبت و پیار سے سمجھائے، زبان و عمل سے خندہ پیشانی کے ساتھ دعوت دے اس طرح کہ جس سے بیوی، بچے خدا کی طاعت کے شیدا و عاشق ہو جائیں اور وہ ان چیزوں کو اپنے تمام افعال پر مقدم کریں،

میں نے ان چیزوں کو اپنے گھر میں نافذ کیا ہے مفید ثابت ہوئی ہیں آپ بھی نافذ کریں مفید ثابت ہوں گی جب بچے خدا کی طرف راغب ہو جائیں تو ان کی ہمت افزائی کی جائے انھیں انعام دیا جائے، انھیں پیار کیا جائے تاکہ ان کے

وجود میں طاعت کا جذبہ مضبوط ہو جائے

عورتوں کو چاہیئے کہ جب ان کے شوہر انھیں خدا کی طاعت کی طرف دعوت دیں تو اسے شوق سے قبول کریں تاکہ اس جبلیت کا اثر بچوں پر بھی پڑے

۲، وَ تُعَلِّمُهُمُ الْفَرَائِضَ

گھر کے سرپرست کو چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے بچوں کو واجبات کی تعلیم دے ان واجبات میں سے بعض توضیح المسائل اور کچھ اخلاق و فقہ کی کتابوں میں بیان ہوئے ہیں اور اگر وہ نہ سکھا سکے تو اسے چاہیئے کہ وہ انھیں مساجد اور مذہبی مجالس میں بھیجے یا کسی اچھے مولوی کے ذریعہ تعلیم دلائے

ممکن ہے کہ بعض لوگوں کے لئے توضیح المسائل کا پڑھنا مشکل اور اس کی وضاحت اس سے بھی زیادہ مشکل ہو اسی لئے بچوں کو دوسروں کے ذریعہ تعلیم دلائی جاتی ہے تاکہ لڑکے، لڑکیاں بلوغ کے وقت تک اپنے شرعی فرائض سے آگاہ ہو جائیں

۳، وَ تَنْهَاهُمْ عَنِ الْقَبَائِحِ

گھر کے سرپرست پر واجب ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو برائیوں سے روکے اور انھیں گناہ و معصیت کے نتائج سے ڈرائے اور گناہوں کے امکان کو ختم کر دے

۴، وَ تَحْثُّهُمْ عَلَى الْاَعْمَالِ الْخَيْرِ

خاندان کے سرپرست پر واجب ہے کہ اپنے اہل و عیال تمام نیک کام، راہ خدا میں صدقہ دینے، لوگوں کے ساتھ خاکساری سے پیش آنے، بزرگوں کا احترام کرنے، چھوٹوں کی رعایت کرنے، لوگوں کے درمیان صلح و صفائی کرانے حق گوئی، حق خواہی مختصر یہ کہ ہر نیکی کی طرف رغبت و تشویق دلائیں

ان چار اصولوں پر عمل کرنے سے، بقول علامہ مجلسیؒ، لوگ خود کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم سے بچا سکتا ہے، خدا کے بندوں کی ہدایت کے لئے اس طرح قدم اٹھانے سے اتنا ثواب ملتا ہے کہ جس کی مقدار کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا

ہے

رسولؐ نے یمن کے لوگوں کی ہدایت کے لیے حضرت علیؑ کو بھیجا سفر پر جانے سے قبل ان سے فرمایا

وَاللّٰہِ لَاَنْ یَھْدِیَ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْکَ
رَجُلاً خَیْرٌ لَکَ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ
وَغَرَبَتْ

خدا کی قسم اگر خدا تمہارے ذریعہ ایک شخص کی بھی ہدایت
کردے تو یہ تمہارے لیے ان تمام چیزوں سے بہتر ہے
جس پر سورج طلوع وغروب کرتا ہے

کتنی تعجب خیز تجارت ہے، کتنا بڑا فائدہ ہے میرے خیال میں تو یہ کہنا چاہیئے کہ خوش نصیب ہیں وہ لوگ کہ جنھوں نے شادی کی اور اپنے بیوی بچوں کے لیے اچھے معلم ہیں تو انھیں ہر ایک کی ہدایت کا اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ رسولؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا تھا۔ کسب حلال کے لیے جانے، بیوی بچوں کی زندگی کے اخراجات پورے کرنے اور مادی امور کے لیے کوشش کرنے کا ثواب اس کے علاوہ ہے اور بیوی بچوں کی ہدایت کے لیے معنوی امور کے لیے کوشش کرنے کا ثواب جدا ہے ایسے سرپرستوں کا ثواب بہت زیادہ ہے اور بے پناہ رحمت ہے

﴿ تلک حدود اللّٰه و من یطع اللّٰه و رسوله یدخله
جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها
و ذلک الفوز العظیم ﴾

«نساء / ۱۳»

۱۹

اسلام میں
زن و شوہر کے حقوق

تلك حدود الله ومن يطع الله و
رسوله يدخله جنات تجري من
تحتها الانهار خالدين فيها وذالك
الفوز العظيم

اسلام میں زن و شوہر کے حقوق

خاندان کے حقوق

میاں بیوی کے جو حقوق ایک دوسرے پر ہیں وہ قرآن مجید میں مفصل طور پر بیان ہوئے ہیں اس سلسلہ میں کوئی چیز فروگذاشت نہیں ہوئی ہے جب انسان حقوق کا مطالعہ کرتا ہے تو اسے تہذیب اسلام کا معجزہ سمجھتا ہے زن و شوہر کے ان حقوق کی طرف کسی بھی مکتب میں اشارہ نہیں ہوا ہے اور قیامت تک کوئی مکتب انھیں اس طرح پیش نہیں کر سکتا۔ ان حقوق میں سے بعض واجب اور بعض مستحب ہیں اگر واجب میں سے کسی کو چھوڑ دیا تو مدمقابل کے معاف نہ کرنے کی صورت میں عذاب ہوگا اور مستحب سے چشم پوشی کرنے کی صورت میں زندگی کا مزہ پھیکا پڑ جائے گا۔

میاں بیوی کے جو حقوق ایک دوسرے پر ہیں ان میں سے زیادہ تر کتاب وسائل کی ج ۲۰، ۲۱، ۲۲ مطبوعہ موسسہ آل البیت میں بیان ہوئے ان میں سے حسب ضرورت نقل کیے جاتے ہیں تفصیل کے شائق حضرات مذکورہ کتاب کا مطالعہ فرمائیں

ابتدا میں برکت کے حصول کے لیے اس مسئلہ سے قرآن مجید کی چند آیتیں نقل کی جاتی ہیں اس کے بعد روایات کی باری ہے

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

اپنی بیویوں کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ

جیسے عورتوں کے مردوں پر حقوق ہیں ایسے ہی مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ

جو کچھ ہم نے عورتوں کے لئے ان پر واجب کیا ہے ہم اسے جانتے ہیں

اسحاق بن عمار کہتے ہیں، میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کی

مَا حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا الَّذِي إِذَا فَعَلَهُ

كَانَ مُحْسِنًا، قَالَ يُشْبِعُهَا وَيَكْسُوهَا وَإِنْ

جَهِلَتْ غَفَرَ لَهَا وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ كَانَتْ

امْرَأَةٌ عِنْدَ أَبِي تُؤْذِيهِ فَيَغْفِرُ لَهَا

بیوی کا شوہر پر کیا حق ہے کہ جب مرد اسے انجام دے تو محسن و نیکوکار ہے

فرمایا: اسے اچھا کھانا کھلائے کپڑا پہنائے اور اگر نادانی میں اس سے غلطی ہو جائے تو اسے معاف کر دے فرمایا، میرے والد کے یہاں ایک عورت آزار دینے والی تھی لیکن آپ اسے معاف کر دیتے تھے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں، رسولؐ نے فرمایا

أَوْصَانِي جِبْرَئِيلُ بِالْمَرْأَةِ حَتَّى ظَنَنْتُ

أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي طَلَاقُهَا إِلَّا مِنْ فَاحِشَةٍ

مُبَيِّنَةٍ

جبرئیل نے عورتوں کے بارے اتنی یاددہانی کرائی ہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا سوائے زنا کے ارتکاب اسے طلاق دینا جائز نہیں ہے

نیز فرمایا

رَحِمَ اللّٰہُ عَبْدًا اَحْسَنَ فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ زَوْجَتِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ مَلَّکَنَاصِیَتَھَا وَجَعَلَہُ الْقَیِّمَ عَلَیْھَا

خدا اس بندہ پر رحم کرتا ہے کہ جس کے تعلقات بیوی سے صحیح رہتے ہیں کہ خدا نے اس کی زمام اس کے اختیار میں دی ہے اور شوہر کو اس کا سرپرست بنایا ہے

رسولؐ فرماتے ہیں

مَلْعُوْنٌ مَلْعُوْنٌ مَنْ ضَیَّعَ مَنْ یَعُوْلُ

ملعون ہے وہ شخص جو اپنے عیال کے حقوق ضائع کرتا ہے

نیز فرمایا

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ

تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو اپنے خاندان کے لیے بہترین ہے اور میں اپنے خاندان کے لیے بہتر ہوں،

نیز فرمایا

عِیَالُ الرَّجُلِ اُسَرَائُہٗ وَاَحَبُّ الْعِبَادِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَحْسَنُھُمْ صُنْعًا اِلٰی اُسَرَائِہٖ

مرد کے عیال اس کی قید میں ہیں اور بندوں میں سے خدا کے نزدیک محبوب ترین بندہ وہ ہے جو کہ اپنی قید کے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے

شوہر پر عورت کے حقوق

۱۔ گھریلو اسباب کی فراہمی

رسولؐ فرماتے ہیں

عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

مرد پر عورت کا لباس اور کھانا معروف طریقہ سے واجب ہے

امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں

لَئِنْ أَدْخُلُ السُّوقَ وَمَعِيَ دِرْهَمٌ أَبْتَاعُ بِهِ لَحْمًا لِعِيَالِي وَقَدْ قَرِمُوا إِلَيْهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ نَسَمَةً

بازار میں جا کر اپنے عیال کے لیے ایک درہم کا گوشت خریدنا کہ جس کی انھوں نے خواہش کی ہو تو یہ میرے نزدیک ایک غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

مِنْ سَعَادَةِ الرَّجُلِ أَنْ يَكُونَ الْقَيِّمَ عَلَى عِيَالِهِ

مرد کی سعادت مندی یہ ہے کہ وہ بیوی بچوں کی ضروریات کو پورا کرے

۲۔ مباشرت

امام رضاؑ سے دریافت کیا گیا، ایک شخص کی بیوی جوان ہے مرد کی طرف

سے اس پر مصیبت یہ پڑی ہے کہ ایک سال چند ماہ سے اس نے اس مباشرت نہیں کی ہے البتہ اس کی نیت اس کو تکلیف پہونچانے کی نہیں تھی بلکہ اس پر مصیبت پڑ گئی تھی، کیا وہ مرد گنا ہگار ہے ؟

فرمایا چار ماہ کے زیادہ کے بعد گنا ہگار ہے

ابوذر نے رسولؐ سے دریافت کیا کہ شوہر کا بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے میں لذت تو ہے ہی کیا اس میں ثواب بھی ہے ؟ فرمایا، بالکل اگر ناجائز طریقہ سے دل کی تسکین پوری کی جائے تو کیا حرام نہیں ہے ؟ عرض کی کیوں نہیں، فرمایا، تو اس کے حلال میں ثواب کیوں نہیں ہے، معارف الٰہیہ میں آیا ہے کہ مستحب ہے کہ ہر چوتھی شب مرد کو بیوی سے مباشرت کرنا چاہیئے،

۳۔ زندگی میں کشادگی

رسولؐ نے فرمایا

جو شخص بازار جاتا ہے اور اپنے عیال کے لیے تحفہ خریدتا ہے وہ اس شخص کے مانند ہے جسے وہ حاجتمندوں کو صدقہ دینے کے لیے گیا ہو جب وہ اس تحفہ کو لیکر گھر پہونچے تو پہلے بیٹی کو دے کیونکہ جو شخص اپنی بیٹی کو خوش کرتا ہے وہ اس شخص کے مثل ہے کہ جس نے اولاد اسمٰعیل میں سے کوئی غلام آزاد کیا ہو اور جو شخص تحفہ لے جا کر بیٹے کو خوش کرے گویا اس نے خوف خدا سے گریہ کیا ہے اور جو شخص خوف خدا میں گریہ کرتا ہے خدا اسے نعمت والی جنت میں داخل کرتا ہے

امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں

عِيَالُ الرَّجُلِ اُسَرَاؤُهُ فَمَنْ اَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَيْهِ بِنِعْمَةٍ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى اُسَرَائِهِ فَاِنَّ
لَمْ يَفْعَلْ اَوْشَكَ اَنْ تَزُوْلَ تِلْكَ النِّعْمَةُ

مرد کے عیال اس کی قید میں ہیں جس شخص کو خدا نے وسعت
و کشادگی بخشی ہے اسے چاہیئے کہ اپنے عیال کو کشادگی دے
ورنہ قریب ہے کہ خدا اس کی نعمت کو سلب کرلے،

عَنِ النَّبِیِّ اَنَّہٗ نَھٰی اَنْ یَّشْبَعَ الرَّجُلُ
وَیَجِیْعَ اَھْلُہٗ

رسولؐ سے مروی ہے کہ آپؐ نے مرد کو شکم سیر ہونے اور
عورت کو بھوکا رکھنے سے منع فرمایا ہے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

اِنَّ الْمَرْءَ یَحْتَاجُ فِیْ مَنْزِلِہٖ وَعِیَالِہٖ
اِلٰی ثَلَاثِ خِلَالٍ یَتَکَلَّفُھَا وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ
فِیْ طَبْعِہٖ ذَالِکَ : مُعَاشَرَۃٌ جَمِیْلَۃٌ
وَسَعَۃٌ بِتَقْدِیْرٍ، وَغَیْرَۃٌ بِتَحَصُّنٍ

مرد کو چاہیئے کہ اپنے گھر اور عیال کے لئے تین چیزوں
کو لازم سمجھے ہر چند اس کے مزاج کے خلاف ہوں، نیک
برتاؤ، بغیر اسراف کے روزگار وسعت دینا اور ناموس
کے بارے میں غیرت مند ہونا

امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں

اِنَّ اَرْضَاکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَسْبَغُکُمْ عَلٰی عِیَالِہٖ

جو شخص اپنے خاندان کو سہولت فراہم کرے گا خدا اس
سے بہت زیادہ خوش ہوگا

رسولؐ فرماتے ہیں

إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً

مسلمان جو کچھ خوشنودی خدا کی خاطر عورت پر خرچ کرتا ہے اس کا صدقہ جیسا ثواب ہے

عورت کا احترام

رسولؐ فرماتے ہیں

مَنِ اتَّخَذَ زَوْجَةً فَلْيُكْرِمْهَا

جو شخص عورت رکھتا ہے اس کا احترام کرنا چاہیئے

فرمایا

أَيُّمَا رَجُلٍ ضَرَبَ امْرَأَتَهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ أَقَامَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَفْضَحُهُ بِفَضِيحَةٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ

جو شخص عورت کو تین گھوسے سے زیادہ مارتا ہے روز قیامت خدا اسے اولین و آخرین کے سامنے ذلیل کریگا

رسولؐ فرماتے ہیں

أَيَضْرِبُ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ ثُمَّ يَظَلُّ مُعَانِقَهَا

کیا تم دن میں عورت کو مارتے اور رات کو بغل میں لٹاتے ہو

نیز فرمایا

اِنَّمَا الْمَرْاَةُ لُعْبَةٌ مَنِ اتَّخَذَهَا فَلَا يُضَيِّعْهَا

بیشک عورت دل خوش کرنے کا ذریعہ ہے جو اس سے شادی کرتا ہے اسے ضائع نہیں کرنا چاہیئے

فرمایا

اِنِّیْ لَاَعْجَبُ مِمَّنْ يَضْرِبُ امْرَاَتَهٗ وَهُوَ بِالضَّرْبِ اَوْلٰى مِنْهَا لَا تَضْرِبُوْا اِمَائَكُمْ بِالْخَشَبِ فَاِنَّ فِيْهِ الْقِصَاصَ

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو کہ اپنی بیوی کو مارتا ہے وہ پٹنے کا زیادہ مستحق ہے عورت کو چھڑی سے نہ مارو کہ قصاص کا باعث ہے

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں

وَاِنَّهُنَّ اَمَانَةٌ فَلَا تُضَارُّوْهُنَّ وَلَا تُهِيْنُوْهُنَّ

عورتیں تمہارے ہاتھ میں امانت ہیں ان پر سختی نہ کرو اور بالکل آزاد بھی نہ چھوڑو

مولا نے رسولؐ سے دریافت کیا کہ مرد پر عورت کا کیا حق ہے؟

فرمایا میرے بھائی جبرئیل نے مجھ سے عورتوں کی سفارش کی ہے کہ میں یہ سوچنے لگا کہ مرد کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ عورت سے اف بھی کہے

جبرئیل نے کہا، اے محمدؐ عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو یہ زندگی کے رنج والم کو برداشت کرتی ہیں، یہ خدا کے حکم، قرآن کی نص اور سنت و شریعت کے مقتضا سے تمہارے لئے حلال ہوئی ہیں وہ تمہاری لذت کے لئے تسلیم ہو جاتی ہیں، تمہاری اولاد کو اپنے اندر لئے پھرتی ہیں، ولادت کے وقت خطرناک درد

برداشت کرتی ہیں، ان کے کچھ حقوق تمہارے اوپر واجب ہیں ان پر مہربان رہو انھیں خوش رکھو تاکہ تمہارے ساتھ نباہ کرتی رہیں ان سے کراہت و رنج کا اظہار نہ کرو مہر کے عوض سے جو کچھ انھیں دے چکے ہو اس کی طمع نہ کرو اور زبردستی کوئی چیز واپس نہ لو

آراستہ اور پاکیزہ ہونا

جس طرح مرد یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی حسین، صاف ستھری ہو اچھا لباس پہنے اور خوشبو لگائے اسی طرح عورت بھی یہ چاہتی ہے کہ شوہر صاف و ستھرا رہے نہائے، مسواک کرے، بالوں میں کنگھی کرے، ناخن لے، عطر لگائے فٹ اور صاف لباس پہنے اور بدن سے متعلق تمام زینتیں کرے، ان چیزوں سے عورت خوش ہوتی ہے، اور اس کی عفت و پاکدامنی میں اضافہ کرتی ہے، اسے دوسروں پر نظر لگانے اور شوہر کے علاوہ دوسرے کے چکر میں پڑنے سے بچاتی ہے

حسن بن جہم کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ امام موسیٰ کاظمؑ خضاب کیے ہوئے ہیں، عرض کی، قربان جاؤں خضاب کیا ہے؟ فرمایا، ہاں مرد کا خود کو سنوارنا عورت کی عفت میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے جن عورتوں نے عفت کا دامن چھوڑ دیا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے کبھی اپنے مردوں کو آراستہ نہیں دیکھا تھا، اس کے بعد مجھ سے سوال کیا تم یہ چاہتے ہو اپنی زوجہ کو پریشان و کبیدہ خاطر دیکھو۔

حضرت رضاؑ نے اپنے آباء و اجداد سے روایت کی ہے

إِنَّ نِسَاءَ بَنِي إِسْرَائِيلَ خَرَجْنَ مِنَ الْعِفَافِ
إِلَى الْفُجُورِ، مَا أَخْرَجَهُنَّ إِلَّا قِلَّةُ تَهْيِئَةٍ
أَزْوَاجِهِنَّ وَقَالَ إِنَّهَا تَسْتَفِي مِنْكَ مِثْلَ
الَّذِي تَشْتَهِي مِنْهَا

بنی اسرائیل کی عورتوں نے عفت و پاکدامنی چھوڑ دیا اور اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں تھی کہ ان کے مرد خود کو آراستہ نہیں کرتے تھے

اس کے بعد فرمایا، عورت مرد سے وہی چاہتی ہے کہ جو مرد عورت سے توقع رکھتا ہے بعض مرد اتفاً عورتوں سے ناانصافی کرتے ہیں اپنی خبر نہیں لیتے ہیں، کبھی کبھار خود کو آراستہ کرتے ہیں، بیڑی، سگریٹ پیتے ہیں، دانت گندے رکھتے ہیں منہ سے بو آتی ہے، مناسب لباس نہیں پہنتے ہیں، داڑھی کی اصلاح نہیں کرتے ہیں اور اس سے بدتر یہ ہے کہ وہ جس صورت میں بھی ہوں عورت ان کے سامنے سراپا تسلیم ہو جائے، یہی لوگ شیطان اور عتاب و سرزنش کے مستحق ہیں

خوش بیانی

انسان کے کرخت لہجہ، بدزبانی، سختی، اور تندی سے سامنے والا بھی ویسا ہی عمل کرنے پر مجبور ہوتا ہے جب گفتگو اور حالات حدود سے خارج ہو جاتا ہے تو اس سے عورت رنجیدہ ہو جاتی ہے اس کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں، نتیجہ میں زندگی تلخ و بدمزہ ہو جاتی ہے

اس سلسلہ میں حضرت امیرالمومنینؑ نے یہ حکم دیا ہے

فَدَارُّوْهُنَّ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَاحْسِنُوْا

عورتوں سے ہر حال میں حسن سلوک رکھنا، ان سے نرم لہجہ میں گفتگو کرنا، تمام امور میں ان سے نیکی کرنا تاکہ وہ تمہارے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں

اپنے ارادہ و اختیار کی رعایت کرو

بعض مرد خدا کے عطا کئے ہوئے ارادہ و اختیار اور آزادی سے چشم پوشی کرتے ہیں اور آنکھیں بند کر کے عورتوں کی بات مانتے ہیں اور بعض عورتیں مردوں کی زمام ہاتھ میں لے کر زندگی پر حاکم ہو جاتی ہے اور وہ جیسے چاہتی ہے زندگی کے مرکب کو گھسیٹتی ہیں ایسی زندگی زیادہ تر شیطانی زندگی بن جاتی ہے، سراسر گناہ و معصیت اسراف و فضول خرچی اور ناجائز خواہشیں زندگی کا احاطہ کر لیتی ہیں معنویت اٹھ جاتی ہے اور اس طرح خاندان الٰہی و انسانی اصولوں سے منحرف ہو جاتا ہے

اس زمانہ میں زیادہ تر خاندان اسی خانماں سوز بلا میں پھنسے ہوئے ہیں کیونکہ بجائے اس کے کہ ان امور کو مرد کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے، عورتوں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں بجائے اس کے کہ شوہر کو عورت کا شوہر ہونا چاہیئے بیوی شوہر بن جاتی ہے خدا نہ کرے مرد، عورت ناجائز اور طاعت خدا سے خارج خواہشیں پوری کرنے لگے اسی وقت سے جنگ و جھگڑا شروع ہوتا ہے اور خانماں سوز آگ عورت کے ہاتھ سے لگتی ہے اور جب تک مرد تسلیم نہیں ہو جاتا یا اسے طلاق نہیں دیتا اس وقت تک یہ آگ نہیں بجھتی ہے

ایسے جورو کے غلام اور ضعیف الارادہ مرد کے بارے میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں

كُلُّ امْرِئٍ تُدَبِّرُهُ امْرَأَةٌ فَهُوَ مَلْعُونٌ

عورت کے ہاتھ میں اپنی زمام دینے والا مرد ملعون ہے

نیز فرمایا

مَنْ أَطَاعَ امْرَأَتَهُ أَكَبَّهُ اللّٰهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي النَّارِ قِيلَ وَمَا تِلْكَ الطَّاعَةُ قَالَ تَطْلُبُ إِلَيْهِ الثِّيَابَ الرِّقَاقَ فَيَجِيبُهَا

جو مرد آنکھیں بند کر کے عورت کی بات مانتا ہے خدا وند عالم
اسے منھ کے بل جہنم میں جھونک دیتا ہے عرض کی گئی کہ
کیسے، فرمایا، وہ مرد سے باریک ترین لباس مانگے اور مرد
قبول کر لے

ایسی عورتوں کے بارے میں آپؐ نے درج ذیل خطبہ اس وقت دیا تھا جب ایک مرد نے اپنی بیوی سے شکایت کی تھی

مردوں کو کسی صورت میں بھی عورت کی اطاعت نہیں کرنی چاہیئے کوئی پیسہ اس کے ہاتھ میں نہیں دینا چاہیئے۔ زندگی کے مسائل اس پر نہیں چھوڑنے چاہیئے اگر عورتیں خود مختار ہوں تو سب کو ہلاک کر دیں، شوہر کی نافرمانی کریں۔ ہم نے ایسی بھی عورتیں دیکھی ہیں کہ جو وقت ضرورت تقوے کی رعایت نہیں کرتی ہیں، شہوت کی وجہ سے ایک دم ڈھیر ہو جاتی ہیں بڑھاپے تک مال و زیور کے چکر میں رہتی ہیں اور ناتوانی کے زمانہ میں مغرور اور خود پسند ہو جاتی ہیں اگر ان کی معمولی خواہش بھی پوری نہ کی جائے تو ساری محبتوں کو کالعدم سمجھ لیتی ہیں، شر پر اتر آتی ہیں، بے دھڑک تہمت لگا دیتی ہیں، سرکشی سے دست بردار نہیں ہوتی ہیں، ہمیشہ شیطانی طریقہ اختیار کرتی ہیں [1]

عورت پر مرد کے حقوق

زندگی کے اکثر معاملات اس وقت صحیح رہتے ہیں جب عورت مرد کے حقوق ادا کرتی ہے اس سلسلہ میں عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ خدا اور روز قیامت کو مدنظر رکھے اور اپنے شوہر کے بارے میں دوسروں کی باتوں کی پروا نہ کرے اور دوسروں کی مداخلت قبول نہ کرے

اکثر اوقات دیگر افراد کی باتیں غلط ہوتی ہیں یا وہ زن و شوہر کی زندگی کے جلال

---

[1] وسائل ج ۲۰ ص ۱۸۰ طبع آل البیت

وجمال اور ان کے آرام وسکون کے بارے میں ان کے خیالات غلط ہوتے ہیں دوسروں کی مداخلت سے اکثر جوان دنئے شادی شدہ زن وشوہر کی زندگی پر حسد کیا جانے لگتا ہے

عورت جلد اثر قبول کرتی ہے بنا بریں اسے چاہیے کہ اپنی اس طبعی حالت اور دوسروں کے حسد اور ان سے ہو جانے والی غلطی پر عمیق نظر رکھے اور شوہر کے حق کے بارے میں جو کہ ایمان، اسلامی، اور انسانی ہے خدا کو یاد رکھے اور قیامت کو فراموش نہ کرے، مرد یہ چاہتا ہے اس کی بیوی بس اسی کی بیوی ہو اس کے عورت ہونے کے حالات محفوظ رہیں اور چونکہ وہ عورت ہے عورت پیدا کی گئی ہے اس لئے اسے چاہیئے کہ لطافت، ناز وانداز سے دست بردار نہ ہو بلکہ ہمیشہ شوہر کے لئے سنگھار رکھے، دوسروں کی تقلید نہ کرے قریب ودور کے رشتہ داروں اور ہمسایوں کی مداخلت قبول نہ کرے

ہر صورت میں شوہر کی بیوی رہنا چاہیئے اور اس کی جائز خواہشوں کے محور پر زندگی گذارنا چاہیئے، گھر کے امور کو شوہر کی مرضی کے مطابق انجام دینا چاہیئے اور اپنے بچوں کی ماں رہنا چاہیئے، بعض عورت یہ بھول جاتی ہیں کہ وہ عورت ہیں وہ تند مزاج اور سلک کی تارند بن جاتی ہیں اس سے مرد کو تکلیف پہونچتی ہے اور وہ شادی وزندگی پر پشیمان ہو جاتا ہے اور کبھی زندگی ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے

مرد کی ضرورت کے وقت عورت کا تیار رہنا اور شرعی واخلاقی امور میں شوہر کی اطاعت کرنا، شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلنا سوائے سفر حج کے یہ شوہر کے وہ حقوق ہیں جو عورت پر واجب ہیں اور کچھ امور مستحب ہیں

اطاعت

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں

جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلَی النَّبِیِّ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الزَّوْجِ عَلَی الْمَرْاَةِ فَقَالَ لَھَا اَنْ تُطِیْعَہٗ وَلَا تَعْصِیَہٗ

ایک عورت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی شوہر کا عورت پر کیا حق ہے؟ فرمایا شوہر کی اطاعت کرے اور اس کی نافرمانی نہ کرے

رسولؐ فرماتے ہیں

اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَةُ خَمْسَھَا، وَصَامَتْ شَھْرَھَا وَحَصَّنَتْ بَیْتَ رَبِّھَا وَاَطَاعَتْ زَوْجَھَا وَعَرَفَتْ حَقَّ عَلِیٍّ فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجِنَانِ شَاءَتْ

جب عورت پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہو اور رمضان کا روزہ رکھتی ہو، پاکدامن ہو اور شوہر کا حکم بجالاتی ہو اور حضرت علیؑ کے جو کو واجب الاطاعت امام ہیں حق کو پہچانتی ہو تو وہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو

رسولؐ سے منقول روایات پر توجہ فرمائیں

کُلُّ امْرَاَةٍ صَالِحَةٍ عَبَدَتْ رَبَّھَا وَاَدَّتْ فَرْضَھَا وَاَطَاعَتْ زَوْجَھَا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ

جو شائستہ عورت خدا کی عبادت کرتی ہو واجبات کو ادا کرتی ہو اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرتی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی

مَامِنْ اِمْرَاَةٍ صَلَّتْ صَلٰوتَهَا وَلَزِمَتْ بَيْتَهَا
وَاَطَاعَتْ زَوْجَهَا اِلَّا غَفَرَاللّٰهُ لَهَا ذُنُوْبَهَا
مَاقَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ

ہر وہ عورت جو نماز پڑھتی ہو ضرورت کے بغیر گھر سے باہر
نہ نکلتی ہو، شوہر کی اطاعت کرتی ہو خدا اس کے گذشتہ
و آئندہ گناہ بخش دیتا ہے

حولا نام کی ایک عورت سے فرمایا

قسم اس خدا کی جس نے مجھے منصب نبوت عطا کیا ہے مرد کا عورت پر حق ہے
جب شوہر اسے طلب کرے تو اسے اطاعت کرنی چاہیئے اگر حکم دے تو نافرمانی نہ
کرے اس کی مخالفت نہ کرے

ایک جگہ فرماتے ہیں

لَا تُؤَدِّیْ اِمْرَاَةٌ حَقَّ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰی
تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِهَا

جو عورت اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرتی ہو اس نے خدا کا
حق ادا نہیں کیا

آپ نے یہ روایات ملاحظہ فرمائیں کہ شوہر کی اطاعت ہی نجات کا معیار نہیں ہے
بلکہ ایمان، عبادت، واجبات کی ادائیگی اور محرمات کے ترک کرنے کا بھی دخل ہے
جب عورت کے وجود میں یہ چیزیں جمع ہو جائیں تو وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو
جائے گی

فرمانبرداری

جن مرتبوں پر عورت محدود ہوتی ہے ان کے علاوہ اس پر واجب ہے کہ مرد

کی اطاعت کرے یہاں تک کہ مستحب ہے وہ پیش قدمی کرے اور اعلان کرے
رسولؐ فرماتے ہیں

عَلَيْهَا اَنْ تَطَيَّبَ بِاَطْيَبِ طِيْبِهَا وَتَلْبَسَ
اَحْسَنَ ثِيَابِهَا وَتَتَزَيَّنَ بِاَحْسَنِ زِيْنَتِهَا
وَتَعْرِضَ نَفْسَهَا عَلَيْهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً
وَاَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ حُقُوْقُهَا

عورت پر واجب ہے وہ بہترین عطر سے معطر ہو جائے
بہترین لباس پہنے خود کو اچھے طریقہ سے سنوارے اور رات
دن خود کو شوہر کے لیے تیار رکھے اس کے علاوہ بھی اس
کے حقوق ہیں

اگر عورت رسولؐ کے اسی دستور پر عمل کرے اپنے شوہر کی اپنے لیے حفاظت کرے اسے آنکھیں مارنے، دوسری عورت کو دیکھ کر فریفتہ ہونے اور کسی عورت کے تعاقب میں جانے یہاں تک کہ جائز طریقہ سے روکے

انھیں چیزوں سے اختلافات پیدا ہوتے ہیں عورت مہمان، اور شادی وغیرہ میں جانے کے لیے سنگھار و آرائش کا سامان چاہتی ہے اور اپنے شوہر سے عام معمولی حالات برقرار رکھے اور جب وہ مہمان اور شادی سے واپس لوٹے تو فوراً ہی یہاں تک کہ شوہر کو بھی دیکھنے کی مہلت نہ دے، اپنا زیور، لباس اتارے اور گھر کا معمولی لباس پہن لے اور جس کام سے شوہر کو تکلیف ہوتی ہے اس سے محبت میں کمی میں آتی ہے اور وہ دوسری کی راہ دیکھتا ہے

وَلَا تَمْنَعْهُ نَفْسَهَا وَاِنْ كَانَتْ عَلٰى ظَهْرِ قَتَبٍ

اسے خطا اٹھانے سے منع نہ کرے خواہ اونٹ کی پشت پر ہی کیوں نہ ہو یہ اس سے کہنا یہ ہے کہ اہم مسئلہ شوہر کی محبت کی بقا اور گھر سے باہر کے امور میں اس کی حفاظت کا عامل ہے

پھر فرماتے ہیں

وَلَا تَطَوَّعْنَ صَلٰوتَكُنَّ لِتَمْنَعْنَ اَزْوَاجَكُنَّ

شوہر کی ضرورت وقت پر پوری (یہاں تک کہ) نماز جو کہ افضل ترین عبادت ہے اسے بھی طول نہ دو،

گھر سے باہر جانا

افسوس کہ اس مفید حقیقت یعنی عورت کا شوہر کی مطیع ہونے یعنی عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانے کو بہت سی ان عورتوں نے کہ جنہوں نے خدا کے قانون سے منہ موڑ لیا ہے اور خود کو شوہر سمجھ لیا ہے فراموش کر دیا ہے، اگر بغیر اجازت کے گھر سے باہر نکلنے میں کوئی مصلحت ہوتی تو خدا اس کی زلف کی گرہ شوہر اجازت سے نہ باندھتا

بغیر اجازت کے گھر سے نکلنا اور فتنہ و فساد کا باعث ہونا کہ معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے، عام حالات میں بھی گھر سے باہر نہ نکلے، اچھا لباس پہنے، بہترین طریقے سے سنگھار کرے، بالوں کو باہر ڈالنا، عام اور کوچہ اور بازار کے لوگوں کے سامنے ادائیں

دکھانا، انھکھیلیاں کرنا، کبھی تو وہ مرد کی بھی عزت کو مردہ بنا دیتی ہیں تاکہ وہ اس کی بازی گری پر اعتراض نہ کرے، یہود و نصاریٰ کی تہذیب اور ان کے بقول جدت کی پیروی کرنے لگیں، اور انھوں نے اسلام و مسلمان پر ایسی بلائیں ڈال ہیں جن کی قیامت تک تلافی نہیں ہو سکتی

نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ اَنْ تَخْرُجَ الْمَرْاَةُ مِنْ
بَيْتِهَا بِغَيْرِ اِذْنِ زَوْجِهَا فَاِنْ خَرَجَتْ لَعَنَهَا
كُلُّ مَلَكٍ فِي السَّمَاءِ وَكُلُّ شَيْءٍ تَمُرُّ عَلَيْهِ
مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ حَتّٰى تَرْجِعَ اِلٰى بَيْتِهَا

رسولؐ نے شوہروں کی اجازت کے بغیر عورتوں کو گھر سے نکلنے سے منع کیا ہے اگر عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلے تو اس کے واپس لوٹ کے آنے تک آسمان کے تمام ملائکہ اور جن و انس اس پر لعنت کرتے ہیں

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

انصار میں سے ایک شخص سفر پر گیا اور جاتے وقت بیوی سے تاکید کے ساتھ کہا کہ جب تک میں لوٹ کر نہ آؤں گھر سے باہر نہ جانا اس کے سفر کے زمانہ میں عورت کے باپ کی طبیعت خراب ہوگئی عورت نے کسی شخص کو رسولؐ کی خدمت میں بھیجا اور باپ کی عیادت کی اجازت طلب کی، رسولؐ نے فرمایا، اپنے شوہر کی اطاعت کرو، گھر میں بیٹھو، بیمار کی اور زیادہ حالت بگڑ گئی اس نے پھر کسی کے ذریعہ رسولؐ سے اجازت طلب کی رسولؐ نے اس بار بھی وہی جواب دیا باپ کا انتقال ہو گیا عورت نے کسی کو خدمت رسولؐ میں بھیجا اور اجازت چاہی کہ باپ کی نماز جنازہ میں شریک ہو جاؤں آنحضرتؐ نے پھر وہی جواب دیا، باپ کو دفنا دیا گیا اور عورت گھر ہی رہی رسولؐ نے کہلوایا اے عورت اپنے شوہر کی فرمانبرداری میں گھر میں رہنے سے خدا نے تیرے

باپ کو بخش دیا ہے

حضرت امیر المومنینؑ نے مردوں سے فرمایا ہے

عورتوں کو دوسروں کے اوپر نظر نہ کرنے دو کیونکہ ان کے پردے میں رہنے سے ان کی عفت کی اچھی طرح حفاظت ہوتی ہے ان کے باہر نکلنے اور عام لوگوں کے دیکھنے سے اتنا ہی فساد و برائی وجود میں آتی ہے جتنی کہ غیر معتمد لوگوں کو گھر میں داخل کرنے سے ہوتی ہے اگر کر سکتے ہو تو ایسا کام کرو کہ وہ تمہارے علاوہ کسی کو نہ پہچانیں

شوہر کو ستانے اور اس سے بدزبانی کرنے سے پرہیز

اس سلسلہ میں رسولؐ نے عجیب تقریر کی ہے یہ عورتوں ہی کے لئے کی تھی عورتو! راہ خدا میں صدقہ دو، خواہ اپنے زیور و سنگار ہی سے خواہ خرمہ کا ایک دانہ ہی کہ تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن ہیں لعنت کرتی ہو اور اپنے شوہروں کی سپاس گذاری نہیں کرتی ہو

ایک عورت نے عرض کی! کیا ہم مردوں کے بچوں کو نہیں پالتے ہیں، کیا بہنوں کو بچوں کو شکم میں نہیں رکھتے، انھیں دودھ پلاتے ہیں، کیا گھروں کی ذمہ دار یہ لڑکیاں، یہ بھائیوں کو چاہنے والی بہنیں، ہم میں سے نہیں ہیں؟

رسولؐ نے فرمایا: تم حاملہ کیوں ہو، بچہ کیوں پیدا کرتی ہو، کیوں دودھ پلاتی ہو، محبت و الفت کیوں رکھتی ہو اگر تم اپنے شوہروں کو نہ ستاتی اور نماز پڑھتی تو جہنم کی آگ میں نہ جلتی

امام رضاؑ فرماتے ہیں

تین قسم کے لوگوں کی نماز کی قبول نہیں ہے ۱۔ بھاگے ہوئے غلام کی جب تک کہ وہ مالک کے ہاتھ پر ہاتھ نہ رکھے، جس عورت کا شوہر صبح تک اس سے ناراض رہے ۳۔ جس کے پیچھے لوگ نماز نہ پڑھنا چاہیں اور وہ امامت کرے

علی بن جعفرؑ نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظمؑ سے دریافت کیا

اَلْمَرْاَةُ الْمُغَاضِبَةُ زَوْجَهَا هَلْ لَهَا صَلٰوةٌ
وَمَا حَالُهَا؟ قَالَ لَا تَزَالُ عَاصِيَةً حَتّٰى
يَرْضٰى عَنْهَا

جو عورت اپنے شوہر سے بدزبانی کرتی ہے اس پر غضناک
ہوتی ہے کیا اس کی نماز قبول ہوگی اور خدا کے نزدیک
اس کا کیا مرتبہ ہے؟ فرمایا جب تک شوہر راضی نہیں ہوگا
گنہگار رہے گی

رسولؐ نے حولا سے فرمایا

قسم اس خدا کی جس نے مجھے صدق و سچائی کے ساتھ مبعوث بہ رسالت کیا ہے
جس وقت مرد عورت پر غضبناک ہوتا ہے اس وقت خدا بھی اس پر غضبناک ہوتا ہے
رسولؐ نے عورتوں سے فرمایا، کسی مرد کی طاقت کو دوسرے مرد پر نہ لادو اپنے بیگانے سے
اس کی شکایت نہ کرو

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔

مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنَةٌ اِمْرَاَةٌ تُؤْذِيْ زَوْجَهَا
وَنِعْمَةٌ وَسَعِيْدَةٌ سَعِيْدَةٌ اِمْرَاَةٌ
تُكْرِمُ زَوْجَهَا وَلَا تُؤْذِيْهِ وَتُطِيْعُهُ
فِيْ جَمِيْعِ اَحْوَالِهٖ

ملعون ہے ملعون ہے وہ عورت جو اپنے شوہر کو آزار پہونچاتی
ہے اور اسے غضبناک کرتی ہے اور خوش نصیب ہے وہ عورت
جو اپنے شوہر کے احترام کو ملحوظ رکھتی ہے اسے اذیت نہیں
دیتی ہے اور ہر حال میں اس کی اطاعت کرتی ہے

گھر میں کام

رسولؐ نے حولا سے فرمایا

جو عورت اپنے شوہر کے لیے مزہ دار کھانا تیار کرتی ہے خدا اس کے لیے جنت میں رنگ رنگ کے کھانے مہیا کرتا ہے اور فرماتا ہے دنیا میں کیے ہوئے کام کی جزا میں کھاؤ، پیو،

نیز فرمایا

اَیُّمَا امْرَاَۃٍ دَفَعَتْ مِنْ بَیْتِ زَوْجِھَا شَیْئًا
مِنْ مَوْضِعٍ اِلٰی مَوْضِعٍ تُرِیْدُ بِہٖ صَلَاحًا
نَظَرَ اللّٰہُ اِلَیْھَا وَمَنْ نَظَرَ اللّٰہُ اِلَیْھَا
لَمْ یُعَذِّبْہُ

جو عورت اپنے شوہر کے گھر میں گھر کو فریبہ سے رکھنے کی غرض سے ایک چیز کو دوسری جگہ رکھتی ہے خدا اس پر نظر کرم کرتا ہے اور جس پر اس کی نظر رحمت ہو جائے وہ اس کے عذاب سے محفوظ رہتی ہے

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں

اَنَّ فَاطِمَۃَ عَلَیْھَا السَّلَامُ ضَمِنَتْ لِعَلِیٍّ
عَمَلَ الْبَیْتِ وَالْعَجِیْنَ وَالْخُبْزَ وَتَمَّمَ الْبَیْتَ
وَضَمِنَ لَھَا عَلِیٌّ مَا کَانَ خَلْفَ الْبَابِ
نَقْلَ الْحَطَبِ وَاَنْ یَعْنِیَ بِالطَّعَامِ

حضرت فاطمہ زہراؑ نے گھر کے کام آٹا گوندھنا، روٹی پکانا اپنے ذمے رکھا تھا اور باہر کے کام جیسے لکڑی لانا اور گھر کے

سے چیزیں خریدنا امیر المومنینؑ نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا

شوہر کا احترام

امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں

جِهَادُ الْمَرْأَةِ حُسْنُ التَّبَعُّلِ

عورت کا جہاد یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر سے نیک برتاؤ کرے

مرد کی زحمت کا شکریہ، اس سے نرم لہجہ میں گفتگو کرنا، اس کے فقر و ناداری پر صبر کرنا، اس کی خاطر تواضع کرنا، جب وہ آئے تو اس کا بڑھ کر استقبال کرے، جاتے وقت اس کا بدرقہ کرنا، جن دنوں میں جائز ہے، اس کے حکم کی تعمیل کرنا، اس کا دل خوش کرنے کے لیے اچھا لباس پہننا اور سنگھار کرنا، مناسب و شائستہ طریقہ سے زندگی کے امور کو انجام دینا، اخراجات میں قناعت سے کام لینا، شوہر پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالنا۔ یہ اور ایسے ہی امور جو کہ رسولؐ اور ائمہ کی طرف سے عورت پر فرض کیے گئے ہیں عورت کا جہاد ہے

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں

لَا شَفِيعَ لِلْمَرْأَةِ أَنْجَحُ عِنْدَ رَبِّهَا مِنْ رِضَا زَوْجِهَا

خدا کی بارگاہ میں عورت کا سب سے قوی اور اس کو نجات دلانے والا شفیع اس کا شوہر ہے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

کچھ لوگ رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی ہم نے کچھ ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے بزرگوں کو سجدہ کر رہے تھے کیا آپ ہمیں بھی اس کی اجازت دیتے ہیں فرمایا، نہیں اگر غیر خدا کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر

کو سجدہ کریں

رسولؐ نے فرمایا

جو عورت تنگدستی اور خوش حالی میں اپنے شوہر کے ساتھ نباہ کرتی ہے اور اس کی اطاعت کرتی ہے خداوند عالم اسے حضرت ایوبؑ کی زوجہ کے ساتھ محشور کریگا اور جو عورت اپنے شوہر کی تند خوئی و بدزبانی کو برداشت کرتی ہے خداوند عالم اسکے ہر لفظ کے عوض روزہ دار مجاہد کا اجر عطا کرتا ہے

رسولؐ فرماتے ہیں

حَقُّ الرَّجُلِ عَلَى الْمَرْأَةِ إِنَارَةُ السِّرَاجِ وَ إِصْلَاحُ الطَّعَامِ وَأَنْ تَسْتَقْبِلَهُ عِنْدَ بَابِ بَيْتِهَا إِنْ رَحَّبَ وَأَنْ تُقَدِّمَ إِلَيْهِ الطَّسْتَ وَالْمِنْدِيلَ وَأَنْ تُوَضِّئَهُ وَأَنْ لَا تَمْنَعَهُ نَفْسَهَا إِلَّا مِنْ عِلَّةٍ

عورت پر مرد کا حق یہ ہے کہ وہ گھر کا چراغ روشن کرے کھانا پکائے، دروازہ پر اس کا استقبال کرے آئے تو خوش آمدید کہے، لوٹا، تسلا، اور تولیہ پیش کرے، اس کے ہاتھ دھلوائے اور عذر نہ ہو تو اس کے حکم کی تعمیل کرے

حضرت فاطمہ زہراؑ کے انتقال کے بعد حضرت علیؑ نے ان کے جنازہ کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا

اَللّٰهُمَّ إِنِّي رَاضٍ عَنْ ابْنَةِ نَبِيِّكَ، اَللّٰهُمَّ اِشْهَدْ فَاطِمَةُ أَدْخَلَتْ فَاسْتَهَا

اے اللہ میں تیرے رسولؐ کی بیٹی سے راضی ہوں اے اللہ تو اس کا مونس رہ اور ان کی وحشت میں مونس رہ۔

غیر شوہر کے لئے سنگھار نہ کرو

رسولؐ نے حوالہ سے فرمایا

اپنا سنگھار شوہر کے علاوہ کسی کو نہ دکھاؤ، شوہر کی عدم موجودگی میں خوشبو نہ لگاؤ، اپنی زیبائی جو کہ جلب نظر کرتی ہے اور اپنی کمال کو ظاہر نہ کرو اگر ایسا کروگی تو تمہارا دین برباد ہو جائے گا اور خدا کو ناراض کروگی۔

نَهَى النَّبِيُّ اَنْ تَلْبَسَ الْمَرْاَةُ اِذَا خَرَجَتْ
ثَوْبًا شُهْرَةً اَوْ تَتَعَلَّقَ بِمَالِهٖ صَوْتٌ يُسْمَعُ

رسولؐ نے گھر کے باہر ایسا لباس پہننے سے منع کیا ہے جو دوسروں کی نظر جلب کرے اور ایسا زیور پہننے سے روکا ہے جس سے آواز پیدا ہوتی ہے۔

رسولؐ سے ایک حدیث نقل ہوئی ہے مسلمانوں کو اس پر عمیق نظر کرنا چاہیے۔

اَيُّمَا رَجُلٍ تَسْتَنْظِفُ اِمْرَاَتُهٗ تَخْرُجُ مِنْ
بَابِ دَارِهَا فَهُوَ دَيُّوثٌ وَلَا يَاْثَمُ مَنْ يُسَمِّيْهِ
دَيُّوثًا وَالْمَرْاَةُ اِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَابِ دَارِهَا
مُتَسَرِّيَةً وَالزَّوْجُ بِذَالِكَ رَاضٍ يَبْنِيْ
لِزَوْجِهَا بِكُلِّ قَدَمٍ بَيْتٌ فِي النَّارِ،
فَقَصِّرُوْا اَجْنِحَةَ نِسَائِكُمْ وَلَا تُطَوِّلُوْهَا
فَاِنَّ فِيْ تَقْصِيْرِ اَجْنِحَتِهَا رِضًى وَسُرُوْرًا

جس شخص کی بیوی اس کی اجازت سے سنگھار کرے اور گھر سے نکلے کہ اسے دوسرے دیکھیں وہ شخص دیوث ہے اور اسے دیوث کہنے والا گنہگار نہیں ہے جو عورت اس

صورت میں گھر سے باہر نکلے اور اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو اس کے اٹھنے والے ہر قدم پر شوہر کے لئے جہنم میں ایک گھر بنتا ہے۔ اس سلسلہ میں عورتوں کے پر کاٹ دیں انھیں اڑنے نہ دیں کہ ان مسائل میں اس کا بے بال و پر ہونا خدا کی خوشنودی کا باعث اور پورے خاندان کی مسرت کا سبب ہوتا ہے

شوہر کی اجازت کے بغیر مال میں تصرف نہ کرے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

لَيْسَ لِلْمَرْأَةِ أَمْرٌ مَعَ زَوْجِهَا فِي عِتْقٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلَا تَدْبِيرٍ وَلَا هِبَةٍ وَلَا نَذْرٍ فِي مَالِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا إِلَّا فِي زَكَاةٍ أَوْ بِرٍّ أَوْ صِلَةِ قَرَابَتِهَا

عورت شوہر کی اجازت کے بغیر غلام آزاد نہیں کر سکتی نہ کسی کو صدقہ دے سکتی ہے نہ تحفہ، لیکن صدر حم اور احسان میں شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے

رسولؐ فرماتے ہیں

وَلَا تُعْطِي شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِهِ فَإِنْ فَعَلَتْ فَعَلَيْهَا الْوِزْرُ وَلَهُ الْأَجْرُ

شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو مال نہ بخشے، اور اگر بخش دیا تو اس کا گناہ عورت کے حساب میں اور ثواب مرد کو ملے گا"

اس بحث کے آخر میں اس بات کی یاد دہانی کرا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ زن دشوہر کے حقوق سے متعلق مذکورہ روایات کتاب وسائل کی ج ۲۰ ر ۲۲ طبع اول، دوم، آل البیت سے اور چند روایات بحار الانوار ۱۰۳ میں سے نقل کی گئی ہیں جن کی حیثیت دریا میں قطرہ کی سی ہے تفصیل کے شائقین مذکورہ کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں

﴿ حملته امّه وهنا علی وهن و فصاله فی عامین ﴾

« لقمان / ۱۴ »

۲۰

حمل، دودھ پلائی اور نام گذاری کا زمانہ

حملته امه وهنا علی وهن وفصاله فی عامین

حمل، دودھ پلائی اور نام گذاری کا زمانہ

حمل کا زمانہ

باوجودیکہ ماں مرکز مہر و وفا اور رحمت خدا کی نشان ہے، بچہ والی ہونے کی شیدا ہے، معصوم و حسین اور پھول سے بچہ کے دیدار کی مشتاق ہے لیکن حمل کا زمانہ اس کے لئے بہت سخت اور پریشان کا ہوتا ہے آئے دن جسمانی درد و حسانی عوارض سے دوچار رہتی ہے اس زمانہ میں شوہر کو اس کے سسرال، اور سکہ دار مرد و عورت کو اس کی دیکھ بھال رکھنا چاہیئے اور لمحہ لمحہ اس کی رعایت کرنی چاہیئے کیونکہ لمحہ بھر کا غیر مناسب سلوک، چیخنا، چلانا، پریشان کن الفاظ، بد اخلاق کا مظاہرہ اور حاملہ کیلئے جو چیز بھی تکلیف دہ ہوتی ہیں وہ اس پر تو منفی اثر ڈالتی ہی ہیں اس کے علاوہ رحم میں بے گناہ بچہ بھی اس سے متاثر ہوتا ہے

اگر میاں اپنی بیوی کے ساتھ اپنے والدین کے ساتھ زندگی گذارتا ہے یا سسرال میں رہتا ہے تو دونوں طرف کے والدین کا شرعی فریضہ ہے اور اخلاق ذمہ داری ہے کہ اولاً وہ حاملہ عورت کے خلاف شوہر کو نہ بھڑکائیں، ثانیاً حاملہ عورت کی ممکن حد تک رعایت کی جائے

لڑکے کے والدین کو چاہیئے کہ وہ بہو اور بیٹے کی آرام سے گذرنے والی زندگی میں مداخلت نہ کریں اور لڑکی کے والدین کو چاہیئے کہ وہ داماد کو کم نہ سمجھیں اور دو جوانوں

کی زندگی برباد نہ کریں، کیونکہ دونوں طرف کے رشتہ داروں پر ان دونوں کی اور بطور خاص رحم مادر میں بچہ کی عظیم ذمہ داری ہے

دونوں طرف کی کج خلقی، تو، تو، میں، میں، شوہر کے باپ، یا اس کی ماں، یا لڑکی کے ماں، باپ کی بیجا توقعات سے حاملہ بہو پر اور اس کے شکم میں بچہ پر جو ظلم ہوتا ہے بیشک اس کے بارے میں خدا کی بارگاہ میں بازپرس ہوگی عدل و انصاف کے وقت وہ اپنے کئے ہوئے ظلم کے انتقام کے سلسلہ میں سخت پریشان ہوں گے، قرآن مجید ہر ایک کو چھوٹے، بڑے، عمل اخلاق، حرکات و سکنات اور اس کے برتاؤ کا ذمہ دار قرار دیتا ہے

فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

قسم آپ کے پروردگار کی تمام انسانوں سے ان کے کئے ہوئے کاموں کے بارے میں بازپرس ہوگی،

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ

انھیں روکو کہ ان سے بازپرس ہوگی

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا

بیشک آنکھ، کان، اور دل کے بارے میں ان سے بازپرس ہوگی،

زمانہ تبلیغ، رمضان، محرم و صفر، کے مہینوں میں ایران کے اکثر علاقوں سے میرے پاس نئے شادی شدہ جوڑوں کے بہت سے خطوط پہونچتے ہیں اور میں ان کے اختلافات ختم کرنے کے سلسلہ میں ان کے خاندان والوں سے ملاقات کرتا ہوں، ان میں زیادہ تر غلطی بزرگوں اور ان کے عزیزوں کی ہوتی ہے، اختلاف

لڑکے کے والدین کی بیجا توقعات یا لڑکی کے ماں، باپ کی باریک بینی کی وجہ سے ہوتا ہے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

یہ نزاع و تکرار دین و اخلاق کے خلاف ہے ان کی جڑ حسد ہوتا ہے البتہ بعض نئی نویلی دلہنیں بھی ان اختلافات میں بے گناہ نہیں تھیں لیکن وہ اپنی کمسنی اور ناتجربہ کاری کی بنا پر قابل معافی تھیں لیکن بزرگوں نے ان سے چشم پوشی نہیں کی تھی جس کے نتیجہ میں اختلاف کا شعلہ در ہو گیا اخلاق اور دینی کمی نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور ان اختلافات کی وجہ سے دو جوانوں کی زندگی برباد ہو جاتی ہے اور تمام امیدیں خاک میں مل جاتی ہیں

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ مرد و عورت فطری طور پر خداداد آزادی کے عاشق اور استقلال کے طالب ہیں اسلام کی نظر سے اس آزادی و استقلال کو کسی سے چھیننا برا فعل اور بڑا گناہ ہے حاملہ عورت کا خیال رکھنے اس کے آرام و سکون برباد نہ کرنے کے یہاں یہ معنی نہیں ہیں کہ حاملہ نہ ہونے کے زمانہ میں اس کی کوئی پروا نہ کی جائے اور اس وقت اس سے بد اخلاق میں کوئی چیز مانع نہیں ہے بلکہ تمام حالات اور ہر زمانہ میں انسان کی آزادی و استقلال کا خیال رکھنا سب پر واجب ہے

اگر خاندان کے لئے ممکن ہو اور تنگی میں مبتلا نہ ہوتے ہوں تو شروع ہی سے یہ کوشش کریں کہ دولہا، دلہن کو الگ زندگی گذارنے کا امکان فراہم کریں اور ان سے کوئی توقع نہ رکھیں بلکہ اگر ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس سے درگذر کریں مختصر یہ کہ ان کے ساتھ اسلامی اور انسانی محبت کا سلوک روا رکھیں

لڑکے اور لڑکی کے والدین اور ان کے قریبی رشتہ دار صلہ رحم کے عنوان سے ان کے یہاں آمد و رفت رکھیں اور انھیں اپنے یہاں بلائیں اور اس آمد و رفت میں غیبت، تہمت، دخل اندازی، اور دولہا، دولہن کو ایک دوسرے سے بدظن کرنے

سے پرہیز کریں کہ یہ چیز بیں کی عادت اور ایک قسم کی درندگی ہے

اگر لڑکے اور لڑکی والے دونوں ہی دولہا، دلہن کے لئے الگ مکان فراہم نہ کرسکیں تو انھیں اپنے ہی گھر کا کوئی گوشہ دے دیں اور ان کی خوشگوار زندگی کی کوشش کریں کہ دونوں ہی ایک دوسرے سے عشق کرتے ہیں

دلہن شوہر کے خاندان میں خدا کی امانت ہے کہ جس نے ہزاروں آرزوؤں اور خوشی کے ساتھ پہلی زندگی سے ہاتھ دھو کر نئی زندگی اختیار کی ہے اور داماد دلہن کے گھر میں خدا کی نعمت ہے اس کی بھی اپنے بیٹوں کی طرح رعایت کرے کہ ایسا سلوک قرآن مجید کی آیات اور روایات کی رو سے عبادت ہے اور اس عبادت کا اجر خدا کی رضا، جنت ہے

دولہا کے والدین اور اسی طرح دلہن کے ماں، باپ نے اپنی شادی کے زمانہ میں خیر وخوبی دیکھی ہے یا اپنے عزیزوں سے خیر وخوبی دیکھی ہے اور ان کے ساتھ بہترین زندگی گذاری ہے یا اس کے برعکس جس وقت دولہا، دلہن کو بہترین وفرحت بخش زندگی بسر کرنا چاہیے تھی دلہن ساس، سسرے، اور نند سے پریشان ہوئی اور یا دولہا، ساس، سسرے کے ہاتھوں اذیت اٹھائے تھے اور بہت سی تکلیفیں اٹھائی تھیں بہرحال آج وہ خود بہو اور داماد والے ہوگئے ہیں اب انھیں چاہیے کہ خود کو ان دو جوانوں کی جگہ فرض کریں اور یہ سوچیں کہ ان دو جوانوں کے آرام وچین کا تحفہ اور ان کی زندگی میں بے جا دخل اندازی سے پرہیز، ان کی زندگی میں کس طرح عشق ومحبت، صدق وصفا، پیدا کرتا ہے اور ان کے لئے بہترین زندگی گذارنے اور انھیں خدا کے یہاں سے بامسرت فوائد حاصل کرنے کا موقعہ فراہم کرتا ہے اس کے برخلاف بیجا دخل اندازی، ترش روئی، بیجا توقعات اور بداخلاقی ان کی زندگی میں زہر گھولتی ہے، زندگی کی امنگیں چھین لیتی ہے اور کبھی ان کے آرام وسکون کو تباہ کردیتی ہے، دو خاندان کے درمیان دشمنی پیدا ہونے سے

دو جوانوں کی زندگی برباد ہو جاتی ہے

مجھے یاد ہے کہ میں نے اصول کافی میں یہ روایت دیکھی ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے روئے زمین پر اپنی زندگی کے ابتدائی لمحات گذارنے شروع کیے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

اولین سختی زندگی کے اولین لمحات میں خدا نے نعمت اور پاک زندگی کے سرمایہ کے عنوان سے فرمایا

جو چیز اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے پسند کرو اور جو اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرو

بیشک دولہا کے ماں باپ اور دلہن کے والدین دولہا کے قریبی رشتہ دار جو چیز تم اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی اس جوان جوڑے کیلئے پسند کرو اور جو چیز اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ دولہا دلہن کے لیے بھی پسند نہ کرو، اس قاعدہ پر اگر سبھی عمل کریں تو کوئی مشکل ہی پیش نہ آئے اور پیش آجانے والی بھی آسان سے حل ہو جائے

حاملہ عورت سے کس طرح پیش آئیں اس سلسلہ میں قرآن مجید کی دو آیتیں ملاحظہ فرمائیں:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ
وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ

ہم نے انسان کو اس کے ماں، باپ، خصوصاً اس کی والدہ کے بارے میں وصیت کر دی ہے کہ جس نے دکھ پر دکھ سہہ کر اسے پیٹ میں رکھا

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا
حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا

ہم نے انسان کو اپنے ماں، باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا
حکم دیا ہے کہ اس کی ماں رنج و دکھ ہی کی حالت میں اسے
پیٹ میں رکھا، اور رنج ہی کے ساتھ اسے پیدا کیا

آپ کیا کہتے ہیں کیا اس سخت زمانہ میں ناتوان در ناتوانی در آئے زمانہ میں رنج و مشقت کے دوران کیا حاملہ عورت کی حرمت کا لحاظ رکھنا چاہیئے اور ہر چیز میں اس کی رعایت کی جانی چاہیئے سب سے پہلے اخلاقاً شرعاً عرفاً اس کے شوہر کو اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے اور اس کے اس کے نزدیکی رشتہ داروں کو اس کی دیکھ بھال کرنی چاہیئے تاکہ ماں اور شکم میں بچہ کو کوئی گزند نہ پہونچے اور وہ جسم و روح کے لحاظ سے صحیح رہیں

حمل کے زمانہ کے فرائض

اس میں شک نہیں ہے کہ حمل کا زمانہ ہر عورت کے لیے تکلیف دہ اور کسالت پیدا کرنے والا ہے جن ماؤں نے اس زمانہ کی تکلیف برداشت کی ہیں اور اس زمانہ کی بے چینیاں دیکھی ہیں اگر انھیں اولاد سے عشق نہ ہوتا تو دوبارہ حاملہ ہونے سے پرہیز کرتیں اور پھر اس زمانہ میں عورت کے بدن کا نظام ہی عجیب طرح کا ہو جاتا ہے بدن کے اندر کے ترشح کرنے والے غدود کی ترشحات بہت زیادہ ہیں بدن تیزی کے ساتھ پگھلنے لگتا ہے لیکن زیادہ تر بے رغبتی متے وغیرہ کی وجہ سے حاملہ کھانا کھا کر خود کو صحتمند نہیں رکھ سکتیں۔

بعض عورتیں اپنی صحت موٹے پن سے بچنے اور شکم میں بچہ کے موٹا ہونے کے لیے مخصوص غذائیں کھاتی ہیں اور اس زمانہ میں زیادہ تر غذاؤں سے پرہیز کرتی ہیں تاکہ ان کا وزن نہ بڑھے اور لوزادھی زیادہ چاق و چوبند رہے کہ اس سے ان کے شکم کی کھال خراب ہو جاتی ہے اس پر شکن پڑ جاتی ہیں حمل

کے زمانہ میں یہ اپنی تکلیفیں بڑھا لیتے ہیں یہ نہیں سمجھتی ہیں کہ حاملہ ابتدا حمل سے ہی ایک نہیں ہے بلکہ دو ہیں اور حمل کے پورے زمانہ میں انھیں ایسا نظام اختیار کرنا چاہیئے کہ جس سے وہ حاملہ اور اس کا بچہ سلامت و محفوظ رہے ایسا نہ ہو کہ بچہ کی پیدائش کے بعد ماں کے بدن میں رگ اور کھال ہی رہ جائے اور قوی غذا نہ کھانے کی وجہ سے بچہ بھی لاغر و ناتواں پیدا ہو، حمل کے زمانہ کو آرام سے گذارے کہ جس سے حاملہ بھی موٹی نہ ہو کہ بیمار ہو جائے اور نہ اتنی لاغر و ناتواں ہو جائے کہ جس سے حمل اور بچہ کی رشد کو برداشت کر سکے اس کے لئے روزانہ کی غذا کی مقدار معین کر دے اور روزانہ اسے حسب ضرورت گرمی و سردی پہونچتی رہے

حاملہ عورتوں میں غدود کی ترشحات کی بنا پر بدن کے سوخت و ساز بڑھ جاتی ہے لہذا غذائیں خود بخود جلد ہضم و جذب ہو جاتی ہیں چنانچہ اگر شکم میں بچہ نہ ہوتا تو عورت بہت جلد موٹی ہو جاتی لیکن اس کے بدن کی مشینری کارکردگی بچہ کی وجہ سے بڑھی ہے بنا بریں یہ اس کے تیزی سے رشد پانے کے لئے ہے اگر ماں کے بدن میں غذا کی کمی واقع ہو جائے گی تو ماں کے بدن کے ذخیرے جگر ہڈیوں سے استفادہ کرے گا اور اپنی کمی کو پورا کرے گا

ماں کے شکم میں بچہ کو اپنے وجود کی تشکیل کے لئے چند چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً سمنٹ، لوہا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے بچہ خود کو لوہے اور کیلشیم سے بناتا ہے نوزاد کو اپنے خون کے لئے لوہے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے بغیر خون کے گلبول وجود میں نہیں آئیں گے بچہ مجبور ہے کہ ماں ذخیرہ شدہ لوہے سے استفادہ کرے اسی لئے ماں کے اندر آہستہ آہستہ خون کم ہو جاتا ہے اور ولادت کے بعد نوزاد میں بھی خون کی کمی ہو جاتی ہے

ماں کو اپنی اور بچہ کی ضرورت کے مطابق خون پیدا کرنے کے لئے جو بات

لوبیا، باقلا، مسور اور وہ تمام چیزیں کھانی چاہئیں کہ جن میں لوہا ہوتا ہے جیسے کلیجی گوشت، لوہا رکھنے والے میوے جیسے سیب، انگور اور خرما، وغیرہ کھائے،

آکسالیٹڈ کیلشیم کے مواد نوزاد کے بدن کا سنگ بنیاد ہیں ماں کے شکم میں بچہ کو ہڈیاں بنانے کے لئے ۴ر ۵ گرام تک آکسالیٹڈ کیلشیم کی ضرورت ہوتی ہے ماں کو چاہیئے کہ کیلشیم کی یہ مقدار روزانہ کھانے کے ساتھ کھائے تاکہ بچہ کی ہڈی بننے کے کام میں آئے اس صورت کے علاوہ بچہ اپنے وجود کی ساخت و تشکیل میں کیلشیم کی جس مقدار کی ضرورت ہوتی ہے اس کے لئے ہاتھ پیر مارتا ہے اور ماں کے بدن میں موجود کیلشیم سے استفادہ کرتا ہے اس کے نتیجہ میں ماں کی ہڈیوں میں کمزوری آجاتی ہے دانتوں میں کیڑا لگ جاتا ہے، سر کے بال جھڑنے لگتے ہیں اور دن بہ دن کمزور ہوتی چلی جاتی ہے

کیلشیم کے مواد کے لئے، دودھ، دہی، پنیر، بالائی، اناج میں سے گیہوں اور جو اور پھلوں میں سے گلابی، ناشپاتی، سیب وغیرہ کھانا چاہیئے، اور اس طرح بچہ کی اور اس کی نشوونما میں مدد کی جاسکتی ہے [1]

حمل کے زمانہ میں ماں کی صحت اور جسم و عقل کے لحاظ سے بچہ کی نشوونما اور حسین پیدا ہونے کے لئے اسلام نے اس وقت کے لئے کہ جب بچہ شکم میں ہو ماں کی غذا اور ولادت کے بعد بچہ کی غذا کے لئے خاص احکام بیان کیے ہیں یہ احکام اس موضوع سے متعلق کتابوں میں دیکھے جاسکتے ہیں

اسلام میں حمل کے زمانہ میں لباس، جوتے کے رنگ ماں کی آمد و رفت گھر میں محرم و نامحرم کی آمد و رفت اور ان مسائل کی رہنمائی کی گئی ہے جس کے بارے میں بہت غور کرنا چاہیئے اگر حمل کے زمانہ میں مائیں ذکر خدا اور مجالس میں شرکت سے، قرآن کی تلاوت، واجبات اور اپنے آرام سے غافل رہیں گی تو بچہ کی روح دماغ اور اس کی روحانیت و معنویت پر اثر پڑے گا، آئین الٰہی میں خود حمل بھی

---

[1] راہنمائے اردو ص ۶

ایک قسم کی عبادت ہے اور اس کا بہت زیادہ ثواب ہے
رسولؐ نے فرمایا

بَلٰی اِذَا حَمَلَتِ الْمَرْاَۃُ کَانَتْ بِمَنْزِلَۃِ
الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْمُجَاھِدِ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

ہاں، حاملہ عورت ایسی ہی ہے جیسا دن میں روزہ رکھنے
رات میں عبادت کرنے راہ خدا میں جان و مال سے
جہاد کرنے والا

البتہ مرد و عورت ایک دوسرے کی رضامندی سے بچہ پیدا کرنا بند کر سکتے ہیں لیکن اگر ایسا کریں گے تو بہت بڑے خسارہ سے دوچار ہوں گے اور بچہ دار ہو کر بے قید و بند کی زندگی نہیں گذارنا چاہیئے بلکہ اولاد کی تربیت میں روحی و جسمی تحمل و طاقت اور حوصلہ و استقامت سے کام لینا چاہیئے ان کے اخراجات کے بارے میں بھی غور کرنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ اتنے بچے ہو جائیں کہ والدین جن کے اخراجات پورے نہ کر سکیں اور خدانخواستہ ایسے بچے ہو جائیں کہ لوگ ان کی حرکتوں کی وجہ سے ماں باپ کو برا کہیں

ولادت

بچہ کی ولادت اگرچہ پہلے مرحلہ میں ماں کے اور دوسرے مرحلہ میں باپ کے اور پھر عزیز و اقارب کے لیے باعث مسرت ہے لیکن ماں کے لیے زندگی کا سخت ترین مرحلہ ہوتا ہے، بچہ کی پیدائش میں شدید درد اور بے پناہ مشقت برداشت کرنا پڑتی ہے

اس درد کے برداشت بڑی عبادت اور معصومؑ کے بقول عورت کو اس پر

عظیم اجر اور وافر ثواب ملتا ہے
رسولؐ فرماتے ہیں

فَاِذَا وَضَعَتْ كَانَ لَهَا مِنَ الْاَجْرِ مَا لَا
تَدْرِیْ مَا هُوَ لِعِظَمِهٖ

جس وقت عورت بچہ جنم دیتی ہے اس وقت اس کے
لئے اتنا اجر و ثواب رکھا جاتا ہے کہ جس کا کوئی شخص اندازہ
نہیں لگا سکتا ہے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

اَلنُّفَسَاءُ تُبْعَثُ مِنْ قَبْرِهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ
لِاَنَّهَا مَاتَتْ فِیْ عَمَلِ نَفَاسِهَا

جو عورت بچہ کی ولادت کے وقت سرجاتی ہے قیامت
کے روز اس کا حساب و کتاب نہیں ہوگا کیونکہ بچہ کو جنم
دینے کی تکلیف میں دنیا سے اٹھی ہے

جب عورت بچہ کو جنم دے چکے تو اسے خرما کھلاؤ کہ خدا نے حضرت مریمؑ کو وضع حمل کے وقت خرما کھانے کا حکم دیا تھا، اگر مدینہ کے سات خرمہ نہ مل سکیں اپنے ہی شہر کے خرمہ کھلاؤ کہ خداوند عالم فرماتا ہے قسم میری عزت و جلال کی اور عظمت و رفعت کی اگر عورت بچہ کی ولادت کے وقت خرمہ کھائے جب کہ اس کا بچہ بیٹا ہو تو بردبار ہوگا اور اگر بیٹی ہو تو وہ بھی بردبار ہوگی [1]

جننے کا مسئلہ وہ کمرہ جس میں ولادت ہو والی اور جو وہاں موجود ہوتے ہیں ان سب کو اسلام نے مخاطب کیا ہے تاکہ ماں اور بچہ کے روح و جسم صحیح سالم رہیں

نوزاد کا لباس

امام حسنؑ نے ولادت پائی تو رسولؐ نے متعلقین سے فرمایا کہ بچہ کو سفید لباس پہناؤ لیکن بے توجہی کی بنا پر زرد لباس پہنا دیا گیا اور رسولؐ کی خدمت میں لایا گیا آنحضرتؐ نے لیا، بوسہ دیا، منھ میں زبان دی، لبوں کو چوما پھر فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ بچہ کو سفید لباس پہناؤ؟ سفید لباس طلب کیا اور اپنے پیارے کو سفید لباس پہنایا اس کے بعد دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور حسنؑ نام رکھا اور ایسا ہی امام حسینؑ کی ولادت کے وقت کیا۔

نوزاد کی اولین غذا

کلینیؒ نے کتاب کافی میں ایک روایت نقل کی ہے

حَنِّکُوْا اَوْلَادَکُمْ بِمَاءِ الْفُرَاتِ وَبِتُرْبَةِ قَبْرِ الْحُسَیْنِؑ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ فَبِمَاءِ السَّمَاءِ (وسائل ج ۱۰۱ ص ۱۰۶)

اپنے بچہ کا گوا فرات کے پانی قبر امام حسینؑ کی تربت سے اٹھاؤ اور خاک شفا نہ ملے تو آسمان کے پانی سے اٹھاؤ۔

اذان و اقامت

کہتے ہیں کہ بچہ کے اعضاء میں سے سب سے پہلے اس کے کان میں کام شروع کرتے ہیں قرآن مجید نے کانوں کو خاص اہمیت دی ہے کان ولادت کے فوراً بعد سننے لگتے ہیں اور دماغ سنی ہوئی چیز کو جذب کرتا ہے اور اسے محفوظ کر لیتا ہے آواز بچہ کی حیات پر اثر انداز ہوتی ہے گھر کو نامناسب اور حرام و ناپاک آواز

سے پاک ہونا چاہیئے ورنہ روحی و فکری لحاظ سے بچہ کو متاثر کرے گی، رسولؐ اور ائمہ معصومینؑ ولادت کے فوراً بعد بچہ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہتے تھے،

توحید، نبوت اور امامت کی آواز اور فلاح و نماز کی طرف دوڑنے کا نغمہ بچہ کے کان میں گونجنا چاہیے تاکہ وہ زندگی کو ان حقائق سے شروع اور انھیں پر ختم کردے دنیا میں آئے تو ان کے ساتھ دنیا سے جائے تو ان کے ساتھ،

یہ نہ کہیے کہ ایک ہی دن کا ہے نہ سمجھتا ہے نہ دیکھتا ہے اسے شعور نہیں ہے قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے بلکہ یہ اعضا اتنے فعال قوی اور طاقتور ہیں میں نے محیط طبا طبائی سے خود ان پر رحمت نازل کرے، سنا ہے امریکہ کی ایک ۲۳ سالہ لڑکی دماغی طور پر مریض ہوگئی اس کا آپریشن کیا گیا جب وہ ہوش میں آئی تو اس نے فرانسوی زبان میں مذہبی ترانہ گنگنایا اس سے اس کے والدین کو بڑا تعجب ہوا ڈاکٹر نے ان کے تعجب کی وجہ معلوم کی تو ماں، باپ نے کہا ہماری بچی فرانسوی زبان کا ایک لفظ بھی نہیں جانتی، فرنچ کی کوئی کتاب بھی اس کے پاس نہیں ہے کوئی فرانسوی بھی اس کا دوست نہیں ہے کہ اچانک اس لڑکی کی ماں نے اس معمہ کو حل کیا

میری بیٹی تین سال کی تھی کہ دوسری جنگ عظیم سے فرار کرنے والے فرانسوی امریکہ آئے ان میں ایک نرس بھی تھی اور آئین کلیسا کے بارے میں شدید متعصب اس نے ہماری ہمسائیگی میں مکان لیا وہ کبھی کبھار ہمارے گھر بھی آتی تھی، بچی کو گود لیتی تھی اسے چپ کرنے کے لیے گنگناتی تھی وہ جو کچھ گنگناتی تھی وہ مذہبی ترانہ تھا اس دن سے بچی کے دماغ میں یہ ترانہ بیٹھ گیا ۲۳ سال کی عمر میں جب وہ ہوش میں آئی تو ترانہ دماغ سے زبان پر جاری ہوگیا

اس لحاظ سے ولادت کے فوراً بعد اذان و اقامت کہنا اور مرنے کے

بعد تلقین پڑھنا فضول نہیں ہے کہ سب سے پہلے کان سننے لگتے ہیں اور سب کے بعد اپنا کام بند کرتے ہیں

بچہ کی ولادت کے وقت درج ذیل آداب کی رعایت کریں

صاحب مکارم الاخلاق کی تحریر کے مطابق معصومؑ نے فرمایا
بچہ کی ولادت کے وقت سات چیزیں سنت ہیں
سب سے پہلے نام رکھنا ہے، سر منڈانا، تراشے ہوئے بالوں کے برابر صدقہ دینا، عقیقہ، بچہ کے سر پر زعفران ملنا، ختنہ کرنا۔ عقیقہ کا گوشت ہمسایوں کو کھلانا[1]
امام جعفر صادقؑ عقیقہ کرنے کو مستحب موکد جانتے ہیں کہ اس کے لئے واجب کا لفظ استعمال کیا ہے

اَلْعَقِیْقَۃُ وَاجِبَۃٌ[2]

امام موسیٰ کاظمؑ سے ختنہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: ولادت کے ساتویں روز ختنہ کرنا سنت ہے[3]

ماں کا دودھ

ماں کا بچہ کو دو سال دودھ پلانا ایسا مسئلہ ہے کہ جو قرآن مجید میں بیان ہوا ہے

وَالْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ
کَامِلَیْنِ وَفِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ

بیشک بچہ کی روزی ماں کے سینہ میں ہوتی ہے اور ماں اپنے ذاتی فائدہ یا خیال خام یا بدن کو صحیح رکھنے کی وجہ سے بچہ کو خدا داد روزی سے محروم نہیں کر سکتی،

---

[1] وسائل ج ۲۱ ص ۴۱۱ ح ۲۷۱۳
[2] ایضاً [3] وسائل ج ۲۱ ص ۴۳۹ ح ۲۷۳۹

اسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ خشک اور حیوانات وغیرہ کے دودھ کو بہانہ نہ بنائیں

جاننا چاہیئے کہ پستان کو دودھ دینے کی خاطر آمادہ کرنے کا بہترین ذریعہ بچہ کا چوسنا ہے اور بچہ کے چوسنے سے بہتر اس کام کے لئے کوئی دوا نہیں ہو سکتی دودھ چوسنے کی ابتدا سے دودھ کا ترشح منظم ہو جاتا ہے اور ماں کی پہلی حالت لوٹ آتی ہے

عورت کے پستان سے ٹپکنے والے دودھ میں ۶ر۱ فیصد البومینوئیڈ ۴ بر فیصد چربی اور ۸ر۳ فیصد قند اور تھوڑا نمک دوتا من ہوتی ہے کہ ترکیب دنیا میں کسی مادہ میں بھی نہیں پائی جاتی ہے صرف ماں کا سینہ ہے جو خدا کے ارادہ سے نئے مہمان کے لئے ایسی تازہ غذا تیار کرتا ہے حیوانات کا دودھ اس سے تھوڑا مختلف ہوتا ہے یعنی جو حیوانات جلدی رشد کرتے اور بڑھتے ہیں جیسے بچھڑا تو ان کے دودھ میں آلبومینوئیڈ کی مقدار زیادہ ہے اور اس کے برعکس

عورت کے دودھ کی ترکیبات مختلف مہینوں میں بدلتی رہتی ہیں ایک قسم ہے کہ جس سے شکر اور چربی روز بروز گھٹتی رہتی ہے لیکن آلبومینوئیڈ کی مقدار میں اضافہ ہوتا رہتا ہے

بچہ کا دودھ چوسنا علاوہ اس کے کہ اس کا پیٹ بھرتا ہے اس کی زندگی کی بقا کا بھی وسیلہ ہے اسی سے پستان کے غدود کام کرتے اور ان کا ترشح زیادہ ہوتا ہے ولادت سے ۱۵ر دن تک بچہ کو سات مرتبہ دودھ پلانا چاہیئے، صبح کے ۶ر بجے سے شروع کرے اور رات کے ۱۲ر بجے تک ۳ر۳ گھنٹے کے فاصلہ سے پلائے اور بچہ کو پہلے ۱۵ر دنوں میں رات ۱۲ر بجے سے صبح کے ۶ر بجے تک آرام کرنا چاہیئے اور پندرہ دن کے بعد چھ مرتبہ دودھ دینا چاہیئے یعنی رات کے نو بجے کے بعد بچہ کو دودھ نہ دیا جائے بلکہ اسے سلانے کی کوشش کی جائے تاکہ ماں بھی آرام کرے اور بچہ کا ہاضمہ بھی بعد کے لئے آمادہ ہو جائے

ماں کو چاہیئے کہ جب بھی بچہ کو دودھ پلائے پیٹ بھر کر پلائے یہ کام معمول صبر و تحمل سے ہو سکتا ہے دودھ پلانے کے بعد بچہ کو دائیں کروٹ لٹا دے اور اپنے امور خانہ داری کو انجام دے جو بچہ دودھ پینے کے بعد سو جاتا ہے اور پریشان نہیں ہوتا ہے اور ۲۵ر ۳۰ گرام تک اس کا وزن بڑھتا ہے تو وہ بچہ صحیح و سالم اور تندرست ہے اور ایسے بچہ سے خوش ہونا چاہیئے [1]

رسولؐ کثرت کار کے باوجود بچوں کے دودھ کا خاص طور سے خیال رکھتے تھے حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر تشریف لاتے تھے امام حسینؑ کے دہن میں کلمہ کی انگلی دیتے اور اس کے چوسنے سے یہ اندازہ لگاتے تھے کہ اگر واقعاً بھوکا ہے تو ماں اسے دودھ پلائے اور اگر صحیح معنوں میں بھوکا نہیں ہے تو اس کے رونے پر دودھ نہ پلائے کیونکہ دودھ پر دودھ پلانے سے بچہ بیمار ہو جاتا ہے اور اس کے نظام ہاضمہ میں خلل پیدا کرتا ہے اور نتیجہ میں بچہ کے پورے وجود پر منفی اثر ہوتا ہے جس سے وہ سست و ناتواں ہو جاتا ہے

رسولؐ فرماتے ہیں

لَیْسَ لِلصَّبِیِّ لَبَنٌ خَیْرٌ مِنْ لَبَنِ اُمِّہٖ

بچہ کیلئے ماں کے دودھ سے بہتر کوئی دودھ نہیں ہے

یہ جملہ رسولؐ نے صدیوں قبل فرمایا تھا اس حقیقت کو سائنسدانوں نے اب کشف کیا ہے مغرب کے سائنسدانوں کا جو کہ اکثر اپنے بچوں کی دودھ پلائی کے سینٹروں میں بھیج دیتے ہیں تاکہ وہ مصنوعی دودھ سے بڑا ہو جائے کہنا ہے کہ بچہ کیلئے ماں کے دودھ سے بہتر کوئی غذا اور دودھ نہیں ہے

مگر ماں کے یہاں دودھ نہ ہو اگرچہ ایسا بہت کم ہوتا ہے تو روایات اس بات پر زور دیتی ہیں کہ دودھ پلانے کے لئے تحقیق کر کے دائی کا انتخاب کرو، کیونکہ دودھ بچہ کے جسم و جان اور اس کی فکر پر غیر معمول اثر ڈالتا ہے

---

[1] راہنمائے مادر ص ۲۰

روایات میں آیا ہے کہ بدکار نفسیاتی مریض، احمق، کم نظر، یہودی، نصرانی، مجوسی اور شراب خور دائی کے منتخب کرنے سے پرہیز کرو کہ ان کی عادت دودھ کے ذریعہ بچہ میں منتقل ہو جائیں گی، [1]

لیکن دودھ پلانے کے مسئلہ میں جو اہم نکتہ ہے اس کا حیرت انگیز ثواب ہے، ام سلمہ نے عرض کی ساری نیکیاں مرد لے گئے عورتیں کیا کریں؟

رسولؐ نے فرمایا

حمل کے زمانہ میں اسے دن کے روزہ اور رات کی عبادت اور جان و مال سے راہ خدا میں جہاد کا ثواب ملتا ہے اور جننے کا ثواب اتنا ہے کہ جسے کوئی نہیں جانتا ہے لیکن دودھ پلانا جب بھی بچہ ماں کا دودھ پیتا ہے تو اس کا اجر ایسا ہے جیسے اولاد اسمعیلؑ سے ایک غلام آزاد کیا ہو اور جب عورت دودھ پلا چکتی ہے تو ایک فرشتہ اس کے پہلو پر مار کر کہتا ہے اپنا کام شروع کرو کہ تم بخش دی گئی ہو۔ [2]

ماؤں کو اس نکتہ کی طرف توجہ کرنا چاہئے کہ دودھ پلانے کے سلسلہ میں جس کی طرف امام جعفر صادقؑ نے توجہ فرمائی ہے آپ نے ام اسحاق سے فرمایا

لَا تُرْضِعِيهِ مِنْ ثَدْيٍ وَاحِدٍ وَأَرْضِعِيهِ
مِنْ كِلَيْهِمَا يَكُونُ أَحَدُهُمَا طَعَامًا
وَالْآخَرُ شَرَابًا

ایک پستان سے دودھ نہ پلاؤ بلکہ دونوں سے بچہ کو دودھ پلاؤ کہ ان میں سے ایک اس کے لئے غذا اور دوسرا مشروب ہے،

نام گذاری

بعض لوگ یہ تصور کرتے ہیں کہ نام رکھنا معمولی کام ہے جو چاہیں نام رکھ

---

[1] بحار ج ۱۰۳ باب رضاع، وسائل ج ۱۵ باب رضاع

[2] وسائل ج ۲۱ ص ۴۵۱

دیں اس میں کوئی مانع نہیں ہے لیکن ایسا نہیں ہے نام رکھنا بہت اہم کام ہے اس سے بچہ کے حواس اس کے مستقبل پر اثر پڑتا ہے اسی لئے روایات میں اس کے لئے مفصل باب ہے

امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں

اَوَّلُ مَا یَبَرُّ الرَّجُلُ وَلَدَهُ اَنْ یُسَمِّیَهُ بِاسْمٍ حَسَنٍ فَلْیُحْسِنْ اَحَدُکُمْ اِسْمَ وَلَدِهٖ [1]

مرد کی اپنے بچہ کے ساتھ اولین نیکی یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور تم سب کو چاہیئے کہ اس بچہ کے لئے اچھا نام انتخاب کرو

رسولؐ فرماتے ہیں

اپنے لئے اچھے ناموں کا انتخاب کرو روز قیامت انھیں ناموں سے پکارے جاؤ گے۔

راوی کہتا ہے کہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا قریب ہی موسیٰ بن جعفرؑ کا گہوارہ تھا میں بیٹھ گیا آپ کام سے فارغ ہوئے تو مجھے طلب کیا میں نے سلام کیا جواب دیا اور سخت لہجہ میں فرمایا، جاؤ کل جو تم نے اپنے بچے کا نام رکھا ہے اسے بدل دو بیشک خدا اس نام کو دوست نہیں رکھتا ہے واقعہ یہ ہے کہ میرے یہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی میں نے اس کا نام حمیرا رکھا تھا میں امامؑ کے حکم سے واپس آیا اور بیٹی کا نام بدل دیا [2]

امام جعفر صادقؑ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ کَانَ یُغَیِّرُ الْاَسْمَاءَ الْقَبِیْحَةَ فِی الرِّجَالِ وَالْبُلْدَانِ [3]

بیشک رسولؐ انسانوں اور شہروں کے برے ناموں کو بدل دیتے تھے

---

[1] وسائل ج ۲۱ ص ۳۸۹ [2] ایضاً [3] ایضاً ص ۳۹۰ و ص ۳۹۱

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں

اَصْدَقُ الْاَسْمَاءِ مَا سُمِّیَ بِالْعُبُوْدِیَّۃِ
وَاَفْضَلُھَا اَسْمَاءُ الْاَنْبِیَاءِ [1]

سچے ترین نام وہ ہیں کہ جن سے خدا کی بندگی کی بو آتی ہے
اور تمہارے بیٹوں کے لئے بہترین نام انبیاء کے ہیں

امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں

لَا یَدْخُلُ الْفَقْرُ بَیْتًا فِیْہِ اِسْمُ مُحَمَّدٍ
اَوْ اَحْمَدَ اَوْ عَلِیٍّ اَوِ الْحَسَنِ اَوِ الْحُسَیْنِ اَوْ
جَعْفَرٍ اَوْ طَالِبٍ اَوْ عَبْدِ اللّٰہِ اَوْ فَاطِمَۃَ
مِنَ النِّسَاءِ [2]

جس گھر میں محمد یا احمد یا علی یا حسن یا حسین جعفر و طالب
کے نام بیٹے اور فاطمہ نام کی بیٹیاں ہوں گی اس میں فقر
داخل نہیں ہوگا۔

اگر آپ کے بیٹوں کا نام انبیاء و ائمہ کے نام کے اور بیٹیوں کا فاطمہؑ کے نام کے علاوہ کوئی دوسرا نام ہے تو اسے خدا کی رضا و خوشنودی کے لئے عوض کر دیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تمہارے بیٹے برا نام ہونے کی وجہ سے تمہاری شکایت کریں"

---

[1] وسائل ج ۲۱ ص ۳۹۰ و ص ۳۹۱ [2] ایضاً ص ۳۹۶

﴿ من سعادة الرجل ان يكون له ولد يستعين بهم ﴾

« حضرت سجاد علیہ السلام کافی، ج ۶، ص ۲ »

۲۱

اسلام میں فرزند داری

من سعادۃ الرجل ان یکون لہ ولد
یستعین بھم (کافی ج ۶ ص ۲)

اسلام میں فرزند داری

بچہ کی قدر و قیمت

اولاد بیٹا ہو یا بیٹی خدا کی عظیم و منفعت بخش ترین نعمت ہے جو اس نے اپنے مومن بندوں کو عطا کی ہے، حضرت ابراہیمؑ کے یہاں اولاد نہ تھی اس لئے اندر سے غمگین رہتے تھے خداوند عالم نے اپنے نیک بندہ کو ضعیفی کے زمانہ میں اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ مرحمت فرمائے

حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ تک انبیا، حضرت اسحاقؑ کی اولاد سے اور خاتم النبیینؐ ائمہ معصومینؑ اور ہزاروں حکماء، عرفاء اور فقیہ حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد سے ہوئے ہیں

بچہ بہت بڑی نعمت ہے، منبع خیر ہے بزرگی کا سرچشمہ ہے اور انسان کے لئے دنیا و آخرت میں مفید ہے البتہ اس انسان کے لئے جو کہ خدا پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ایمان کی بنا پر اپنے بچوں کو مومن و صالح اور شائستہ بناتا ہے

بچہ پیدا ہونے کے بعد حضرت ابراہیم خدا کا شکر و حمد کرنے کے لئے تیار ہوئے

واقعاً حمد بچہ دار ہونے کا اقتضاء ہے ایسی حمد کا جو کہ زبان، دل، اور اعضاء و جوارح سے ہوتی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ
وَاِسْحَاقَ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَاءِ (ابراھیم/۳۹)

حمد ہے اس خدا کے لئے کہ جس نے حضرت ابراہیمؑ کو بڑھاپے میں
اسمٰعیلؑ اسحاق عطا کئے بیشک میرا پروردگار بندوں کی دعا
سننے والا ہے

آیہ وافیہ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ زندگی میں بچہ کی اتنی ہی ضرورت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے بڑھاپے میں خدا سے اولاد کی دعا کی اور ان کی دعا مستجاب ہوئی، حضرت زکریاؑ نے محراب عبادت میں خدا سے اولاد مانگی،

فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَ
يَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ مریم: ۶/۵

پس مجھے اپنی طرف سے صالح جانشین مرحمت فرما تاکہ
وہ میری اور آل یعقوب کی میراث پائے

اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں مجھے یہ خواہش نہیں تھی کہ صاحب اولاد ہو جاؤں یہاں تک کہ عرفات میں وقوف کی توفیق نصیب ہوئی میں نے اپنے پاس ایک جوان کو دیکھا جو کہ رو رو کر دعا کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے

يَا رَبِّ وَالِدَيَّ وَالِدَيَّ فَرَغِّبْنِي فِي الْوَلَدِ
حِينَ سَمِعْتُ ذَالِكَ

اے پروردگار! میرے والدین، میرے والدین اس کی دعا
سن کر میرے اندر بچہ پیدا ہونے کا شوق پیدا ہو

دنیا سے اٹھ جانے والے والدین عبادت، مناجات اور بیٹوں کے کار خیر سے مومن ہونے کی صورت میں فیضیاب ہوتے ہیں
رسولؐ سے روایت کی گئی ہے

خَمْسَةٌ فِي قُبُورِهِمْ وَتُؤَابُهُمْ يَجْرِي إِلَيْهِمْ
دِيوَانُهُمْ مَنْ غَرَسَ نَخْلًا وَمَنْ حَفَرَ بِئْرًا

وَمَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا وَمَنْ کَتَبَ مُصْحَفًا
وَمَنْ خَلَّفَ اِبْنًا صَالِحًا (بحار ج ۱۰۴ ص ۹۷)

پانچ آدمی دنیا سے اٹھ جاتے ہیں لیکن ان کی فائل بند نہیں ہوتی انھیں ہمیشہ ثواب ملتا رہتا ہے ایک وہ کہ جس نے درخت لگایا دوسرے جس نے پیاسوں کے لئے کنواں کھودا تیسرے جس نے مسجد تعمیر کی چوتھے جس نے قرآن لکھا پانچویں جس نے صالح بیٹا دنیا میں چھوڑا،

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

جب حضرت یوسفؑ نے اپنے مادری بھائی کو دیکھا تو اس سے کہا! میرے بعد تم نے کس طرح شادی کی؟ کہا والد نے مجھے شادی کا حکم دیا اور فرمایا

اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ یَّکُوْنَ لَکَ ذُرِّیَّۃٌ
تُثْقِلُ الْاَرْضَ بِالتَّسْبِیْحِ فَافْعَلْ (وسائل ج ۲۱ ص ۳۶)

اگر تم ایسا بیٹا پیدا کرو جو خدا کی تسبیح سے زمین کی پیٹھ بوجھل کرے تو اس کام کو انجام دو

حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں

مِنْ سَعَادَۃِ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ اَنْ یَّکُوْنَ
مَتْجَرُہٗ فِیْ بَلَدِہٖ وَیَکُوْنَ خَلْفَ دُوْرِہٖ
صَالِحِیْنَ وَیَکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ یَسْتَعِیْنُ بِہٖ (بحار ج ۱۰۳ ص ۱۳۲)

مسلمان مرد کی تین چیزوں میں خوشبختی ہے اس کی تجارت دکان اسی کے شہر میں ہو کہ شام کو اپنے بیوی بچوں کے پاس لوٹ آئے اس کے دوست نیک اور صالح ہوں ایسی اولاد ہو کہ جو اس کی مدد کرے اور یہ اس سے فائدہ اٹھائے

اولاد کا وجود کتنی بڑی نعمت ہے کہ قرآن مجید میں آیا ہے

وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا
وَجَعَلَ لَکُمْ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ بَنِیْنَ وَ
حَفَدَۃً وَرَزَقَکُمْ مِنَ الطَّیِّبَاتِ (نحل: ۷۲)

خدا نے تمہارا جوڑا تمہارے ہی خمیر سے پیدا کیا ہے اور زوجہ کے ذریعہ تمہیں بیٹے پوتے اور داماد والا بنا دیا اور پاکیزہ چیزوں میں تمہاری روزی قرار دی

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

مسلمان بچے قیامت کے دن شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول کی جائے گی جب بچے بارہ سال کے ہو جاتے ہیں تو ان کی نیکیاں لکھی جانے لگتی ہیں اور بالغ ہونے کے بعد ان کے گناہ بھی لکھے جانے لگتے ہیں [۱]

ساتویں امامؑ فرماتے ہیں

سَعِدَ امْرُءٌ وَلَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَرٰی خَلَفًا
مِنْ نَفْسِہٖ [۱]

کامیاب ہے وہ انسان جو دنیا سے نہیں اٹھتا ہے مگر اپنی نسل سے اپنا جانشین دیکھ کر اٹھتا ہے

بچہ دار ہونے کا اتنا ہی فائدہ ہے حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں

فِی الْمَرَضِ یُصِیْبُ الصَّبِیُّ اَنَّہٗ کَفَّارَۃٌ
لِوَالِدَیْہِ [۲]

بچہ کی بیماریاں ماں باپ کے گناہوں کا کفارہ ہیں

رسولؐ فرماتے ہیں

اَلْوَلَدُ الصَّالِحُ رَیْحَانَۃٌ مِنَ اللّٰہِ شَمَّھَا
بَیْنَ عِبَادِہٖ [۳]

---

[۱] بحار ج ۲۱۲ ص ۳۵۵ [۲] و [۳] وسائل ج ۲۱۲ ص ۳۵۷ و ص ۳۵۸

نیک و شریف بیٹا خدا کی طرف سے ایسا پھول ہے
جو کہ خدا نے اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کیا ہے

نیز فرمایا

اَلْوَلَدُ الصَّالِحُ رَیْحَانَۃٌ مِنْ رَیَاحِیْنِ
اَلْجَنَّۃِ (رسائل ج ۲ ص ۳۵۷)

نیک بیٹا جنت کے پھولوں میں سے ایک پھول ہے

روایت ہے کہ رسولؐ مسجد مدینہ میں منبر سے وعظ فرما رہے تھے کہ حسنؑ و حسینؑ وارد ہوئے سرخ لباس پہنے ہوئے تھے چلتے میں گر پڑے رسولؐ منبر سے اترے دونوں کو آغوش میں لیا پھر یہ آیت پڑھی

اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ وَّاللّٰہُ
عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ (تغابن : ۱۵)

تمہارا مال اور اولاد تمہارا امتحان ہیں اور اس امتحان کا
خدا کے نزدیک عظیم اجر ہے

تہران میں ایک نہر کھودی گئی اس کے کھودنے والا کا نام علی رضا تھا یکدم سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا کہ تہران کے لوگ اس نہر کے پانی سے استفادہ کرتے ہیں ایک بڑے عالم فرماتے تھے : ایک شخص نے اسے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑے باغ میں نہر کے کنارے میں نے اس سے کہا یہ باغ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور یہ نہر بھی جنت کی نہر ہے اور یہ دونوں مجھے اس نہر کے کھودنے کے عوض عطا ہوئے ہیں مگر اے کاش میرے یہاں کوئی اولاد ہوتی کہ جو ایک بار لا الہ الا اللہ کہہ کر مر جاتی اس کے وحدانیت کے اقرار سے مجھے عظیم ثواب ملتا "

اولاد سے محبت

امام جعفر صادقؑ نے رسولؐ سے روایت کی ہے

اَحِبُّوا الصِّبْیَانَ وَارْحَمُوْھُمْ

اپنے بیٹوں سے محبت کیا کرو اور ان پر رحم و شفقت کیا کرو

بعض مرد اپنے بچوں سے ذرا بھی پیار و محبت نہیں کرتے ہیں یا ان کی محبت رکھتے ہیں مگر اس کا اظہار نہیں کرتے ہیں ان سے سختی سے پیش آتے ہیں انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ طریقہ انسان ہے نہ اسلامی بلکہ وہ خود کو خدا کی رحمت سے محروم کرتے ہیں

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ لَیَرْحَمُ الْعَبْدَ لِشِدَّۃِ حُبِّہٖ لِوَلَدِہٖ[1]

بیشک خدا بندہ پر اس لیے رحم کرتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے سے شدید محبت رکھتا ہے

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَیْسَ یَغْضَبُ لِشَیْءٍ کَغَضَبِہٖ لِلنِّسَاءِ وَالصِّبْیَانِ[2]

خداوند عالم اس شخص پر غضبناک نہیں ہوتا ہے جو بیوی بچوں کے نفع کے لیے ان پر غضبناک ہوتا ہے

حضرت موسیٰؑ نے کوہ طور پر خدا سے عرض کی

اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ عِنْدَکَ قَالَ حُبُّ الْاَطْفَالِ[3]

پروردگار تیرے نزدیک کون عمل افضل ہے؟ فرمایا بچوں کو دوست رکھنا

۱، ۲، ۳: وسائل ج ۱۵ ص ۲۱۳ و ص ۲۸۳ و ص ۲۸۴

بچہ کو بوسہ دینا

عظیم دانشور قتال نیشاپوری نے اپنی کتاب روضۃ الواعظین میں معصوم سے روایت کی ہے

اَکْثِرُوْا مِنْ قُبْلَۃِ اَوْلَادِکُمْ فَاِنَّ لَکُمْ
بِکُلِّ قُبْلَۃٍ دَرَجَۃً فِی الْجَنَّۃِ مَسِیْرَۃَ
خَمْسِمِائَۃِ عَامٍ (وسائل ج ۲۱ ص ۴۸۵)

اپنے بچوں کو خوب بوسہ دیا کرو کہ ہر بوسہ پر تمہارے لئے جنت میں ایک درجہ بڑھ جاتا ہے ایسا درجہ کہ جس کی مسافت پانچ سو سال کی ہے

ایک شخص رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں نے ابھی تک اپنے بیٹے کو بوسہ نہیں دیا ہے آنحضرت نے فرمایا بیشک یہ مرد جہنمی ہے

اس سلسلہ میں بیٹے اور بیٹی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے بیٹا، بیٹی دونوں ہی خدا کی عطا اور دونوں انسان کے بچے ہیں جن لوگوں کے یہاں بیٹی پیدا ہوتی ہے اس لئے ان کے چہرہ کا رنگ بگڑ جاتا ہے ان کی خصلت وہی ہے جو جاہلیت والے عربوں کی تھی وہ احمق ہیں

انشاء اللہ ہم آئندہ اس سلسلہ میں بحث کریں گے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اسلام میں بیٹی کی کیا قدر و قیمت ہے اولاد کے بارے میں معصومینؑ کی کچھ اور روایات بھی وارد ہوئی ہیں کہ اخلاقی طور پر ان کی رعایت کرنا بہت ضروری ہے جب لڑکا لڑکی دس سال کی ہو جائیں تو ان کے سونے کی جگہ الگ الگ کر دو [1]

---

[1] وسائل ج ۲۱ ص ۴۶۱

اس سلسلہ میں رسولؐ فرماتے ہیں

اَلصَّبِیُّ وَالصَّبِیُّ وَالصَّبِیُّ وَالصَّبِیَّۃُ وَ
الصَّبِیَّۃُ وَالصَّبِیَّۃُ یُفَرَّقُ بَیْنَھُمْ فِی
الْمَضَاجِعِ لِعَشْرِ سِنِیْنَ [1]

دس سال کے بیٹے بیٹے اور بیٹی اور بیٹی، بیٹی کے
سونے کی جگہ الگ الگ کر دو

بیشک دو لڑکوں کا ایک بستر پر سونا صحیح نہیں ہے نہ ہی ایک لڑکی اور لڑکے اور دو لڑکیوں کا ایک بستر پر سونا صحیح ہے کہ اسلام اسے پسند نہیں کرتا ہے

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

دَعْ اِبْنَکَ یَلْعَبُ سَبْعَ سِنِیْنَ وَاَلْزِمْہُ
نَفْسَکَ سَبْعَ سِنِیْنَ فَاِنْ اَفْلَحَ وَاِلَّا فَاِنَّہٗ
لَا خَیْرَ فِیْہِ [2]

سات سال تک اپنے بچہ کو کھیلنے کے لیے آزاد چھوڑ دو
اور پھر سات سال تک اس کی پورے طریقے سے دیکھ
بھال کرو اگر اس نے تربیت اور دینداری کو قبول کر لیا
تو فبہا ورنہ اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے

رسولؐ فرماتے ہیں

عَلِّمُوْا اَوْلَادَکُمُ السِّبَاحَۃَ وَالرِّمَایَۃَ [3]

اپنے بیٹوں کو تیراکی اور تیر اندازی سکھاؤ

نیز فرمایا

اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَاَحْسِنُوْا اٰدَابَھُمْ یُغْفَرْ لَکُمْ [4]

اپنے بچوں کی عزت کرو انھیں اچھے آداب سے سنوارو
اس سے تم بخشے جاؤ گے۔

---

[1] وسائل ج ۲۱ ص ۳۶۱ [2] ایضاً ص ۲۲۰ [3] ص ۴۷۳ [4] کافی ج ۶ ص ۴۷

مالک دینار کہتے ہیں میں ایک آزاد شدہ کا آدمی تھا اسلام سے کوئی سروکار نہیں تھا تین شادیاں کیں بانجھ ہونے کی وجہ سے بیویوں کو طلاق دیدی بعد والی بیوی سے ایک بیٹا پیدا ہوا چھ سال کی عمر میں اس کا داخلہ کرا دیا جب عصر کے وقت وہ لوٹ کے آیا تو میں نے اسے بیمار پایا معلوم ہوا کہ معلم نے سب سے پہلے سبق کے طور پر اسے یہ آیت یاد کرائی تھی

يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا

قیامت بچوں کو بوڑھا کر دے گی

اس کا علاج نہ ہو سکا انتقال کر گیا میں اس کی قبر کا مجاور بن گیا ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ میں تن تنہا ایک ڈراؤنے بیابان میں ہوں ایک عجیب وغریب ہیولے نے میرے اوپر حملہ کیا میں نے بھاگنا شروع کیا اور ایک دیوار تک پہونچا میں نے چاہا کہ دیوار کے اوپر سے اس طرف چلا جاؤں تاکہ اس ہیولے سے نجات پاؤں ناگہاں میں نے چند بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا میں نے اپنے بچہ کو ڈھونڈ لیا اسے آواز دی پوچھا عزیز تم کہاں ہو؟

اس نے کہا مرنے کے بعد مجھے قرآن مجید کی کلاس میں لے گئے تاکہ میں قرآن پڑھ کر بہشت و رحمت میں داخل ہونے کا مستحق ہو جاؤں میں نے پوچھا یہ ہیولا جو میرا تعاقب کر رہا تھا یہ کیا تھا؟ کہا ابا یہ آپ کے برے اعمال ہیں میں خوف کے مارے بیدار ہو گیا تمام برائیوں کو چھوڑ کر توبہ کر لی، اور راہ حق پر گامزن ہو گیا۔

قال رسول اللّٰہ ﷺ : نعم الولد البنات، ملطفات، مجهزات، مؤنسات، مبارکات، مفليات

« فروع کافی، ج ۶، ص ۵ »

۲۲

اسلام میں بیٹی والا ہونیکی فضیلت

قال رسول اللہ ﷺ: نعم الولد البنات
ملطفات، مجهزات، مؤنسات
مبارکات، مفلیات (فروع کافی ج ۶ ص ۵)

اسلام میں بیٹی والا ہونے کی فضیلت

خدائے متعال آسمانوں اور زمین کا مالک علیم و قدیر، حکیم و عادل اور رحمٰن و رحیم ہے، بندوں کے لیے خدا کا عین لطف ہے، محض محبت، جلوۂ عشق و رحمت، کرامت کی تجلی، اور حسن انتخاب ہے بندہ کے حق میں خدا جو بھی چاہتا ہے اسی میں بندہ کی دنیا و آخرت کی بھلائی ہے، بندہ کو اس کی حکمت و عدالت رحمت و ارادہ کے سامنے تسلیم ہونا چاہیے کہ تسلیم کی یہ حالت باطن کی عظیم عبادت ہے یہ انبیاءؑ اولیاء کا اخلاق اور خدا سے عشق و معرفت کی نشان ہے

جس کو خدا نے بانجھ قرار دیا ہے جس کو بیٹی دیتا ہے، جس کو بیٹا دیتا ہے جس ماں کی کوکھ میں جڑواں بیٹا، بیٹی رکھتا ہے یہ سبھی اس کا عین لطف و رحمت ہے اور اپنے بندوں سے عشق ہے

لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُکْرَانًا وَّاِنَاثًا

وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ (شوریٰ/۴۹-۵۰)

زمین و آسمان کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے جو چاہتا ہے
پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹی عطا کرتا ہے جس کو چاہتا
ہے بیٹا دیتا ہے یا ایک رحم میں دو بچے ایک بیٹا اور ایک
بیٹی قرار دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ قرار دیتا ہے
بیشک خدا جاننے والا قدرت رکھنے والا ہے

اس آیت کی رو سے بیٹا بیٹی خدا کی بادشاہی کا جلوہ اور آفرینش میں اس کے ارادہ کی تجلی اور انسان پر اس کے علم و قدرت کا نور ہے بیٹی کی پیدائش سے چہرہ کا رنگ بدل جائے تو یہ خدا کی الوہیت، مالکیت، خلقت، انتخاب دانائی اور توانائی پر اعتراض ہے اور یہ بڑا گناہ احمقانہ حرکت اور منطق و حکمت کے خلاف بات ہے

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ اگر بچہ مر جائے تو اسے برزخ میں حضرت ابراہیم و سارہ کے سپرد کیا جاتا ہے تاکہ ان کے دامن میں تربیت پائے اور ماں باپ کی آخرت کے لئے ذخیرہ ہو جائے

شہید نے مسکن الفواد میں نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: بچہ کے مرنے پر صبر کرنے اور جزع و فزع نہ کرنے کا ثواب اس کے زندہ رہ کر حضرت قائمؑ کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جانے کے ثواب سے زیادہ ہے

امام حسینؑ اپنے شش ماہے شہید کو خیمہ میں واپس لے آئے اور بہن زینبؑ کی گود میں دے دیا اور خاک پر بیٹھ کر عرض کی: پروردگار! اس شش ماہہ شہید کو روز آخرت کے لئے ذخیرہ قرار دے

جہاں مر جانے والے بچہ کی انسان کے لئے اتنی قدر و قیمت ہو تو زندہ رہ

کر بڑے ہو جانے والے بچے کی انسان کے لئے کتنی قدر و قیمت ہوگی ؟ جب کہ اس کی تربیت ، وقار و ادب اور ایمان اس کے والدین کی زحمتوں کا نتیجہ ہے بیٹا ہو یا بیٹی اس میں کوئی فرق نہیں ہے مقصد اولاد ہے

قرآن مجید نے سورۂ انفال کی ۲۸ ویں آیت میں فرمایا ہے انسان کے بچے اس کے لئے خدا کی طرف سے امتحان ہیں اگر اس امتحان میں کامیاب ہو جائے یعنی ان کے وجود سے راضی ہو اور ان کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے کوشاں رہے اور اپنی استطاعت کے مطابق ان کی شادی کرے وسائل فراہم کرے ان کا احترام کرے اور اس کے حق کا لحاظ رکھے تو اسے اجر عظیم اور ثواب جزیل ملے گا

دوسری جگہ قرآن مجید فرماتا ہے

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ
ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا (کہف : ۴۶)

مال و اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں اور شائستہ افعال جو کہ باقی رہنے والے ہیں وہ تمہارے پروردگار کے نزدیک کہیں بہتر اور اس کی عاقبت بہترین ہے

جو شخص اپنے بچے کی تربیت کے لئے تکلیف اٹھاتا ہے اور اس کو خدا ، انبیاء ولایت اور قرآن کی معرفت کراتا ہے تو یہ ایسا باقی رہنے والا کام ہے کہ اس کے افعال میں جس کی نظیر نہیں ہے یہی خدا کے نزدیک بہتر اور اس کی عاقبت بہترین ہے

کیا حضرت مریمؑ ، خدیجۃ الکبریٰؑ ، آسیہؑ ، فاطمہ زہراؑ ، اور زینبؑ کبریٰ اپنے باپ کے لئے باقیات الصالحات نہیں ہیں ؟

تو پھر بیٹی ہونے سے کوئی کیوں پریشان ہوتا ہے ؟ جو بچہ ماں کے شکم

میں ہے کیا وہ خدا کے علاوہ کسی دوسرے کے ارادہ سے لڑکی بنتا ہے رحم میں بچہ کا لڑکی بننا خدا کا عین لطف و کرم ہے اس کے ارادہ و لطف کے سامنے تسلیم ہونا چاہیئے اور بیٹی کی پیدائش کے وقت سے آخری عمر تک خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے،

اس حقیقت پر ضرور توجہ کرنا چاہیئے کہ رسولؐ کے یہاں حضرت قاسم، طیب طاہر، اور ابراہیم پیدا ہوئے لیکن ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہا اور ان کی ولادت پر خدا کی طرف سے آپ کو مبارکباد بھی نہیں دی گئی اور نہ ان کے بارے میں قرآن مجید میں کوئی آیت نازل ہوئی ہاں جب فاطمہؑ رحم مادر میں آئیں تو سورہ کوثر نازل ہوا اور آپ کو خیر کثیر اور دائمی نیکی کی بشارت دی گئی

بیٹی ہونے کے سلسلہ میں چند روایات

اگر کسی کے یہاں لڑکی نہیں ہے تو مستحب ہے کہ انسان خدا کی بارگاہ میں بیٹی پیدا ہونے کی گڑگڑا کر دعا کرے حضرت ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ ایسے بیٹوں کے ہوتے ہوئے خدا سے بیٹی کی دعا کی حضرت امام جعفر صادقؑ نے دعا کو اس طرح نقل کیا ہے

اِنَّ اِبْرَاهِيمَ سَأَلَ رَبَّهُ اَنْ يَرْزُقَهُ
اِبْنَةً تَبْكِيهِ وَتَنْدُبُهُ بَعْدَ مَوْتِهِ (وسائل ج ۲ ص ۲۱۲ ح ۳۶۱)

خدا سے بیٹی کے لئے دعا کی تاکہ وہ ان کے مرنے کے
بعد ان پر گریہ کرے اور نالہ کرے

اس روایت میں جو مقصد بیان ہوا وہ کوئی خاص نہیں ہے بلکہ اہم بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کے یہاں بیٹی نہیں تھی لہذا اس کے لئے دعا کی اگر انسان لڑکی کا باپ ہے تو یہ اس کے لئے باعث فخر ہے کیونکہ رسولؐ لڑکی

کے باپ تھے دنیا میں لڑکی کے پیدا ہونے سے رسولؐ سے جو مشابہت ہو جائے تو واقعاً بڑا فخر ہے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

اگر کسی کے یہاں بیٹی نہ ہو لیکن بہن ہو تو بھی اس کے لئے خدا کی رحمت کا در کھلا ہوا تھا

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ اَوْ ثَلَاثَ اَخَوَاتٍ
وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ [1]

رسولؐ فرماتے ہیں

نِعْمَ الْوَلَدُ الْبَنَاتُ، مُلَطِّفَاتٌ مُجَهِّزَاتٌ
مُؤْنِسَاتٌ، مُبَارَكَاتٌ، مُفَلِّيَاتٌ، [2]

لڑکیاں کتنی اچھی ہوتی ہیں، مہربان، نرم مزاج، مددگار کام کے لئے تیار، انسان کی انیس، بابرکت اور پاکیزگی کو دوست رکھنے والی ہیں

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

مَنْ عَالَ ابْنَتَيْنِ اَوْ اُخْتَيْنِ اَوْ عَمَّتَيْنِ
اَوْ خَالَتَيْنِ حَجَبَتَاهُ مِنَ النَّارِ [3]

جو شخص دو بیٹیوں، دو بہنوں، دو پھوپھیوں یا دو خالاؤں کی کفالت کرتا ہے ان کی کفالت اسے جہنم سے محفوظ رکھتی ہے

ایک شخص نے دوسرے شخص کو کہ دونوں رسولؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے خبر دی کہ تمہارے یہاں لڑکی ہوئی ہے اس شخص کا رنگ بدل گیا رسولؐ نے فرمایا

۱-۲-۳ : وسائل ج ۲۱۲ ص ۳۶۱ و ص ۳۶۲

کیا ہوا، عرض کی ٹھیک ہے فرمایا بتاؤ تو کیا ہوا؟ کہا میں جب گھر سے نکلا تھا تو اس وقت میری زوجہ کو دردِ زہ اٹھا تھا یہ شخص کہتا ہے کہ تمہارے یہاں لڑکی ہوئی ہے آنحضرتؑ نے فرمایا زمین اس کا بوجھ اٹھانے والی اور آسمان اس کے سر پر سایہ کرنے والا اور خدا اسے روزی دینے والا ہے لڑکی خوشبودار پھولوں کا دستہ ہے جس کو تم سونگھتے ہو اس کے بعد اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا

جس شخص کے یہاں ایک بیٹی ہے اس کے لئے اس کی تربیت، تحفظ اور جہیز اور شادی کے اسباب فراہم کرنا مشکل ہے وہ داماد بنانے سے ڈرتا ہے اور جس شخص کے یہاں دو لڑکیاں ہیں خدا اس کی فریاد کو پہونچتا ہے اور جس شخص کے یہاں تین لڑکیاں ہیں اس پر جہاد اور ہر مکروہ کام معاف اور جس شخص کے یہاں چار لڑکیاں ہیں اے خدا کے بندو! اس کی مدد کرو اسے قرض دو اس پر رحم کرو [1]

لڑکی کتنی عزیز ہے کہ رسولؐ نے اپنے اصحاب کو لڑکی والوں کی مدد کرنے کی دعوت دی ہے اور ان کی مدد کرنے کو امت کے لئے 'خدا کی فریضہ' قرار دیا ہے

امام جعفر صادقؑ کے زمانہ میں ایک شخص کے لڑکی پیدا ہوئی وہ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؑ نے اسے رنجیدہ اور پریشان دیکھا اس سے فرمایا فرض کرو اگر خدا تیرے اوپر وحی کرتا کہ میں تیرے لئے 'انتخاب' کرتا ہوں کہ میں تیرا خدا ہوں یا میرے ہوتے ہوئے تم انتخاب کرو گے تو تم کیا جواب دیتے؟ عرض کی یہی کہتا کہ تو ہی میرا خدا ہے تو ہی میرے لئے انتخاب فرما۔ اس وقت خدا نے تمہارے لئے 'لڑکی' انتخاب کی ہے اے شخص حضرت موسیٰؑ و خضرؑ کی داستان میں آیا ہے کہ جس وقت حضرت خضرؑ نے

---

[1] وسائل ۲۱ ص ۳۶۵

ایک خاندان کے فائدہ کے لئے حکم خدا سے لڑکے کو قتل کر دیا تو موسیٰؑ سے کہا

فَاَرَدْنَا اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ
زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا (کہف/۸۱)

ہم نے چاہا کہ بجائے اس کے خدا انھیں اس سے بہتر اور
صلۂ رحم کی رعایت کرنے والا لڑکا عطا کرے

خدا نے اس لڑکے کے بجائے جو کہ خضرؑ کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اور اس پر موسیٰؑ نے اعتراض کیا تھا اور خضرؑ نے انھیں یہ جواب دیا تھا کہ خدا اس کے ماں باپ کو اس سے اچھا بیٹا دے گا ایک بیٹی عطا کی کہ جس کی نسل سے ستر پیغمبر ہوئے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

اَلْبَنَاتُ حَسَنَاتٌ وَالْبَنُوْنَ نِعْمَةٌ وَالْحَسَنَاتُ
یُثَابُ عَلَیْهَا وَالنِّعْمَةُ یُسْاَلُ عَنْهَا (کافی ج۶ ص۲۶۵)

بیٹیاں حسنات ہیں اور بیٹے نعمت ہیں حسنات پر ثواب
دیا جائے گا اور نعمت کے بارے میں باز پرس ہوگی

شب معراج خدا نے اپنے رسولؐ سے فرمایا

قُلْ لِاٰبَاءِ الْبَنَاتِ لَا تَضِیْقَنَّ صُدُوْرُكُمْ
عَلٰی بَنَاتِكُمْ فَاِنِّیْ كَمَا خَلَقْتُهُنَّ اَرْزُقُهُنَّ (وسائل ج۱۵ ص۲۶۵ و ص۲۶۶)

لڑکیوں کے باپ سے کہہ دیجیے کہ لڑکیوں کے ہونے سے
تنگ دل نہ ہوں انھیں میں نے ہی پیدا کیا ہے اور میں ہی
انھیں رزق دیتا ہوں"

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی لڑکی مر جائے وہ روز قیامت اس حال میں خدا کے سامنے حاضر ہوگا کہ عاصیوں، گناہگاروں کے زمرہ میں ہوگا۔

رسولؐ فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَی الْاِنَاثِ
اَرَقُّ مِنْہُ عَلَی الذُّکُوْرِ وَمَا مِنْ رَجُلٍ
یُدْخِلُ فَرْحَۃً عَلٰی اِمْرَاَۃٍ بَیْنَہُ وَبَیْنَھَا
حُرْمَۃُ الْاَمَۃِ اِلَّا رَحِمَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ [1]

خداوند عالم بیٹی پر بیٹے سے زیادہ مہربان ہے پس جو شخص اپنی بیٹی کو خوش کرتا ہے روز قیامت خوش کرے گا

بیٹی ہونے کی فضیلت کے بارے میں رسولؐ نے فرمایا

خَیْرُ اَوْلَادِکُمُ الْبَنَاتُ [2]

تمہاری بہترین اولاد لڑکیاں ہیں

رسولؐ نے فرمایا

جو شخص تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی کفالت کرتا ہے اس پر جنت واجب ہے عرض کی گئی اگر دو بیٹیوں کی کفالت کرتا ہو؟ فرمایا پھر بھی عرض کی گئی اگر ایک بیٹی اور ایک بہن کی کفالت کرتا ہے تو، فرمایا پھر بھی [3]

رسولؐ فرماتے ہیں

مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَاشْتَرٰی تُحْفَۃً فَحَمَلَھَا
اِلٰی عِیَالِہٖ کَانَ کَحَامِلِ صَدَقَۃٍ اِلٰی قَوْمٍ
مَحَاوِیْجَ وَلْیَبْدَاْ بِالْاِنَاثِ قَبْلَ
الذُّکُوْرِ فَاِنَّ مَنْ فَرَّحَ اِبْنَتَہٗ فَکَاَنَّمَا
اَعْتَقَ رَقَبَۃً مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ [4]

واقعاً عجیب روایت ہے فرنگ نے پوری تاریخ بشر

---

[1] وسائل ج ۲۰ ص ۳۶۷ [2] بحار ج ۱۰۴ ص ۹۹ [3] ایضاً ص ۱۰۲ [4] بحار ج ۱۰۴ ص ۱۰۲

میں اس طرح لڑکی کی طرفداری نہیں کی ہے بلکہ اس کے برعکس اقوام وملل کے سامنے عورتوں اور لڑکیوں کی اچھی حالت نہیں تھی یہ رسولؐ ہی کی محنتیں تھیں کہ جن سے عورتوں لڑکیوں کی حیات میں معنوی انقلاب پیدا کیا روایت کا مفہوم یہ ہے

جو شخص بازار جائے اور کوئی چیز خرید کر اپنے اہل وعیال کے لئے لے جائے تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جسے اس نے ضرورتمندوں کے یہاں اپنے دوش پر لاد کر ان کی ضرورت کا سامان پہونچائے یہ تحفہ پہلے لڑکی کو دے بیشک جو شخص اپنی بیٹی کو خوش کرتا ہے وہ اس شخص کے مانند ہے جس نے اولاد اسمعیلؑ میں سے کوئی غلام راہ خدا میں آزاد کیا ہو

اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ رسولؐ نے فرمایا

اپنے بچوں کو ان کے رونے اور گریہ کرنے پر طمانچہ نہ مارو کیونکہ بچے فضول نہیں روتے ہیں پہلے چار مہینوں میں ان کا رونا وحدانیت کی گواہی ہے اور بعد والے چار مہینوں میں محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوات ہے اور بعد کے چار مہینوں میں والدین کے لئے دعا ہے [1]

بنا بریں خدا کی وحدانیت کی گواہی دینے والے رسولؐ اور ان کی آل پر درود بھیجنے والے اور ماں باپ کے لئے دعا کرنے والے کو نہ مارو نہ صرف یہ کہ اسے نہ مارو بلکہ اس کے بامعنی رونے کی وجہ سے واجب ہے کہ اس کا بھرپور طریقہ سے خیال رکھا جائے اور اس پر بے دریغ محبت ولطف نثار کی جائے

---

[1] بحار ج ۶۰ ص ۳۸۱

اس روایت پر توجہ فرمائیں

امام جعفر صادقؑ کے اصحاب سکون کہتے ہیں میں بیخ دمحن، اور غم واندوہ کی حالت میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا، سکون کیوں رنجیدہ ہو؟ عرض کی۔ میرے یہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے فرمایا اس کا بار زمین اٹھائے گی خدا اسے رزق دے گا تمہاری زندگی کے زمانہ سے اس کا زمانہ مختلف ہے اپنا رزق کھائے گی۔ راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم میرا اندوہ وغم برطرف ہوگیا اس کے بعد امامؑ نے مجھ سے دریافت فرمایا اس کا نام تم نے کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کی، فاطمہ، آپؑ نے آہ، آہ، آہ کی اور پیشانی پر ہاتھ رکھ کر آہ کرتے رہے اس کے بعد فرمایا جب تم نے اس کا نام فاطمہ رکھا ہے تو اسے ناسزا نہ کہنا اس کو طمانچہ نہ مارنا اور برا بھلا نہ کہنا [1]

رسولؐ فرماتے ہیں

مَنْ كَانَ لَهُ اُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا
وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ
الْجَنَّةَ [2]

جس شخص کے یہاں لڑکی ہے اور اسے نہ جھڑکے اسے حقیر نہ سمجھے بیٹے کو اس پر مقدم نہ کرے خداوند عالم اسے جنت میں داخل کرے گا

نیز فرمایا

مَنْ كَانَتْ لَهُ اِبْنَةٌ وَاحِدَةٌ كَانَتْ خَيْرًا
لَهُ مِنْ اَلْفِ حِجَّةٍ وَاَلْفِ غَزْوَةٍ وَاَلْفِ بَدَنَةٍ
وَاَلْفِ ضِيَافَةٍ [3]

جس شخص کے یہاں ایک بیٹی ہوتی ہے اسے ہزار حجوں کا، ہزار جہادوں ہزار قربانی اور ہزار مہمان کا ثواب ملتا ہے

---

[1] کافی ج ۶ ص ۴۸ مکارم ص ۲۲۰ وسائل ج ۲۱ ص ۴۸۲ [2] ازدواج در اسلام ص ۱۳۶ [3] ایضاً

﴿ قال رسول الله ﷺ الجنة تحت اقدام الامهات ﴾

« میزان الحکمة، ج ۱۰، ص ۷۱۲ »

۲۳

بچہ کی تربیت میں ماں کا کردار

قال رسول اللہؐ

الجنۃ تحت اقدام الامہات

(میزان الحکمۃ ج ۱۰ ص ۶۲)

بچہ کی تربیت میں ماں کا کردار

بچہ یا ماں کے وجود کا ماحصل

لفظ ام قرآن مجید اور روایات میں بہت زیادہ استعمال ہوا ہے جس کے معنی جڑ اور سرچشمہ کے ہیں اور بچہ کم از کم چھ ماہ تک اور زیادہ سے زیادہ نو ماہ تک ماں کے رحم میں رہتا ہے اور اپنے جسم و روح کی ساری طاقت ماں ہی کے وجود سے حاصل کرتا ہے اور مستقل طور پر ماں کے نظام جسم سے غذا حاصل کرتا ہے لہذا اس کے لئے ماں کے وجود کو ام سے تعبیر کیا گیا ہے دراصل ماں بچہ کے وجود کا سرچشمہ اور منبع ہے بچہ ماں ہی کے جسمی و روحی حقائق کا عکس ہے اور اسی مبارک درخت کا میوہ ہے باپ کے صلب میں نطفہ مختصر زمانہ تک رہتا ہے جب کہ ماں کے شکم میں وہ تقریباً ۲۷۰ دن تک مہمان رہتا ہے اس بنا پر بچہ مکمل طور پر یا زیادہ تر ماں کا اثر لیتا ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ماں کا حق رکھا ہے وہ دوسرے کا نہیں ہے ماں کے جسم و روح کے آثار بچہ کے وجود میں ظاہر ہوتے ہیں بچہ اپنی زندگی میں زیادہ تر عادات و اطوار شعوری طور پر یا لاشعوری طور پر ماں ہی کی طینت کے مطابق اختیار کرتا ہے

شادی سے پہلے لڑکی کو متوجہ رہنا چاہیئے یا اسے متوجہ کرنا چاہیئے کہ وہ کل کی ماں ہے اور کل ہونے والی ماں کو آج ہی سے کھانے پینے آنے جانے، رہنے سہنے، ملاقات، تربیت اور ادب و ایمان کے بارے میں غور کرنے تاکہ اس سے پاک، صحیح، سالم اور باادب بچہ پیدا ہو فرانس کے شہنشاہ ناپلیون سے نقل کیا

جاتا ہے میں نے عورت سے متعلق ایک کتاب میں دیکھا ہے اس سے پوچھا گیا کہ تمام ممالک میں آپ کے نزدیک سب سے زیادہ قیمتی کون سا ملک ہے؟ کہا جس ملک میں ماؤں کی تعداد زیادہ ہو،

عورت کے لئے ماں ہونے کی قدر و قیمت ثابت رہنی چاہیئے ورنہ اچھی نسل وجود میں نہیں آئے گی ماں کو چاہیے کہ وہ تہذیب اسلام میں بچہ کی تربیت و رشد کے لئے ماں ہونے کی حیثیت کو محفوظ رکھے ماں کو بچوں کے لئے ماں کے فرائض انجام دینے چاہیئے تاکہ بچوں میں فکر و محبت کی کمی نہ رہ جائے اگر عورت ماں کے خصوصیات کو گنوا دے مغربی تہذیب کے انداز میں آزادی اختیار کرے کہ جس سے چاہے گفتگو کرے اور مسکرائے جہاں چاہے آمد و رفت کرے اور جسمی لذت اندوزی کیلئے خود سے، شوہر سے اور بچوں سے بے پروا ہو جائے تو وہ ماں نہیں ہے بلکہ ایک درندہ ہے جو اپنے خاندان کی جان کی فکر میں ہے خطرناک بھیڑیا ہے جو خاندان کے شرف و کرامت و عفت و پاکدامنی کو برباد کر دے گا

گرانقدر، پاک، فولادی، اور عقلمند بچہ پیدا کرنے کے لئے ماں کو خود بھی پاکدامن اور اخلاق و انسان لحاظ سے صحیح ہونا چاہیے،

اَشْهَدُ اَنَّكَ كُنْتَ نُوْرًا فِي الْاَصْلَابِ
الشَّامِخَةِ وَالْاَرْحَامِ الْمُطَهَّرَةِ

یہ زیارت وارثہ کا جملہ ہے جو سید الشہداء کو مخاطب کر کے کہا جاتا ہے جس کے معنی یہ ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلند و رفیع اصلاب اور پاک و پاکیزہ ارحام میں نور تھے یہ نور بلند مقام اور پاک جگہ سے طلوع ہوا اور دنیا کو علم و عدل اور حکمت کے نور اور صحیح رہبری سے منور کیا اور شہادت کے بعد آخرت کو روشن کیا اسی زیارت میں ہم آپؑ کو سرزند خدیجہ کبریٰ اور پسر فاطمہؑ سے مخاطب کر کے کہتے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ خَدِيْجَةَ الْكُبْرٰى

جو جوان شادی کرنا چاہتے ہیں رسولؐ انھیں وصیت فرماتے ہیں کہ متقین اصیل اور دیندار گھرانہ میں شادی کرو تاکہ نسل میں خرابیاں سرایت نہ کریں۔

جس لڑکی نے خاندان شرافت و وقار کو گنوا دیا اور بے ادب، بدتمیز، بدچلن بھوہڑ، شہوت راں، بے پردا، بدحجاب، ہر نئے لڑکے کے ساتھ رہنے والی شادی کے لائق نہیں ہے اس نے خدا کے مقصد تخلیق کو پامال کر دیا ہے ماں اور عورت کی حیثیت کو گنوا دیا ہے اس میں نیک و صالح بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہے ایسی عورتوں کے بارے میں رسولؐ کا ارشاد ہے

اگر وہ آخری زمانہ میں سانپ و بچھو پیدا کریں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ بچے جنیں کیونکہ انھوں نے لذت اندوزی کے چکر میں اپنی فکر و روح اور نفس کو بیکار کر دیا ہے اب اس کارخانہ سے صحیح سالم انسان پیدا نہیں ہو سکتے۔

حضرت نوحؑ فرماتے ہیں

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ
الْكَافِرِينَ دَيَّارًا إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا
عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (نوح: ۲۶ و ۲۷)

نوح نے عرض کی پروردگارا ان کافروں میں کسی کو بھی روئے
زمین پر باقی نہ رکھ یہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتے ہیں اور کافر
و فاجر پیدا کرتے ہیں

اگر حضرت نوحؑ کی قوم میں مومن و شکر گذار پاک اور باادب مائیں ہوتیں تو آپؑ یہ نہ فرماتے کہ یہ صرف کافر و فاجر اولاد پیدا کرتی ہیں۔

اگر عورت رسولؐ کے فرمان کے مطابق خضراء دمن[1] ہو یعنی گھور کی ہریالی ہو تو اس سے صالح اولاد پیدا ہونے کی توقع نہیں کی جا سکتی عورت کو ہر محفل میں خواہ وہ اس کے خاندان سے مربوط کیوں نہ ہو شرکت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ بعض محفل معصیت

---

[1] وسائل ج ۲۰ ص ۳۵

ہوتی ہیں اور ماں کی روح پر اثر انداز ہوتی ہیں اور اکثر اس کے ماں ہونے کی ہویت کو سلب کر لیتی ہیں ماں کو حسب دل خواہ چیزیں نہیں کھانی چاہئیں کیونکہ اکثر حلال چیزوں سے غذا انہیں بن جاتی ہے اور اس سے اس کے اور بچہ کے اوپر غلط اثر پڑتا ہے

ماں کو چاہیئے کہ وہ طہارت و نجاست کے مسائل پر عمل کرے اسی طرح فرائض و واجبات اور اخلاقی مسائل پر اصرار رکھے تاکہ اس کا وجود نور کا سرچشمہ اور نور پیدا کرنے کا سبب قرار پائے

ہمارے معصوم ائمہ سے مروی ہے انھوں نے حضرت فاطمہ زہراؑ کو اپنا نمونہ بنالیا تھا اور وہ فکری، روحی، اخلاق، اور ایمانی حالات میں انھیں کا اتباع کرتے تھے فاطمہ زہراؑ ساری دنیا کی ماؤں کے لئے بلند ترین نمونہ ہیں ہماری عورتوں اور بیٹیوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی زندگی میں فاطمہ زہراؑ کو اپنا نمونہ قرار دیں کہ ماں بیٹے کے وجود کے لئے سرچشمہ اور اصل کی حیثیت رکھتی ہے

جو مائیں اخلاق اسلامی کی رعایت کرتی ہیں جن ماؤں کا وقار و ادب بلند ہے وہی مہر و محبت اور عشق و الفت کا مرکز ہیں جب تک ان کے بچے ان کے رحم میں ہیں ان خصوصیات سے مستفید ہوتے ہیں اور ولادت کے بعد ماں کو دیکھتے اس کی باتیں سن کر بڑے ہوتے ہیں

امام حسینؑ نے حرّ بن یزید ریاحی کے سر کو زانو پر رکھ کر فرمایا

اَنْتَ حُرٌّ کَمَا سَمَّتْکَ اُمُّکَ حُرًّا

تم حر ہو جیسا کہ تمہاری ماں نے تمہارا نام حر رکھا ہے

جب عمر سعد امام حسینؑ سے یہ اصرار کر رہا تھا کہ یزید کی بیعت کر لیجئے اس وقت امام حسینؑ نے اپنے اور اپنے اصحاب کے بیعت سے انکار کی نسبت پاکدامن ماؤں کی طرف دی تھی،

حُجُوْرٌ طَابَتْ وَ طَهُرَتْ

پاکی کے باغ کا میوہ

عبداللہ، حکیم، فرزانہ، دانشور اور عارف انسان تھے جو ان کے زمانہ میں ایک آدمی کے باغ کی باغبانی کرنے کے سلسلہ میں ملازمت کرلی، انار کی فصل کے زمانہ میں باغ کا مالک کچھ مہمانوں کے ساتھ باغ میں پہونچا اور چلا کر کہا مبارک انار لاؤ، مبارک انار کا ٹوکرہ لے آیا، اس کے انار کھٹے تھے باغ کے مالک نے کہا میٹھے انار لاؤ وہ دوسرا ٹوکرہ لے آیا اس کے انار بھی کھٹے تھے، مالک نے کہا مبارک! کیا میں نے تم سے میٹھے انار لانے کے لئے نہیں کہا تھا تم اس باغ میں چھ مہینے سے ہو اب تک تمہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کس درخت کے انار میٹھے ہیں؟ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم مالک نے کہا کیوں، جواب دیا کہ ہم نے باغبان کے معاملہ پر ملازمت کی تھی باغ خور کا معاملہ نہیں ہوا تھا، مجھے نہیں معلوم کہ اس باغ کے کس درخت کا میوہ میٹھا اور کس کا کھٹا ہے

بیشک پاک لقمہ، پاک رحم، پاکدامن ماں، پاک تربیت ماں کا محافظ بناتی ہے لوگوں کا مال کھانے والا نہیں باغبان بناتی ہے باغ کھانے والا نہیں۔

ماں میری بدبختی کا سبب

لکھا ہے کہ ایک جوان کو پھانسی کا حکم ہوا اس سے کہا گیا کہ اگر کوئی وصیت کرنا چاہتے ہو تو لکھ دو اس نے کہا کوئی وصیت نہیں ہے لیکن میں ان آخری لمحوں میں اپنی ماں کو دیکھنا چاہتا ہوں، ماں کو لایا گیا جب رخصت ہونے لگی تو اس نے ماں کے ہونٹ چبا لیے جس سے وہ چیخ اٹھی پولیس والے اس پر ٹوٹ پڑے اور کہا ظالم تو نے یہ کیا کیا ہے؟ اس نے کہا ظالم دستمگر یہ ماں ہے یہ سزا میری ماں نے غضب کی ہے کیونکہ میں نے بچپنے میں ہمسایہ کے یہاں سے ایک انڈا چرا لیا تھا تو چوری

کرنے کے سلسلہ میں اس نے میری ہمت بڑھائی پھر میں نے اونٹ چرا لیا اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ میں قاتل بن گیا

بیشک جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے اور قیامت کا عذاب بھی ماں ہی کے لحاظ سے ہے

حضرت فاطمہ زہراؑ کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے بھائی عقیل سے جو عرب انساب سے واقف تھے فرمایا

اُنْظُرْ اِمْرَأَةً قَدْ وَلَدَتْهَا الْفُحُولَةُ الْعَرَبُ

میرے لئے ایسی عورت کا انتخاب کرو جس کو عرب کی شجاع ترین عورت نے جنم دیا ہو،

کچھ دنوں کے بعد جناب عقیلؑ نے آپؑ سے کہا

تَزَوَّجْ فَاطِمَةَ الْكِلَابِيَّةَ لَيْسَ فِي الْعَرَبِ اَشْجَعُ مِنْ اٰبَائِهَا

فاطمہ کلابیہ سے شادی کر لیجئے اس کے آباء و اجداد سے زیادہ شجاع عرب میں کوئی نہیں ہے

آپ نے اپنی ہمسری کے لئے انھیں منتخب کر لیا اور ان سے چار شجاع، رشید مومن اور باصلابت بچے قمر بنی ہاشم اور ان کے بھائی پیدا ہوئے

حضرت امیر المومنینؑ نے مالک اشتر کی شہادت کے بعد منبر سے فرمایا ہمیں ایسی مائیں نہیں ملتی ہیں جو مالک اشتر ایسا بچہ پیدا کر سکیں۔ کوئی مالک؟ پہاڑ، چٹان، مالک میرے لئے ایسے ہی تھے جیسے میں رسولؐ کے لئے۔

کبھی نور عبادت کم رنگ ہو جاتا ہے

ایک جوان اپنی ماں کے پاس گیا اور کہنے لگا امی کبھی میری عبادت کمزور

ہوتی ہے کبھی مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ میرے باطن کی نورانیت پر تاریکی دور رہی ہے میں حرام خور نہیں ہوں میں برے لوگوں کے ساتھ رسم و راہ نہیں رکھتا ہوں عبادت میں جن امور سے سستی پیدا ہوتی ہے ان سے پرہیز کرتا ہوں اس مسئلہ میں میں نے بہت غور کیا تو اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ آپ سے معلوم کروں یقیناً یہ سستی اور تاریکی آپ سے متعلق ہوئی ہے مجھ سے حقیقت بیان کیجیے تاکہ میں اس کا علاج کروں

ماں نے کہا بیٹے جب تم میرے شکم میں تھے تو اس وقت تمہارے والد سفر میں تھے اس زمانہ میں آلو بخارے کی بہتات تھی، میں گھر سے باہر نہیں جا سکتی تھی آلو بخارا خریدنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا میں کپڑا پھیلانے کے مکان کی چھت پر گئی میں نے دیکھا کہ ہمسائے نے بے پناہ آلو بخارے خشک کرنے کے لئے پھیلا رکھے ہیں، چکھنے کے برابر میں نے اس میں سے ایک آلو بخارا کھالیا اس کے بعد شرمندہ ہوئی لیکن مالک سے رضا لینے کی ہمت نہ ہوئی جوان نے کہا امی وجہ معلوم ہوگئی اجازت دیجیے کہ ہمسایہ کے گھر جاؤں اور اس سے یہ مسئلہ حل کروں تاکہ اس کے بعد شیطان کے حملہ سے محفوظ رہ کر عبادت کروں۔

ایک نورانی شادی

نوجوانی کے زمانہ میں میں نے جامع مسجد میں ایک عالم سے سنا کہ مقدس اردبیلی کے والد جب اپنے ہمشہری کے یہاں لڑکی کی خواستگاری کے لئے گئے تو لڑکی کے والد نے کہا میری بیٹی اندھی، بہری، لنجی اور لنگڑی ہے ان شرائط کے ساتھ اگر منظور ہے تو بسم اللہ جوان نے کہا ایسی لڑکی کے ساتھ میں کیسے زندگی بسر کروں گا، لڑکی کے باپ نے کہا بیٹے اندھی سے میری مراد یہ ہے کہ اس نے نامحرم کو نہیں دیکھا ہے اور بہری سے مراد یہ ہے کہ نامحرم کی آواز سننے کے لئے

کان نہیں رکھتی ہے اور بخی سے میرا مقصد یہ ہے کہ اس نے نامحرم کو نہیں چھوا ہے اور اور لنگڑی سے مراد یہ ہے کہ اس نے حرام محفل میں قدم نہیں رکھا ہے اس لڑکی سے شادی کی اور اس شادی کا نتیجہ ایک عظیم انسان ہوا۔

شیخ شوشتری کی والدہ

شیخ جعفر شوشتری علم و عمل کے بلند مقام پر فائز تھے نصیحت کے وقت لوگوں پر ان کا عجیب اثر ہوا تھا لوگوں نے ان کی والدہ سے پوچھا کہا آپ ایسے بیٹے سے خوش ہیں ؟ کہا نہیں ، لوگوں نے کہا کیوں کہا میں نے دو سال کی مدت میں انھیں ایک بار بھی بغیر وضو کے دودھ نہیں پلایا اور گود نہیں لیا مگر میری آرزو یہ تھی کہ وہ امام جعفر صادقؑ بنے لیکن وہ جعفر شوشتری ہوا

تربیت میں ظاہر و باطن کی طہارت کا جلوہ

میں تبلیغ کے سلسلہ میں دس روز کے لئے بروجرد گیا تھا میری خواہش یہ تھی کہ وہاں کے بڑے بوڑھوں سے آیت اللہ العظمیٰ بروجردیؒ کے حالات معلوم کروں ایک نوے سالہ آدمی نے مجھے یہ بتایا کہ ان کی والدہ کی پوری کوشش یہ تھی کہ انھیں باوضو دودھ پلائیں

سردیوں کی ایک رات میں انھیں غسل کی ضرورت پیش آگئی گھر سے باہر جانے کا امکان نہیں تھا، توکل و توسل کے ساتھ ٹھنڈے پانی سے غسل کیا اور پھر بچہ کو دودھ پلایا ماں کی معنوی توجہ اور والد کی مخلصانہ زحمتوں نے دنیائے اسلام کو ایسا فرزند دیا کہ جس نے شیعہ حوزات علمیہ میں علمی ، عملی ، اور اخلاق نقطہ نظر سے ایک انقلاب پیدا کیا

اپنی بیٹیوں کو انہی اسلامی اور انسانی شرائط کے ساتھ ماں بننے کے لئے

آمادہ کرو اور بڑی مائیں ماں ہونے کی ہویت کو محفوظ رکھیں کہ ایسے بچوں کے وجود میں خدا ہی جانتا ہے کہ تمہارے لئے دنیا و آخرت میں کتنا سعید ہے

روز قیامت جن لوگوں کو شفاعت کا حق دیا گیا ہے ان میں سے مومن عالم ربانی اور شہید بھی ہے ان کے لئے تعداد معین نہیں ہے کہ اتنے ہی لوگوں کی شفاعت کر سکتے ہیں سب سے پہلے ان تینوں کی شفاعت ماں کو نصیب ہوگی،

رسولؐ نے فرمایا

ثَلَاثَةٌ يَشْفَعُونَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: اَلْاَنْبِيَاءُ
ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ (بحار ج ۸ ص ۳۴)

تین اشخاص خدا کے یہاں شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول کی جائے گی انبیاء، علماء اور شہید

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں

اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيَشْفَعُ فِي مِثْلِ رَبِيعَةَ وَمُضَرَ
وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيَشْفَعُ حَتّٰى لِخَادِمِهِ

بیشک مومن قبیلہ ربیعہ و مضر کی تعداد کے برابر شفاعت کرے گا مومن خدا سے اپنے خدمت گذار کی شفاعت کا بھی حق رکھتا ہے

لڑکیاں اور مائیں ایسی کیوں نہ بنیں کہ کل قیامت میں اپنے بیٹے عالم، شہید اور مومن کی شفاعت سے بہرہ مند ہوں یہ افسوس کی جا نہیں ہے کہ آپ چند روزہ زندگی کے لئے ماں کی حیثیت و عظمت کو گنوا دے اور اپنے بچوں کے باطن کو جو کہ آپ کے پاس خدا کی امانت ہیں خراب کرتی ہیں اور انھیں مغربی و مشرقی شیطان کے روپ میں ڈھالتی ہیں۔

﴿ یا اخت هرون ما کان ابوک امرأ سوءٍ ﴾

« سورۂ مریم/۲۸ »

بچہ کی تربیت میں باپ کا کردار

یااخت ھارون ما کان ابوک امرأ سوء
(مریم : ۲۸)

بچہ کی تربیت میں باپ کا کردار

چار حقائق ۔۔۔

سورۂ آل عمران کی ۳۳ سے ۳۷ تک اور سورہ مریم کی ۲۸ ویں آیت سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انسان کے رشد و کمال کا تعلق چار حقائق سے ہے باپ مومن ماں مومنہ، معلم مخلص، اور غذا حلال، جب یہودیوں نے مریمؑ کی گود میں حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا تو چونکہ وہ کنواری تھیں اس لئے تعجب سے کہا:

یَااُخْتَ هَارُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ
اِمْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا

اے ہارون کی بہن نہ تو تمہارے والد برے آدمی تھے
اور نہ ہی تمہاری ماں بدکار تھی

تو انھیں مسئلہ کی حقیقت کا علم نہیں تھا کہ مسیح کلمہ خدا ہے جو پاکدامن مریم پر القا ہوا تھا یہودی یہ خیال کرتے تھے کہ یہ خلاف شرع ہوا ہے مریم کے والد کو پہچانتے تھے کہ وہ مومن، آداب الٰہی سے آراستہ اور باوقار آدمی تھے، بزرگ و صاحب کرامت تھے ان کی والدہ بھی پاکدامن، عفت و عصمت والی مومنہ عورت تھیں اس لئے مریم سے ایسی توقع نہیں تھی کہ ایسے ماں باپ کی اولاد ایسا کام کریگی لوگوں کے لئے بات ثابت ہو چکی تھی کہ بچہ ماں باپ کے کردار کا آئینہ ہوتا ہے یہاں تک کہ گہوارہ سے عیسیٰؑ کے ذریعہ یہ بات روشن ہو گئی کہ ایسے والدین کی اولاد سے ایسا بچہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اولوالعزم پیغمبرؑ کی ماں بنے۔

ملاحظہ کیا آپ نے کہ مریم کی پاکدامنی کی توقع اس لئے تھی کہ ان کے والد پاکدامن تھے اسی لئے ان لوگوں نے ان سے کہا

مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ:

آپ کے والد برے آدمی نہیں تھے کہ آپ ایسے کام کی مرتکب ہوں ہیں ماں کا مسئلہ بھی اہمیت کا حامل ہے چنانچہ انہوں نے وہ بھی پیش کیا اور کہا

وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا

ہم تو آپ کی والدہ کو بھی پہچانتے ہیں باعفت،
اصیل، تربیت یافتہ، ان کی اولاد ہوتے ہوئے
آپ سے ایسی توقع نہیں تھی

میں نے گذشتہ بحث میں ماں اور اس کے فرائض کے موضوع پر روشنی ڈالی ہے لہذا یہاں مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے اور حلال و حرام، پاک و پاکیزہ رزق، کے بارے میں کچھ مسائل بیان کئے تھے لوگوں کے بچوں پر معلم کے عادات و اطوار اور اخلاق کا بھی اثر ہوتا ہے یہاں جس کی وضاحت کی زیادہ ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ بچہ پر باپ کے اخلاق اعمال اور تربیت کا اثر ہوتا ہے

باپ کو چاہیئے کہ بچہ کی دینی تربیت اخلاق اور تعلیم پر نظر رکھے دوسرے اسے اپنی زوجہ سے ایسا سلوک رکھنا چاہیئے کہ جس سے بچہ کے ذہن پر برا اثر نہ پڑے دوسری چیزوں میں محتاط رہے اپنے اہل و عیال کو حرام لقمہ نہ کھلائے،

اہلبیتؑ کی روایات میں آیا ہے کہ بغیر حساب کے جہنم میں داخل ہونے والوں میں سے وہ باپ بھی ہیں جو اپنے بچوں کی دینی و اخلاقی تربیت پر توجہ نہیں دیتے ہیں خداوند عالم نے تمام انسانوں کو اپنی خلافت تک پہونچنے، ہدایت، علم و بصیرت اور آخرت میں جنت میں داخل ہونے کے لئے پیدا کیا ہے لیکن لوگ خود عذاب میں داخل ہونے کے لئے زمین ہموار کرتے ہیں

امیر المومنینؑ کا گریہ

حضرت علیؑ جب جنگ جمل میں فتحیاب ہو چکے اور جنگ کے شعلے خاموش ہو گئے تو امیر المومنینؑ دشمن کے مقتولوں کے درمیان آئے اور انھیں دیکھ کر زار و قطار رونے لگے فوجی فتحیابی پر تاریخ بشریت میں کوئی روتا نہیں دیکھا گیا آپ کے رونے کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا، نماز پڑھتے، روزہ رکھتے اور عبادت کرتے تھے انھیں تو جنت میں جانا چاہیئے تھا میرا دل اس بات پر دکھ رہا ہے کہ یہ حق کے خلاف معصوم امام سے جنگ کے لئے اٹھے خواہشات نفس کی پیروی کی اور خود کو دائمی عذاب میں مبتلا کر لیا

اہل عذاب

عذاب میں مبتلا ہونے والے خدا سے پانچ بار نجات کا تقاضا کرتے ہیں لیکن پانچوں بار ان کا سوال رد کر دیا جاتا ہے اور پانچویں بار ان کے منھ کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جاتا ہے ان پانچ موقعوں میں سے ایک یہ آیہ شریفہ ہے

وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ
صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ
مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ
النَّذِيرُ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ (فاطر/۳۷)

وہ عذاب میں فریاد کرتے ہیں اے اللہ ہم کو نجات عطا کر دے تاکہ ہم گذشتہ اعمال کے علاوہ شائستہ و صالح عمل انجام دے سکیں انھیں جواب دیا جاتا ہے کہ کیا ہم نے تمہیں عمر نہیں دی تھی جس زمانہ میں تم دنیا میں تھے کیا اس وقت ہم

نے تمہارے پاس ڈرانے والے نہیں بھیجے تھے ہم نے
تمہاری ہدایت کے لئے انبیاء مبعوث کئے اس کے بعد
ہم نے تمہیں یہ عذاب جو کہ تمہارا حق ہے دیا، اس کا مزہ
چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے

باپ کو بچہ کی تربیت اور اس کے رشد و کمال پر توجہ رکھنی چاہیے' ان کی طرف سے بے پروا نہیں ہونا چاہیے' ان کے لئے گھر کو پاک رکھنا چاہیے' ان کے لئے حلال کھانا فراہم کرنا چاہیے' اپنی بیوی کا حق ادا کرنا چاہیے' تاکہ آپ کا عمل نیک' اخلاق اور کسب حلال کا طریقہ آپ کی اولاد میں منتقل ہو جائے اور آپ کے مانندہ بھی اپنے بچوں کے لئے اچھے باپ ثابت ہوں۔ بچوں والو! تمہارے سارے اعمال و افعال کو خدا اور رسولؐ اور ائمہ معصومینؑ دیکھ رہے ہیں

فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (توبہ/۱۰۵)

سوچ سمجھ کر زندگی گذارو! قول و عمل اور کردار کے سلسلہ میں محتاط رہو کہ تمہارے افعال کا گھر والوں پر اثر پڑتا ہے خدا نے باپ کو جو عظیم ذمہ داری دی ہے اسے مدنظر رکھنا چاہیئے، ائمہ معصومینؑ نے باپ سے تاکید کے ساتھ فرمایا ہے باپ گھر میں ایسا ہے جیسے ملک میں بادشاہ کہ پورے معاشرے کا ذمہ دار ہے اور باپ اپنے اہل و عیال کا ذمہ دار اور جواب دہ ہے قیامت میں باپ سے بارگاہ خدا میں باز پرس ہوگی۔

اپنے بچوں کو پاک نیت سے آراستہ کرو، انھیں کار خیر کی رغبت دلاؤ، ان کے دل میں علم و دانش اور عالم و دانشور کا عشق پیدا کرو، انھیں اپنے ساتھ ایسی مجلسوں میں لے جایا کرو جن میں ذکر خدا ہوتا ہے ان کے بالغ ہونے سے پہلے انھیں واجب مسائل سکھاؤ ان کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرو خوش اخلاق سے پیش آؤ۔

رسولؐ اور امیر المومنینؑ سب کے لئے نمونہ عمل ہیں، ان دونوں بزرگوں کی زندگی کا مطالعہ کریں پھر انھیں کے مطابق زندگی گذاریں۔

جانے دو کہ تمہارے بچے غلط نمونوں کو چھوڑ کر پرہیزگاروں، عارفوں اور عابدوں اور مومنین کے مولا کو اپنا نمونہ بنائیں کوشش کرو کہ اہل وعیال کے اندر نبوت وولایت کا رنگ اختیار کریں تاکہ آپ کو دنیا وآخرت کی نیکی نصیب ہو جائے

شہید شیخ فضل اللہ نوری کی زندگی کا ایک عجیب نکتہ یہ مرد مجاہد مرجع تقلید قوم کے خیر خواہ پاکدامن ماں اور بزرگ باپ کے صلب سے پیدا ہوئے تھے ان کے والدین نے ان کی تربیت کے سلسلہ میں بہت زحمت اٹھائی تھی باپ نے بیٹے کے رشد وکمال کے لئے اپنی زندگی وقف کردی تھی جب انھوں نے اپنے بیٹے کو علم وعمل کی طرف راغب پایا تو انھیں نجف بھیج دیا وہاں بڑے بڑے اساتذہ، حضرت شیخ انصاری، میرزائے شیرازی الحاج مرزا حسین نوری سے استفادہ کیا، علم وفضیلت عمل واخلاق اور تقوے کے زاد راہ کے ساتھ تہران واپس آئے بڑے علماء کے زمرہ میں شامل ہوئے اور مشروطہ مشروعہ کے سایہ میں ظالم وجابر ٹولہ کے خرمن میں آگ لگائی انقلاب کامیاب ہوگیا لیکن خود باختہ حکومت۔ لارگ دپے میں نفوذ کر گئے اور انقلاب مشروطہ کو برطانیہ کے رنگ میں رنگ دیا۔ علماء میں وہ سب سے زیادہ دور اندیش تھے۔ انہوں نے نعرہ بلند کیا ہجرت کی، پوسٹر شائع کیا لیکن کسی جگہ نہیں پہونچ سکے گرفتار ہوگئے آخر کار پھانسی کا حکم ہوگیا ان کو اس لئے پھانسی دی گئی تھی کہ وہ مشروطہ و مشروعہ اور مجلس شورائے اسلامی کو قرآن، روایات، نہج البلاغہ اور فقہ شیعہ کی بنیاد پر استوار دیکھنا چاہتے تھے ان کی نیت خالص تھی وہ وہی چاہتے تھے جو خدا چاہتا ہے، سوز دل رکھتے تھے، بصیرت رکھتے تھے یہ چیزیں انہوں نے اپنے والد اور معلموں سے سیکھی تھیں اور ثابت قدمی اپنی والدہ سے سیکھی

تھی۔ اور تمام چیزوں کو لقمہ حلال سے مخلوط کیا تھا

۱۳ رجب بروز ولادت امیر المومنینؑ اپنے شرعی مطالبہ کی وجہ سے شہید کئے گئے۔ شہید کرنے والے یہ سمجھتے تھے کہ انھیں پھانسی دے کر ان کی نیت کا بھی گلا گھونٹ دیں گے لیکن وہ اس آیہ شریفہ سے غافل تھے۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ
وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

وہ اپنے منھ سے نور خدا کو بجھا دینا چاہتے ہیں اور
خدا اپنے نور کو کامل کرکے رہے گا اگرچہ یہ بات
کافروں کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو

ان کی شہادت کے تقریباً اسّی سال بعد اسی جگہ کہ جہاں انھیں پھانسی دی گئی تھی میدان توپخانہ کے نزدیک ملت ایران کے شہیدوں کے انقلاب کے نتیجہ میں امام خمینیؒ کے پیام سے مجلس شورائے اسلامی کا افتتاح ہوا اور شہید اعظم فضل اللہ نوری کی نیت کو معراج مل گئی اس روز مجھے اس مجلس میں مدعو کیا گیا تھا یہ بات میرے لئے حیرت انگیز نہیں تھی کیونکہ خداوند عالم مومن کا مددگار اور ان کے پاک ارادوں کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ انھیں شہید کر دیا گیا تھا۔ خوش نصیب تو ان کے والد ہیں کہ روز قیامت خدا، انبیاء اور ائمہ کے سامنے اس فرزند کی وجہ سے سرخرو ہوں گے

جوانو! بیدار رہو

پیارے جوانو! فرزندان اسلام، رسولؐ کا دامن تھامنے والو، میں آپ سے ایک بات کہتا ہوں اور یہ کہ شادی سے پہلے آپ اپنے اندر ایک باپ کے شرائط پیدا کریں شادی میں ابھی وقت ہے آپ انھیں سے اپنے اخلاق و عمل

سے اپنے خاندان والوں کے کردار کو سنوارنے کی کوشش کریں، آمدورفت خاص طور سے کھانے خوراک کی اصلاح کریں کیونکہ تمہارے نطفہ میں جزن نام کا ایک مادہ ہوتا ہے اور وہ تمہارے تمام خصوصیات کو تمہاری نسلوں میں منتقل کرتا ہے یہ چیز صرف مغربی سائنسدانوں کی کوشش کا نتیجہ نہیں ہے کہ جس سے آپ حضرات میں سے بعض اسے اہمیت نہ دیں اور یہ کہہ دیں کہ ممکن ہے کل یہ نظریہ باطل ہو جائے بلکہ یہ طبیعی اور ذاتی مسئلہ ہے کہ جس کی طرف اسلام نے ابتدا سے ہی توجہ دی ہے اس سلسلہ میں ایک روایت ملاحظہ فرمائیں

ایک جوان سراسیمگی کے عالم میں رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں اور میری شریک حیات دونوں ہی گورے ہیں اور میں اپنی بیوی کی طرف سے مطمئن ہوں لیکن ہمارے یہاں کالا بچہ پیدا ہوا ہے یہ بات میرے لئے سخت تعجب خیز ہوئی ہے

رسولؐ نے فرمایا

اِنَّ الْعِرْقَ دَسَّاسٌ

عرق کے معنی جزن کے ہیں اور دساس کے معنی منتقل کرنے والے کے ہیں اس جملہ سے آپؐ نے جوان کو بدگمان اور پریشان سے نجات دلائی بیشک آباء کے خصوصیات رسولؐ کے بقول اور آج کی علمی تحقیق کی رو سے بچوں میں منتقل ہوتے ہیں۔

بنابریں شادی سے پہلے اپنے اندر ایسے خصوصیات پیدا کرنے کی کوشش کریں جو کہ ایک باپ سے اسلام چاہتا ہے ایسا نہ ہو کہ آپ حقائق سے آنکھیں موند کر اور صرف مادی زندگی دلذت کے لئے شادی کریں اور آپ کے بچے خود آپ کے اور معاشرہ کے لئے اچھے ثابت نہ ہوں۔

رسولؐ اور ائمہ معصومینؑ کو اس بات پر فخر تھا کہ وہ بت شکن ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں کہ ان کے وجود کے آثار ان کی ذریت پاک میں منتقل ہوئے ہم زیارت

وارثہ میں جو کہ صحیح اور محکم زیارت ہے امام حسینؑ کو آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ، محمدؐ اور امیرالمومنینؑ کا وارث پڑھتے ہیں امام حسینؑ کو ان بزرگوں سے مال و دولت کی میراث نہیں ملی تھی بلکہ معنوی علوم الٰہی، اخلاق حسنہ، کرامت و فضیلت اور شرافت کی میراث ملی تھی ہم کو بھی اس معنوی سرمایہ سے بہرہ مند ہونا چاہیئے تاکہ ہمارے بچے بھی اس سے بہرہ مند ہوں

گمراہ باپ اور بچوں کا فریضہ

ممکن ہے کہ کسی خاندان میں باپ نے بچوں کی دینی تربیت سے منھ موڑ لیا ہو اور خدا کے احکام پر عمل نہ کرتا ہو اور حقائق سے بالکل بے پروا ہو اور اس میں خدا ان حقائق کو قبول کرنے کی ہمت نہ ہو اور بچے ہوشیار ہو گئے ہوں تو پہلے مرحلہ میں ان کا فریضہ ہے کہ نرم لہجہ میں خوش اخلاق کے ساتھ باپ کو ان حقائق کو قبول کرنے کی دعوت دیں اور اسے دنیا و آخرت کی رسوائی سے نجات دلائیں اگر وہ قبول نہ کرے تو اس کے ساتھ رہتے ہوئے خود کو محفوظ رکھیں اور اس کی آلودگیوں سے خود کو آلودہ نہ کریں

اس سلسلہ میں آپ رسولؐ کی رکاب میں مومن، مجاہد، جوان، مصعب بن عمیر کو اپنا نمونہ بنائیں، مصعب کے والدین مشرک تھے مصعب سے انھیں شدید محبت تھی اور مصعب عقل و فطرت کی وجہ سے رسولؐ پر ایمان لے آئے تھے رسولؐ کی مدینہ کی طرف ہجرت سے قبل وہ رسولؐ کے حکم اور مدینہ والوں کی درخواست پر تبلیغ کیلئے مدینہ گئے، اور بہت سے لوگوں کے دیندار ہونے کے لئے زمین ہموار کی رسولؐ کی ہجرت اور اسلام کی وسعت کے لئے مدینہ کی سرزمین انھیں کی کوشش سے ہموار ہوئی، رسولؐ مدینہ آئے ایک دن مصعب کو گوسفند کی ایسی کھال میں ملبوس دیکھا جس کی دباغت نہیں کی گئی تھی آپؐ نے صحابہ کو مخاطب کر کے مصعب کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

اُنْظُرُوا اِلٰی رَجُلٍ قَدْ نَوَّرَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ وَلَقَدْ
رَاَیْتُہٗ وَھُوَ بَیْنَ اَبَوَیْہِ یُغَذِّیَانِہٖ بِاللُّبِّ
اَلْاَلْمَعِیِّ وَالْیَلَنْبَاسِ فَدَعَاہُ حُبُّ
اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اِلٰی مَا تَرَوْنَ

اس شخص کو دیکھو کہ جس کے دل کو خدا نے منور کر دیا ہے
میں نے اسے مکہ میں اس کے والدین کے پاس دیکھا ہے
کہ وہ اس کے لئے بہترین کھانا اور نرم لباس فراہم کرتے تھے
لیکن خدا اور رسولؐ کے عشق نے اسے اس طرح زندگی گذارنے
پر مجبور کر دیا جو تم دیکھ رہے ہو

جن جوانوں کے باپ معنویت سے دور زندگی گذارتے ہیں اور ہم کو بھی معنویت سے دور رکھنا چاہتے ہیں یا یہ چاہتے ہیں کہ مادی علوم میں بلند درجہ پر نائز ہو جائیں حصول زر کی جنگ میں کامیاب ہو جائیں۔ آپ ان سے اچھا اور نیک برتاؤ کریں ان سے لڑائی جھگڑا نہ کریں کہ ان سے لڑائی جھگڑے سے خدا اور رسولؐ خوشنود نہیں ہوتے ہیں لیکن ان کی باطل دعوت سے خدا اور رسولؐ ائمہ معصومینؑ اور قیامت کے عقیدہ سے دست بردار نہ ہونا اس سلسلہ میں آپ سمن، عابد، مجاہد محمد بن ابی بحر ایسے جوان کو اپنا نمونہ قرار دے سکتے ہیں اور انھیں کے مانند کہ عشق علیؑ قرآن دست رسول پر تا حیات عمل کرتے رہے اور دین الٰہی کے استقرار کے سلسلہ میں راہ خدا میں جان دے دی آپ بھی خدا، انبیاء اور ائمہ معصومین کے عشق میں زندگی گذاریں اور اپنے اعمال و اخلاق کو خدا کے مسائل کے مطابق ڈھالیں۔

فضیلت والے باپ

حوزۂ علمیہ قم کے بانی آیت اللہ العظمیٰ حاج شیخ عبدالکریم حائری کا خاندان مہرجرد

کے علاقہ میں رہتا تھا جب میں تبلیغ کے سلسلہ میں دو تین دن کے لئے وہاں گیا تو مجھے بتایا گیا

شیخ عبدالکریم کے والد کے یہاں پندرہ سال تک کوئی بچہ نہیں ہوا تھا اس کا انھیں بہت افسوس تھا ان کا پیشہ مقابل تھا اس میں بھی اتنی ترقی نہیں تھی جس سے وہ غم بھول جاتے ان کی زوجہ نے ان سے کہا ممکن ہے میرے اندر کوئی عیب ہو اس لئے بچہ نہیں ہو رہا ہے مجھ سے آپ کا غم و اندوہ نہیں دیکھا جاتا اور روز قیامت آپ کی حسرت و یاس کا جواب دے سکتی ہوں بتا بریں آپ بچہ پیدا ہونے کے لئے دوسری شادی کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ میں خود آپ کے لئے مناسب شریک حیات تلاش کرتی ہوں مختصر مدت کے بعد کچھ فاصلہ پر انھیں ایک جوان بیوہ مل گئی اپنے شوہر کو اس سے نکاح کرنے کا مشورہ دیا

نکاح ہو گیا شب زفاف پرانی رسم کے مطابق دولہا کے ہاتھ میں دلہن کا ہاتھ دے دیا لیکن پہلے شوہر سے تین سالہ بچی ماں سے جدا نہیں ہو رہی تھی اس کو جدا کرنے کے لئے اس کی خالہ نے گود میں اٹھا لیا جس سے وہ یتیم بچی رونے لگی اس نیک مرد کو ایک جھٹکا لگا اور نئی دلہن سے کہا میں یتیم بچہ کا رونا نہیں سن سکتا اس کے علاوہ تمہارا میرے ساتھ رہنے اور بچہ پیدا ہونے سے اس بچی کو صدمہ پہونچے گا لہٰذا میں اس نکاح سے منصرف ہوتا ہوں مہر دے کر رات ہی میں اپنے گھر لوٹ آئے اسی شب میں اپنی پہلی بیوی سے ہمبستری کی اور اس رحمدل کی وجہ سے شیخ عبدالکریم حائری کا نطفہ مستقر ہوا، اور ایسا بچہ پیدا ہوا کہ جس نے حوزۂ علمیہ قم کی بنیاد رکھی اور تقریباً ہزار معلموں کے استاد قرار پائے۔ اور اپنے بعد بہت سے مراجع کی تربیت کی ایران کے اسلامی انقلاب کے قائد امام خمینیؒ بھی انھیں کے تربیت کردہ ہیں کہ جنھوں نے مشرق و مغرب کو لرزہ براندام کر دیا اور اسلام کو برباد ہونے سے بچا لیا ہے اور پورے عالم پر اسلام کا پرچم لہرانا چاہتے ہیں امام خمینیؒ شیخ کی اور

شیخ ایک قصاب کی محنتوں کا ماحصل ہیں یہ بافضیلت باپ روز قیامت اپنے فرزند اور فرزند کے شاگرد اور ایران کے اسلامی انقلاب سے کتنا فائدہ حاصل کریں گے اسے خدا ہی جانتا ہے اور بس۔

نالکار باپ صالح بیٹا

حجاج بن یوسف ثقفی بہت خائن، ظالم، قاتل، اور بڑا نالکار تھا اس کی نسل بھی لائق نہیں تھی لیکن سید مرتضیٰ علم الہدا کی مرجعیت کے زمانہ میں اس کی نسل میں ایک بافضیلت شائستہ شاعر، بڑا حکیم، محب اہلبیتؑ ائمہ خصوصاً حضرت امیرالمومنینؑ اور سید الشہداؑ، کا مداح ابوعبداللہ کاتب پیدا ہوا،

اس کے اندر اس کے اسلاف کے صفات نہیں تھے اس نے عقل و فطرت کے نور سے استفادہ کیا، حق قبول کیا، حق کے رنگ میں ڈھل گیا، اہلبیتؑ نے اسے بہت نوازا مرزا عبداللہ افندی لکھتے ہیں کہ کسی بات پر سید مرتضیٰؒ اس سے سخت کلامی سے پیش آئے تو رات کو انھوں نے خواب میں رسولؐ اور ائمہ معصومینؑ کو دیکھا سید نے انھیں سلام کیا تو رسولؐ نے ان سے مایوس کن انداز میں ملاقات کی۔ عرض کی میری کیا تقصیر ہے؟ فرمایا تم نے ہمارے شیعہ و شاعر سے نامناسب طریقہ سے ملاقات کی ہے اس سے معذرت کرو سید مرتضیٰ سورج طلوع ہوتے ہی پاپیادہ عبداللہ کاتب کے گھر گئے اور اس سے معذرت کی

جوانو! خدا نے تمہیں اتنی طاقت دی ہے کہ تم اپنے استقلال کی حفاظت کرو اور نا ہنجار لوگوں کی روش قبول نہ کرو خواہ وہ تمہارے باپ ہی کیوں نہ ہوں اور صراط مستقیم پر قائم رہو یا اس پر گامزن ہو کر ثابت قدم رہو۔

حرام خوری

میرے بچپنے کے زمانہ میں محلہ میں ایک بڑا متقی و منظم بوڑھا رہتا تھا تہران کے بازار سے تعلق تھا دینداری، ادب و سلامت کی وجہ سے اس کی خرید و فروخت پر لوگ بہت اعتماد کرتے تھے تین وقت وہ نماز جماعت میں آتا تھا وہ عجیب طریقہ سے بچوں کو مسجد میں بلاتا تھا میں بھی انھیں بچوں میں سے تھا کہ جو اس کے عشق میں صبح کی نماز تک کے لیے مسجد میں جایا کرتے تھے وہ اپنی اسّی سال عمر میں عجیب داستان ہمارے سامنے بیان کرتا تھا واقعاً داستان بیدار کرنے والی اور سبق آموز ہے وہ کہتا ہے کہ ایک مومن جوان ناصر خسرو کے علاقہ میں اپنے والدین کے ساتھ رہتا تھا اس کا باپ شرعی مسائل کی پابندی نہیں کرتا تھا اور لڑکا اہل علم اور مذہبی پروگراموں سے دلچسپی رکھتا تھا اس لیے اسے باپ کی حالت پر افسوس ہوتا تھا اس کی مخلصانہ نصیحت کا باپ کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا لہذا وہ ناراض ہو کر شہر رے میں حضرت عبدالعظیم کے مرقد پر چلا گیا اور ایک سال تک وہیں پھیری کر کے چیز بیچتا رہا اور بازار کے لوگوں کے سامنے شرعی مسائل بھی بیان کرتا تھا۔ عاشورہ کی سحر میں وہ اپنے ماں باپ سے ملنے کے لیے تہران آیا لیکن ماں باپ عزاداری کے لیے امام بارگاہ میں گئے ہوئے تھے وہ بھی وہیں چلا گیا اتفاق سے مراسم میں شمر کا کردار کرنے والا بیمار ہو گیا تھا لہذا معرکہ کا پروگرام نہ ہو سکا پروگرام کے منتظم نے اپنی سابقہ آشنائی کی بنا پر اس جوان سے شمر کا کردار ادا کرنے کو کہا اس نے قبول کر لیا لباس پہن کر میدان میں آیا۔ مہارت کے ساتھ کردار ادا کیا مجمع کے درمیان میں باپ نے اسے پہچان لیا اسے شمر کے لباس میں دیکھ کر بہت افسوس کیا پروگرام کے اختتام کے بعد سب گھر لوٹ گئے باپ نے بیٹے سے پوچھا کھانا کھایا؟ اس نے کہا نہیں۔ باپ نے کہا پچھلے کمرہ میں

باکرامت باپ

فلسفہ میں عظیم انقلاب برپا کرنے والے، عارف وارستہ، بے نظیر فلسفی صدرالمتالہین شیرازی نے اس سلسلہ میں بڑی علمی کتابیں لکھی ہیں، شیراز کے ایک شہد و مالدار کے بیٹے تھے اس کا باپ نوادرات فروشی کا کام کرتا تھا اور اسی نوادرات کی خرید و فروخت کی وجہ سے حکومت کے لوگوں میں اس کی ایک حیثیت تھی اس کی دلی تمنا تھی کہ اس کا لڑکا بھی نوادرات کے کاروبار میں اسی کے پایہ کا تاجر بن جائے وہ کچھ مدت تک اپنے والد کے ساتھ رہا ایک عرصہ تک اس کا باپ بوشہر میں مقیم رہا کچھ زمانہ تک بصرہ میں رہا اور پھر شیراز لوٹ آیا۔ اس نے احترام کے ساتھ اپنے والد سے کہا میں اس کاروبار کو چھوڑ کر حوزہ علمیہ شیراز میں جانا چاہتا ہوں۔ باپ نے بیٹے سے کہا جس چیز میں تم مصلحت سمجھتے ہو میں اس کے لئے حاضر ہوں تجارت خانہ اور ماں کو چھوڑ کر وہ مدرسہ میں آگیا، گھر اور مادی لذت سے چشم پوشی کرلی، مختصر مدت میں وہ مال اور باپ کی محبت چھوڑنے کے سبب جوان کے زمانہ میں دانشمند ہوگیا حوزہ علمیہ شیراز میں کوئی اسے پڑھانے والا نہ رہا۔ اس لئے اس نے والد سے اصفہان جانے کی اجازت لی۔ اور اصفہان چلے گئے اور شیخ بہائی اور میر داماد، میر فندرسک کے درس میں شرکت کرنے لگے۔ اور کچھ زمانہ کے بعد صدرالمتالہین ہوگئے"۔

بیشک باپ کے اخلاق و نرم مزاجی اور ان کے فہم و بصیرت نے انھیں نوادرات فروشی کی شاگردی سے اٹھا کر فلاسفہ، حکما، استادی کے درجہ پر فائز کردیا۔

واقعاً ایک باکرامت باپ ایک بابصیرت والد ایک دل سوز و آگاہ باپ دنیائے بشریت کو کتنا شیریں ثمر اور علم و دانش دیدیتا ہے۔

شیرۂ انگور اور دہی رکھا ہے لے کے کھالو جب اس نے شیرۂ انگور دیکھا تو اس میں چوہا مرا پڑا تھا صرف دہی اٹھالیا اور کھانے لگا والد نے پوچھا شیرۂ انگور کیوں نہیں لائے۔ کہا اس میں چوہا مرا پڑا ہے نجس ہو گیا اور نجس کھانا حرام ہے باپ نے سخت لہجہ میں کہا اب تک تمہاری تقوے کی جھک اتری نہیں ہے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد کہا بیٹے تم ایک سال کے بعد واپس آئے تو شکر کیوں ہو گئے۔ علی اکبرؑ کا کردار کیوں نہیں ادا کیا۔ بیٹے نے سادگی سے کہا جس شیرہ میں چوہا مر گیا ہو اس کے کھانے والے سے یہ توقع نہیں رکھنا چاہیئے کہ وہ علی اکبرؑ بن جائے گا۔ حرام غذا کا نتیجہ شکر ہے

جوانو! جامع الشرائط باپ بننے کی کوشش کرو تاکہ تمہارے بچے شائستہ و صالح پیدا ہوں، اگر باپ کے اندر کوئی عیب ہے کہ جس سے تمہاری اولاد کی باطن خراب ہو سکتا ہے تو اس عیب کو برطرف کرو کہ قیامت تمام انسانوں کے لئے عیب دار ہو گا۔

﴿قال علیؑ: حق الولد علی الوالد ان یحسن اسمه،
و یحسن ادبه، و یعلّمه القرآن.﴾

«نهج‌البلاغه حکمت / ۳۹۹»

۲۵

ماں باپ پر
بچے کے حقوق

قال علیؑ
حق الولد علی الوالد ان یحسن اسمہ
ویحسن ادبہ، ویعلمہ القرآن
(نہج البلاغہ حکمت ۳۹۹)

ماں باپ پر بچے کے حقوق

خیر کی طرف

ابتدائے کلام میں حضرت امیر المومنینؑ کے اس حکیمانہ جملہ کی طرف اشارہ کر دینا ضروری ہے جو انسانوں کی راہنمائی کے لیے فرمایا تھا۔ کسی شخص نے دریافت کیا کہ خیر کیا ہے؟ فرمایا:

لَیْسَ الْخَیْرُ اَنْ یَکْثُرَ مَالُکَ وَوَلَدُکَ
وَلٰکِنَّ الْخَیْرَ اَنْ یَکْثُرَ عِلْمُکَ وَاَنْ یَعْظُمَ
حِلْمُکَ وَاَنْ تُبَاهِیَ النَّاسَ بِعِبَادَةِ
رَبِّکَ فَاِنْ اَحْسَنْتَ حَمِدْتَ اللّٰهَ
وَاِنْ اَسَاْتَ اِسْتَغْفَرْتَ اللّٰهَ
وَلَا خَیْرَ فِی الدُّنْیَا اِلَّا لِرَجُلَیْنِ، رَجُلٍ
اَذْنَبَ ذُنُوْبًا فَهُوَ یَتَدَارَکُهَا بِالتَّوْبَةِ
وَرَجُلٍ یُسَارِعُ فِی الْخَیْرَاتِ وَلَا یَقِلُّ عَمَلٌ
مَعَ التَّقْوٰی وَکَیْفَ یَقِلُّ مَا یُتَقَبَّلُ۔

یہ خیر نہیں ہے کہ انسان کے مال و اولاد میں اضافہ ہو جائے بلکہ خیر یہ ہے کہ تمہارے علم و حلم میں اضافہ ہو جائے اور

(نہج البلاغہ شرح ابن ابی الحدید ج ۱۸ ص ۲۵۰)

یہ کہ تم اپنے پروردگار کی عبادت پر صبابات کرو اگر تمہارا اخلاق دکردار صحیح ہو تو اس پر خدا کی حمد کرو اور اگر برا اخلاق ہو تو خدا سے مغفرت طلب کرو اس دنیا میں صرف دو اشخاص کے لئے خیر ہے۔ ا۔ جس نے گناہ کا ارتکاب کیا اور توبہ کے ذریعہ اس کا تدارک کیا۔

۲۔ جس نے تم میں سے خوبیوں کی طرف سبقت کی جو کام تقوے کے ساتھ انجام پذیر ہوتا ہے وہ کم نہیں ہے اور اس کام کو کیسے کم شمار کیا جا سکتا ہے جو کہ قبول ہے۔

اس عربی کلام میں تین چیزوں کی طرف اشارہ ہوا ہے علم، بردباری، دونوں کو اختیار کرنے میں خدا کی عبادت ہے آخر میں اس بات پر توجہ دی گئی ہے کہ علم و حلم کو گناہوں سے پرہیز کے ساتھ اختیار کیا جائے تاکہ خدا ان کے مطابق کئے جانے والے عمل کو قبول کرے

جس عالم کے پاس تقویٰ نہیں ہے جس حلم کے ساتھ گناہ سے پرہیز نہیں ہے جس عبادت میں تقویٰ نہیں ہے اس میں سراسر نقصان ہے اور وہ چھلنی میں پانی کے مانند ہے جو لوگ اس دنیا میں کسی منزل پر پہونچے ہیں وہ علم و بصیرت عبادت و توبہ اور تقوے و پرہیزگاری کے سہارے پہونچے ہیں۔

بے خبر، بے عقل، کم ظرف، کم حوصلہ، ہوا و ہوس کے غلام، معصیت میں پھنسے ہوئے، نیکیوں سے بھاگنے والے، باطل پرست ہیں اور سرچشمہ خسارہ سے وجود میں آئے ہیں، اس ملکوتی دنورانی جملہ سے بچوں کے والدین پر حقوق کے سلسلہ میں یہ بات سمجھ میں آتی ہے، پہلے مرحلہ میں ماں باپ کو چاہیئے کہ وہ اولاد کے بارے میں اسلام کے نظریہ کا علم حاصل کریں اور یہ دیکھیں کہ اولاد کے سلسلہ میں ان کے کیا فرائض اور ذمہ داریاں ہیں اور دوسرے مرحلہ میں بردباری اور حوصلہ کے

ساتھ انھیں انجام دیں اور ان احکام پر عمل کریں جو کہ بڑی عبادت ہے اور اپنے باطن میں اس باطن پر مباہات کرے، خوش رہے اور اپنے بچوں پر توجہ کی اس توفیق اور ان کے حقوق کی رعایت پر خدا کا شکر ادا کرے اور اس سلسلہ میں اگر ان سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو خدا سے مغفرت طلب کریں اور مکمل طور پر تقوے کا دامن تھامے رکھیں کہ اس سے ان کی محنت اکارت نہیں ہوگی،

اولاد کے جو حقوق انسان پر ہیں ان کی ادائیگی کے لیے زحمت اٹھانا بیشک بڑی عبادت ہے یہی خیر کثیر ہے اس کا ثمرہ انسان کو دنیا و آخرت میں نصیب ہوتا ہے۔

والدین پر اولاد کے حقوق

رسولؐ فرماتے ہیں:

حَقُّ الْوَلَدِ عَلٰی وَالِدِہٖ اَنْ یُّعَلِّمَہُ الْکِتَابَۃَ
وَالسِّبَاحَۃَ وَالرِّمَایَۃَ وَاَنْ لَّا یَرْزُقَہٗ
اِلَّا طَیِّبًا (میزان الحکمت۔ ج ۱۰ ص ۴۲۰)

باپ پر بیٹے کا یہ حق ہے کہ وہ اسے لکھنا، تیرنا، اور
تیر اندازی سکھائے اور اسے پاک و حلال رزق کھلائے

البتہ ان امور میں سے بعض میں براہ راست مداخلت کرنا ضروری نہیں ہے جب باپ بیٹے کو مدرسہ بھیج دیتا ہے اور جن مراکز میں تیراکی اور تیر اندازی سکھائی جاتی ہے ان میں داخلہ کرا دیتا ہے اس کے حقوق کی ادائیگی ہوگی، لیکن پاک اور حلال غذا کے سلسلہ میں اس کا فریضہ بہت سخت ہے اس فریضہ کے بارے میں ہر ممکن طریقہ سے غور کرنا چاہیئے تاکہ دنیا و آخرت میں کوئی مشکل پیش نہ آئے کتنا اچھا ہوتا کہ تمام مدرسوں میں ورزشی مرکز اور مسجد بھی ہوتی کہ ملت کے

نونہال تیراکی اور تیراندازی سیکھنے کے لئے ورزشی مرکز میں اور شرعی دعبادت سیکھنے کے لئے مسجد میں جاتے اس سے ان کی فکری و بدنی رشد و تربیت کے ساتھ روحی تربیت بھی ہوتی رہتی۔

کتابت یا تعلیم، تیراکی، تیراندازی اور حلال خوری یہ چاروں قوم کے نونہالوں کے لئے طاقت کا منبع ہیں ان سے لیس ہونے کے بعد وہ بہت سے خطرات سے بچ جائیں گے ان امور پر توجہ رکھنے سے جوانوں اور بچوں کا وقت کار آمد ہو جائے گا اور ان کی باطنی قوت میں تعادل پیدا ہوگا خصوصاً ان کی شہوت کے تعادل کے لئے بہت ضروری ہے

شیخ بہائی نے اپنی کتاب "مخلاۃ" میں مال حلال سے متعلق جن سے نقل کیا ہے البتہ میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ ان کی مراد کون سا حسن ہے، گردہ نان میرے ہاتھ آتا ہے تو میں اسے خشک کرتا ہوں پھر اسے کوٹتا ہوں، اور اسے نرم گرد کی مانند بنا لیتا ہوں اس کو پھر کسی محفوظ جگہ رکھ دیتا ہوں تاکہ اگر کوئی صعب العلاج میرے پاس آئے تو اس حلال میں سے ایک ذرہ اسے دیتا ہوں تاکہ وہ اس حلال کو کھا کر شفایاب ہو جائے

حلال و حرام کے آثار

ایک بڑے اور خادم دین و ملت عالم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ جس زمانہ میں میں حوزہ علمیہ قم میں امام خمینیؒ کے درس میں شریک ہوتا تھا تو محرم کے پہلے عشرہ میں تبلیغ کے لئے جاتا تھا عشرہ محرم کے نزدیک میں ان بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی، اس سال مجھے کس جگہ جانا ہے میرے لئے دعا کیجئے اچھا اجازت دیجئے امام خمینیؒ نے میرے لئے دعا کی اور تبلیغ دین کے لوگوں سے سلوک کے سلسلہ میں مجھے کچھ نصیحتیں کیں، مجھے جہاں جانا تھا وہاں پہونچا، شروع میں وہاں دو

ہزار سے زیادہ مجمع نہیں ہوتا تھا ایک نورانی چہرہ کا شتکار کندھے پر پھاوڑا رکھے ہوئے مجھ سے ملاقات کے لئے آئے، کہنے لگے کیا آپ تبلیغ کے لئے آئے ہیں میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے کہا آپ یہاں صرف خدا کے حلال و حرام کو بیان فرمائیں۔ کیونکہ یہاں کے لوگوں کو دوسرے مسائل کی بہ نسبت ایسے مسائل کی زیادہ ضرورت ہے، ان میں سے اکثر حلال و حرام کی رعایت نہیں کرتے اس کے بعد کہا اس عشرہ میں آپ دن رات میرے غریب خانہ کے علاوہ کہیں اور نہ جائیں میں بھرپور طریقہ سے حلال و حرام کا خیال رکھتا ہوں میرے یہاں کا کھانا کھا کر آپ کا دل نورانی ہو جائے گا، اور آپ اچھی طرح تقریر کر سکیں گے۔"

میں اس کے گھر چلا گیا، ایسا ہی ہوا جیسا کہ اس نے سنا تھا منبر پر بہترین مضامین خیال میں آتے تھے اور زبان بھی لکنت نہیں کرتی تھی، وہ صبح سویرے جنگل جاتا اور مغرب کے وقت مسجد میں آتا اور تقریر و مجلس کے بعد دونوں باہم گھر آجاتے تھے

ایک دن میں آہستہ دئے اور آگاہ کئے بغیر ایک شخص کے یہاں مہمان ہوا اس دن مجھے احساس ہوا کہ جیسے ذہن بالکل خالی ہے اور مطالب محدود ہیں اگرچہ سامعین اس بات کی طرف متوجہ نہیں تھے لیکن میں مجلس میں پوری طاقت لگا رہا تھا مجمع کے درمیان سے میرے میزبان نے دو تین بار مجھے غصہ کی نظر سے دیکھا اس کے دیکھنے سے میں نے محسوس کیا کہ وہ میرے اوپر اعتراض کر رہا ہے مجلس کے بعد ہم گھر لوٹ آئے تو اس نے تند لہجہ میں مجھ سے کہا شامت کے مارے آج میرے گھر سے باہر گئے تھے یہ بات میں آپ کی مجلس سے سمجھ گیا تھا یہاں سے آپ کو دوسری جگہ جانے کا حق نہیں ہے اور آخری عمر تک اپنے کھانے، لوگوں کے یہاں آمد و رفت کے بارے میں غور کریں کہ حلال سے نورانیت پیدا ہوتی ہے اور حرام سے تاریکی وجود میں آتی ہے روٹی اور اسے

گھر سے جانے کے آداب کے سلسلہ میں رسولؐ کی ملکوتی حدیث ملاحظہ فرمائیں

وَاَنْ لَا یَبِیْتَ ذُقُہٗ اِلَّا طَیِّبًا

بچوں کے لئے صرف پاک وحلال روزی گھر لے جاؤ

شیخ زاہد

تہران میں ایک بڑے عالم شیخ محمد حسین زاہد رہتے تھے زہد کا مفہوم ان کے اندر عملی طور پر جلوہ گر تھا، ان کی وجہ سے اکثر جوان مسجد و مجلس میں شریک ہوتے تھے اور آپ ان کی دینی تربیت کرتے تھے

وہ کہتے ہیں، ایک دن ایک جگہ میری دعوت ہوئی مجھے وہاں نہیں جانا چاہیے تھا لیکن بے خبری کے عالم میں چلا گیا زبردستی وہاں تھوڑی آئس کریم کھائی رات میں نماز و عبادت کے لئے اٹھا وضو خانہ کے راستہ میں زمین پر گر پڑا، میری پیشانی پر شدید چوٹ آئی بیوی نے میری شکستہ پیشانی پر مرہم لگایا درد کی شدت سے عبادت بھی نہ کر سکا، تکیہ پر سر رکھ کر سو گیا تو خواب میں یہ جملہ سنا اے شیخ تمہیں آئس کریم سے کیا ربط؟ بیدار ہوا اور اپنا سر پٹخنے کو اس کا جرمانہ سمجھا،

رسول فرماتے ہیں:

حَقُّ الْوَلَدِ عَلٰی وَالِدِہٖ اَنْ یُّحْسِنَ اسْمَہٗ
وَیُحْسِنَ وَضْعَہٗ اِذَا اَدْرَکَ وَیُعَلِّمَہُ الْکِتَابَۃَ [1]

باپ پر بیٹے کا حق یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کرے اور اسے لکھنا سکھائے

ایک شخص نے رسولؐ سے دریافت کیا، میرے بیٹے کا مجھ پر کیا حق ہے فرمایا:

حَسِّنْ اِسْمَہٗ وَاَدِّبْہُ وَضَعْہُ
مَوْضِعًا حَسَنًا [2]

---

[1] میزان الحکمت ج ۱ ص ۷۲۰ [2] ایضاً

اس کا اچھا نام رکھو، ادب سکھاؤ، اور اسے صحیح جگہ رکھو،

نیز فرمایا:

مَنْ بَلَغَ وَلَدُهُ النِّكَاحَ وَعِنْدَهُ مَا يُنْكِحُهُ
فَلَمْ يُنْكِحْهُ ثُمَّ أَحْدَثَ حَدَثًا فَالْإِثْمُ عَلَيْهِ[1]

جس شخص کا بچہ بالغ ہو گیا ہو اور باپ میں شادی کرنے کی استطاعت ہو اور باپ اس کی شادی نہ کرے اور بیٹا کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھے تو اس کا گناہ باپ کے ذمہ ہے

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں:

حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ أَنْ يُحْسِنَ اسْمَهُ
وَيُحْسِنَ أَدَبَهُ وَيُعَلِّمَهُ الْقُرْآنَ[2]

باپ پر بیٹے کے تین حق ہیں اچھا نام رکھے اور اسے ادب سے آراستہ کرے اور اسے قرآن کی تعلیم دے

انصار میں سے ایک آدمی نے امام جعفر صادقؑ سے کہا

مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ وَالِدَيْكَ قَالَ قَدْ
مَضَيَا، قَالَ بِرَّ وَلَدَكَ[3]

میں کس کے ساتھ نیکی کروں؟ فرمایا اپنے ماں باپ کے ساتھ اس نے کہا ان کا انتقال ہو چکا ہے فرمایا: اپنے بچوں کے ساتھ۔

رسولؐ نے فرمایا

أَدِّبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ: حُبِّ
نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ[4]

---

[1] و [2] میزان الحکمت ج ۱۰ ص ۴۲۱ [3] بحار الانوار ۱۰۴ ص ۹۸ [4] ایضاً ص ۴۲۱

اپنی اولاد کو تین خصائل سے آراستہ کرو اپنے رسولؐ
کی محبت سے اہلبیتؑ کی محبت سے اور تلاوت قرآن سے

انھیں رسولؐ اور اہلبیت طاہرینؑ سے متعارف کرانا باپ کا فریضہ ہے بچے کو بچپنے ہی سے رسولؐ اور ائمہ معصومینؑ کو پہچاننا چاہیئے اور ان سے محبت رکھنی چاہیئے تاکہ ان کی معرفت و محبت کے ساتھ پلے بڑھے، اور زندگی کے ہر شعبہ میں ان کی اقتدا کرے انھیں کو اپنا نمونہ قرار دے کہ انسان کے لئے بہترین نیکی رسولؐ اور ائمہ سے عشق و محبت اور ان کی اقتدا ہے

ایک دلچسپ یادداشت

جب مجھے پہلی بار تبلیغ کے لئے تبریز مدعو کیا گیا تو میں نے مدعو کرنے والے سے یہ شرط رکھی کہ مجھے غریبوں کے محلہ میں معمولی گھر میں ٹھہرایا جائے انھوں نے قبول کرلیا، تبریز پہونچا تو وعدہ کے مطابق عمل پایا۔ درمیان لوگوں کے محلہ میں معمولی گھر میں کہ جس کے ایک طبقہ میں صاحب خانہ رہتا تھا دوسرا طبقہ امام بارگاہ سے ملا ہوا تھا صاحب خانہ کی معمولی تجارت تھی، لیکن عبادت و نماز تہجد کا پابند تھا عجیب آدمی معلوم ہوتا تھا۔ لوگوں نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ اس گھر میں آپ کو ٹھہرانے کی کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا: میں نے خود مدعو کرنے والوں سے یہی شرط رکھی تھی۔ انھوں نے کہا نہیں۔ اس کا ربط آپ سے نہیں ہے میں نے روز عرفہ مشہد میں آپ کی دعائے عرفہ میں شرکت کی تھی دعا کے بعد غروب کے نزدیک حرم امام رضاؑ میں گیا اور گریہ و نالہ کے ساتھ امام رضاؑ سے دعا کی کہ اگر یہ دعا پڑھنے والا کبھی تبریز آئے تو میرے گھر آئے یہ پروگرام امام رضاؑ کا مرتب کیا ہوا ہے۔ اور آپ امام رضاؑ کی دعوت پر میرے غریب خانہ پر آئے ہیں یہ گھر میں اور میرے اہل و عیال اہلبیتؑ کے

خدمت گذار ہیں اس کے بعد اس نے اپنے والد کا عجیب قصہ سنایا
اس نے کہا میرے والد پوری عمر نماز تہجد پڑھتے اور عبادت کرتے رہے
بیٹو یا چودہ سال کی عمر سے مجھے پیار و محبت سے بیدار کرتے اور کہتے تھے
بیٹے لوگ سو رہے ہیں اچھا موقع ہے آؤ ہم تھوڑی دیر سید الشہداء کی مظلومیت
پر گریہ کر لیں ہم حسینی تھے اور حسینی ہیں ہم "حسین" کا دامن نہیں چھوڑیں گے
تاکہ قیامت میں ہم ان کی خدمت کریں گے۔

حضرت امام صادق" فرماتے ہیں:

اَلْغُلَامُ یَلْعَبُ سَبْعَ سِنِیْنَ وَیَتَعَلَّمُ الْکِتَابَ
سَبْعَ سِنِیْنَ وَیَتَعَلَّمُ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ سَبْعَ سِنِیْنَ [1]

سات سال تک بچہ کے کھیلنے کا زمانہ ہے، پھر سات سال
تک وہ قرآن کی تعلیم حاصل کرتا ہے اس کے بعد سات
سال تک حلال و حرام سیکھنے کا موقع فراہم کیا جائے،

حضرت امیر المومنین" فرماتے ہیں:

مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِطَلَبِ الْعِلْمِ [2]
اپنے بچوں کو علم حاصل کرنے کا حکم دو

نیز فرمایا:

عَلِّمُوْا اَوْلَادَکُمُ الصَّلٰوۃَ وَخُذُوْھُمْ بِھَا
اِذَا بَلَغُوْا الْحُلُمَ [3]
اپنے بچوں کو نماز سکھاؤ اور جب بالغ ہو جائیں تو نماز
کے سلسلہ میں ان پر سختی کرو،

تین روایات میں رسول سے نقل ہوا ہے کہ جس طرح بچے والدین کو ستانے سے
عاق ہو جاتے ہیں اسی طرح والدین بھی ان کے حقوق ادا نہ کرنے کی صورت میں

---

[1] میزان الحکمت ج ۱۰ ص ۲۲۲ [2] و [3] ایضاً

عاق ہو جاتے ہیں اور جس طرح ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی بچوں پر واجب ہے اسی طرح بچوں کے حقوق کا پورا کرنا والدین پر واجب ہے۔ بچوں کے حقوق کی رعایت ماں باپ پر ضروری ہے۔

والدین توجہ فرمائیں

رسولؐ فرماتے ہیں:

مَنْ قَبَّلَ وَلَدَهُ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ حَسَنَةً
وَمَنْ فَرَّحَهُ فَرَّحَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَمَنْ عَلَّمَهُ الْقُرْآنَ دُعِيَ بِالْاَبَوَيْنِ فَيُكْسَيَانِ
حُلَّتَيْنِ يُضِيءُ مِنْ نُورِهِمَا وُجُوهُ اَهْلِ الْجَنَّةِ [1]

جو شخص اپنے بچہ کو بوسہ دیتا ہے اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو شخص اپنے بچہ کو مسرور کرے روز قیامت خدا اسے خوش کرے گا اور جو شخص اپنے بیٹے کو قرآن کی تعلیم دیتا ہے تو روز قیامت اس کے والدین کو پکارا جائے گا اور انھیں حلے پہنائے جائیں گے جس سے ان کے چہرہ روشن ہو جائیں گے۔"

رسولؐ فرماتے ہیں:

مَنْ كَانَ عِنْدَهُ صَبِيٌّ فَلْيَتَصَابَ لَهُ [2]

جس شخص کے یہاں چھوٹا بچہ ہے اس کے ساتھ بچوں کی طرح کھیلو۔

نیز فرمایا:

مَنْ كَانَتْ لَهُ ابْنَةٌ فَاَدَّبَهَا وَاَحْسَنَ

---

[1] فروع کافی ج ۶ ص ۴۹ [2] وسائل ج ۱۵ ص ۲۰۳

أَدَّبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا فَأَوْسَعَ عَلَيْهَا
مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ الَّتِي أَسْبَغَ عَلَيْهِ كَانَتْ
لَهُ مَنْعَةً وَسِتْرًا مِنَ النَّارِ

جس شخص کے یہاں بیٹی ہو اور وہ اسے ادب سکھائے اور اسے نیک ترین تعلیم سے آراستہ کرے اور جو نعمت خدا نے اسے عطا کی ہے اسے بیٹی پر نثار کرے اور اسے خوش رکھے تو اس نے خود کو جہنم کی آگ سے بچا لیا ہے۔

نیز آنحضرتؐ نے فرمایا:

تقوائے الٰہی کا لحاظ رکھو اور اولاد کے درمیان عدل سے کام لو [1]

تحفہ دینے اور ہبہ کرنے میں بچوں کے درمیان فرق نہ رکھو کہ تم بھی یہی چاہتے ہو کہ سب تمہارے ساتھ نیکی و عدالت سے پیش آئیں [2]

خداوند عالم یہ چاہتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان حتی کہ بوسہ دینے میں بھی عدالت سے کام لو [3]

رسولؐ نے ایک شخص کو اس کے دو بچوں کے ساتھ دیکھا اس نے ایک کو بوسہ دیا، اور دوسرے کی کوئی پروا نہ کی آنحضرتؐ نے فرمایا ان کو بوسہ دینے میں تم نے دونوں کا خیال کیوں نہ رکھا اگر چومنا ہی ہے تو دونوں کو چومو!

---

[1] میزان الحکمۃ ج ۱۰ ص ۷۰۵، ۷۰۷ [2] ایضاً [3] ایضاً [4] ایضاً

﴿و قضی ربّک الاّ تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احساناً﴾

« اسرا/۲۳ »

بچوں پر
ماں باپ کے حقوق

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ و
بالوالدین احسانا (اسراء/۲۳)

بچوں پر ماں باپ کے حقوق

اہم فریضہ

والدین کے حقوق کی ادائیگی کا مسئلہ بہت سخت ہے اور اس کے لئے بہت زیادہ تحمل و طاقت کی ضرورت ہے اور یہ کام صرف خدا و قیامت پر ایمان رکھنے والا ہی کر سکتا ہے۔

کون مومن وہ مومن جس کے اندر قرآن میں بیان کیے ہوئے اوصاف و خصوصیات پائے جاتے ہیں!

اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ
وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللّٰہَ
وَیَتَّقْہُ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ

مومنین کا قول تو بس یہ ہے کہ جب انھیں خدا اور رسولؐ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کر دیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور تسلیم کر لیا یہی لوگ کامیاب ہیں

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا اللہ

سے ڈرے اور اس کا اطاعت گذار رہے گا تو ایسے لوگ
کامیاب ہیں۔

ماں باپ کے بارے میں خدا نے سورۂ اسراء میں فرمایا ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ
بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ
الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ
اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ
وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا

اس آیہ شریفہ کہ جس میں خدا نے والدین کے حق کو اپنے
حق کے بعد قرار دیا ہے کی تفسیر و توضیح اور اس کے حقیقی
معنی کافی ج ۲ ص ۱۵۷ کی پہلی حدیث میں حضرت امام صادقؑ
سے نقل ہوئے ہیں۔

کافی اپنے مولف محترم مرحوم کلینیؒ کہ غیبت صغریٰ کے زمانہ میں زندہ تھے کی وجہ سے اپنی روایات کی بنا پر کہ عصر معصوم سے نزدیک راویوں سے لی گئی ہیں اور اپنی تنظیم و ترتیب اور اس توجہ کی وجہ سے جو کہ تالیف کے زمانہ سے آج تک دی گئی ہے اور اس لئے کہ یہ شیعوں کے اصول دین اور فقہ اہل بیتؑ کے اہم مصادر میں سے ہے خصوصیت کی حامل رہی ہے دوسری کتابوں کو یہ درجہ نہیں مل سکا میں نہیں سمجھتا کہ کافی ایسی اہم کتاب میں اس آیہ شریفہ کی امام جعفر صادقؑ کے قول سے تفسیر بعد کسی کے لئے کوئی عذر باقی رہے گا۔

راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے معنی دریافت کئے تو فرمایا: ماں باپ سے احسان کے معنی یہ ہیں کہ ان کے ساتھ صبر و تحمل لازم

لہجہ اور خندہ پیشانی سے پیش آؤ۔ پیشانی پر بل ڈال کر اور سرد مہری سے پیش نہ آؤ، اور انھیں جس چیز کی ضرورت ہو وہ ان کے مانگنے سے پہلے انھیں دے دو اگرچہ وہ مستغنی بھی ہوں جب ان سے ملاقات کے لیے جاؤ تو خالی ہاتھ نہ جاؤ کیا خدا نے نہیں فرمایا ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

جب تک تم اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے راہ خدا میں
خرچ نہیں کرو گے ہرگز نیکی نہیں پا سکو گے"

لیکن خداوند عالم کا یہ قول کہ اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں ضعیف ہو جائیں اور وہ ضعیفی کی وجہ سے تمہیں ناراض کریں تو بھی ان تک نہ کہو اور اگر ماریں تو آواز بلند نہ کرو ان سے نرم لہجہ میں گفتگو کرو، متانت سے بات کرو اور اگر تم پر ہاتھ اٹھائیں تو ان سے کہو خدا تم دونوں کی مغفرت کرے، یہی بات شریفانہ ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں ان کے ساتھ فروتنی اور خاکساری سے پیش آؤ انھیں قہر کی نگاہ سے نہ دیکھو، ان کی آواز پر آواز اور ہاتھ پر ہاتھ بلند نہ کرو ان کے سامنے نہ بھڑو، ان سے آگے نہ بڑھو، ان کے لیے دعا کرو اور اللہ کی بارگاہ میں دعا کرو کہ ان دونوں پر رحم فرما، جیسا کہ بچپنے میں انھوں نے میری تربیت کی کہ جس کے نتیجہ میں میں یہاں تک پہونچا ہوں۔

دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ
وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ
مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ
صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ
سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

اور یہ کہ وہ میرا بھی شکریہ ادا کریں اور اپنے والدین کا بھی آخرکار میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اگر تمہارے ماں باپ تمہیں اس بات پر مجبور کریں کہ تم کسی کو میرا شریک ٹھہراؤ جس کا تمہیں علم بھی نہیں ہے تو تم ان دونوں کی اطاعت نہ کرو اور دنیا میں ان کا اچھی طرح ساتھ دو اور ان لوگوں کے طریقہ پر چلو جو میری طرف رجوع کرتے ہیں کہ تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہوگی پھر میں تمہیں اس سے آگاہ کر دوں گا جو کچھ تم کرتے تھے ،،

ایک عجیب نکتہ

جب حضرت موسیٰؑ مبعوث بہ رسالت ہوئے تو ان کو یہ حکم ملا کہ فرعون سے نرم لہجہ میں گفتگو کرو، موسیٰؑ نے اس کا سبب معلوم کیا تو جواب ملا کہ اس نے پندرہ سال تک تمہارا بار اٹھایا ہے اور دودھ پینے کے زمانہ سے تمہیں بڑا کرنے کے زمانہ تک اس نے کافی زحمتیں اٹھائی ہیں بنابریں اس کا آپ پر باپ کا حق ہے آپ اس سے بلند آواز میں گفتگو نہ کریں اور چہرہ پر شکن ڈال کر اس سے ملاقات نہ کریں ،، آیہ

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی

کی وضاحت کے سلسلہ میں تفسیر منہج میں بیان کیا گیا ہے کہ خداوند عالم نے رسولؐ سے فرمایا کہ میں نے آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد کو اٹھا لیا اور آپ کے عہد طفلی میں آپ کی والدہ کو اٹھا لیا کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتے تو آپ کے لئے بار نبوت اٹھانا اور والدین کے حقوق ادا کرنا مشکل ہو جاتا

ماں باپ کے حقوق کے بارے میں روایات

راوی نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا

اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ ؟ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِھَا وَبِرُّ الْوَالِدَیْنِ وَالْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ [1]

کون عمل تمام اعمال سے افضل ہے ؟ فرمایا نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا، والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور راہ خدا میں جہاد کرنا۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

مَا یَمْنَعُ الرَّجُلَ مِنْکُمْ اَنْ یَبِرَّ وَالِدَیْہِ حَیَّیْنِ وَمَیِّتَیْنِ

زندہ یا مردہ ماں باپ سے نیکی کرنے سے تمہیں کون چیز روکتی ہے ؟

دریافت کیا گیا کہ مر جانے والے ماں باپ کے ساتھ کیا کریں ؟

یُصَلِّیْ عَنْھُمَا وَیَتَصَدَّقُ عَنْھُمَا وَیَحُجُّ عَنْھُمَا وَیَصُوْمُ عَنْھُمَا [2]

ان کی طرف سے نماز پڑھی جائے صدقہ دیا جائے، حج کیا جائے اور روزہ رکھا جائے۔

زکریا بن ابراہیم کا اسلام لانا اور والدین کی خدمت کرنا

زکریا کہتے ہیں میں مسیحی تھا اور مسیحیت میں بطوس دکٹر تھا، مسلمان ہو گیا مسرور

---

[1] کافی ج ۳ ص ۱۵۸ [2] کافی ج ۲ ص ۱۵۹

تھا مکہ چلا گیا، امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا اگر کوئی سوال ہو تو بتاؤ عرض کی۔ میرے والدین مسیحی ہیں صرف میں مسلمان ہوں والدہ اندھی ہو گئی ہیں مجبوراً مجھے انھیں کے پاس رہنا پڑتا ہے کیونکہ میرے والدین کی میرے علاوہ کوئی اور اولاد نہیں ہے وہ چاہتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ کھانا کھاؤں۔ ان کے برتن میں پانی پیوں۔ فرمایا تمہارے والدین سور کا گوشت کھاتے ہیں عرض کی نہیں سور رکھتے ہیں عرض کی نہیں فرمایا اس گھر سے باہر نہ جاؤ اپنے ماں باپ سے جدا نہ ہو ان کے کام انجام دو، انھیں نہلاؤ اور ان کا لباس دھوؤ، لباس تبدیل کراؤ اور ان کے منھ میں لقمہ دو؛

کوفہ لوٹ کر آیا تو میں نے ماں کے سلسلہ کے تمام احکام پر عمل کیا انھوں نے کہا مجھ سے حقیقت بیان کرو بتاؤ کیا تم مسلمان ہو گئے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں اور یہ خدمت جو میں کر رہا ہوں اپنے زمانہ کے امام فرزند رسولؐ حضرت صادقؑ کے حکم سے کر رہا ہوں، میری ماں نے کہا وہ خود پیغمبرؐ ہیں؟ میں نے کہا نہیں بلکہ وہ رسولؐ کی ذریت میں سے چھٹے امام ہیں ماں نے کہا نہیں میری خدمت جو تم کر رہے ہو یہ تو انبیاء کے احکام ہیں بہر حال میں اندھی ہوں اس کے باوجود میں یہ سمجھتی ہوں کہ تمہارا دین میرے دین سے بہتر ہے اپنا دین مجھے بھی سکھاؤ۔

میں نے اپنی ماں کو مسلمان کیا انھوں نے نماز ظہر میرے ساتھ پڑھی مغرب کے وقت کہنے لگیں نماز پڑھو تاکہ میں بھی تمہارے ساتھ نماز ادا کروں کیونکہ ظہر کی نماز سے مجھے روحی مسرت ہوئی چنانچہ نماز مغرب میرے ساتھ پڑھی اور نماز کے بعد انتقال کر گئیں مجھے یاد آیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا تھا کہ اگر تمہاری ماں مر جائے تو خود دفن کرو صبح ہی میں نے شیعوں کو خبر دی، انھوں نے کہا ان کے مذہب والوں کو خبر دو میں نے کہا کہ وہ مسلمان ہو گئی تھیں انھوں نے میری مدد کی اور کام انجام پا گئے [1]

---

[1] وسائل ج ۲۱ ص ۴۹۱

جابر جعفی کہتے ہیں:

امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے عرض کی کہ میرے ماں باپ سنی ہیں اور بہت متعصب ہیں میں ان کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ امام نے فرمایا۔ ہمارے حقیقی شیعوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہو؟ میں نے کہا۔ عشق و محبت سے پیش آتا ہوں ان کی مشکلوں میں کام آتا ہوں فرمایا اپنے والدین کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا کرو [1]

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں:

ایک جوان اپنے والدین کی حیات میں ان کی بہت زیادہ خدمت کرتا تھا ان کے مرنے کے بعد وصیت نامہ میں یہ جملہ دیکھا بیٹا ہمارے ذمہ کچھ قرض تھا جسے ہم ادا نہیں کر سکے ہماری طرف سے تم اسے ادا کر دو۔ بیٹا کہتا ہے اس کا مجھ سے کوئی ربط نہیں ہے وہ اگر چاہتے تو اپنے جیتے جی اسے ادا کر دیتے حق کو وہ ان کے لئے خدا سے طلب مغفرت نہیں کرتا ہے خدا حکم دیتا ہے کہ اس کا نام عاق ہونے والوں میں لکھ دو

ایک بیٹا اپنے والدین کی حیات میں عاق ہے لیکن مرنے کے بعد وہ ان کا قرض ادا کر دیتا ہے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے وہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے

کتاب امالی میں امام جعفر صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے ایک روز زیر عرش ایک نورانی چہرہ دیکھا عرض کی:

مَنْ هٰذَا الَّذِیْ قَدْ اَظَلَّهٗ

یہ کون ہے جس پر تیرا عرش سایہ فگن ہے

خطاب ہوا یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے ماں باپ کے ساتھ بہت زیادہ نیکیاں کی ہیں اس کے نامۂ اعمال میں کہیں چغلخوری نہیں ہے۔

---

[1] وسائل ج ۲۱ ص ۴۶۰

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تم پر موت آسان ہو جائے تو اپنے رشتہ دار کے یہاں جایا کرو، ماں، باپ کے ساتھ نیکی کیا کرو۔ ملک الموت کو حکم ہوتا ہے کہ ان پر سختی نہ کرو اور اس سے تم تمام عمر فقر سے بھی محفوظ رہو گے

ایک شخص نے کعبہ کے کنارے ابوذر سے کہا، تم علیؑ کے چہرہ کو بہت دیکھتے ہو، جواب دیا میں حضرت رسولؐ میں حاضر تھا، میرے اور آپ کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں تھا مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

النظر الی علی بن ابی طالبؑ عبادۃ والنظر الی الوالدین برأفۃ وحسنۃ عبادۃ [1]

حضرت علی بن ابیطالبؑ اور ماں باپ کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

ہر چیز میں ماں باپ کی بات مانو صرف خدا کی معصیت میں قبول نہ کرو

امام موسیٰؑ کاظمؑ فرماتے ہیں:

ایک شخص نے رسولؐ کی خدمت میں عرض کی باپ کا کیا حق ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: انھیں نام لے کر نہ پکارو، ان کے آگے آگے نہ چلو ان سے پہلے نہ بیٹھو، اور انھیں برا بھلا کہلوانے کا باعث نہ بنو۔

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں: بچوں پر ماں باپ کے تین حق واجب ہیں ہر حال میں ان کا شکریہ ادا کرو، خدا کی معصیت میں ان کے امر و نہی کو قبول کرو اور چھپ کر اور کھلم کھلا ان کی خیر خواہی کرو [2]

رسولؐ فرماتے ہیں: عاق سے کہا جاتا ہے:

اِعْمَلْ مَا شِئْتَ فَاِنِّیْ لَا اَغْفِرُ لَکَ

جو چاہے کرو میں تمہیں معاف نہیں کروں گا

---

[1] بحار ج ۳۸ ص ۱۱۶ [2] تحف العقول ص ۲۳۸ [3] بحار ج ۷۴ ص ۷۵

نیز فرمایا

اِثْنَانِ یُعَجِّلُھُمَا اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا، اَلْبَغْیُ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ [1]

دنیا میں دو چیزوں کی عقوبت میں عجلت ہوتی ہے، زنا اور ماں باپ کے عاق شدہ میں

نیز فرمایا

مَنْ اَحْزَنَ وَالِدَیْہِ فَقَدْ عَقَّھُمَا [2]

جو شخص اپنے ماں باپ کو غصہ دلاتا ہے وہ ان کا عاق کیا ہوا ہے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: ماں باپ کی طرف تہر کی نگاہ سے دیکھنا عاق کے عوامل میں سے ہے

ایک شخص نے رسولؐ سے کہا

مَا مِنْ عَمَلٍ قَبِیْحٍ اِلَّا قَدْ عَمِلْتُہٗ فَھَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَۃٍ [3]

ایسا کوئی برا کام نہیں ہے جو کہ میں نے نہ کیا ہو کیا میرے لئے بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے

فرمایا کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا ماں کا تو انتقال ہو گیا البتہ والد زندہ ہے، اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں تو باپ کے ساتھ نیکی کرو جب وہ شخص مسجد سے باہر نکل گیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا

لَوْ کَانَتْ اُمُّہٗ

اگر اس کی ماں زندہ ہوتی تو اس کے ساتھ نیکی کرنے سے خدا اس کی مغفرت حتمی کر دیتا۔

حضرت موسیٰؑ نے خدا سے تین بار سفارش طلب کی، خطاب ہوا کہ میں دو بار آپ

---

[1] بحار ج ۷۴ ص ۴۱ ح ۲۷ [2] ایضاً [3] بحار ج ۷۴ ص ۸۲

کی والدہ اور ایک بار آپ کے والد کے لئے سفارش کرتا ہوں [1]

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں

تین چیزوں میں کسی کے لئے آزادی نہیں ہے، امانت ادا کرو اچھا ہو یا برا، وعدہ وفا کرو اچھا ہو یا برا، ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اچھے ہوں یا برے [2]

شیخ انصاری اور ان کی والدہ

شیخ اعظم، فقیہ بزرگ، خاتم مجتہدین اپنی والدہ کو غسل خانہ تک اٹھا کر لے جاتے اور حمام کی عورت کے سپرد کرتے اور غسل کے بعد اسی طرح گھر لاتے تھے ہر رات کو انھیں دیکھنے جاتے اور صبح کو ان کی اجازت سے باہر نکلتے تھے ان کے انتقال پر بہت روئے اور فرمایا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ ماں کی خدمت ایسی نعمت سے محروم ہو گیا ہوں، شیخ نے ماں کے انتقال کے بعد اپنی بے پناہ مشغولیتوں کے باوجود ماں کی عمر بھر کی نمازیں ادا کیں اگرچہ وہ بڑی متدین عورت تھیں۔

ماں کا عاق

ایک جوان کی جانکنی کا وقت تھا رسولؐ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اسے شہادتین کی تلقین کی، جوان نے منھ پھیر لیا، اور شہادتین کو نہ دہرا سکا، رسولؐ نے فرمایا کہ اس کی ماں زندہ ہے بتایا گیا کہ ہے ماں کو بلوایا، فرمایا تم اپنے بیٹے سے ناراض ہو؟ کہا جی ہاں، فرمایا اس سے راضی ہو جاؤ کہ اسی لئے وہ شہادتین ادا نہیں کر پاتا ہے اس نے کہا اس نے مجھے بہت دکھ پہونچایا ہے اس کی طرف سے دل شگافتہ ہے فرمایا میرے لئے اس کو معاف کر دو، رسولؐ نے اس کو راضی کر لیا اور پھر فرمایا کہ خدا کی وحدانیت

---

[1] بحار ج ۱۳ ص ۲۳۰ [2] وسائل ج ۲۱ ص ۴۹۰

اور میری رسالت کی گواہی دو اس نے شہادت دی، فرمایا، پہلی بار کیوں گواہی نہیں دی تھی اس نے کہا ایک ڈراونی صورت میرے اوپر حملہ آور ہوتی تھی پھر میری زبان بھی نہیں اٹھتی تھی، اب وہ صورت سامنے سے ہٹ گئی ہے لہذا آسانی سے شہادتین پڑھ رہا ہوں [1]

حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں

ماں کے لئے اس بات کو مدنظر رکھو کہ وہ نو ماہ یا اس سے کچھ کم مدت تک تمہیں سنگین بوجھ کی طرح اٹھائے پھرتی رہی جس کو کوئی برداشت نہیں کر سکتا تمہیں خون جگر سے سیراب کیا کہ دوسرا نہیں کر سکتا مکمل طریقے سے تمہاری حفاظت کی، تمہیں شکم سیر کیا اور اپنی بھوک کی پروا نہ کی، تمہیں سیراب کیا اور اپنی تشنگی کو خاطر میں نہ لائی، تمہیں لباس دیا اور اپنا خیال نہ کیا، خود گرمی میں رہی لیکن تجھے اس سے بچایا. خود بیدار رہی اور تجھے لوریاں دے دے کر سلایا، تمہیں گرمی و سردی سے محفوظ رکھا تاکہ تجھ جیسے بچہ سے اس کی گود بھری رہے تم اس کی ان زحمتوں کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے مگر خدا کی توفیق کے ساتھ [2]

حکم نامی ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کی، میرے ماں باپ نے مجھے ایک گھر دیا تھا اب وہ واپس لینا چاہتے ہیں، فرمایا تمہارے باپ نے بہت برا کام کیا ہے لیکن اگر وہ تم سے لڑے تو اس کی آواز پر آواز بلند نہ کرنا اور آہستہ بات کرنا [3]

---

[1] منازل الآخرہ محدث قمی، [2] بحار ج ۴۴ ص ۶ [3] وسائل ج ۸ ص ۲۲۴

﴿ ... ما انفقتم من خير فللوالدين و الاقربين... ﴾

« بقرہ / ۲۱۵ »

ایک دوسرے کے عزیزوں کے بارے میں میاں بیوی کا فریضہ

ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین
(بقرہ/۲۱۵)

ایک دوسرے کے عزیزوں کے بارے میں
میاں بیوی کا فریضہ

عزیز و اقارب

میاں بیوی کے کچھ عزیز و اقارب ہوتے ہیں، شرع مطہر کی طرف سے جہاں کوئی ممانعت نہیں ہے وہاں ان سے چشم پوشی نہیں کرنی چاہیئے اور کسی کو یہ حق نہیں پہونچتا ہے کہ وہ دوسرے کو ان کی ملاقات سے منع کرے اور نہ ہی دیگر حقوق سے منع کرنے کا حق پہونچتا ہے۔

ہر ایک ماں باپ بہن بھائی چچا، ماموں، پھوپھی، خالہ، بھائی بھتیجے، چچا زاد، ماموزاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد، دادا، دادی اور کچھ دوسرے خسبی و نسبی لوگ ہیں۔ ان کی ملاقات عبادت اور ملاقات حسنہ ہے اور ان کے یہاں آمد و رفت بہت اچھا کام ہے اور ان کی مشکل کشائی کرنے میں بہت بڑا ثواب ہے۔

عورت کو شوہر کے عزیزوں کی طرف سے بیزاری کا اظہار نہیں کرنا چاہئے اور ان کے آنے پر کسی منفی ردعمل کا اظہار نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی ان کے آنے سے چیں بہ جبیں ہونا چاہیئے اور اس سے بدتر یہ کہ شوہر کو ان کے یہاں جانے اور ان کے مشکلات حل کرنے سے منع کرے،

گھر شوہر کی ملکیت ہے اور پھر مال و ثروت خدا کی جانب سے شوہر کے اختیار میں ہے اور شوہر کی اطاعت عورت پر واجب ہے اور شوہر کو آزار پہونچانا حرام ہے اور ماں باپ کے پاس آنے جانے کو منع کرنا یا بہن بھائی اور دیگر عزیزوں سے ملاقات و تعلقات استوار رکھنے سے منع کرنا سو فیصد خلافِ اخلاق، خلافِ فطرت اور انسانی وجدان کے منافی ہے اسی طرح شوہر کا بیوی کو اس کے ماں باپ اور عزیز و اقارب کے یہاں آنے جانے سے خلاف محبت اور عاطفۂ انسان کے خلاف ہے

اگر بیوی بچے نیکی اور عبادت کرنے، عزیز و اقارب کے یہاں جانے اور ان کی مدد کرنے سے منع کریں تو وہ قرآن کے فرمانے کے مطابق انسان کے دشمن ہیں۔ ایسے دشمن نہیں کہ جس کے دل میں کینہ بھرا ہوتا ہے بلکہ ایسے دشمن ہیں کہ جو یہ چاہتے ہیں کہ انسان سعادت و نیک بختی کا دنیا و آخرت میں منھ تک نہ دیکھ سکے،

نیک امور، کارِ خیر، لوگوں کی مشکل کشائی، عزیزوں کے یہاں آمد و رفت انھیں گھر بلانے ماں باپ اور بہن بھائیوں کی مدد کرنے کے سلسلہ میں مرد کو بیوی بچوں کی بیجا خواہش کو تسلیم نہیں کرنا چاہیئے۔ ہاں جو عورتیں مومنہ ہیں جن کا قیامت پر ایمان ہے جن کو ذمہ داری کا احساس ہے جو اپنی عاقبت سنوارنے کو دوست رکھتی ہیں جو یہ جانتی ہیں کہ شوہر کی اطاعت واجب ہے اور جو عورتیں خدائی ادب سے آراستہ ہیں وہ گھر اور اخلاق کے تمام امور میں اور کارِ خیر انجام دینے میں سو فیصد شوہر کی اطاعت کرتی ہیں بلکہ اگر ان امور میں شوہر کو سستی کرتے ہوئے دیکھتی ہیں تو شوہر کو عزیزوں کے یہاں آنے جانے اور ان کی مدد کرنے کی رغبت دلاتی ہیں لیکن جو عورتیں خدا کی مرضی کے خلاف چلتی ہیں یا جو بچے شریعت مطہرہ کے برخلاف خواہش کرتے ہیں

قرآن مجید انھیں مرد کا دشمن قرار دیتا ہے اور اس سلسلہ میں انھیں کچھ احکام دیتا ہے کہ جن میں صرف اخلاق و انسان پہلو ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَ
أَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ وَإِن تَعْفُوا
وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (تغابن/۱۴)

ایمان والو! تمہارے بعض بچے اور بیویاں جو تمہیں طاعت وعبادت، جہاد اور کار خیر سے باز رکھتے ہیں وہ تمہارے دشمن ہیں ان سے بچو، ان کی خواہش کی پروا نہ کرو ان کی بات پر کان نہ دھرو، ایسے بیوی بچوں کے بارے میں تمہارے لیے تین احکام ہیں۔ ان کی اس روش کو معاف کردو، چشم پوشی کرلو، ان سے درگذر کرو، بیشک خدا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

ایسے بیوی بچوں سے لڑنے میں مصلحت نہیں ہے، مارنا، پیٹنا صحیح نہیں ہے، ان پر غصہ کرنا ٹھیک نہیں ہے، وہ اپنی بات پر رہیں اور آپ بھی طاعت حق میں اس کی راہ میں مال خرچ کرتے رہیں اور ہر کار خیر کی انجام دہی میں ثابت قدم رہیں۔

اس سلسلہ میں بعض عورتیں واقعاً زیادہ سختی کرتی ہیں یہ خود رحمت خدا سے محروم ہیں اور دوسروں کو اس سے محروم کرنا چاہتی ہیں۔ بعض مرد بھی شدت سے کام لیتے ہیں اور اپنی بیوی پر فضول و بیجا سختی کرتے ہیں اس سے وہ خدا کی رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ بعض عورتیں شدت کے ساتھ اپنے شوہروں کی مخالفت کرتی ہیں اور یہ چاہتی ہیں کہ شوہر کے عزیز ان کے گھر نہ آئیں اور شوہر ان کے یہاں نہ جائیں، وہ ان کی مالی مدد نہ کریں۔ اگر ایسا کرتی ہے تو بیوی کے کسی بھی رشتہ دار کو اس گھر میں نہ آنا چاہیے جو کہ شوہر کی ملکیت ہے اور اس کے

تصرف میں ہے اسی طرح دوسروں کی آمد و رفت کے لئے بھی شوہر کی اجازت ہونی چاہیے۔

مہینوں، برسوں گذر جاتے ہیں کہ شوہر اس حسرت میں جلتا رہتا ہے کہ اس کے ماں، باپ، بہن، بھائی، اس کے گھر آئیں، جب کے انھیں مہینوں بیوی کے عزیز اس کے گھر آتے جاتے رہتے ہیں، کیا یہ شوہر اس سے وابستہ لوگوں پر ظلم نہیں ہے؟ کیا یہ وہی نفسیاتی خطرناک حالت نہیں ہے کہ جو بھی اس میں مبتلا ہوتا ہے وہ ملعون اور خدا کی رحمت سے دور ہے اور نتیجہ میں قیامت کے دن اسے مسرت نصیب نہیں ہوگی۔

یہ کون سا اخلاق ہے کہ شوہر بیوی کو اس کے میکہ اور بہن بھائیوں کے یہاں جانے سے روکتا ہے، اور انھیں اسیروں کے مانند اپنی قید میں رکھتے ہیں، یہ شیطانی اخلاق ہے خدا اسے پسند نہیں کرتا، اس سے خدا کی رحمت سلب ہو جاتی ہے۔

قرآن مجید میں صلۂ رحم والی آیتوں کے علاوہ تقریباً ۲۳ بار قرابتداروں کا ذکر ہوا ہے اور ان کے بارے میں تاکید کی ہے، مومن انسان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر طرح رسولؐ کی پیروی کرے اور آنحضرتؐ کو اپنا نمونہ سمجھے، اس کا ایک فریضہ یہ بھی ہے کہ اگر عزیزوں اور قرابتداروں کو ہدایت کی ضرورت ہے تو انھیں ڈرائے اور ان کی ہدایت کرے کہ انسان قیامت تک ہدایت و انذار کا محتاج ہے۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ [1]

کتنا خدا پسند عمل ہے کہ انسان کبھی اپنی زوجہ اور قرابتداروں کو اپنے گھر میں جمع کرے اور اگر صلاحیت رکھتا ہو تو انھیں نصیحت کرے، حلال و حرام میں تمیز کرائے برے افعال اور بد اخلاق کے عواقب سے ڈرائے اور ان کے سامنے

---

[1] شعراء ۲۱۴

فقہ و شرع کے مسائل بیان کرے۔

خدا ان حقائق کی طرف لوگوں کی ہدایت انبیاء و ائمہ جیسا کام ہے، اور ثواب کے لحاظ سے حیرت انگیز عمل ہے۔ کہتے ہیں علامہ مجلسیؒ شب جمعہ میں اپنے بیوی بچوں کے لئے ایسا ہی پروگرام مرتب کرتے تھے اور اس کو اپنے لئے ضروری سمجھتے تھے کیونکہ علمی انفاق بھی مالی انفاق کے مانند خدا پسند کام ہے، قرابتداروں کے ساتھ نیک برتاؤ اور والدین پر احسان کرنے کو قرآن مجید میں عبادت کے بعد بیان کیا گیا ہے اور اس طرح قرابتداروں سے ربط رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
وَّذِي الْقُرْبٰى (بقرہ/۸۳)

خدا کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو اور اپنے ماں باپ
اور قرابتداروں پر احسان کرو۔

انسان فطری طور پر مال و دولت کو دوست رکھتا ہے اگر مال سے محبت نہ ہوتی تو پھر کوئی شخص بھی کام، کوشش، اور تجارت و زراعت نہ کرتا جس مال کو انسان محنت و مشقت سے کماتا ہے اس سے محبت ہو جاتی ہے، قرآن مجید کہتا ہے اپنے قرابتداروں کی مشکل حل کرنے اور ان کی زندگی کو چلانے کے لئے اپنے اس معشوق سے دست بردار ہو جائیں، اس سے محبت کے باوجود اسے قرابتداروں کی زندگی چلانے کے سلسلہ میں خرچ کرو وہ سچوں اور مومنوں کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے قرابتداروں پر پیسہ خرچ کرتے ہیں۔

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى [1]

اور اپنا مال قرابتداروں کی محبت میں خرچ کرو۔

نسبی و حسبی قرابتدار کو ان کے ربط و رتبہ کے لحاظ سے انسان کے مرنے کے

---

[1] بقرہ ۱۷۷

بعد میراث ملتی ہے اس لئے قرآن مجید کی ایک آیت ملاحظہ فرمائیں یہ آیت تمام حقائق کی ایک مکمل سند ہے۔

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰی (نساء/۸)

اور جب ترکہ کی تقسیم کے وقت قرابتدار آجائیں

کتاب خدا کے لحاظ سے قرابتداروں کی حیثیت و شان کی رعایت کرنے کی اتنی زیادہ تاکید کی گئی ہے کہ خدا فرماتا ہے: قرابتداروں کے بارے میں بات کہنے میں بھی عدالت سے کام لو!

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی (انعام/۱۵۲)

اور جب تم بات کہو تو انصاف کے ساتھ کہو خواہ تمہارا عزیز ہی کیوں نہ ہو۔

ان کی توہین کرنا۔ ان کا ذلیلوں کی طرح ذکر کرنا اور ان سے بے اعتنائی سے پیش کرنا خلاف شرع ہے اور ایسا فعل ہے جس کا اخلاق و بزرگی سے کوئی ربط نہیں ہے۔

خداوند عالم نے سب کو عدل و احسان انفاق و خرچ کا حکم دیا ہے اور اس سلسلہ میں قرابتداروں کا نام لیتا ہے،

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (نحل/۹۰)

وَاِيْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی

بیشک خدا قرابتداروں کے ساتھ نیکی کرنے اور کچھ دینے کے سلسلہ میں عدل کا حکم دیتا ہے مستحق لوگوں پر خرچ کرنے میں میں کوتاہی کرنا خصوصاً مالداروں کا اپنے قرابتداروں پر خرچ نہ کرنا خدا پسند کام نہیں ہے اور شرع، عقل و منطق اور اخلاق و فطرت کے لحاظ سے قابل قبول نہیں ہے۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ
يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ (نور/۲۲)

عدالت میں شہادت گواہی دینے میں عدل سے کام لو، حق کی شہادت دو، شہادت کو چھپاؤ نہیں۔

دستور ہے کہ اگر قرابتدار مشرک ہیں خدا سے ان کا ربط نہیں ہے، دین خدا سے روگرداں ہیں تو ان کے لئے دعائے مغفرت نہ کرو۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا
لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ (توبہ/۱۱۳)

یہ بھی حکم ہے کہ اگر تمہارے باپ، بھائی، اور قرابتدار خدا اور رسولؐ کے دشمن ہیں تو ان سے دوستی نہ کرو۔

ان دو موقعوں یعنی مشرک قرابتداروں کی دعائے مغفرت سے اور ان سے دوستی کرنے سے ممانعت، کے علاوہ قرابتدار اور انسان ایک پیکر ہیں اور خون کا رشتہ ہے اور میاں بیوی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے کو ان کے یہاں آنے جانے اور ان سے ملاقات کرنے سے منع نہ کریں خصوصاً عورت اپنے شوہر کو اس مبغض عظیم اور خیر کثیر اور خدا کی عبادت سے نہیں روک سکتی،

زن و شوہر سے میری گذارش یہ ہے کہ قرآن مجید کی ۲۳ ویں آیت کی بنیاد پر اپنے قرابتداروں اور دوسرے کے قرابتداروں کا احترام کریں ان کے یہاں آمد و رفت رکھیں، انھیں اپنے گھر بلائیں اور اگر پیسہ ہو اور قرابتداروں کو ضرورت ہو تو ان کی مدد کرو۔

اس سلسلہ میں عورت کو محتاط رہنا چاہیئے، شوہر کو پریشان نہ کرے کہ اس کی ناراضی اور قہر روایات کی رو سے خدا کی ناراضی و قہر ہے جس عورت کا شوہر اس سے ناراض ہوگا اس کا کوئی واجب و مستحبی عمل قبول نہیں ہوگا۔[1]

---

[1] بحار ج ۱۰۰ ص ۲۴۴

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنَةٌ اِمْرَاَةٌ تُؤْذِیْ زَوْجَهَا وَتُعَنِّتُهٗ [1]

ملعون ہے ملعون ہے وہ عورت جو اپنے شوہر کو تکلیف دیتی ہے اور اسے رنجیدہ کرتی ہے"

شوہروں کو فرائض اداکرنے کے مسئلہ میں رنج پہونچتا ہے خصوصاً شوہر کے فرائض کے سلسلہ میں عورت منطقی و شرعی دلیل کے بغیر شوہر سے لڑتی ہے اور اس طرح خود کو رحمت خدا سے محروم کرتی ہے۔

---

[1] بحار ج ۱۰۰ ص ۲۵۳

﴿ الذين يصلون ما امرالله به ان يوصل... ﴾

«رعد / ٢١»

صلهٔ رحم

الذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل
(رعد/۲۱)

صلۂ رحم

قرآن اور صلۂ رحم

جن نیک کاموں اور پسندیدہ اعمال کو بجالانے کا خدا، انبیاؑ، ائمہ معصومینؑ نے حکم دیا ہے ان میں سے ایک صلہ رحم ہے علامہ خبیر محدث کبیر، فیلسوف عظیم عارف عاشق ملا محسن فیض کہ جنھوں نے ایک عمر قرآن مجید اور روایات کے ساتھ گذاری تھی وہ صلہ رحم کے معنی لکھتے ہیں کہ ذوی الارحام سے ملاقات کرے ان کی مادی مشکلات کو حل کرے۔ ان کے اقتصادی و مالی امور میں مدد کرے اور ان کے بچوں کی شادیاں کرے۔ اگر قرآن مجید کی آیتوں اور روایات میں غور کیا جائے تو صلۂ رحم کے یہی معنی سمجھ میں آتے ہیں۔

صلۂ رحم کے سلسلہ میں انبیاء اور ائمہ معصومینؑ انھیں امور کو انجام دیتے تھے قرآن مجید صلۂ رحم کرنے کا حکم دیتا ہے اور اسے صاحبان عقل کا کام سمجھتا ہے اور قطع رحم کو فسق اور قطع کرنے والے کو فاسق سمجھتا ہے۔

سورۂ نساء میں فرماتا ہے کہ اللہ اور ذوی الارحام کے بارے میں خدا سے ڈرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو۔ واقعاً حیرت انگیز بات ہے کہ خدا اپنے فوراً بعد ارحام کا ذکر کرتا ہے۔

واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام [1]

ذوی الارحام کے بارے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی

---

[1] نساء: ۱

آبرو، حیثیت کا خیال رکھیں، ان کی ملاقات کو جائیں اور ان کی زندگی کے نقائص کو دور کریں۔

سورۂ رعد میں صاحبانِ عقل کے خصوصیات کے عنوان سے کچھ مسائل بیان فرمائے ہیں اور قیامت میں اس کا فائدہ یہ بیان کیا ہے کہ ملائکہ ان کا استقبال کریں گے، فرشتے ان پر سلام بھیجیں گے اور ان کی عاقبت بخیر ہوگی ان مسائل میں سے صلۂ رحم بھی ہے:

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ [1]

قطع رحم کے بارے سورہ بقرہ میں فرماتا ہے:

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ
وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْخٰسِرُوْنَ [2]

اور جس چیز کو صلۂ رحم سے متصل رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے وہ اسے قطع کرتے ہیں اور زمین پر فساد کرتے ہیں درحقیقت یہی گھاٹا اٹھانے والے ہیں۔

بیشک قطع رحم کرنا بہت بڑا گھاٹا ہے۔

قطع رحم کے بارے میں سورہ رعد میں ایک آیت یہ ہے:

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ
وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ
اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ [3]

جس کو ملائے رکھنے کا خدا نے انھیں حکم دیا ہے وہ اسے قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں انھیں پر لعنت ہے اور یہی جہنم کا ایندھن ہیں۔

---

[1] سورۂ رعد: ۲۱ [2] بقرہ/۲۷ [3] رعد/۲۵

سورۂ محمد میں ارشاد ہے:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي
الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۔ (محمد/۲۲)

تم حکم خدا سے روگردانی کرتے ہو اور زمین میں فساد پھیلاتے ہو اور قطع رحم کرتے ہو اس کے باوجود نجات کی امید رکھتے ہو۔

صلہ رحم کی کتنی اہمیت ہے کہ اس کو انجام دینے والے کا قیامت میں فرشتے استقبال کرتے ہیں۔ وہ اس پر سلام بھیجتے ہیں اور اس کی عاقبت بخیر ہوگی اور قطع رحم کرنا لعنت و سوء عاقبت اور نجات سے محرومی کا باعث ہے۔

ذوی الارحام کی ان کی عزت و آبرو کے تحفظ کے ساتھ مالی مدد کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ
مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ
جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ
أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِنْ لَمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۔ (بقرہ/۲۶۵)

جو لوگ خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں، لطف خدا سے دل خوش رکھتے ہیں ان کی مثال اس باغ کی سی ہے جو بلند جگہ پر ہوتا ہے اور موسم سے اس پر بارش برس جاتی ہے تو اس کا ماحصل دوبرابر ہو جاتا ہے اور اگر تھوڑی بارش ہو جاتی ہے تاکہ وہ رفتہ رفتہ پھل دار ہو جائے اور خدا ان چیزوں سے بخوبی واقف ہے جنھیں تم انجام دیتے ہو۔

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ وَاِنْ
تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ
وَیُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۔ (بقرۃ/۲۷۱)

اگر تم کھلم کھلا مستحقین کو صدقہ دو گے تو یہ نیک کام ہے اور اگر آبرومند مستحقین تک خفیہ طریقہ سے پہونچاؤ گے تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے، خداوند عالم تمہارے اس خفیہ کام کی جزا میں تمہارے گناہوں کو چھپائے گا اور وہ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ
سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ
وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ (بقرۃ/۲۷۴)

جو لوگ رات دن آشکار اور خفیہ طریقہ سے انفاق کرتے ہیں خدا کے یہاں ان کا بڑا اجر ہے اور ان کے لئے خوف و ملال نہیں ہے۔

ایک نیک مشورہ

اپنے نسبی و حسبی رشتہ داروں کی خواہ مالدار ہوں یا نادار، سب کا جائزہ لیں اور مالداروں کو جمع کریں اور ان کے سامنے صلۂ رحم سے متعلق آیات و روایات کو پڑھیں ان کی وضاحت کریں اور ان سے یہ کہیں کہ آپ حضرات میں سے ہر ایک ہر ماہ یا ہر سال کی ابتدا میں اپنی استطاعت کے مطابق معتدبہ مال جمع کرے اور اس مال کو دو معزز و معتبر افراد کے دستخط سے بینک میں ڈال دیا جائے اور جب

کسی نادار صاحب رحم کو کوئی مشکل پیش آئے تو اسے وہ مال اگر گنجائش ہو تو بلا عوض ورنہ قرض الحسنہ کے طور پر دیا جائے۔ اگر وہ گھر خریدنا چاہتا ہے گھر خرید دے یا اپنے دوسرے امور میں خرچ کرے، چاہے لڑکی کا جہیز فراہم کرے خواہ لڑکی کی شادی کرے،

یہ کام آسان، خدا پسند، مشکل حل کرنے والا، افسوس اور حسرت کو ختم کرنے والا ہے اس کے ثواب کی طرف گذشتہ تین آیتوں میں اشارہ ہوا ہے، اس مشورہ کو سب کے سامنے پیش کیا جائے، اور سب سے کہا جائے کہ اسے عملی صورت دی جائے، اگر اس پر عمل ہو جائے تو اس سے حکومت اور مخیر حضرات کا بار ہلکا ہو جائے گا، اور مالداروں کو اپنے قرابتداروں کی مدد کے ذریعہ بہت بڑا ثواب ہوگا۔

قرآن مجید نے انفاق والی آیتوں میں قرابتداروں اور ذوی الاحترام کی خبر گیری کو دوسروں پر مقدم کیا ہے، اور ان کے بعد یتیم، مسکین، فقیر اور راستہ میں بیچارہ ہو جانے والے اور دیوالیہ ہو جانے والے کا ذکر کیا ہے۔ نمونہ کے طور پر اس آیت کو ملاحظہ فرمائیں۔

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ، وَابْنَ السَّبِيْلِ
وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ (بقرہ/۱۷۷)

عجیب واقعہ

صدوقؒ نے معتبر سند کے ذریعہ امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے
حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں مناجات و انابت اور نالہ کر رہے تھے آپ کی آواز زمین و فلک جانے والے اور عذاب خدا میں مبتلا قارون کی روح تک

پہونچائی گئی اس نے پوچھا یہ کس کی آواز ہے عذاب پر موکل فرشتہ نے کہا۔
بنی اسرائیل کے ایک پیغمبرؑ کی آواز ہے اس نے کہا چند باتیں کہنے کی اجازت
چاہتا ہوں، اجازت دے دی گئی اس نے موسیٰؑ و ہارونؑ کا حال معلوم کیا یونسؑ
نے جواب دیا میں ان کے زمانہ سے تعلق نہیں رکھتا ہوں لیکن ان دونوں کا انتقال
ہو چکا ہے اور قارون رونے لگا حکم خدا ہوا اپنی قوم پر رونے کی جزا میں اس
کے عذاب میں تخفیف کر دو [1]

روایات صلۂ رحم

رسولؐ نے فرمایا

صِلْ رَحِمَكَ وَلَوْ بِشَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَأَفْضَلُ
مَا يُوصَلُ بِهِ الرَّحِمُ كَفُّ الْأَذَى عَنْهَا [2]

صلۂ رحم کر خواہ پانی کے ایک گھونٹ کے ذریعہ ہو اور سب
سے بڑا صلۂ رحم یہ ہے کسی آزار نہ پہونچائے

نیز فرمایا

صِلُوا أَرْحَامَكُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَوْ بِسَلَامٍ [3]

دنیا میں صلۂ رحم کر خواہ ایک سلام کے ذریعہ ہی ہو۔

رسولؐ سے منقول ہے

سِرْ سَنَةً صِلْ رَحِمَكَ [4]

صلۂ رحم کر کے ایک سال کا راستہ طے کر جاؤ۔

نیز آنحضرتؐ نے ایک روایت میں فرمایا ہے

میں اپنے اور بعد والے زمانہ والوں اور آباء و اجداد کے صلب اور ماں کے رحموں
میں ہیں اور قیامت تک ہونے والوں کو صلۂ رحم کرنے کی وصیت کرتا ہوں خواہ ایک

---

[1] سفینۃ البحار [2] بحار ج ۷۴ ص ۱۰۳ [3] ایضاً ص ۱۰۴ [4] ایضاً ص ۱۰۳، ص ۱۰۵

سال کا سفر ہی کرنا پڑے بیشک صلۂ رحم دین ہے [1]

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں۔

صِلَةُ الْاَرْحَامِ تُزَكِّي الْاَعْمَالَ وَتُثْمِنُ الْاَمْوَالَ وَتَدْفَعُ الْبَلْوٰى، وَتُيَسِّرُ مِنَ الْاَجَلِ [2]

صلۂ رحم اعمال کو پاک، اموال میں اضافہ کرتا ہے بلا کو دفع کرتا ہے۔ اور موت کو ٹالتا ہے۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں۔

اِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ وَالْبِرَّ لَيُهَوِّنَانِ الْحِسَابَ وَيَعْصِمَانِ مِنَ الذُّنُوْبِ فَصِلُوْا اَرْحَامَكُمْ وَبِرُّوْا اِخْوَانَكُمْ وَلَوْ بِحُسْنِ السَّلَامِ وَرَدِّ الْجَوَابِ

صلۂ رحم اور نیکی کرنا روز قیامت انسان کے حساب کو آسان کرتا ہے آدمی کو گناہوں سے بچاتا ہے پس تم صلۂ رحم کرو بھائیوں کے ساتھ نیکی کرو خواہ خندہ پیشانی کے ساتھ سلام اور جواب دینے کی صورت میں ہو۔

رسولؐ فرماتے ہیں۔

صِلَةُ الرَّحِمِ تَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ وَتَنْفِي الْفَقْرَ

صلۂ رحم سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور فقر کو دور رکھتا ہے

صِلَةُ الرَّحِمِ تُعَمِّرُ الدِّيَارَ وَتَزِيْدُ فِي الْاَعْمَارِ وَاِنْ اَهْلُهَا غَيْرُ اَخْيَارٍ

---

[1] بحار ج ۷۴، ص ۱۰۳، ۱۰۵ [2] ایضاً

صلہ رحم سے شہر آباد، عمر میں اضافہ ہوتا ہے خواہ صلہ رحم کرنے والے نیک آدمی نہ ہوں،

مَنْ مَشٰی اِلٰی ذِیْ قَرَابَتِہٖ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ لِیَصِلَ رَحِمَہٗ اَعْطَاہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اَجْرَ مِائَۃِ شَہِیْدٍ۔

جو شخص اپنے جان و مال کے ساتھ اپنے قرابتدار کے پاس جائے یا اس کے ساتھ صلہ رحم کرے خداوند عالم اسے سو شہیدوں کا اجر کرتا ہے

وَلَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ اَرْبَعُوْنَ اَلْفَ حَسَنَۃٍ وَیُمْحٰی عَنْہُ اَرْبَعُوْنَ اَلْفَ سَیِّئَۃٍ وَیُرْفَعُ لَہٗ مِنَ الدَّرَجَاتِ مِثْلُ ذَالِکَ وَکَاَنَّمَا عَبَدَ اللّٰہَ مِائَۃَ سَنَۃٍ صَابِرًا مُحْتَسِبًا

جو شخص صلہ رحم کی طرف ایک قدم اٹھاتا ہے اس کے لئے چالیس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور چالیس ہزار گناہ محو کئے جاتے ہیں اور چالیس ہزار درجے بلند کئے جاتے ہیں گویا ایک لاکھ سال تک خلوص و عبادت کے ساتھ خدا کی عبادت کی ہے۔

رسولؐ نے فرمایا

اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ دَرَجَۃً لَا یَبْلُغُھَا اِلَّا اِمَامٌ عَادِلٌ اَوْ ذُوْ رَحِمٍ وَصُوْلٌ اَوْ ذُوْ عِیَالٍ صَبُوْرٌ

جنت میں ایک درجہ ہے جو امام عادل، صلۂ رحم کرنے والے
اور اہل و عیال کے سلسلہ میں صبر کرنے والے ہی کو ملیگا

حضرت ابوذرؓ سے فرمایا

صلۂ رحم کرو اگرچہ وہ تمہیں دیکھ کر غصہ ہی ہوں، اگر وہ تمہیں داخل نہ ہونے دیں تو دوبارہ جاؤ آخر کار تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اگر اس نے حکم خدا سے روگردانی کی ہے تو تم اس سے روگردانی نہ کرو۔

ایک شخص نے خدمت رسولؐ میں عرض کی، کچھ میرے قرابتدار ہیں صلۂ رحم کے سلسلہ میں میں ان کا حق ادا کرتا ہوں لیکن وہ مجھے ستاتے ہیں میں انھیں چھوڑنا چاہتا ہوں آنحضرتؐ نے فرمایا: اس صورت میں خدا تم سب کو چھوڑ دے گا۔ عرض کی میرا کیا فرض ہے؟ فرمایا جو تمہیں محروم کرے تم اسے دو، جو تم سے قطع رحم کرے تم اس کے ساتھ صلۂ رحم کرو جو تمہارے ساتھ برائی کرے تم اسے معاف کر دو خداوند عالم تمہیں ان پر فوقیت دے گا۔

قطعِ رحم کی روایات

ابوبصیر کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو کہ آپؑ کے مخالفوں سے قطع تعلق کر لیتا ہے۔ کہ میرا کیا فرض ہے۔ فرمایا: یہ کام صحیح نہیں ہے۔[1]

جہم بن حمید کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کی:

يَكُونُ لِيَ الْقَرَابَةُ عَلَى غَيْرِ أَمْرِي أَلَهُمْ
عَلَيَّ حَقٌّ؟ قَالَ نَعَمْ حَقُّ الرَّحِمِ لَا يَقْطَعُهُ
شَيْءٌ وَإِذَا كَانُوا عَلَى أَمْرِكَ كَانَ لَهُمْ
حَقَّانِ حَقُّ الرَّحِمِ وَحَقُّ الْإِسْلَامِ[2]

---

[1] بحار ۷۵، ص ۱۸۵ [2] بحار ج ۷۴ ص ۱۳۱

میرے کچھ قرابتدار ہیں جو میرے دین پر نہیں ہیں کیا ان کا بھی میرے اوپر کوئی حق ہے؟ فرمایا حق رحم کو کوئی چیز قطع نہیں کر سکتی ہے اگر تمہارے دین پر ہوتے تو تم پر دو حق ہوتے حق رحم اور حق اسلام،

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں میں نے رسول خداؐ کی کتاب میں دیکھا ہے:

اِذَا قَطَعُوا الْاَرْحَامَ جُعِلَتِ الْاَمْوَالُ فِیْ اَیْدِی الْاَشْرَارِ [1]

جب لوگ قطع رحم کر لیتے ہیں تو اموال شریر لوگوں کے اختیار میں چلا جاتا ہے۔

رسولؐ فرماتے ہیں:

ثَلَاثَةٌ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ وَمُؤْمِنُ سِحْرٍ وَقَاطِعُ رَحِمٍ [2]

تین قسم کے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے، ہمیشہ شراب پینے والا، جادوگر مومن، اور قطع رحم کرنے والا،

امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں:

جن گناہوں سے فنا جلد آتی ہے اور جو اجل کو نزدیک کرتے ہیں ان سے میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَوَیَکُوْنُ ذُنُوْبٌ تُعَجِّلُ الْفَنَاءَ؟ فَقَالَ نَعَمْ وَیْلَكَ قَطِیْعَةُ الرَّحِمِ [3]

راوی نے عرض کی کہ اے امیرالمومنینؑ کیا ایسے بھی گناہ ہیں جن سے موت قریب آتی ہے فرمایا: ہاں۔ وائے ہو قطع رحم کرنے والے پر۔

---

[1] بحار ج ۷۳ ص ۳۶۹ [2] ایضاً ج ۷۴ ص ۹۰ [3] ایضاً ص ۱۳۷

نیز فرمایا:

اَقْبَحُ الْمَعَاصِی قَطِیْعَۃُ الرَّحِمِ وَالْعُقُوْقُ [1]

بدترین گناہ قطعِ رحم اور ماں باپ کا عاق کرنا ہے

رسولؐ نے فرمایا:

اِنَّ الرَّحْمَۃَ لَا تَنْزِلُ عَلٰی قَوْمٍ مِنْھُمْ قَاطِعُ رَحِمٍ [2]

جو لوگ قطعِ رحم کرتے ہیں خدا کی رحمت ان کے شامل حال نہیں ہوتی ہے۔

نیز فرمایا:

اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ لَا تَنْزِلُ عَلٰی قَوْمٍ مِنْھُمْ قَاطِعُ رَحِمٍ [3]

جن لوگوں کے درمیان قطعِ رحم کرنے والے ہوتے ہیں ان پر فرشتے نازل نہیں ہوتے ہیں۔

متوکل کے بیٹے نے امام علی نقیؑ سے کہا میرا باپ واجب القتل ہے کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں امامؑ نے فرمایا۔ چونکہ تم اس کے بیٹے ہو لہٰذا تم یہ کام نہ کرو کیونکہ اگر تم یہ کام کرو گے تو چھ ماہ سے زیادہ زندہ نہ رہو گے

---

[1] میزان الحکمت ج ۴ ص ۸۹ [2] ایضاً [3] ایضاً

﴿ فاتّقوا اللّٰه ما استطعتم و اسمعوا و اطيعوا و انفقوا خيرا لانفسكم و من يوق شحّ نفسه فاولئک هم المفلحون ﴾

« تغابن / ۱۶ »

۲۹

خاندان کی نیک بختی اور بدبختی کے اسباب

فاتقوا اللہ ما استطعتم واسمعوا واطیعوا
وانفقوا خیرا لانفسکم ومن یوق شح نفسہ
فاولئک ھم المفلحون تغابن ۱۶

خاندان کی نیک بختی اور بدبختی کے اسباب

سعادت وشقاوت

سعادت وشقاوت انسان کے اعمال واخلاق اور اس کے عقائد کا نتیجہ ہیں، عقائد حقہ، اخلاق حسنہ، اور نیک اعمال سے سعادت ہمدار ہوتی ہے خلاف حقیقت اعتقادات، اخلاق برائی اور بداعمالیوں سے بدبختی وشقاوت وجود میں آتی ہے سعادت یعنی دنیا وآخرت میں خوش بختی شقاوت یعنی دنیا وآخرت میں بدبختی،

سعادت کا ماحصل خدا کی رضا اور بہشت جاوداں ہے خدا سے عداوت ہمیشہ کے لئے دردناک عذاب شقاوت کا نتیجہ ہے، مسلمان و مومن خاندان کو ان دو حقیقتوں، یعنی سعادت وشقاوت پر توجہ رکھنا چاہئے،

زن وشوہر کو چاہیئے کہ وہ شادی کے بعد سے ہی سعادت کے عوامل اپنانے اور شقاوت کو دفع کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کریں تاکہ گھر اور اس کی فضا ان دونوں اور بچوں کے لئے صحیح رہے۔

خاندان کو ابتداء ہی سے ایمان عمل صالح کی انجام دہی اور اخلاق حسنہ

سے آراستگی کے ذریعہ خدا کی رضا حاصل کرے اور خدا کی بہشت میں داخل ہونے کا استحقاق پیدا کرے قرآن مجید اور روایات میں سعادت و شقاوت دونوں کی علت سے مفصل بحث ہوئی ہے اور تمام لوگوں کو ہوشیار کر دیا گیا ہے کہ ہر ذی شعور خود کو سعادت سے محروم اور شقاوت سے آلودہ نہ کرے میں خاندان کے نظام سے بحث کی مناسبت سے اور اس بنیاد پر کہ زندگی میں کچھ اصولوں کی پابندی اور بعض مسائل سے اجتناب کرنا چاہیئے کہ جن میں ان کی سعادت ہے میں اخلاق کی اچھائی اور برائی کی طرف دو مرحلوں میں اشارہ کروں گا کہ ان کی خاندانوں کو زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور ایمان و عمل کے لئے مفصل کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

بعض خاندانوں خصوصاً ایران کے خاندانوں میں خدا و قیامت پر ایمان نبوت و امامت کے اعتقاد، نماز و روزہ کی پابندی حج اور مالی حقوق کی ادائیگی حرام خوری سے پرہیز خلاف انسانیت شہوت رانی اور نامحرموں سے اجتناب قابل قبول ہیں، اخلاقی مسائل کی پابندی نہ کرنے اور نفس کی برائیوں سے دور نہ رہنے کی وجہ سے زیادہ تر خاندانوں میں کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں جہاں تک ہو سکے گا میں ان دو مرحلوں کی وضاحت کر دونگا۔

انصاف

انصاف کے معنی دادگری اور عدالت کے معنی دوسروں کی خدمت جو اپنے لئے پسند کرتے ہو دوسروں کے لئے پسند کرو اور جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو۔

میاں بیوی کو چاہیئے کہ وہ اس حقیقت کو تسلیم کریں اور بچوں کو بھی اس کا حکم دیں اور بچے والدین سے اسے قبول کرنے کی گذارش کریں۔

جو شخص بھی اسلام کے نقطۂ نظر سے بالغ و عاقل ہے اسے چاہیئے کہ دوسروں کو انصاف دے اور ہر معاملہ میں ان کا خیال رکھے۔

امام جعفر صادقؑ نے رسولؐ سے روایت کی ہے۔

اَعْدَلُ النَّاسِ مَنْ رَضِیَ لِلنَّاسِ مَا یَرْضٰی لِنَفْسِہٖ وَکَرِہَ لَھُمْ مَا یَکْرَہُ لِنَفْسِہٖ[1]

سب سے بڑا عادل وہ شخص ہے جو دوسروں کے لئے بھی وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور جسے اپنے لئے پسند نہیں کرتا ہے وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہیں کرتا ہے۔

رسولؐ فرماتے ہیں:

مَنْ وَاسَی الْفَقِیْرَ، وَاَنْصَفَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِہٖ فَذٰلِکَ الْمُؤْمِنُ حَقًّا[2]

جو شخص کسی فقیر کی مدد کرتا ہے اور سب کے ساتھ انصاف کرتا ہے واقعاً وہ مومن ہے۔

رسولؐ نے امیر المومنینؑ سے فرمایا: تین چیزیں ایمان کی حقیقت ہیں:

اَلْاِنْفَاقُ مِنَ الْاِقْتَارِ وَاِنْصَافُ النَّاسِ مِنْ نَفْسِکَ وَبَذْلُ الْعِلْمِ لِلْمُتَعَلِّمِ[3]

ناداری کے وقت انفاق کرنا سب لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا اور تشنگان علم کو سیراب کرنا۔

ایک شخص نے رسولؐ کی خدمت میں عرض کی مجھے ایسا عمل بتایئے جس سے میں باآسانی جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا:

لَا تَغْضَبْ وَلَا تَسْاَلِ النَّاسَ شَیْئًا وَارْضَ

---

[1] بحار ج ۷۲، ص ۲۵ [2] ایضاً ص ۲۵، ص ۲۸ [3] ایضاً

لِلنَّاسِ مَا تَرْضٰی لِنَفْسِكَ [1]

عفو نہ کرو لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ اور جو اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کے لیے پسند کرو۔

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا:

اَلَا اِنَّهٗ مَنْ یُنْصِفُ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهٖ لَمْ یَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا عِزًّا [2]

جان لو کہ جو شخص تمام لوگوں کے ساتھ انصاف کرتا ہے خداوند عالم اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے۔

اس خاندان کی زندگی کتنی شیریں اور عالی ہے کہ جس میں شوہر بیوی کے ساتھ بیوی شوہر کے ساتھ، ماں، باپ بچوں کے ساتھ، اور بچے والدین کے ساتھ انصاف کرتے ہیں اور ہر ایک دوسرے کیلئے وہی چیز پسند کرتا ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور جو اپنے لئے پسند نہیں کرتا ہے اسے دوسروں کے لئے بھی پسند نہیں کرتا ہے۔

ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ ساری مشقتیں اور زحمتیں بیوی کے دوش پر اور سارے عیش و آرام کا مالک مرد ہو ایسا بھی نہیں ہونا چاہیئے کہ ماں باپ جان کھپائیں اور اولاد ٹھاٹھ سے کھائے اور آرام سے چادر تان کر سوئے بلکہ سب کو چاہیئے کہ ایک دوسرے کے ساتھ انصاف کریں اس کی خدمت کریں گھر کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کریں تاکہ انھیں کچھ سعادت نصیب ہو جائے اور شقاوت سے محفوظ رہیں۔

نرم خوئی

نرم خوئی، ایک دوسرے کے ساتھ نباہ کرنا نرم و گرم اخلاق کے ساتھ

---

[1] بحار ج ۷۲ ص ۲۵، ح ۲۸ [2] ایضاً ص ۳۳

ایک دوسرے کے ہمراہ زندگی بسر کرنا اسلام کا حکم ہے اس کے علاوہ ایک قسم کی عبادت بھی ہے اور اس کا بڑا ثواب ہے۔

رسولؐ فرماتے ہیں:

اَلرِّفْقُ یُمْنٌ وَالْخُرْقُ شُؤْمٌ [1]

رفق و نرم خوئی میں برکت ہے اور ناسازگاری بری چیز ہے کہ جس میں کوئی برکت نہیں ہے۔

نیز فرمایا:

اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَنْ یَحْرُمُ عَلَیْہِ النَّارُ غَدًا؟ قَالُوا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ: قَالَ اَلْقَرِیْبُ اللَّیِّنُ السَّہْلُ [2]

کیا میں تمہیں اس کے بارے میں خبر نہ دوں جس پر قیامت میں آگ حرام ہے؟ سب نے کہا بتائیے۔ فرمایا جو شخص قریبی رشتہ دار کے ساتھ زندگی میں نرم خوئی سے پیش آتا ہے۔

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا:

اِلٰہِی مَا جَزَاءُ مَنْ کَفَّ اَذَاہُ عَنِ النَّاسِ وَبَذَلَ مَعْرُوْفَہُ لَہُمْ؟ قَالَ یَا مُوْسٰی تُنَادِیْہِ النَّارُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لَا سَبِیْلَ لِیْ عَلَیْکَ [3]

اے اللہ اس شخص کی جزا کیا ہے جو لوگوں کو آزار نہیں دیتا ہے بلکہ ان کے ساتھ نیکی کرتا ہے خطاب ہوا موسیٰ قیامت کے دن جہنم اس سے کہے گا میری طرف تمہارا راستہ نہیں ہے۔

---

[1] بحار، ج ۷۲، ص ۵۱ و ص ۵۲ [2] و [3] ایضاً

لوگوں نے رسولؐ کی خدمت میں عرض کی انسان کے لیے اسلام کا بہترین پروگرام کیا ہے؟
فرمایا:

مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ يَدِهٖ وَلِسَانِهٖ [1]

جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان امان میں رہیں۔

رسولؐ نے فرمایا:

مَا مِنْ عَمَلٍ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى
وَرَسُوْلِهٖ مِنَ الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالرِّفْقِ
بِعِبَادِهٖ وَمَا مِنْ عَمَلٍ اَبْغَضَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى
مِنَ الْاِشْرَاكِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَالْعُنْفِ
عَلٰى عِبَادِهٖ [2]

خدا اور اس کے رسولؐ کے نزدیک محبوب ترین عمل یہ ہے کہ ایمان لائے اور اس کے بندوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے اور خدا اور رسولؐ کے نزدیک بدترین عمل شرک ہے اور اس کے بندوں کے ساتھ سختی سے پیش آنا ہے۔

مرد کے لیے عورت کا اور عورت کے لیے مرد، بچوں کے لیے دونوں کا اور دونوں کے لیے بچوں کا فریضہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ نرمی و محبت اور پیار سے پیش آئے۔

نصیحت

نصیحت و خیر خواہی میں دنیا و آخرت کے فوائد ہیں اور ناصح کی نصیحت کو

---

[1] و [2] بحار ج ۷۲ ص ۵۳ و ص ۵۴

قبول کرنے سے دل منور ہوتا ہے اور یہ بیداری و بصیرت کا باعث ہوتا ہے ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق دوسرے کو نصیحت کرے اور اس کا خیر خواہ ہو اور نصیحت سننے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ نصیحت کو سنے اور اس کے مطابق عمل کرے۔

نصیحت کرنے میں کسی قسم کی شرم و حیا سے کام نہیں لینا چاہیئے کیونکہ یہاں شرم کا موقعہ نہیں ہے اور نصیحت قبول کرنے کے لئے غرور و تکبر کو ایک طرف رکھ دینا چاہیئے کہ حیا، نصیحت میں رکاوٹ ہے رسولؐ فرماتے ہیں:

احمقانہ حیا نصیحت میں اور تکبر نصیحت قبول کرنے میں مانع ہے اور یہ شیطانی عمل ہے، گھر کے سرپرست کو چاہیئے کہ وہ کبھی کبھی بیوی، بچوں کو نصیحت کرے اور انھیں ان کے فریضہ سے آگاہ کرے کبھی عورت بھی مرد کو نصیحت کرے اور اسی طرح کبھی بچوں کو والدین کے لئے خیر خواہ ہونا چاہیئے اور ہر ایک کے لئے ضروری ہے کہ دوسرے کی نصیحت کو سنے اور اس سلسلہ میں غرور و تکبر نہ کرے۔

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں:

مَنْ رَأَى أَخَاهُ عَلَى أَمْرٍ يَكْرَهُهُ فَلَمْ يَرُدَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ فَقَدْ خَانَهُ[1]

جو شخص اپنے بھائی کو کوئی غلطی کرتے ہوئے دیکھے اور وہ اس سے باز رکھنے پر قدرت رکھتا ہو اور پھر اسے خطرہ سے بچانے کے لئے اقدام نہ کرے اور نہ ڈرائے تو یقیناً اس نے مومن بھائی سے خیانت کی ہے۔

---

[1] بحار ج ۷۲ ص ۶۵

ادب

قدآور باتوقیر ہونا اور تربیت سے آراستہ ہونا، لوگوں کا پاس و لحاظ رکھنا، اپنے بھرم کو ہر ایک کے نزدیک اور ہر جگہ محفوظ رکھنا، نپی تلی بات کہنا، لوگوں کا احترام کرنا اور دوسرے کچھ امور ادب کے مراتب ہیں۔

میاں کو بیوی کے لئے اور بیوی کو میاں کے لئے اور دونوں کو بچے کے لئے اور بچوں کو والدین کے لئے مؤدب ہونا چاہیئے۔ ادب انسان کی قدر و قیمت میں اضافہ کرتا ہے۔ اس کی عزت و شخصیت کو محفوظ رکھتا ہے اس کی محبوبیت میں اضافہ کرتا ہے، اس کے دوستوں کی تعداد بڑھاتا ہے آدمی کو خاندان اور باہر کے لوگوں میں پہچنواتا ہے۔ ان امور کے علاوہ ادب کی وجہ سے رحمت اس کے شامل حال ہوتی ہے اور ادب کی پابندی ایک قسم کی عبادت ہے۔

امیرالمومنین ؑ فرماتے ہیں:

لَاحَسَبَ اَبْلَغُ مِنَ الْاَدَبِ [1]

کوئی حسب ادب سے بلند نہیں ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وَکَفٰی بِکَ اَدَبًا لِنَفْسِکَ تَرْکُکَ مَا کَرِهْتَهُ لِغَیْرِکَ [2]

تمہارے لئے اتنا ہی ادب کافی ہے کہ جس چیز کو دوسرے کے لئے اچھا نہیں سمجھتے خود بھی اسے چھوڑ دو

نیز فرمایا:

حُسْنُ الْاَدَبِ یَنُوْبُ عَنِ الْحَسَبِ [3]

بہترین ادب ہی حسب ہے جو بے ادب ہے اس کا کوئی حسب نہیں ہے۔

---

[1] و [2] و [3] بحار ج ۷۲ ص ۶۷ - ۶۸

اتہام سے خاندان کا تحفظ

کردار، چال چلن، نشست و برخاست اور دوسروں کے پاس آمد و رفت کو اسلام کے نقطۂ نگاہ سے کچھ اس طرح ہونا چاہیے کہ جس کی وجہ سے خاندان یا اس کے کسی آدمی پر اتہام نہ لگایا جا سکے۔

تہمت سے خاندان کی عزت برباد ہو جاتی ہے اور یہ دردِ سر و زحمت کا باعث ہوتی ہے اس سے زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔

ممکن ہے انسان کے سامنے کوئی پروگرام کام یا کوئی ایسا شخص آئے کہ جس سے سروکار میں خود اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہ ہو لیکن دوسرے کہ جن کو داستان کی حقیقت کی خبر نہیں ہے اور وہ غلط فیصلہ کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے ہیں وہ اسے محلہ والوں اور معاشرہ کے درمیان میں دوسری طرح پیش کریں گے، اور اس وقت ہمسایوں اور معاشرہ والوں کی نظر بدل جائے گی اور خاندان کی عزت و آبرو کو ناقابل تلافی نقصان پہونچے گا، اور اس سے افراد کا مستقبل متاثر ہوگا فرض کیجئے کہ ایک شخص ایک اقتصادی یا معاشرتی پروگرام میں شریک ہونا چاہتا ہے یا لڑکے کی شادی کرنا چاہتا ہے یا لڑکی کی شادی کرنا چاہتا ہے لیکن وہ تہمت جو غلط بھی تھی مگر خود انسان بے توجہی میں اس کا باعث ہوا تھا وہ اس پروگرام میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: میرے والد نے مجھے ہوشیار کیا:

يَا بُنَيَّ مَنْ يَصْحَبْ صَاحِبَ السَّوْءِ لَا يَسْلَمْ
وَمَنْ يَدْخُلْ مَدَاخِلَ السَّوْءِ يُتَّهَمْ
وَمَنْ لَا يَمْلِكْ لِسَانَهُ يَنْدَمْ (بحار، ج ۷۲، صفحہ ۹۰)

بیٹا! جو شخص برے دوست کے پاس بیٹھتا ہے وہ محفوظ

نہیں رہتا ہے اور جو غلط جگہوں پر بیٹھتا ہے اس پر تہمت لگتی ہے اور جو اپنی زبان پر قابو نہیں رکھتا ہے وہ شرمندہ ہوتا ہے

رسولؐ فرماتے ہیں

اَدْنَی النَّاسِ بِالتُّهْمَةِ مَنْ جَالَسَ اَهْلَ التُّهْمَةِ (بحار، ج ۷۲ ص ۹۰)

تہمت کا مستحق وہ شخص ہے جو متہم لوگوں کے ساتھ رہتا ہے

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں

مَنْ وَقَفَ نَفْسَهُ مَوْقِفَ التُّهْمَةِ فَلَا يَلُومَنَّ مَنْ اَسَاءَ الظَّنَّ بِهِ (بحار، ج ۷۲ ص ۹۰)

جو شخص تہمت کی جگہ بیٹھتا ہے تو اسے چاہیے کہ سوءظن رکھنے والوں کے بجائے خود کو ملامت کرے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

اِتَّقُوا مَوَاضِعَ الرِّيَبِ وَلَا يَقِفَنَّ اَحَدُكُمْ مَعَ اُمِّهِ فِي الطَّرِيقِ فَاِنَّهُ لَيْسَ كُلُّ اَحَدٍ يَعْرِفُهَا (بحار، ج ۷۲ ص ۹۰)

جن جگہوں پر تمہارے آنے جانے سے لوگ تمہارے بارے میں شک کرتے ہیں وہاں نہ جاؤ اور تم سے کوئی بھی اپنی والدہ کے ساتھ راستہ میں کھڑا نہ ہو کیونکہ سب کو یہ علم نہیں ہے کہ جس عورت کے ساتھ آپ کھڑے ہیں وہ آپ کی والدہ ہیں

ممکن ہے حقیقت سے بے خبر لوگ محلہ والوں کے درمیان یہ خبر اڑادیں کہ فلاں شخص ایک اجنبی عورت کے ساتھ مسکرا کر باتیں کر رہا تھا واضح ہے لوگ اس پر نگاہ رکھتے ہیں کہیں اس کی وجہ سے دوسروں کی ناموس پر ضرب نہ لگ جائے

مرد اور عورت اور بچوں پر واجب ہے کہ وہ تہمت کی جگہ جانے سے پرہیز کریں اور خود کو معرض توہین میں قرار نہ دیں کہ اس مسئلہ میں اسلام بہت سختی کرتا ہے

وفائے عہد

فقہی و شرعی احکام کے لحاظ سے عہد پورا کرنا واجب ہے اور عہد توڑنا حرام ہے مرد و عورت کا عقد ایک الٰہی عہد ہے کہ جس کو وفا کرنے کی دونوں کو کوشش کرنا چاہیئے، شوہر عورت سے عورت شوہر سے دونوں ایک دوسرے کے خاندان سے اور ہر ایک بچوں سے جو وعدہ کریں اگر اس کی انجام دہی میں کوئی شرعی عذر نہیں ہے تو وہ ایک قسم کا عہد ہے کہ جس کا پورا کرنا واجب اور اس سے روگردانی کرنا حرام ہے

قرآن مجید فرماتا ہے

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (اسراء/۳۴)

اپنے عہد کو پورا کرو کہ روز قیامت تم سے تمہارے عہد کے بارے میں باز پرس ہوگی،

امانتداری اور وفائے عہد مومن کی علامتوں میں ہیں "

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (مومنون/۸)

امام زین العابدینؑ دین کے دستورات کو تین چیزوں میں قرار دیتے ہیں

قَوْلُ الْحَقِّ وَالْحُكْمُ بِالْعَدْلِ وَالْوَفَاءُ بِالْعَهْدِ [1]

حق بات، عدالت کا حکم اور وفائے عہد

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں تینوں چیزوں کے بارے میں کوئی شخص دنیا و آخرت میں عذر نہیں کر سکتا

اَدَاءُ الْاَمَانَةِ اِلَى الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ وَالْوَفَاءُ بِالْعَهْدِ لِلْبَرِّ وَالْفَاجِرِ وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ بَرَّيْنِ كَانَا اَوْ فَاجِرَيْنِ [2]

اچھے برے لوگوں کی امانت ادا کرنا مومن و فاجر سے وفائے عہد، ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا خواہ وہ نیک ہوں یا بد

رسولؐ فرماتے ہیں

لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ

جو شخص عہد کو محترم نہیں سمجھتا ہے اور اسے پورا نہیں کرتا ہے وہ بے دین ہے

حضرت امام رضاؑ فرماتے ہیں

اِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ نَرَى مَا وَعَدْنَا عَلَيْنَا دَيْنًا كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ [3]

ہم ایسے اہل بیت ہیں کہ وعدہ کو دین و قرض سمجھتے ہیں جیسا کہ رسول بھی وعدہ کو دین و قرض ہی سمجھتے تھے

---

[1] و [2] بحار ج ۷۲ ص ۹۲ [3] ایضاً ص ۹۷

مشورہ

گھر کو استبداد اور انے کا مرکز نہیں ہونا چاہیئے کہ صرف ایک آدمی کا حکم چلے جو اس کا دل چاہے خاندان پر تھوپ دے، مشورہ کے بہت زیادہ فوائد ہیں اگر امور خانہ کے سلسلہ میں مرد و عورت آپس میں مشورہ کریں اور اپنے عقلمند بچوں سے بھی مشورہ لیں یا بزرگوں سے جو کہ زیادہ تجربہ کار ہیں، زمانہ کے نشیب و فراز کو دیکھے ہوئے ہیں ان سے مشورہ لیں تو اس سے زندگی کی بھلائی اور ممکن ہے کہ دنیا و آخرت کا فائدہ حاصل ہو جائے

مشورہ کے مسئلہ پر مصر رہیں خود عقل کل نہ بنیں اور دوسروں کی نظر میں بے وقعت نہ بنیں، دوسروں کی بات کو بھی رد نہ کریں خود کو دوسروں سے بڑا عالم نہ سمجھیں سارے گھر والوں کو مشورہ دینے کا موقع دیں کہ مشورہ کبھی مددگار اور سنگین خطرات سے نجات کا باعث ہوتا ہے

سورۂ آل عمران کی ۱۵۹ ویں اور سورہ شوریٰ کی ۳۶، ۳۷ اور ۳۸ ویں آیت میں مشورہ کرنے پر توجہ دلائی گئی ہے مشورہ کرنا درحقیقت قرآن مجید کی پیروی کرنا ہے یہ مشکلوں کو حل کرنے والا اور خطرات کو رد کرنے والا ہے

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

شَاوِرْ فِي أَمْرِكَ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ (بحار ج ۷۲ ص ۹۸)

زندگی کے مسائل میں خدا ترس لوگوں سے مشورہ کیا کرو

نیز فرمایا تین چیزیں کمر شکن ہیں

رَجُلٌ اِسْتَكْثَرَ عَمَلَهُ وَنَسِيَ ذُنُوبَهُ وَأُعْجِبَ بِرَأْيِهِ (بحار ج ۷۲ ص ۹۸)

اپنے عمل کو زیادہ سمجھنے والا اور اپنے گناہوں کو بھولنے والا
اور اپنی رائے پر عمل کرنے والا۔

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں

خَالَفَ بِنَفْسِہٖ مَنِ اسْتَغْنٰی بِرَاْیِہٖ (بحار، ج ۷۲، ص ۹۸ و ۹۹)

اپنی رائے سے مستغنی ہونے والا خطرات سے بچ جاتا ہے

جس سے مشورہ کیا جائے تو اسے چاہیے کہ مشورہ میں حق کی رعایت کرے اور مشورہ لینے والے بہترین مشورہ لیں مشورہ میں خیانت کرنا بہت بڑا گناہ ہے

حضرت علیؑ فرماتے ہیں

مَنْ غَشَّ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ مَشُوْرَۃٍ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ (بحار، ج ۷۲، ص ۹۸ و ۹۹)

جو شخص مسلمانوں کو مشورہ دینے میں خیانت کرے میں اس سے بری ہوں

تواضع

تواضع اخلاق، انسان اور اسلامی کیفیت ہے تواضع اور فروتنی خود شناسی اور اپنی حیثیت کے عرفان کا نتیجہ ہے جو انسان خود کو خدا کا بندہ سمجھتا ہے اور جن نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے انھیں خدا کی عطا سمجھتا ہے اور سب کو اپنے سے اچھا جانتا ہے اور خلق کو خدا کا بندہ تصور کرتا ہے اور اس وسیع و عریض کائنات میں خود کو معمولی چیز خیال کرتا ہے، خاکساری و فروتنی میں غرق رہتا ہے

جو مرد و عورت کو خدا کی مخلوق و کنیز تصور کرتا ہے اپنے بچوں کو خدا کا مملوک سمجھتا ہے اور خود کو ان کا خادم سمجھتا ہے بیوی بچوں کو اپنے پاس خدا

کی امانت سمجھتا ہے، ان کے ساتھ خاکساری سے پیش آتا ہے

عورت کو تکبر و غرور نہیں کرنا چاہیئے شوہر کے سامنے اپنے حسب و نسب اور اپنی خاندانی حیثیت بیان نہ کرے اپنے علم و دانش کو زیادہ تصور نہ کرے اور ڈگری کو حقیقی سرفرازی کا باعث نہ سمجھے اپنے شوہر اور اہل خانہ کے لئے خاکسار بنی رہے بچوں کو چاہیئے کہ وہ والدین کے ساتھ خضوع و خشوع سے پیش آئیں۔

تواضع سے عزت و شرف، بزرگی و کرامت ملتی ہے تواضع سے سربلندی و سرفرازی نصیب ہوتی ہے اس سے گھر میں رونق و خوشحالی رہتی ہے تواضع سے لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے خاندانی رشتہ کو محکم کرتی ہے

تکبر کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تکبر کو کوئی بھی یہاں تک کہ بیوی بچے بھی پسند نہیں کرتے ہیں وہ تکبر کو پسند نہیں کرتے ہیں لوگوں کی نظروں میں اس کی حیثیت نہیں رہتی ہے

حضرت امام حسن عسکریؑ فرماتے ہیں

وَمَنْ تَوَاضَعَ فِي الدُّنْيَا لِاَخٍ لَهُ فِي الدِّيْنِ فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَمِنْ شِيْعَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ حَقًّا (بحار ج ۷۴ ص ۱۱۷)

جو شخص اپنے برادر ایمان کے ساتھ تواضع سے پیش آتا ہے وہ خدا کے یہاں صدیقین اور علیؑ کے سچے شیعوں میں سے ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔

اِنَّ مِنَ التَّوَاضُعِ اَنْ يَرْضَى الرَّجُلُ بِالْمَجْلِسِ دُوْنَ الْمَجْلِسِ وَاَنْ يُسَلِّمَ عَلٰى مَنْ يَلْقٰى

وَاَنْ يَتْرُكَ الْمِرَاءَ وَاِنْ كَانَ مُحِقًّا
وَلَا يُحِبَّ اَنْ يُحْمَدَ عَلَى التَّقْوٰى (بحار ج ۷۴ ص ۱۱۹)

تواضع میں سے یہ بھی ہے کہ عام یا خاندانی مجلس میں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے اور جو شخص ملاقات کے لئے ہاتھ بڑھائے اسے سلام کرے اور بحث وجدال کو چھوڑ دے اگرچہ حق پر ہی کیوں نہ ہو اور انسان اس چیز کو پسند نہ کرتا ہو کہ لوگوں کے درمیان اس کے تقوے کی تعریف کیجائے

حضرت امیر المومنینؑ نے وقت وفات فرمایا

عَلَيْكَ بِالتَّوَاضُعِ فَاِنَّهُ مِنْ اَعْظَمِ الْعِبَادَةِ (بحار ج ۷۴ ص ۱۱۸ ح ۱۱۹)

تم فروتنی اختیار کرو بیشک یہ بہت بڑی عبادت ہے

چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام کرو

تمام مرد وعورت کو اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ چھوٹوں پر شفقت کرو اور بڑوں کا احترام کرو، گھر میں خدا، انبیاء، اور ائمہ کے احکام نافذ کرو تاکہ دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل ہو جائے، چھوٹوں پر غصہ کرنا ان پر چیخنا چلانا، انھیں اہمیت نہ دینا، ان سے محبت نہ کرنا، اس سے کئے ہوئے وعدہ کو وفا نہ کرنا، یہ سبھی گناہ ہیں۔

بزرگوں کی اہانت، انھیں غصہ کی نظر سے دیکھنا، ان کی باتوں پر کان نہ دھرنا، ان سے رنج وملال کا اظہار کرنا بھی گناہ ہے چھوٹے بھی ہمارے سبب دنیا میں آئے ہیں، چنانچہ ان کے بڑے بزرگ ان سے محبت وشفقت کریں ہم بزرگوں کا ماحصل ہے لہذا ان کا ہم پر بڑا حق ہے اور ان کا احترام کرنا واجب ہے

امیرالمومنینؑ نے وقت وفات فرمایا تھا

وَارْحَمْ مَنْ اَهْلِكَ الصَّغِيرَ، وَوَقِّرْ مِنْهُمُ الْكَبِيرَ (بحار ج ۷۲ ص ۱۳۶)

اپنے خاندان کے چھوٹے پر لطف کرو اور ان کے بڑے کا احترام کرو۔

رسولؐ فرماتے ہیں

بَجِّلُوا الْمَشَايِخَ فَاِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ تَبْجِيلَ الْمَشَايِخِ (بحار ج ۷۲ ص ۱۳۶)

بزرگوں کو بڑا سمجھو کہ بزرگوں کو بڑا سمجھنا خدا کو بڑا سمجھنا ہے

رسولؐ نے فرمایا

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا (بحار ج ۷۲ ص ۱۳۶)

جو شخص ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے

مہمانداری

بعض لوگ مہمانوں کے آنے اور ان کی خاطر تواضع اچھا نہیں سمجھتے ہیں ان سے بتا دینا چاہیئے کہ یہ سرد مہری اور سستی بخل کی علامت ہے مہمان نوازی انبیاء و ائمہؑ کا شیوہ اور اولیاء خدا و مردان راہ حق کی علامت ہے بخل اور سستی تمہیں بھی ہو تبع ہے خاندان کا مرد یا عورت یا بچوں کو مہمان کا خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ اولیاء کے اخلاق پر عمل خدا کی خوشنودی کا باعث، روزی میں اضافہ، خدا کی رحمت نازل ہونے اور اہل خانہ کی بلاؤں سے حفاظت کا باعث ہے

مہمان نوازی کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ علوم اسلامی میں بیان ہوا کہ مہمان اپنا رزق اپنے ساتھ لاتا ہے اور صاحب خانہ خود اپنے مہمانوں کا مہمان ہوتا ہے اس کی تشویق ممدوح اور اخلاق کی تقویت کا باعث اور اس کا سد باب اخلاق انسانی کے خلاف ہے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

اَلْمَکَارِمُ عَشَرٌ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَکُوْنَ
نَبِیْلًا فَلْتَکُنْ اَحَدُھَا اِقْرَاءَ الضَّیْفِ [1]

بزرگواری کے اصول دس خصلتیں ہیں اگر ہو سکے تو انھیں
اپنے اندر جمع کرو ان میں سے ایک مہمان نوازی ہے

امام جعفر صادقؑ مہمان کے آنے اور جانے کے بارے میں فرماتے ہیں

اِنَّھُمْ اِذَا دَخَلُوْا مَنْزِلَکَ دَخَلُوْا بِمَغْفِرَتِکَ
وَمَغْفِرَتٍ عِیَالَکَ وَاِذَا خَرَجُوْا مِنْ
مَنْزِلِکَ خَرَجُوْا بِذُنُوْبِکَ وَذُنُوْبِ عِیَالِکَ [2]

بیشک جب مہمان تمہارے گھر میں داخل ہوتا ہے تو وہ
تمہارے اور تمہارے اہل وعیال کے لئے خدا کی مغفرت
لاتا ہے اور جب گھر سے نکلتا ہے تو تمہارے اور تمہارے
عیال کے گناہ لے جاتا ہے۔

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں

اَشْبَعُ اَرْبَعٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَعْدِلُ عِتْقَ رَقَبَۃٍ
مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ [3]

چار مہمانوں کو شکم سیر کرنا اولاد اسمٰعیلؑ میں سے ایک
غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

---

[1] بحار ج ۷۲ ص ۴۵۸ [2] ایضاً ص ۴۷۹ ص ۴۶۵ [3] ایضاً

بنا بریں ، انصاف ، نرم خوئی ، خیر خواہی ، ادب ، موضع تہمت سے بچنا ، وعدہ وفا کرنا ، مشورہ ، تواضع ، چھوٹوں سے محبت اور بزرگوں کا احترام کرنا ، مہمان نوازی عظمت و کرامت کے اصول ہیں اور انھیں سے دنیا و آخرت کی سعادت نصیب ہوتی ہے

بدبختی کی وجوہ

ایک دوسرے سے ناراض ہونا ، منھ پھیر لینا ، پاکدامن پر تہمت لگانا اور افترا باندھنا لفظی بحث کرنا ، ایک دوسرے کے عیوب کی تلاش میں رہنا ، غیبت سخن چینی کرنا مکر و حیلہ ، کسی کا مذاق اڑانا ، فضول خرچی ، تکبر ، حسد ، بخل ، حسد اس معصیت میں کسی کی پیروی کرنا ، اپنا بار دوسروں پر ڈالنا ، کینہ و دشمنی ، کہ دونوں کے بارے میں قرآن مجید میں چند آیات اور روایات میں مستقل باب موجود ہے ان چیزوں سے خاندان کو محفوظ رہنا چاہیے کیونکہ ان میں سے ہر ایک گناہ ہے اور بعض تو بڑے گناہ ہیں اور قیامت میں ان کی وجہ سے عذاب ہوگا ، اور خاندان کی جڑ کے لیے تیشہ ہیں ان سے شقاوت اور تیرہ بختی آتی ہے

قرآن کے بعد ان مسائل کی تفصیل اصول کافی ج ۲ ۔ وسائل الشیعہ ج ۱۱ شافی ۔ محجۃ البیضاء ، نراقی کی جامع السعادات اور اخلاق کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے ۔

﴿... وما من شیء ابغض الی اللّٰه عزوجل من الطلاق﴾

« وسائل، ج ۲۲، ص ۷ »

۳۰

طلاق اور میراث

وما من شئ ابغض الی اللہ عزوجل من الطلاق

(وسائل ج ۲۲ ص ۷)

طلاق اور میراث

طلاق

بجائے خود طلاق اچھی بات نہیں ہے بری چیز ہے اس سے انبیاء اور ائمہ نے نفرت کی ہے لیکن شرعی علت کے تحت ہو اور عرف اہل شرع اسے قبول کرے تو ٹھیک ہے اور اگر مرد یا عورت کی خواہش نفس کی بناء پر ہو تو خلاف حق، خلاف انسانیت، احکام شرع سے کھلواڑ یا ظرفین میں سے کسی ایک شخصیت یا دونوں کی شخصیت سے کھیلنا ہے پہلے میں باب طلاق میں اہم ترین روایات کی طرف اشارہ کرتا ہوں اس کے بعد قرآن مجید کی آیات کی تحقیق اور پھر مسئلہ طلاق کے شرائط کو قرآن کے لحاظ سے بیان کروں گا، حکیم بزرگ حاجی سبزواری شرح مثنوی میں معصوم سے روایت کرتے ہیں

مَا خَلَقَ اللّٰہُ شَیْئًا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَحَبَّ
مِنَ الْعِتَاقِ وَلَا خَلَقَ شَیْئًا عَلٰی وَجْہِ
الْاَرْضِ اَبْغَضَ مِنَ الطَّلَاقِ (شرح مثنوی ص۱۴۲)

خدا نے روئے زمین پر غلام آزاد کرنے سے زیادہ
محبوب کوئی چیز پیدا نہیں کی ہے اور روئے زمین پر
طلاق سے زیادہ مبغوض پیدا نہیں کی ہے۔

رسولؐ نے فرمایا

مَا اَحَلَّ اللّٰہُ شَیْئًا اَبْغَضَ اِلَیْہِ مِنَ الطَّلَاقِ [1]

خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں میں کوئی بھی طلاق سے زیادہ مبغوض نہیں ہے۔

رسولؐ نے فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الذَّوَّاقِیْنَ وَلَا الذَّوَّاقَاتِ [2]

بیشک خدا ان مرد و عورت کو دوست نہیں رکھتا ہے جو کہ ایک دوسرے کو کھلونہ بنا لیتے ہیں اور طلاق کے چکر میں رہتے ہیں

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُبْغِضُ کُلَّ مِطْلَاقٍ ذَوَّاقٍ [3]

بیشک خدا ہر طلاق دینے والے کو دشمن رکھتا ہے جو کہ عورت کو یا عورت اسے کھلونہ بنا لیتی ہے

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُحِبُّ الْبَیْتَ الَّذِیْ فِیْہِ الْعُرْسُ وَیُبْغِضُ الْبَیْتَ الَّذِیْ فِیْہِ الطَّلَاقُ [4]

خداوند عالم اس گھر کو دوست رکھتا ہے جس میں شادی ہوتی ہے اور اس گھر کو دشمن رکھتا ہے جس میں طلاق ہوتی ہے۔

---

[1] وسائل ج ۱۵ ص ۲۸۰ [2] میزان الحکمت ج ۵ ص ۵۴۶ [3] وسائل باب آل البیت ج ۲۲ [4] وسائل ج ۲۲ ص

رسولؐ نے ایک شخص سے فرمایا
تمہاری بیوی نے کیا کیا؟ اس نے کہا میں نے اسے طلاق دیدی فرمایا،
بلا سبب اس میں کسی برائی کے بغیر؟ عرض کی ہاں بلا وجہ
اس شخص نے دوسری شادی کرلی۔ رسولؐ نے اسے دیکھا تو فرمایا۔ شادی
کرلی عرض کی جی ہاں فرمایا اب تمہاری بیوی کیا کرتی ہے کہا اسے طلاق دیدی
فرمایا اس میں کوئی برائی دیکھے بغیر عرض کی جی ہاں۔
اس شخص نے دوبارہ شادی کرلی، رسولؐ اس کے پاس سے گذرے فرمایا
شادی کرلی، عرض کی جی ہاں فرمایا اب کیا کرتی ہے عرض کی اسے طلاق دیدی
اس میں کوئی برائی دیکھے بغیر عرض کی جی ہاں
آنحضرتؐ نے فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُبْغِضُ اَوْ یَلْعَنُ کُلَّ ذَوَّاقٍ
مِنَ الرِّجَالِ وَکُلَّ ذَوَّاقَۃٍ مِنَ النِّسَاءِ (اوکما ج ۲ ص)

خداوند عالم اس شخص کو دشمن سمجھتا ہے یا اس پر لعنت
کرتا ہے جو اپنی بیوی کو کھلونہ بنالیتا ہے اسی طرح اس عورت
کو بھی جو اپنے شوہر کو کھلونہ بنالیتی ہے

مرد کا عورت کو زیادہ طلاق دینا اور عورت کا مرد سے زیادہ طلاق لینا انسان و
انسانیت سے کھلواڑ کرنا ہے۔

طلاق کے مقدمات

اگر مرد کی طرف سے ایسی کوئی حرکت دیکھنے میں آئے کہ جس سے عورت کا
اس کے ساتھ رہنا موزوں نہ ہو یا عورت میں کوئی ایسی چیز ہو کہ جس سے اس
کے ساتھ زندگی گذارنا مرد کے لئے مشکل ہو اور اس چیز کو برطرف کرنا بھی ممکن

نہ ہو اور طلاق کے لیے زمین ہموار ہو تو طلاق شرع کا حکم اور بلا مانع ہے اس سلسلہ میں مرد و عورت اور دونوں کے خاندان والوں کو چاہیئے کہ مسئلہ کو پیچیدہ نہ کریں اور مرد یا عورت یا ایک دوسرے کے خاندان کے بارے میں نارواباتیں نہ کہیں

اگر بیوی سے شوہر کے اختلافات کی کوئی شرعی علت ہو اور اس کی وجہ سے دوسرے یا دہ دونوں غیبت، تہمت، توہین، تحقیر، سرزنش اور استہزاء ایسے گناہ میں مبتلا ہو جائیں کہ ایسے گناہوں سے زن و شوہر اور ان کے خاندان والوں کے درمیان دشمنی بڑھتی ہے اور روز قیامت کے عذاب کا باعث ہے

افسوس کہ جیسے ہی طلاق کے اسباب فراہم ہوتے ہیں تو طرفین کی طرف سے غیبت، تہمت، اور کینہ توزیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دونوں کے خاندان میں سے اکثر افراد ان گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں ایک وقت کی بیوی زندگی بھر بیوی نہیں ہے مرد کے لیے اس کا برداشت کرنا بہت مشکل ہے۔ یا ایسا مرد ہے کہ جس نے عقد کے ضمن کچھ شرطوں پر دستخط کیئے اور اگر وہ شرائط پورے نہ ہوں تو عورت کو طلاق لینے کا حق ہے یا اس کے بالعکس اس وقت آرام و سکون کے ساتھ معصیت میں آلودہ ہوئے بغیر طلاق ہو جائے اس میں لڑائی جھگڑے اور جنگ و جدال کی اور خدا کی معصیت، دونوں خاندانوں کی آبرو ریزی کی ضرورت نہیں ہے

میں یہاں ان دو بڑے گناہوں کی طرف اشارہ کرنے پر مجبور ہوں کہ جن میں طلاق کی ابتداء میں دونوں خاندان مبتلا ہو جاتے ہیں ہو سکتا ہے کہ خدا ان حقائق پر توجہ سے معصیت نہ کریں

غیبت

قرآن مجید فرماتا ہے

لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ

اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِہْتُمُوْہُ [1]

تم ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے یقیناً تم اس کو پسند نہیں کرو گے،

رسول ؐ فرماتے ہیں

اَلْغِیْبَۃُ اَسْرَعُ فِیْ دِیْنِ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ مِنَ الْاَکْلَۃِ فِیْ جَوْفِہٖ [2]

غیبت آدمی کے دین کو پیٹ میں لقمہ ہضم ہونے سے جلد برباد کر دیتی ہے

نیز فرمایا

اِیَّاکُمْ وَالْغِیْبَۃَ فَاِنَّ الْغِیْبَۃَ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا [3]

غیبت سے بچو! بیشک غیبت زنا سے بدتر ہے

رسول ؐ کا ارشاد ہے

مَرَرْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی قَوْمٍ یَخْمِشُوْنَ وُجُوْھَھُمْ بِاَظَافِیْرِھِمْ فَقُلْتُ یَا جِبْرَئِیْلُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ قَالَ ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَغْتَابُوْنَ النَّاسَ [4]

شب معراج میں ایک قوم کے پاس سے گذرا جو اپنے ناخن سے اپنے رخساروں کو نوچ رہی تھی میں نے جبرئیل سے معلوم کیا یہ کون ہیں کہا۔ یہ لوگوں کی غیبت کیا کرتے تھے

---

[1] حجرات/ ۲۲ [2] و سائل ۱۲/ ۱۵۲ [3] بحار ۷۵/ ۲۲۲ [4] میزان الحکمت ۷/ ۲۳۲ و ۲۳۳

نیز فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ الْغِیْبَۃَ کَمَا حَرَّمَ الْمَالَ وَالدَّمَ [1]

بیشک خدا نے مسلمان کی غیبت کو اسی طرح حرام کیا ہے جس طرح اس کے مال کو ضرر پہونچانے اور اس کے خون کو حرام کیا ہے۔

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں

اَلْغِیْبَۃُ آیَۃُ الْمُنَافِقِ [2]

غیبت منافق کی علامت ہے۔

نیز فرمایا

مِنْ اَتْبَعِ اللُّؤْمِ غِیْبَۃُ الْاَخْیَارِ [3]

اچھے لوگوں کی غیبت کرنا بدترین خصلت ہے

امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں

مَلْعُوْنٌ مَنِ اغْتَابَ اَخَاہُ [4]

ملعون ہے وہ شخص جو اپنے برادر ایمانی کی غیبت کرتا ہے۔

ایک شخص کو غیبت کرتے ہوئے دیکھ کر حضرت سید الشہداؑ نے فرمایا

یَا ھٰذَا کُفَّ عَنِ الْغِیْبَۃِ فَاِنَّھَا اِدَامُ کِلَابِ النَّارِ [5]

اے شخص غیبت سے باز آجاؤ بیشک غیبت جہنم کے کتوں کی غذا ہے

بیشک شہوت پرست، بدعتی، ظالم و جابر بادشاہ اور کھلم کھلا بدکاری کرنے والے کی غیبت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

---

[1] میزان الحکمت ج ۷/ ۲۳۲ و ۲۳۳ [2] ایضاً [3] ایضاً [4] بحار ۷۸/ ۳۳۷ [5] بحار ۷۱/ ۱۱۷

حضرت امیرالمومنینؑ نے غیبت سننے والے کے گناہ کے بارے میں فرمایا۔

اَلسَّامِعُ لِلْغِیْبَۃِ کَمُغْتَابٍ

غیبت سننے والا غیبت کرنے والے کے مانند ہے

غیبت کو رد کرنے اور اسے نہ سننے اور اپنے دینی بہن بھائیوں کی آبرو کی حفاظت کرنے کے سلسلہ میں رسول سے ایک روایت نقل ہوئی ہے

مَنْ ذَبَّ عَنْ عِرْضِ اَخِیْہِ بِالْغِیْبَۃِ
کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُعْتِقَہٗ مِنَ النَّارِ

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی غیبت نہ سن کر اس کی آبرو کو بچاتا ہے خداوند عالم کے لئے ضروری ہے کہ اسے جہنم سے آزاد کرے

بنابریں مسئلہ طلاق میں صرف طلاق ہونی چاہیئے، ناحق بات اور عدل کے خلاف بات کہنا بہت بڑا گناہ اور دوسروں کے لئے جہنم جانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

تہمت وافتراء

کبھی طلاق کی توجیہ کے لئے شوہر زوجہ پر تہمت لگا دیتا ہے اور اس کی پاکدامنی کو داغدار کر دیتا ہے، بیوی شوہر پر الزام لگا دیتی ہے کبھی مرد کا خاندان عورت اور اس کے خاندان پر اور عورت کا خاندان مرد اور اس کے خاندان پر تہمت لگاتا ہے یہ بدترین کام ہے اور روز قیامت میں اس کا بہت سخت عذاب ہے۔

امام صادقؑ حکیم سے نقل کرتے ہیں

اَلْبُھْتَانُ عَلَی الْبَرِیْءِ اَثْقَلُ مِنَ الْجِبَالِ الرَّاسِیَاتِ

پاکدامن پر تہمت لگانا فلک بوس پہاڑوں سے بھی زیادہ سنگین ہے

حضرت امام رضاؑ نے اپنے آباؑ کے ذریعہ رسولؐ سے روایت کی ہے

مَنْ بَهَتَ مُؤْمِنًا اَوْ مُؤْمِنَةً اَوْ قَالَ فِيْهِ اَقَامَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى تَلٍّ مِنْ نَارٍ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ فِيْهِ (وسائل ج ۱۲/ ۲۸۸)

جو شخص کسی مومن مرد یا مومنہ عورت پر تہمت لگاتا ہے یا اس کی طرف ایسی چیز کی نسبت دے جو اس میں نہیں ہے خداوند عالم روز قیامت اسے آگ کے پہاڑ پر کھڑے کرے گا یہاں تک کہ اسے ثابت کرے جو اس نے پاکدامن کے بارے میں کہا تھا

ایک سبق

ایک شخص سے لوگوں نے معلوم کیا کہ تم اپنی زوجہ کو کیوں طلاق دینا چاہتے ہو؟ اس نے کہا بیوی کی غیبت حرام ہے طلاق کے بعد اس عورت نے دوسرا شوہر کر لیا تو پھر لوگوں نے پہلے شوہر سے معلوم کیا کہ کیوں طلاق دی تھی تو اس نے کہا دوسرے کی زوجہ کی غیبت حرام ہے۔

طلاق قرآن کی نظر میں

اگر مرد و عورت دوسروں کی دخل اندازی کے بغیر اپنا مسئلہ خود ہی حل کر لیں اور جدائی کی علت کو ختم کر دیں تو بہت اچھا لیکن اگر اپنا مسئلہ خود نہ حل کر سکیں تو ایک باوقار، باحوصلہ اور دیندار مرد کی طرف سے اور ایسا ہی ایک مرد عورت

کی طرف سے ہو وہ دونوں آپس میں تبادلۂ خیال کرلیں ہو سکتا ہے طلاق نہ ہو

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا
مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ
اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا (نساء/۳۵)

اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ میاں بیوی کے درمیان شدید اختلاف و نزاع ہو جائیگی تو مرد و عورت کے خاندان میں سے ایک کا انتخاب کریں اگر وہ اصلاح چاہتے ہیں تو خدا ان کی اصلاح کردے گا بیشک خدا ہر چیز کا جاننے والا اور ہر چیز سے آگاہ ہے۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ
اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ
تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ
يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ
اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا
فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ
فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (بقرہ/۲۲۹)

طلاق دو ہی مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو شریعت کے مطابق روک ہی لینا چاہئے یا حسن سلوک کے ذریعہ رخصت کر دینا چاہیے لیکن تمہیں یہ حق نہیں ہے کہ جو کچھ تم اسے دے چکے ہو اسے پھر واپس لو مگر دونوں کو یہ خوف

ہو کہ خدا کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے اگر خدا کی حدود پر قرار رکھنے کے بارے میں ڈرتے ہیں تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ اگر عورت طلاق کے عوض اپنا مہر معاف کر دے یہ خدا کی حدود ہیں ان سے آگے نہیں بڑھنا چاہیئے جو بھی ان سے آگے بڑھے گا وہ ظالم ہے

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (بقرہ/۲۳۱)

جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنا وعدہ پورا کر چکیں تو حسن سلوک کے ساتھ انھیں روکے رکھو یا خوش اسلوبی کے ساتھ انھیں جانے دو، انھیں نقصان پہونچانے کی غرض سے انھیں روکو اور جو ایسا کرے گا وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا اور خدا کی آیتوں کا مذاق نہ اڑاؤ اور خدا نے جو نعمتیں تمہیں دی ہیں اور جو کتاب و حکمت میں سے تم پر نازل کیا ہے اس کے ذریعہ تمہیں نصیحت کرتا ہے اللہ سے ڈرو اور یہ جان لو کہ اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ خدا نے مسئلہ طلاق کے ساتھ انسان کو نعمتوں، قرآن حکمت اور اپنے بے پناہ علم کی طرف متوجہ کیا ہے تاکہ اس مسئلہ میں بھرپور طریقہ سے انصاف سے کام لیں یہ بات مسلم ہے کہ اگر ہر خاندان خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھے، اخلاق حسنہ سے آراستہ ہو، نیک عمل بجالائے تو پھر ان کے درمیان مسئلہ طلاق اٹھے گا ہی نہیں۔ اور زن و شوہر صلح و صفا، کے ساتھ تاحیات سالمیت آمیز زندگی بسر کریں گے اور ان کی اس صلح و صفا کی زندگی سے بہرہ مند ہوں گے۔

پژمردگی، سستی، کاہلی، نشہ، ترک تعلیم اور ملت اسلامیہ کے بہت سے بچوں کا خراب و برباد ہونے کا اصلی سبب ان کے والدین کا اختلاف اور اس کے نتیجہ میں ہونے والی طلاق ہے مرد کو چاہیئے کہ وہ ظلم نہ کرے عورت کے حقوق کو ادا کرے، اپنا عہد وفا کریں، اہل و عیال کے معاملہ میں اسلامی و انسانی قواعد پر عمل کریں اسی طرح عورت کو بھی شوہر، بچوں اور امور خانہ داری کے حقوق کو پورا کرنا چاہیئے تاکہ خدا کی مبغوض، خوفناک، درندہ اور خانماں سوز طلاق کا مسئلہ نہ اٹھے کہ طلاق کے مسئلہ میں جس کی بھی کوتاہی ہوگی روز قیامت اسی سے باز پرس ہوگی۔

ایسا کام کریں کہ جس سے طلاق کی شرح گھٹ جائے ایک دوسرے پر ظلم و ستم نہ کریں تاکہ طلاق کی نوبت نہ آئے، ملک کی عدالتوں کو چاہیئے کہ وہ اخلاق اور طلاق کے منفور ہونے کے موضوع پر ایک کتابچہ لکھیں اور طلاق کے سلسلہ میں رجوع کرنے والوں کو دیا جائے تاکہ وہ اس کے مطالعہ کے بعد رجوع کریں ہو سکتا ہے کہ وہ رجوع نہ کریں زندگی کا نہج بدل جائے اور خراب عادت والے مرد و عورت معاشرہ میں داخل نہ ہوں کہ ضعیف الایمان لوگوں کے ذریعہ فساد پھیلے گا اور گمراہ و آلودہ لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔

زندگی کا خاتمہ

زندگی کے پرجوش و خروش جادہ معرکۂ حیات، تگ و دو کرنے کے میدان اور آرزوں کا خاتمہ موت اور انسان کا اس دنیا سے جہان آخرت میں منتقل ہونا۔۔ زندگی و عقائد و اعمال اور اخلاق کے محصول کو دیکھنا ہے قرآن مجید کہتا ہے کہ مرد و عورت تا حیات، عاقبت، خاتمہ اور آخرت کے بارے میں غور کریں اور یہ دیکھیں کہ انھوں نے کیا زاد راہ فراہم کیا ہے۔

وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (حشر/۱۸)

اور ہر انسان کو اچھی طرح غور کرنا چاہیئے کہ اس نے اپنے مستقبل کے لئے کیا بھیجا ہے۔

زندگی کے خاتمہ سے پہلے ایک بہت اہم مسئلہ ہے اور وہ ہے اپنے بعد ثلث مال کے بارے میں وصیت شرعی کرے تاکہ مرنے کے بعد اسے خدا کا لطف و کرم نصیب ہو اور مومن دسی پر لازم ہے کہ ۱/۳ کو مال سے جدا کرے اور وصیت نامہ جن مصارف کا ذکر ہے ان میں خرچ کرے

وصیت ایک قانون ہے جس پر تمام انبیاء، اولیاء اور ائمہ نے توجہ رکھی ہے اور ان میں سے کوئی بھی وصیت کے بغیر دنیا سے نہیں اٹھا۔

وصیت کا حکم قرآن مجید کے سورۂ بقرہ کی آیہ ۱۸۰ میں اور رسولؐ و ائمہ معصومین کی حدیث میں بیان ہوا ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ

رسولؐ فرماتے ہیں۔

اَلْوَصِيَّةُ حَقٌّ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ [1]

وصیت ہر مسلمان کا فریضہ ہے"۔

---

[1] میزان الحکمت ج ۱۰ ص ۴۹۲ و ص ۴۹۵

نیز فرمایا

مَا يَنْبَغِي لِامْرِئٍ مُسْلِمٍ اَنْ يَبِيْتَ لَيْلَةً
اِلَّا وَوَصِيَّتُهُ تَحْتَ رَاْسِهٖ [1]

کسی مسلمان کے لئے سزاوار نہیں ہے وہ رات کو سوئے اور اس کا وصیت نامہ اس کے سر کے نیچے نہ ہو۔

نیز فرمایا

مَنْ مَاتَ عَلٰى وَصِيَّةٍ مَاتَ عَلٰى سَبِيْلٍ
وَسُنَّةٍ وَمَاتَ عَلٰى تُقًى وَشَهَادَةٍ ، وَ
مَاتَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ [2]

جو شخص وصیت کر کے مرتا ہے وہ سنت پر مرتا ہے اس کی موت تقوے، شہادت اور مغفرت پر ہوتی ہے۔

کتنا اچھا ہو کہ اس عجیب و غریب زمانہ میں کہ جس میں وصیت پر بہت کم عمل ہوتا ہے۔ اور قوانین وصی کے ہاتھ، پاؤں کی زنجیر بن جاتے ہیں اور وارثوں کو پریشان کر دیتا ہے۔

انسان خود ہی اپنا وصی ہو اور جس پر وہ اپنے مرنے کے بعد عمل درآمد دیکھنا چاہتا ہے اسے خود انجام دے

اب آپ زندہ ہیں اگر آپ کے پاس مال و دولت ہے کار خیر، تو لڑکے لڑکیوں کی شادی پر خرچ کریں، یتیموں پر خرچ کریں، مدرسے و مساجد تعمیر کرائیں ناداروں کے مکان بنوائیں اور مرنے کے بعد اس کا فائدہ اٹھائیں

حضرت علیؑ فرماتے ہیں

يَا بْنَ آدَمَ كُنْ وَصِيَّ نَفْسِكَ فِيْ مَالِكَ
وَاعْمَلْ فِيْهِ مَا تُؤْثِرُ اَنْ يُّعْمَلَ فِيْهِ مِنْ
بَعْدِكَ [3]

---

[1] میزان الحکمت ۱۰/۴۹۴ و ۴۹۵ [2] ایضاً [3] نہج البلاغہ حکمت ۲۵۴/

فرزند آدم اپنے مال کا اپنا وصی تو خود بن جا اور اپنے مال کو
جس چیز میں اپنے مرنے کے بعد خرچ کرنا چاہتے ہو اس
میں آج ہی خرچ کر دو۔

برگ عیشی بہ گور خویش فرست کہ پسی نیاید ز پس تو پیش فرست

بہر حال جو مال تم اپنے بعد چھوڑنا چاہتے ہو کوشش کرو کہ وہ حلال ہو کیونکہ حرام کی میراث نہیں ہوتی ہے اور اس میں سے اپنے بعد ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت نہ کرو کہ نافذ نہیں ہوگی اور دو ثلث کی تقسیم کے بارے میں یہ وصیت کرو کہ قرآن مجید کی آیات کے مطابق تقسیم ہو تاکہ وارثوں پر ظلم نہ ہو۔

وصی اور وارثوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اس وصیت نامہ کے مطابق عمل کریں جو قرآن کی آیات کے موافق لکھا گیا ہے کہ اس پر عمل کرنا عبادت اور میت کو عمیل کرنے والوں کے لئے باعث اجر عظیم ہے

وارثوں پر واجب ہے کہ میراث تقسیم کرنے سے پہلے قرض، خمس، عورت کا مہر، اور اگر حج نہ کیا ہو حج کا پیسہ نکال دیں گے کیونکہ جس مال میں خدا اور بندوں کے حقوق ہوتے ہیں وارثوں کا اس سے فائدہ اٹھانا حرام ہے اور سبب عقاب ہے،

میت کی عورت، ماں، باپ، بیٹے اور بیٹی کے درمیان کتاب خدا کے مطابق میراث تقسیم ہونی چاہیئے اگر اس کے مطابق عمل نہیں ہوگا تو حدود خدا سے تجاوز اور باعث عقاب ہوگا۔

میراث کی تقسیم کے لئے توضیح المسائل یا فقہ کے ماہر عالم سے رجوع کریں تاکہ قانون خدا کے مطابق میراث تقسیم ہو جائے اور میت کی روح تمہارے عمل سے شاد ہو جائے

پس ماندگان کو توجہ رکھنا چاہیئے کہ مرنے والے نے اپنی زندگی میں

تمہارے لئے رات دن زحمتیں اٹھائی ہیں رنج و مشقت برداشت کی ہے اور اکثر اس سلسلہ میں گناہ کا مرتکب بھی ہوا ہے لہذا اسے فراموش نہ کریں اس کے لئے نماز پڑھو، روزہ رکھو، صدقہ دو، اور دوسرے کار خیر انجام دو مختصر یہ کہ اس کی مغفرت اور روح کی تسکین کے لئے جو بھی ہو سکے انجام دو، خاص طور سے جمعہ، رمضان، رجب، اور شعبان کی شبوں میں اس کے لئے دعائے مغفرت کرو تاکہ تمہارے مرنے کے بعد تمہارے بچے تمہارے لئے ایسا ہی کریں، کبھی کبھی ان کی قبر پر جایا کرو کہ خداوند عالم ان کی روح کو تم سے انس کی اجازت دیتا ہے اور وہ عالم برزخ میں تمہارے لئے دعا کریں۔

میرا ایک دوست کہتا تھا میرا ایک دوست ہے جب اسے کوئی مشکل پیش آتی ہے وہ فوراً تہران سے قم آتا ہے اور گھنٹہ بھر اپنے والدین کی قبر کے کنارے بیٹھتا ہے ان کے لئے فاتحہ پڑھتا ہے، دعا کرتا ہے، صدقہ دیتا ہے اور ان سے گذارش کرتا ہے کہ اس کے لئے دعائیں کریں اور پھر تہران چلا جاتا ہے اس کا تجربہ ہے کہ اس کے ماں، باپ کی دعائیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں یہاں تک کہ عزرائیل تک اس کی مشکل حل ہو جاتی ہے

یہ صحیح نہیں ہے کہ جس باپ، ماں نے بچوں کی زندگی اور کامیابی کے لئے جان کھپائی ہے انھیں مرنے کے بعد یاد نہ کیا جائے اور ان کی مغفرت کے لئے کوئی کام نہ کیا جائے"

بعون اللہ تعالیٰ ترجمہ
۱۹ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ کو تمام ہوا۔
نثار احمد

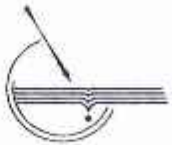

انصاریان پبلیکشنز قم

ANSARIYAN
PUBLICATIONS QUM

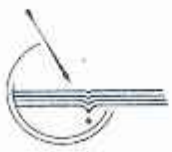
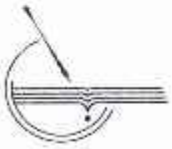
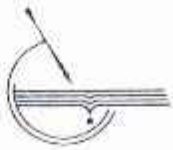

مؤسسة انصاریان قم

انتشارات انصاریان قم

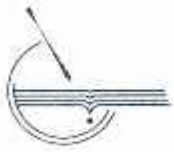
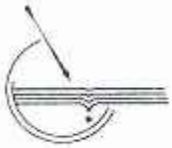
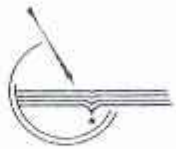

انصاریان پبلیکشنز قم

ANSARIYAN
PUBLICATIONS QUM

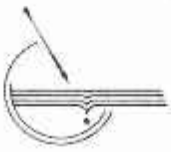
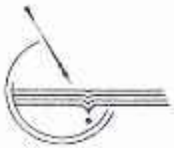

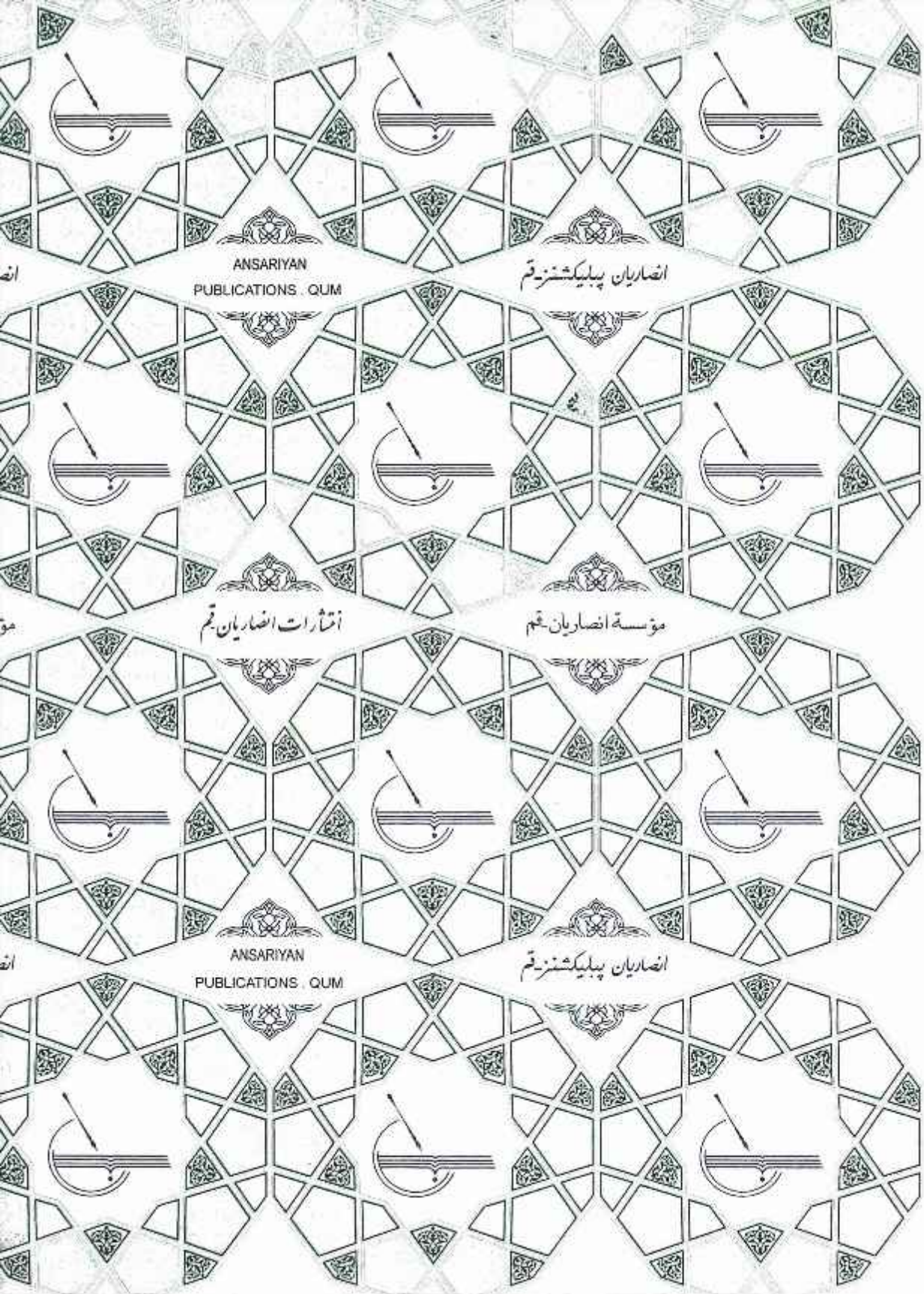
ANSARIYAN
PUBLICATIONS . QUM
انصاریان پبلیکشنز-قم
مؤسسة انصاریان-قم
انتشارات انصاریان-قم
ANSARIYAN
PUBLICATIONS . QUM
انصاریان پبلیکشنز-قم

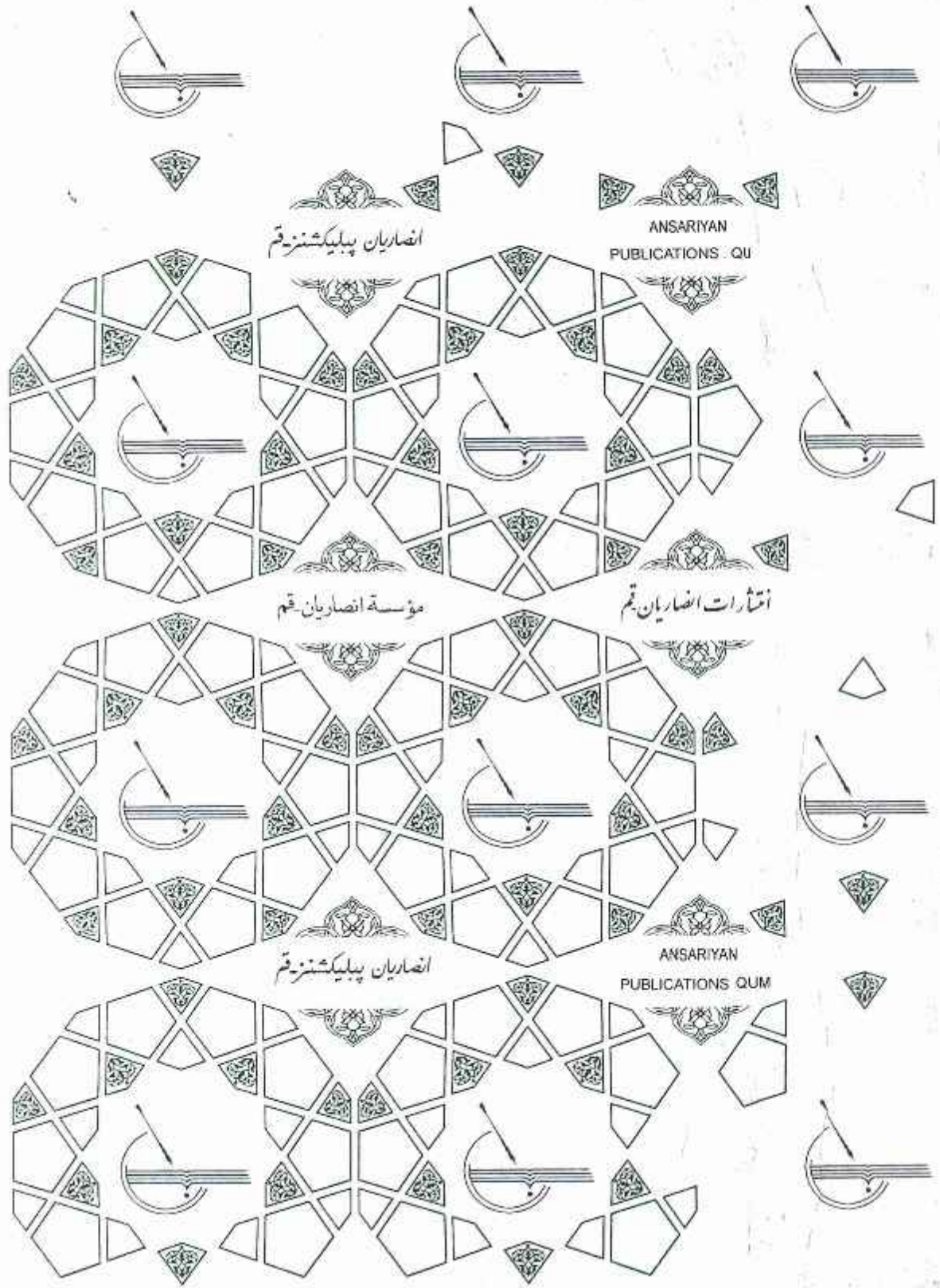
انصاریان پبلیکشنز قم
ANSARIYAN
PUBLICATIONS QU
مؤسسة انصاریان قم
انتشارات انصاریان قم
انصاریان پبلیکشنز قم
ANSARIYAN
PUBLICATIONS QUM

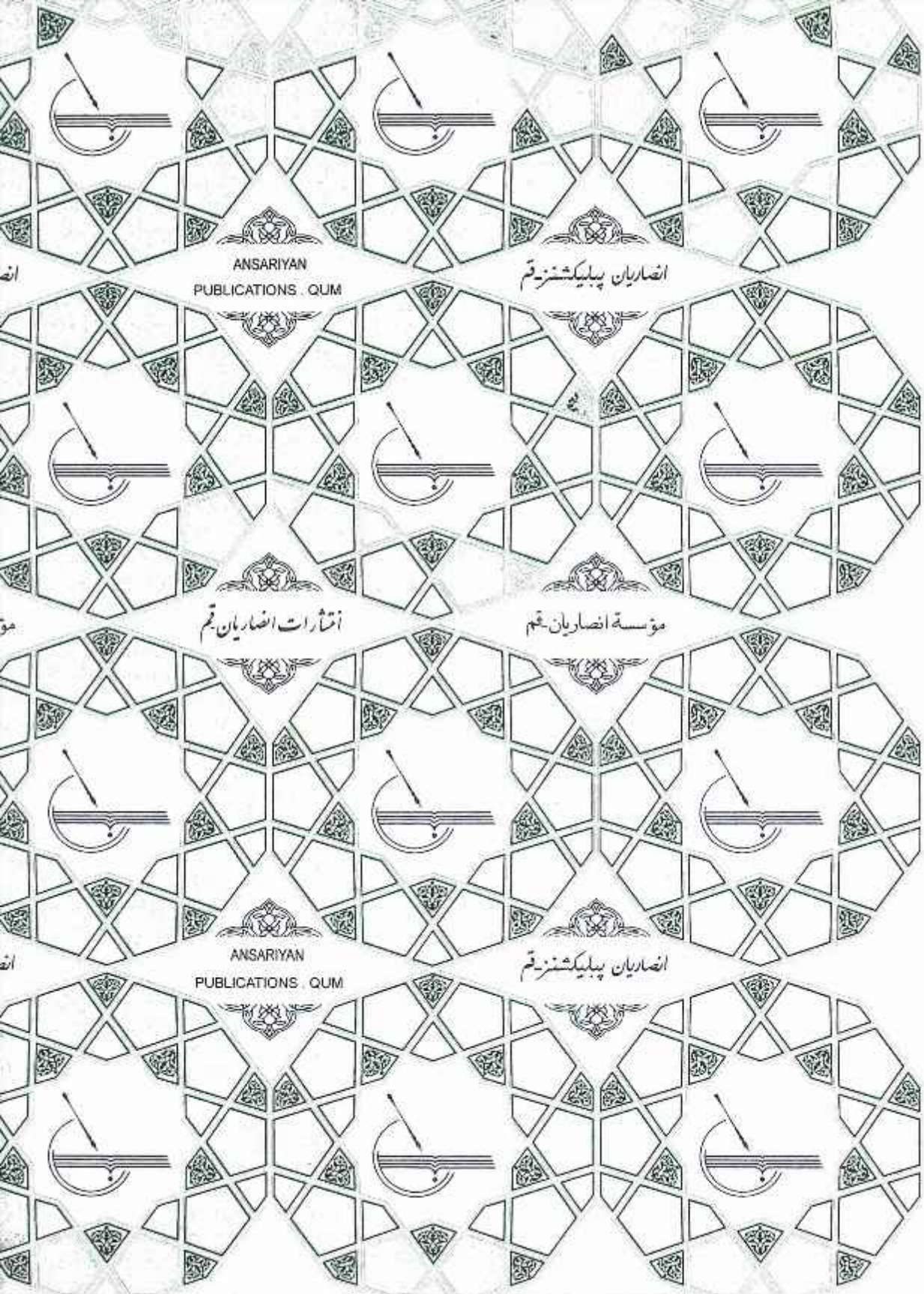
ANSARIYAN
PUBLICATIONS . QUM
انصاریان پبلیکشنز-قم
مؤسسة انصاریان-قم
انتشارات انصاریان-قم
ANSARIYAN
PUBLICATIONS . QUM
انصاریان پبلیکشنز-قم

نظام مهنا نواده

و

الاسلام